دنیا میں احترام کے قابل ہیں جتنے لوگ
میں سب کو مانتا ہوں مگر مصطفےٰ ﷺ کے بعد
بسم اللہ الرحمن الرحیم
نامِ محمد ﷺ کے میں قربان
تصنیف و تالیف
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن، لاہور
ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

محمد رسول اللہ

نام محمد ﷺ کے میں قربان

دنیا میں احترام کے قابل ہیں جتنے لوگ
میں سب کو مانتا ہوں مگر مصطفیٰ ﷺ کے بعد

تصنیف لطیف
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دارالعلوم حزب الاحناف
شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن، لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب	....	نامِ محمد ﷺ کے میں قرباں
مؤلف	....	الحافظ القاری مفتی غلام حسن قادری مفتی دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور
پروف ریڈنگ	....	مولانا قاری محمد اصغر نورانی
صفحات	....	720
تعداد	....	600
کمپوزنگ	....	عبدالسلام، قمرالزمان
اشاعت	....	اکتوبر 2012ء
ناشر	....	محمد اکبر قادری
قیمت	....	500 روپے

انتساب

امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں جتنے خوش نصیب بھی

محمد نام کے ہوئے ہیں یا آئندہ تا قیامت ہوں گے

ان سب کے نام اس عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے کہ

محمد نہ ہوتے جہاں بھی نہ ہوتا — زمیں بھی نہ ہوتی زماں بھی نہ ہوتا

نہ لوح و قلم اور کرسی ہی ہوتی ہے — یہ دنیا اور اس کا نشاں بھی نہ ہوتا

نہ حوریں نہ غلماں نہ چاند اور تارے — کسی شیء کا نام و نشاں بھی نہ ہوتا

جو ذات محمد نہ ہوتی منور — تو روشن کبھی یہ جہاں بھی نہ ہوتا

ثواب و عذاب اور جنت نہ دوزخ — تو کوثر کا آبِ رواں بھی نہ ہوتا

جو ہوتا نہ ظاہر محمد کا جلوہ — خدا کی قسم لامکاں بھی نہ ہوتا

اگر اُن کی مدحت تو رحمت نہ لکھتا — ترا کوئی مضموں جواں بھی نہ ہوتا

گر قبول افتدز ہے عزّ و شرف

حرفِ آغاز

نبی مکرم، نور مجسم، شفیع معظم، سید آدم و بنی آدم، تاجدار عرب وعجم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ ازکی التحیات والثناء کے نام نامی، اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ کتاب مستطاب ''نام محمد کے میں قربان'' بس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ ناز کی توجہ خاص سے وجود میں آ گئی ورنہ اس اسم پاک کے بارے میں میرے پاس جو کچھ اہل محبت کی امانت تھی وہ میں نے شرح حدائق بخشش میں سپرد قلم کر دی ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی اور ایک بار پھر اس نام پاک کی برکات اپنے دامن میں سمیٹنے کا موقع مل گیا، اب کی بار اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ اسم احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور علاوہ ازیں پانچ سو سے زائد اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت حاصل کرنے کا موقع بھی مل گیا ہے پھر حلیہ مبارک بھی کتاب کی زینت بنایا گیا ہے، انشاء اللہ اہل محبت عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور لطف اندوز ہوں گے اور اپنے دامان مراد کو فیضان اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرپور کریں گے اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے کہ

تعظیم جس نے کی ہے محمد کے نام کی — حق نے اُس پہ آتشِ دوزخ حرام کی
کرسی ہے عرش اِک ترے ادنیٰ مقام کی — کونین دو صفیں ترے دربار عام کی
کہتا ہوں دھوم سُن کے تیرے لطف عام کی — یہ شئے ہے خاص مجھ سے نکموں کے کام کی
دیدارِ حق تو ختم رُسل کے لئے ہی تھا — تھی تم کو اے کلیم اجازت کلام کی
جو اُن کا نام لے وہی خدا سے لے! — خیرات بٹ رہی ہے محمد کے نام کی
بھیجا کبھی خدا نے پیغام بے سلام — کیا شان ہے رسولِ علیہ السلام کی
تیرے مقام کا تو خدا ہی کو علم ہے — جنت تو ہے جگہ ترے ادنیٰ غلام کی
دوزخ میں تم کو لے ہی چلے تھے ہمارے جُرم — لیکن حضور تم نے بڑی روک تھام کی
تازیست یادِ ساقیٔ کوثر نہ جانے پائے — اے کیف دھن لگی ہے کوثر کے جام کی

(کیف ٹونکی)

فہرست

عنوان	صفحہ
ہاں! عشق کی دنیا کا دستور نرالا ہے	۱۷۸
مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دل رُبا کے واسطے	۱۷۹
محمد کے جلوے بہر سُو ہیں چھائے ﷺ ...	۱۷۹
دوزخ کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی	۱۸۱
احترام اسم محمد (ﷺ)	۱۸۲
وہ جو اس در کا ہوا اللہ اس کا ہو گیا	۱۸۳
سلطان محمود غزنوی اور احترام اسم محمد ﷺ	۱۸۴
وہ جو اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا ...	۱۸۵
ایک تاجر کی زبان سے	۱۸۵
ایک بنیادی بات	۱۸۷
حضور ﷺ کس معنیٰ میں محمد ہیں (ﷺ)	۱۸۸
برزخ کبریٰ بمعنیٰ وسیلۂ عظمیٰ	۱۹۰
میرا اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم	۱۹۱
اس کو اشتراک لفظی کہتے ہیں نہ کہ شرک	۱۹۱
دو کریموں میں گناہ گار کی بن آئی ہے	۱۹۲
اللہ کی صفات کی جلوہ گاہ ذاتِ مصطفیٰ ﷺ	۱۹۳
خدا ملتا ہے اس کو جو بنے بندہ محمد ﷺ کا ..	۱۹۴
رأفت ورحمت مصطفیٰ ﷺ	۱۹۵
کرم کی اک نظر ہم پر خدارا یا رسول اللہ! ...	۱۹۵
تطبیق کی صورت	۱۹۶
صوفیائے کرام فرماتے ہیں	۱۹۸
آدم علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وصیت	۱۹۹
تعظیم جس نے کی ہے محمد ﷺ کے نام کی ..	۲۰۰
فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے	۲۰۲
اللہ نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی	۲۰۳
یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا	۲۰۴
بگڑے بھی بنا دیتا ہے یہ نام محمد ﷺ	۲۰۵
کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں	۲۰۷
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں	۲۰۹
حضور کائنات ومدار مخلوقات	۲۱۰
اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم	۲۱۱
یار غارِ مصطفیٰ ﷺ کا عمل مبارک	۲۱۳
اجالے ہی اجالے ہوں گے	۲۱۴
علامہ شامی کا فیصلہ	۲۱۵
بُری صحبت سے بچو	۲۱۶
پس چہ باید کرد	۲۱۷
اسم محمد ﷺ کی تعظیم وتوقیر	۲۱۹
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں سے .	۲۲۰
توہین جس نے کی ہے محمد ﷺ کے نام کی ..	۲۲۱
تم مسلماں ہو کر کافر ہو گئے ہو	۲۲۲
اہل علم وفضل کے ارشادات	۲۲۴
بال اور چادر مبارک کی توہین	۲۲۴
کون کون سی بات توہینِ رسالت ہے	۲۲۶
جس کا ایمان سلامت ہو وہ ایسی بات نہیں کرتا	۲۲۷
اللہ نے اس پہ خوشبوئے جنت حرام کی	۲۲۸
اونچی آواز ہوئی عمر بھر کا سرمایہ گیا	۲۳۰

عنوان	صفحہ

کلماتِ تشکّر

اپنے ان تمام کرم فرماؤں کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں جن کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک خوفناک بیماری سے نجات عطا فرمائی جس میں گذشتہ تین سال کا عرصہ مبتلا رہا اور اس دوران تالیف وتالیف اور درس وتدریس کا کام بھی موقوف رہا۔ میرے دل میں ان تمام مہربانوں کے لیے محبت کے جذبات ہیں تاہم چند ایک کا نام لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

(۱) جانشین شیخ القرآن مولانا مفتی محمد وحید قادری، ناظم جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

(۲) پیر طریقت حضرت الحاج قاری محمد اصغر نورانی پرنسپل جامعہ امیر حمزہ (رضی اللہ عنہ)

(۳) فخر اہل سنت حضرت پیر سید انوار الحسن کاشف گیلانی۔ وڑچھ شریف۔ خوشاب

(۴) عالم باعمل یادگار اسلاف قاضی محمد مظفر اقبال رضوی، مصطفوی، قادری، چشتی

(۵) فاضل جلیل حضرت مولانا منیر احمد عرفانی خطیب اعظم شرقپور شریف شیخوپورہ

(۶) پیر طریقت حضرت حافظ پیر محمد عثمان نوشاہی قادری، گڑھی شاہو، لاہور

(۷) پیکر مروت قاری محمد اختر سیالوی امام وخطیب جامع مسجد شاہ ابوالخیر گڑھی شاہو لاہور

(۸) صاحبِ دستِ سخا قاری غلام رسول قصوری خطیب مسجد سیدہ آمنہ حسن ٹاؤن لاہور

(۹) مخلص ومہربان حضرت مولانا قاری غلام مرتضیٰ نقشبندی مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور۔

(۱۰) مجسمہ شرافت الحاج ملک نثار احمد کھوکھر صدر انتظامیہ جامع مسجد فاطمۃ الزہراء

(۱۱) منظورِ نظر ومرید خاص حضرت محدث اعظم پاکستان حضرت الحاج محمد شریف صاحب

(۱۲) فاتح مرزائیت مولانا قاری ریاض احمد فاروقی، سیوطی خطیب جامع مسجد خاتم النبیین
(۱۳) ثناخوان مصطفیٰ ﷺ سید السادات جناب سید ایوب علی طلحہ پنجاب سوسائٹی لاہور
(۱۴) مکرم ومحترم حضرت مولانا قاری خدابخش بصری مدرس جامعہ نعمانیہ لاہور۔
(۱۵) عزیز القدر محترم جناب چوہدری نوید اسلم نورانی المعروف بھٹو صاحب
(۱۶) محترم المقام واجب الاحترام میاں عبدالعلی عابد سجادہ نشین دربار داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
(۱۷) امین فیضان داتا گنج بخش حضرت بابا محمد رفیع الدین داتا دربار لاہور۔
(۱۸) جواں سال وجواں بخت عزیز القدر جناب محمد عبدالمنان آف کویت
(۱۹) محترم مولانا محمد عبدالرشید عطاری قادری خطیب جامع مسجد حنیفہ چوہدری پارک لاہور
(۲۰) استاذ الحفاظ حضرت علامہ مولانا قاری محمد عبدالحفیظ قادری ساندہ لاہور۔
(۲۱) الحافظ القاری غلام فرید تونسوی۔ خطیب جامع مسجد صفا قادریہ ساندہ لاہور۔
(۲۲) مکرم ومحترم الحاج رانا محمد وقار الطاف صاحب شام نگر۔ چوبرجی لاہور۔
(۲۳) شیخ الشیوخ، حضرت الشیخ تجمل حسین روح رواں جامع مسجد مولا ناروجی
(۲۴) ابن علامۂ زمان حضرت مولانا قاری ابودانیال قمر الزمان قادری رضوی
(۲۵) الحافظ القاری محمد عثمان جامی امام وخطیب فاؤنٹین ہاؤس نزد سیکرٹریٹ لاہور
(۲۶) سیّد السادات پیر سیّد انعام الحسنین کاظمی زنجانی
(۲۷) واعظ شیریں لساں پیر سیّد طاہر حسین کاظمی' پاک پتن شریف
(۲۸) حضرت علامہ مفتی محمد اکمل قادری' مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور
(۲۹) منظور نظر محدثِ اعظم پاکستان الحاج محمد شریف رضوی
(۳۰) برادر مکرم محترم ڈاکٹر ذوالفقار علی چاولہ' ریونیو سوسائٹی' لاہور
(۳۱) پیر سید محمد یٰسین شاہ قادری سلطانی بخاری
(۳۲) حافظ محمد عمر فاروق بن قاری محمد سلطان محمود سلطانی

ایک صفحہ شاعری

خطبةُ الكتاب

الحمد لله الذى شرفنا على سائر الامم برسالة من اختصه من بين الانام بجوامع الكلم وجواهرا لحكم صلى الله عليه وعلى اله وصحبه وبارك وسلم ما نطق اللسان بمدحه ونسخ القلم بنعتہ ۔ اما بعد! فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

(۱) و ما محمد الا رسول (ال عمران، ۳/۱۴۴)

(۲) ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين (الاحزاب، ۳۳/۴۰)

(۳) والذين امنوا وعملوا الصلحت وامنوا بما نزل على محمد وهو الحق من ربهم (محمد ۴۷، ۲)

محمد رسول الله (الفتح، ۴۸/۲۹)

☆ قال النبى صلى الله عليه وسلم ان لى اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحى الذى يمحو الله بى الكفر وانا الحاشر الذى يحشر الناس على قدمى وانا العاقب الذى ليس بعده نبى (متفق عليه)

☆ وقال النبى صلى الله عليه وسلم انا محمد واحمد والمقفى والحاشر ونبى التوبة ونبى الرحمة (رواه مسلم)

☆ قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الا تعجبون کیف یصرف اللّٰه عنی شتم قریش ولعنهم یشمون مذمما ویلعنون مذمما وانا محمد صلی اللّٰه علیه وسلم (رواه البخاری)

صدق اللّٰه مولانا العظیم وصدق رسوله النبی الکریم الامین ونحن علی ذلک لمن الشاهدین والشاکرین والحمد للّٰه رب العالمین ۔

میرے نبی کے نور سے دنیا تمام ہے بنی
گلشن ہست وبود میں ان کی مہک ہے صبح وشام
ان کے نگر میں کوبکو ابرِ کرم ہے چار سو
بارش رنگ و نور ہے فیض رسائے خاص و عام

بنام شاہد نازک خیالاں

عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذاتِ پاک ہے' جس کا کوئی شریک نہیں اور جس نے امرِ کُن سے کئی ہزار عالم کی تخلیق فرمائی۔ اُس کی ذات ہر عیب اور نقص سے پاک اور ہر آفت سے منزہ ہے۔ نہ اس کی اولاد ہے اور نہ ہی وہ کسی کی اولاد ہے۔ وہ اپنی ذات وصفات میں بے نظیر ہے اور سب صفاتِ کمالیہ سے متصف ہے۔ اللہ تعالیٰ غیر محدود اور لا مکان ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی مقام پر یا کسی جگہ میں نہیں پھر بھی ہر مقام اور ہر جگہ (اپنی صفات کے لحاظ سے) موجود ہے۔ اللہ ہمیشہ اپنی صفات کے ساتھ قدیم ہے۔ تمام معلومات اس کے علم سے باہر نہیں۔ وہ قادر مطلق ہے اور اس کا ہر حکم حق ہے' جو حتمی اور قطعی ہے۔ وہ ہر خیر وشر کا مالک ہے۔ اس کا ہر حکم حکمت پر مبنی ہے' جس کا پورا ہونا ضروری ہے۔ وہ خالقِ کائنات ہے اور بے نیاز ہے۔ جسم اور جسمانیت سے پاک ہے۔ کوئی عقل اللہ کی کیفیت سے باخبر نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ ابتداء اور انتہا سے بے نیاز ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی (یعنی وہ خود ہی اپنے آپ کو کماحقہٗ) جانتا ہے۔ وہ ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ اُس کے قول اور فعل پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔ جلال و کبریائی اور عظمت و برتری اُس کے وصف خاص ہیں۔ اس کی معرفت سے آگاہی میں اقرارِ عجز ہی نیاز مندی ہے۔ دُوری' نزدیکی' تاریکی اور روشنی سب اس کے نزدیک برابر ہیں۔ وہ سمیع علیم اور بصیر ہے دِلوں میں جو اچھے یا بُرے خیالات آئیں انہیں بخوبی جانتا ہے۔ کائنات کی ہر غیر ذی روح چیز بھی اُس کی تسبیح کرتی رہتی ہے۔ جن' فرشتے اور انسان کو اُس نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے' لیکن انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے لہٰذا انسان پر اس کا عظیم احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ کو انسان سے مشفق ماں سے بھی زیادہ محبت ہے۔ اس وجہ سے بھی اللہ تعالیٰ انسان کا محسنِ عظیم ہے لہٰذا ضروری ہے کہ انسان اُس کی فرمانبرداری اور شکر گزاری سے اپنا فرض ادا کرتا رہے۔

کیونکہ کوئی انسان بھی اللہ تعالیٰ کی کیفیت کو سمجھ نہیں سکتا لہٰذا حکم ہے کہ بندہ اُس کی ذاتِ پاک کے متعلق نہ سوچے بلکہ اس کی کائنات اور صفات کے متعلق ضرور سوچے' جو کہ اعلیٰ درجہ کی عبادت متصور ہوتی ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ اس کی کائنات کے متعلق غور کرنے سے اللہ تعالیٰ کی حکمت اس کے علم و کمال اور قوتِ فاعلیہ کا پتہ چلتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ رحمٰن اور رحیم ہے لہٰذا ظلم خود اُس کی ذات سے ممکن ہی نہیں۔

صدیوں فلاسفہ کی چناں اور چنیں رہی' لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ ذات وصفات میں ممکنات سے ممتاز ہے۔ کائنات کا سلسلہ چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو اپنے اپنے کاروبار کا الہام عطا کیا ہے۔ ایسا الہام خرند، پرند، حیوانات وحشرات الارض کو بھی دیا گیا ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے قوتِ ملکیہ عطا کی ہے۔ جس سے وہ نیک یا بد کی تمیز کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان جیسے اعضا سے پاک ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں جمیع کائنات سے الگ اور ممتاز ہے۔ اس کی قدرتِ کاملہ کی کوئی انتہا نہیں۔ وہ معدوم سے موجود اور موجود سے معدوم کرسکتا ہے۔ باوجود قادرِ

مطلق ہونے کے اپنی نافرمانی پو رفوراً عذاب نازل نہیں کرتا بلکہ کافی ڈھیل دیتا ہے۔

اے خدا قربانِ احسانت شوم　　این چہ احسان است قربانت شوم

اللہ تعالیٰ کا علم اتنا وسیع اور غیر محدود ہے کہ اس کی حکمت کا کوئی بھی احاطہ نہیں کر سکتا' جو علم انبیاء کرام علیہم السلام کا ملاوہ سب عطا ہے اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اس کا محتاج ہے۔ کائنات کی سب چیزیں حادث ہیں۔ یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں پھر نہ ہوں گی۔ وہ خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اس کے ہاتھ میں ہے۔ جسے چاہے زندہ کرے اور جسے چاہے موت دے۔ وہ ہر مخلوق کی سُنتا اور اس کو دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام آواز سے پاک ہے۔ وہ غیب یا شہادت سب کو جانتا ہے' جو کچھ انسان دنیا میں کرنے والا تھا۔ ویسا ہی خدا نے اپنے علم ازلی کی وجہ سے لکھ لیا ہے۔ یہ بطور حکم کے نہیں کہ جیسا اُس نے لکھ دیا ویسا ہی ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جو نیکی کرنے والا تھا اس کے لئے نیکی لکھی گئی اور جو برائی کرنے والا تھا اس کے لئے برائی لکھی گئی لہٰذا اللہ کے علم یا اُس کے لکھ دینے نے کسی کو عمل میں مجبور نہیں کر دیا۔ اللہ چاہے تو چھوٹی چیز کو وسیع کر دے اور وسیع کو سمیٹ دے۔ ذلیل کو عزت دے دے اور عزت والے کو ذلیل کر دے۔ جس کو چاہے راہ راست پر چلائے اور جس کو چاہے سیدھی راہ سے الگ کر دے جس کو چاہے دے اور جس سے چاہے چھین لے۔ اس کی مشیت اور ارادہ کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس کے فعل کے لئے غرض نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے جو کچھ کرتا ہے وہ ہر حالت میں ہماری بہتری کے لئے ہوتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ہم ہمیشہ راضی بر ضا رہیں۔ معدوم کو موجود کرنے میں اللہ تعالیٰ کو کسی سبب کی ضرورت نہیں۔ بغیر سبب کے سب کچھ کر سکتا ہے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ اُس کی رحمت قواعد کی پابند نہیں۔ وہ چاہے تو سخت گنہگار کو بھی بخش سکتا ہے۔ چونکہ قوتِ ملکیہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں نیک و بد کی تمیز عطا کر رکھی ہے اور اپنے احکام سے بھی ہمیں آگاہ کر دیا ہے لہٰذا ہماری بہتری اسی میں ہے کہ ہم دینوی زندگی احکامِ شریعت کے مطابق گزاریں اور ہمیشہ اُس سے مغفرت کی

دعائیں مانگتے رہیں اور خاتمہ بالخیر کی بھی دعا ہمیشہ کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے جو معاملہ فرمائے عین عدل ہے یا فضل۔ ہم گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ کے فضل کی بہت ضرورت ہے کیونکہ اگر وہ ہم پر فضل نہ کرے تو ہماری ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ تمام اشیاء و مخلوق کی ہستی اللہ تعالیٰ کی ہستی سے ہی قائم ہے۔ ہر ذی روح و غیر ذی روح کا پروردگار وہی ہے حق تعالیٰ کے علم کی کوئی حد نہیں یعنی لامتناہی اور غیر محدود ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مخلوق پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ وہ اپنی پیدا کردہ مخلوق کی مشابہت سے پاک ہے سورۂ فاتحہ جسے اُمّ الکتاب کا نام دیا گیا ہے اور صفاتِ کمالیہ سے متصف ہے یہ مبارک سورت اللہ تعالیٰ نے آدھی اپنی ذاتِ پاک کے لئے اور آدھی انسان کے لئے نازل فرمائی جو اس چیز کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت ہی مہربان ہے اور اپنی نوازشات سے مستفید ہونے کے لئے انسان کو صراط مستقیم کے لئے دعا کا حکم دیا ہے۔

خداوندِ عالم ہے سب سے بڑا ہے زیبا اُسے کبریائی سدا

سورۃ فاتحہ میں لفظ "مالك يوم الدين" سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی شانِ کریمی کی دو مبارک صفات یعنی الرحمن الرحیم بیان فرمائی ہیں لہٰذا مومنوں کو پُراُمید رہنا چاہیے کہ غفار الذنوب روزِ قیامت اُن پر اپنی رحمت کا استعمال کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت غیر محدود اور لامتناہی ہے اور قواعد کی پابند نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کو اپنی گرفت پر روزِ ازل سے ہی غالب کر رکھا ہے۔

تو قادرِ مطلق ہے، تو رازقِ بشر ہے محتاج تونگر بھی ترا شام وسحر ہے
دشوار منازل ہیں، عقیدت کا سفر ہے ہو تیرا کرم ساتھ امکان ظفر ہے
حکمت سے تیری عالم ہستی ہے مزین ہے پھول شگفتہ تو ثمر بار شجر ہے
ساون کی گھٹا ہو کہ شفق ہو کہ دھنک ہو مرضی کا تیری عالمِ فطرت پہ اثر ہے
کُھل جائے مرے واسطے بھی بابِ کریمی یہ بندۂ ناچیز ابھی صرف نظر ہے!

یوں معرکے تو عالمِ ہستی میں بہت ہیں
نُصرت ہو تری ساتھ تو ہر معرکہ سر ہے

کیسے نہ ہو مشکور کوئی تیری عطا کا
مرہونِ کرم تیرا جمیل آٹھ پہر ہے

وہ خالق حمد کے لائق ہے، جو خالق ہے خلقت کا
ہر اک شے میں بھرا ہے رنگ جس نے اپنی وحدت کا

کرے تردید کامل تا کہ اس کج اجتہادی کی
امام اعظم کوفی سا اک نعمان پیدا کر

عطا احساس کر یارب ہمیں تو اپنی نعمت کا
ہمارے آئینے میں جوہرِ عرفان پیدا کر

دُعا یوں کیجیے مل کر مسلمانوں سے صدیقی
ہمارے دل میں یارب الفتِ اخوان پیدا کر

دُنیا سے دین، دین سے دنیا سنوار دے
دونوں جہان مالک ومولا سنوار دے

فرداؤں میں جلیں مرے امروز کے چراغ
انداز میرے فکر ونظر کا سنوار دے

تن بے جان ملّت میں الٰہی جان پیدا کر
مسلمانوں میں پھر سے مذہب کی اصلی شان پیدا کر
نئے سر سے حیاتِ قوم کا سامان پیدا کر
نئی جرات، نئی ہمت نئے اوسان پیدا کر
ہزیمت جس سے دی اغیار کو جیش مسلماں نے
وہی شمشیرِ ایمانی وہی میدان پیدا کر
وہ آنکھیں دے عمیق ودور بیں جن کی نگاہیں ہوں
سماعت مستقل رکھتے ہوں جو وہ کان پیدا کر

شفیق خاطرِ آشفتہ حالاں (نعتِ مصطفیٰ ﷺ)

انسان کو جو اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے یہ صرف سید الکونین والثقلین ہادیٔ برحق حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، تاجدارِ اقلیم نبوت، فخرِ موجودات، باعثِ تخلیقِ کائنات، باعثِ تنزیل رحمت، حبیبِ خدا۔ طبیب قلوب آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی طفیل ہے۔ آپ پر ہی قرآنِ کریم نازل ہوا۔ آپ نے ہی احکامِ الٰہی کی تبلیغ فرمائی اور اللہ تعالیٰ سے رحمت للعالمینی کی صفتِ خاص سے متصف ہوئے۔ آپ کو ہی معراج کی فضیلت عطا ہوئی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچ کر اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔ جہاں روح الامین حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی رسائی حاصل نہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے نمازوں کا تحفہ عطا فرمایا اور مقام محمود پر شفیع المذنبین ہونے کی خلعت سے بھی نوازا۔ یہ صرف آپ کی ہی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اپنے حبیب پر درود بھیجتا ہوں، مسلمانوں تم بھی آپ پر درود بھیجو۔ (ﷺ) ایسا حکم کسی اور برگزیدہ نبی کے متعلق بھی نہیں دیا گیا لہٰذا آپ کی شان کی بلندی کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہوسکتا ہے۔ خدا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ بمصداق بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اول ما خلق اللہ نوری۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا۔ چنانچہ روزِ میثاق الست بربکم کے جواب میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی سب سے پہلے بَلٰی کہا تھا۔ روزِ قیامت سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی سجدہ کا حکم ہوگا اور سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفاعت فرمائیں گے۔ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے' آپ ہی کے لیے دروازہ کھولا جائے گا اور سب سے پہلے جنت میں آپ ہی داخل ہوں گے۔ غرضیکہ ہر جگہ اوّلیت کا سہرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی سر پر ہوگا۔ اس قدر اوّلیت کے باوجود خاتم النبین کا لقب بھی آپ کو ہی ملا یعنی سب سے آخری نبی لیکن مخلوق میں سب بلندیوں کے صدر نشین۔ قران شریف جو منزل من اللہ ہے آپ کو ہی ملا اور سب سے آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دین آیا اور قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دین باقی رہے گا۔ چاند کے دو ٹکڑے ہونا اور سورج کا ڈوب کر واپس آنا وغیرہ وغیرہ' حضور ﷺ کے معجزات بہت زیادہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کسی سے نہیں سیکھا بلکہ بلاواسطہ پروردگارِ عالم سے ہی سیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بے مثل و بے نظیر ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام رساں ہونے کی وجہ سے یہ شرف حاصل ہوگیا کہ وہ سب فرشتوں سے افضل ہوگئے۔ اللہ ہے رب العٰلمین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں رحمۃ للعالمین' جس کا پروردگار رب ہے' اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے سب سے افضل نعمت ہیں' کیونکہ شاہی تحفہ تحفوں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ کعبہ بیت اللہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نُور اللہ ہیں۔ گھر میں روشنی نور سے ہی ہوئی ہے۔ مسلمانوں کا جنت میں داخلہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طفیل ہوگا۔ تعجب کی جا ہے کہ فردوسِ اعلیٰ۔ بنائے خدا اور بسائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔ بمصداق۔ سب کا کعبہ اور ہے۔ کعبہ کا کعبہ اور ہے۔ حبیب خدا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی شب خانہ کعبہ نے بھی مقام ابراہیم علیہ السلام کی طرف سجدہ کیا تھا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے بھی کعبہ ہیں' جو درجات حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کو بلے اُن کی بلندی عطا کرنے والا رب جانے یا لینے والا محبوب جانے۔
معراج کی سعادت نے صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی نوازا گیا۔ کسی اور نبی کو عرشی
معراج نہیں ہوئی۔ کلمہ طیبہ میں آگے اور پیچھے اللہ کا نام ہے اور درمیان میں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کا۔ حضور ﷺ شفیع المذنبین ہیں۔ قیامت کے دن گنہگاروں کی شفاعت احکم
الحاکمین کی اجازت سے کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شان ہے جو روزِ ازل سے
قیامت تک کی کُل خلقت پر روزِ روشن کی طرح عملی طور پر ظاہر ہو جائے گی۔ اُس روز
آپ مقام محمود پر بحیثیت مردِ میدانِ شفاعت گنہگار اُمت کو بخشوائیں گے۔ بلندی
درجات کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم سب مخلوق سے اعلیٰ و ارفع ہے، عقل کے
دس حصوں میں سے نو حصے عقل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
غلامی سے مردود بھی محبوبِ خدا بن جاتا ہے اور گنہگار مغفور ہو جاتا ہے۔ دنیا کی ساری
نعمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل ہی مخلوق کو عطا ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے
شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا اور روشن کتاب' حضور نور ہیں اور قرآن
شریف روشن کتاب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ دینے والا ہے اور ہم
بانٹنے والے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل خالق کے بے مثل بندے اور نور ہیں۔
روزِ قیامت جبکہ انبیاء علیہ السلام تک بھی نفسی نفسی پکاریں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُمتی
اُمتی پکاریں گے۔ بمصداق

رحمت نہ کس طرح ہو گنہگار کی طرف رحمٰن خود ہے میرے طرفدار کی طرف

اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کو عظیم فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو عظیم
فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت کچھ سکھانے والا رحمٰن اور سیکھنے والے خود حبیب الرحمٰن
ہیں۔ بمصداق

خدا و مصطفٰے کی رمز سے اِدراک عاجز ہے خدا کو مصطفٰے جانے محمد ﷺ کو خُدا جانے

گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کی کوئی حد ہی نہیں ہے۔ روضہ پاک پر ہر

روز ستر ہزار فرشتے حاضری دے کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں' جو صبح کو آتے ہیں وہ شام کو چلے جاتے ہیں' جو شام کو آتے ہیں' صبح چلے جاتے ہیں' جو ایک بار آ گئے ان کی باری دوبارہ نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ادب سے پکارو۔ ورنہ اعمال ضبط ہو جائیں گے۔ یہ بڑی سخت تنبیہ ہے' کیونکہ ضبطی اعمال کی سزا کفر کی وجہ سے ملتی ہے۔ بمصداق

با خدا دیوانہ باش وبا محمد ﷺ ہوشیار

بشرت سے مصطفویت ستائیس درجے بلند و بالا ہے۔ جس کے بعد عبدیت کے سارے درجے ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد صرف الوہیت کا درجہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ کو دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔ بمصداق

ربا جمال پہ تیری حجابِ بشریت نہ جانا کسی نے کچھ بجز ستار

ہر جمعہ اور پیر کو بندوں کے اعمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کئے جاتے ہیں۔ نیک اعمال پر آپ خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور بُرے اعمال پر مغفرت کی دُعا کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا احمد یا اے بھائی وغیرہ کے خطابات سے پکارنا ٹھیک نہیں بلکہ یا رسول اللہ۔ یا حبیب اللہ۔ یا شفیع المذنبین وغیرہ القاب سے پکارنا چاہئے۔ ملائکہ، جن، انسان، حیوانات، نباتات اور سب عرشی فرشی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تمام موجودات کی طرف ہم نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

بزرگوں کا کہنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ اس لئے نہیں تھا کہ کسی کا قدم آپ کے سایہ پر نہ پڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں پر اتنا اختیار اور ملکیت حاصل ہے کہ اتنی ملکیت مسلمانوں کی جان کی اپنے جسموں اور اعضاء پر نہیں لہٰذا ہماری ہر حرکت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہونی چاہیے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے

سادات کرام واجب التعظیم ہیں اور اُن کی دل آزاری حرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میرے قرابت داروں سے محبت کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں خالق کے گواہ ہیں اور آخرت میں مخلوق کے گواہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ہم نے جان لیا کہ جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے بے توجہی فرما لیتے ہیں تو وہ بد بخت بن جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کی آسمانی کتابوں میں تحریف کی جا چکی ہے مگر قرآن شریف کی حفاظت کی ذمہ داری خود خدا نے لے رکھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے شیطان ملائکہ کی باتوں کی چوری کیا کرتے تھے' لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد چوری بند ہو گئی' کیونکہ شیطان کو آسمان پر جانے پر رجم کیا جاتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بغیر اجازت داخل نہیں ہوتے تھے۔

؎ کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے — ہر گُل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

نماز روزہ کا حکم تو خُدا نے دیا لیکن یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام ہم اور ہمارے فرشتے بھی کرتے ہیں' لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے حکم میں ایسا کہا گیا ہے۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا بوجہ اتم اظہار ہوتا ہے۔ چنانچہ درود شریف بڑی برکات کا حامل ہے اور خدا سے مانگنے کی ایک بہترین ترکیب ہے۔ اگر محض درود شریف ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجا جائے تو بغیر دعا کے بھی سب کچھ مل سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سارے رنج و غم کا علاج ہے اور گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ درود شریف پڑھنا فرض بھی، سنت بھی اور مستحب بھی یعنی عمر میں ایک بار پڑھنا فرض ہے۔ آپ ﷺ کے نام پر (پہلی مرتبہ) واجب اور آپ ﷺ کے نام پر ہر بار پڑھنا مستحب اور تشہد کے بعد پڑھنا سنت ہے۔ جنت کے ہر پتہ پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آسمان پر احمد اور دنیا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

معراج میں خدا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی سب نعمتیں پیش کیں لیکن آپ

نے ان کی طرف نظر بھی نہ کی۔ صرف رب سے رب کو ہی چاہا۔ چنانچہ خدا نے فرمایا کہ محبوب کی نظر اپنے رب سے دوسری طرف نہ ہٹی۔ ازل سے لے کر ابد تک ذرہ ذرہ کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا اور از فرش تا عرش آپ کو دکھایا گیا۔ مکہ شریف میں ایک بدی کا گناہ لاکھ گناہ کے برابر ہے' لیکن مدینہ میں ایک بدی کا صرف ایک گناہ ہے۔ یہ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمت للعالمین ہیں اور مدینہ میں آپ تشریف فرما ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مسلمانو! میں تمہارے لئے مثل والد کے ہوں یعنی روحانی باپ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے بتایا کہ آپ کی ہر پہلی ساعت پچھلی ساعت سے بہتر ہوگی یعنی درجات بلند سے بلند تر ہوتے رہیں گے۔ خالقِ کُل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مالکِ کل بنایا ہے' کیونکہ ہر کوئی آپ کے وسیلہ کا محتاج ہے۔ ہر مسلمان کے نیک کام کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتا ہے کیونکہ ہر نیک کام کے رہبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غیر منقطع ثواب کا وعدہ کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرشیوں کے فریادرس اور فرشیوں کی اُمید گاہ ہیں۔ قیامت کے دن لواء الحمد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو عطا ہوگا۔ مندرجہ ذیل پانچ چیزیں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی عطا ہوئیں۔ آپ سے پہلے کسی نبی یا رسول کو نہ دی گئیں۔

۱- آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لوگوں کے لئے پیغمبر بن کر آئے۔

۲- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رُعب سے دشمنوں کے اُوپر نصرت دی گئی جو ابوجہل والے واقعہ سے ثابت ہے۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دہشت کی وجہ سے نجران کے عیسائی مباہلہ پر تیار نہ ہوئے۔

۳- مالِ غنیمت آپ ہی کی اُمت کے لئے حلال کر دیا گیا' جو پہلے جلا دیا جاتا تھا۔

۴- ساری زمین آپ کے لئے طاہر اور مسجد بنا دی گئی یعنی مسجد کے علاوہ زمین پر بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

۵۔ تیمم سے نماز پڑھ لینے کی اجازت مل گئی۔

آپ نے اپنا سوال صرف قیامت کے لئے مؤخر کر دیا یعنی اُمت کی شفاعت کے لئے، لیکن آپ سے پہلے ہر نبی نے اللہ سے اپنا سوال کر لیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا تھا کہ مجھے نبوت اس وقت ملی جب آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔ یعنی آپ کی نبوت ازل سے ہی ہے۔ قیامت کے روز نعمت کے دروازوں کی چابیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی پاس ہوں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں سے پیچھے آئے لیکن قیامت میں سب سے آگے ہوں گے، کیونکہ آپ امام الانبیاء اور نبی الانبیاء ہیں۔ حساب و کتاب کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو اوّلیت حاصل ہوگی۔ تمام نبی اپنی اپنی اُمتوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عَلم کے نیچے ہوں گے۔ جب آپ عرش کی داہنی جانب سجدہ ریز ہوں گے تو حق تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سر اُٹھایئے، جو مانگو دیا جائے گا۔ تب آپ اُمتی اُمتی کہیں گے۔ پھر شفاعت کی اجازت پر شفاعت کا سلسلہ شروع ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے حاصل کرنے کا ذریعہ آپ کی اطاعت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام آپ کی خوشنودی کا باعث اور عظیم ثواب کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا اور محبت کے لئے جو معیار اور ضابطہ مقرر فرمایا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنت کی پیروی اور اطاعت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم تو اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے۔

خلافِ پیغمبر کسے راہ گزید ۔۔۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ بار خدایا: مجھے ایک جھلک دکھا دے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تُو اس کی تاب نہ لا سکے گا اور بے ہوش ہو جائے گا۔ سبحان اللہ۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت کا اندازہ لگانا مشکل ہے کیونکہ تو عین ذات می نگری در تبسمی۔ فرشتوں سے تعظیمی سجدہ کرا کر خدا نے

حضرت آدم علیہ السلام کو اعزاز بخشا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درود میں اللہ تعالیٰ نے خود بمعہ فرشتوں اور مومنین کے شامل ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز بڑھایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطا پوش ہیں۔ آپ اُمت کی نیکیاں ظاہر کریں گے۔ جہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا تعلق ہے آپ اطرافِ عالم کی تمام خلقت پر فوقیت رکھتے ہیں۔ قرآن دُہرانے کے لئے جبرائیل علیہ السلام کی ملاقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان کی ہررات کو ہوئی تھی۔ تمام خلق جو یائے رضائے مولا ہے لیکن خدا تعالیٰ طالبِ رضائے مصطفےٰ ﷺ ہے۔ مومن کے لئے لازمی ہے کہ والدین، اولاد، عزیز واقارب اور دنیاوی مال کے مقابلہ میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت زیادہ ہو بلکہ مومن کی اپنی جان سے بھی محبت زیادہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے حبیب لوگوں کو بتادو کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھیں گے اور آپ کی اتباع کریں گے تو پھر اللہ بھی اُن سے محبت رکھے گا لہٰذا جو گروہ متبع سُنت اور پابندِ شریعت ہے وہی اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محب اور صحیح معنوں میں مومن ہے۔ مومن کا یہ ایمان ہونا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عیوب ونقائص سے صرف منزہ اور پاک ہی نہیں ہیں بلکہ یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ نے جو مقام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے وہ بہت ہی ارفع واعلیٰ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا مرتبہ نہ کسی نبی کو اور نہ ہی کسی مقرب فرشتہ کو ملا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب جس نے تمہارا ذکر کیا اُس نے میرا ذکر کیا لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی خدا کا ہی ذکر شمار ہوگا۔ حضور ﷺ کی تعظیم عبادت پر مقدم ہے اور فرض عین ہے اسی سے ہی نجات مربوط ہے۔ آپ کو عالمِ ارواح میں ہی نبوت مل گئی تھی۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نا مکمل ہے

ترا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں ترا محرمِ راز ہے رُوح امین

تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا تیری مثل نہیں ہے خُدا کی قسم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اکرم الخلق ہیں۔ قبر میں میت سے سوال صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہی ہوگا نہ کہ کسی اور برگزیدہ نبی کے متعلق۔ تشہد میں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی خطاب کیا جاتا ہے اور نماز میں درود بھی صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی بھیجا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند آواز میں کلام کرنا حرام ہے۔ آپ قبل از وقت نبوت اور بعد نبوت گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے معصوم ہیں۔ دوسرے انبیا اپنے مکذبین کی تردید خود کیا کرتے تھے' لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکذبین کی تردید خود اللہ تعالیٰ نے فرمادی۔ کفار کی طعن وتنقیص جو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کرتے تھے اُس کی تردید بھی حق تعالیٰ نے بذاتِ خود کر دی۔ یعنی مختلف وقتوں میں مختلف آیات کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے خود انواع واقسام کے اعتراضات کی تردید فرمائی بخلاف دوسرے انبیاء کے جن کو اللہ تعالیٰ نے اُن کے ناموں سے خطاب کیا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت واحترام سے خطاب کیا۔ قرآن میں اس کی بہت مثالیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے پاک نام کے ساتھ یاد فرمایا' جو کچھ دوسرے انبیاء کرام کو مانگنے پر اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا وہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بن مانگے عطا ہوا۔ کوثر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی عطا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: ہم نے تمہارا ذکر بلند کیا اور تمہارا سینہ روشن کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق میں قسم ارشاد فرمائی۔ نیز اللہ تعالیٰ نے صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ہی قسم اُٹھائی نہ کہ کسی دوسری نبی کی زندگی کی حضرت اسرافیل علیہ السلام صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی نازل ہوئے۔ آپ ﷺ سے پہلے کسی اور نبی پر نازل نہیں ہوئے۔ ملک الموت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اجازت لے کر حاضر ہوا تھا۔ آپ سے پہلے اُس نے کسی نبی سے اذن طلب نہیں کیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے انبیاء کی طرح اپنے مرقد

شریف میں زندہ ہیں اور اذان واقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔ آپ کے مرقد پر ایک فرشتہ موکل ہے جو اُمت کے درود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچاتا ہے۔ اُمت کے اعمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیے جاتے ہیں۔ نیک اعمال پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور بُرے اعمال پر اللہ سے بخشش مانگتے ہیں۔ روز قیامت سب انبیاء سے تبلیغ کی شہادت طلب کی جائے گی سوائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے لئے تبلیغ کی شہادت دیں گے۔ سب انبیاء کی اُمتوں سے روزِ قیامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہی زیادہ ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روزِ قیامت سب سے پہلے پل صراط سے گزریں گے اور سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔ وسیلہ جنت میں ایک اعلیٰ درجہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوگا۔ جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب (قرآن) کے سوا کوئی اور کتاب نہ پڑھی جائے گی اور نہ ہی سوائے حضور ﷺ کی زبان کے کوئی کسی اور زبان میں تکلم کرے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مقام خُلت عطا فرمایا' لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے مقام محبت عطا ہوا۔ مقامِ محبت مقامِ خلعت سے عالی تر ہے۔ یعنی خلعتِ خلیل سے محبتِ حبیب فائق ہے یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طفیل ہے کہ مسلمانوں کو اشرف الناس اور اُمتِ محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اشرف الامم کا شرف حاصل ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے متعلق مختصر یہ ہے کہ دائرۂ عبدیت میں رہ کر جس قدر بلندی درجات دی جاسکتی ہے وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عبدیت کے اعلیٰ ترین مرتبہ پر ہیں۔ آپ کے بعد صرف الوہیت کا درجہ ہے۔ بمصداق

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

رب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کو اپنی بیعت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو اپنی عزت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کو اپنی رضا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجابت کو اپنی اجابت قرار دیا۔ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کا دین سب ادیان سے افضل اور اُن سب کا ناسخ ہے۔ روزِ محشر جب سب انبیاء علیہم السلام خاموش ہوں گے تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی رب سے کلام فرمائیں گے۔ سوائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی پیغمبر نے آسمانی کتابوں کی تصدیق نہیں کی۔ خدا کی اطاعت صرف حکم و فرمان میں ہے اور حضور علیہ السلام کی اطاعت حکم میں بھی ہے اور عمل میں بھی۔

یا رب تو کریمی و رسولِ تو کریم　　صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

اللہ تعالیٰ کے غضب سے پناہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ہی حاصل ہو سکتی ہیں۔

کر کے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ　　تم کہو دامن میں آ تم پہ کروڑوں درود
دیکھی جو بے کسی تو اُنہیں رحم آ گیا　　گھبرا کے ہو گئے وہ گنہگار کی طرف

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری شفاعت اہل کبائر کے لئے ہے۔

انسانیت کو فخر ہوا تیری ذات سے　　بے نور تھا خرد کا ستارہ تیرے بغیر

....

نہ ہو مایوس آتی ہے صدا گورِ غریباں سے
نبی اُمت کا حامی اور خدا بندوں کا والی ہے

وہ جس کا نطق شیریں نغمۂ الہام ربانی

دو عالم تجھ پہ صدقے اے زمینِ گنبدِ خضرا　　تری آغوش میں آسودہ ہے وہ برزخِ کبریٰ
وہ جس کی ذات والا اک نوید رحمتِ عالم　　وہ جس کا روئے زیبا شمع ظلمتِ خانہ دُنیا
وہ جس کا نطق شیریں نغمۂ الہام ربانی　　وہ جسکا خلق نوشیں شہد سے بڑھ کر حلاوت زا
وہ جس کی ہستیٔ اقدس سراپا معنیٔ قرآں　　وہ جس کا ہر نفس وقفِ پیام ملتِ بیضا
وہ جس کے درگہِ سامی کا جبریل امیں چاکر　　وہ جس کے عتبۂ عالی پہ قدسی ناصیہ فرسا
وہ جسکے آستاں پہ رفعت عرشِ بریں صدقے　　وہ جس کے بوستان میں نغمہ پیرا بلبل طوبےٰ

وہ جسکے عالم جاں میں نوائے قدس برق افشاں　　وہ جسکے ذوقِ ایماں میں پیامِ شوق شور افزا

وہ جسکے قدسیانِ پاک گوہر دید کے طالب　　وہ جس کے نوریان عرش اعظم والاؤ شیدا

وہ جسکی مدحتِ خوبی میں ہے رطب اللساں قرآں　　وہ جس کی شان محبوبی ہے سبحان الذی اسریٰ

وہ جس کے خم کدہ کے حضرتِ فاروق صہبائی　　وہ جسکے گُل کدہ کے حضرتِ صدیق اِک طوبیٰ

وہ سرشارِ مئے باقی تصدق جس پہ مے خانہ　　وہ ساقی جس کے دم سے ضوفشاں خمخانۂ بطحا!

وہ جسکے بادہ نوشوں میں بلال و بوذر و سلماں　　وہ جسکے سرفروشوں میں ابن زید و سید الشہدا

وہ جس کی موج مے میں جلوہ پیرا برق سینائی　　وہ جس کا تا ابد باقی خمار نشۂ صہبا!

وہ جس کا نقشِ پا سجدہ گہِ مہر و مہِ کامل　　وہ جس کا داغ سیما مطلعِ نور سحر گویا

وہ جس کی برق ایماں بیقرارِ جلوۂ ایمن　　وہ جس کا ذوق عرفاں زندہ دار خلوتِ شبہا

وہ جس کے بوریا پر سطوت تختِ شہی قرباں　　وہ جس کے فقر سے لرزاں شکوہ قیصر و کسریٰ

محمد وہ کمالِ آخرین محفل عالم　　محمد وہ جمال اولیں شاہد معنیٰ!

محمد وہ نسیم نو بہار گلشنِ ہستی　　محمد وہ شمیم مشک بار جنت الماویٰ

محمد وہ شبستانِ ازل کی شمع نورانی　　محمد وہ زسرتاپا جمال جلوۂ سینا

محمد وہ درِ تاجِ رسل وہ خاتم المرسل　　محمد وہ ظہور نور کُل وہ جلوۂ یکتا

محمد وہ گروہِ اولیا کے سیدِ والا　　محمد وہ کلاہِ انبیاء کے طرۂ زیبا

محمد وہ نبوت کے شرف کے مبدء و خاتم　　محمد وہ رسالت کی صدف کے لولوئے لالا

محمد وہ شہنشاہِ دو عالم سرورِ انجم　　محمد وہ مہ دو ہفتۂ یثرب شہ بطحا!

محمد وہ نوید لطفِ عام و رحمتِ عالم　　محمد وہ پیام نو نہار گلشن دنیا

محمد وہ سحابِ رشحۂ بار مزرع گیتی　　محمد وہ شبابِ روزگارِ ملت بیضا

محمد وہ بہار تازۂ باغ براہیمی　　محمد وہ چمن پیرائے باغ ملت آباء

وہ خورشید ضیاء بار عرب جس کی تجلی سے　　عرب کا ذرہ ذرہ آسمان قدس کا تارا

وہ رشکِ مہرِ عالمتاب جس کی جلوہ ریزی سے　　شبستانِ جہاں میں پھر ہو نور سحر پیدا

ہوا پھر مطلع انوار ظلمت خانۂ عالم
سرِ فاراں جو مہِ ضوفشانِ مصطفےٰ چمکا

سیاہی ہو گئی کافور یکسر شام ظلمت کی
صبا لائی پیام نور پھر صبحِ سعادت کا

نئے انداز بیداری سے کروٹ لی زمانے نے
خمارِ خوابِ نوشیں سے یکا یک جاگ اُٹھی دُنیا

جہاں کے گلشنِ پژمردہ میں تازہ بہار آئی
رگِ افسردۂ ہستی میں خونِ زندگی دوڑا!

دلِ بے نور میں رخشاں ہوئی پھر شمع ایمانی
یہ خاکستر ہوئی پھر سوزِ ایماں سے شرر افزا

نگاہ معرفت پیدا ہوئی پھر دیدۂ دل میں
عطا ہر کو رباطن کو ہوئے پھر دیدۂ بینا

عرب کی وادیاں تکبیر کے نعروں سے گونج اُٹھیں
ہوا عالم میں آوازہ بلند اللہ اکبر کا!

زبانِ کفر وقفِ کلمہ حق ہو گئی یکسر
زمیں سے آسمان تک غلغلہ توحید کا اُٹھا

فضائے کفر و باطل ہو گئی پر شور شیون سے
نوائے اہل دل سے ہو گئی معمور پھر دُنیا

جھکا دیں گردنیں اربابِ طغیانِ تمرّد نے
ہوئے نام آورانِ کفر اک اِک بندۂ مولا

ہر اک کافر بڑھا لبیک کہکر دعوت حق پر
ہر ایک منکر نے مضبوطی سے پیمان وفا باندھا

فدایان محمد بن گئے جو دشمنِ جاں تھے
تہ تیغ محبت ہو گئی یکسر صفِ اعدا

کہیں لطف و محبت تھی کہیں تہدید و شدت تھی
کہیں شان جمالی تھی کہیں فرِّ جلالی تھا

جہاں کے گوشہ گوشہ میں صدائے دین حق پہنچی
نوائے حق پرستی مشرق و مغرب میں لہرایا

دیا علم و عمل ہی درسِ آئین جہانبانی
پڑھایا پھر سبق دنیا کو تدبیر و سیاست کا

شتربانی بھی کرتے تھے جہانبانی بھی ہوتی تھی
ابھی وہ بینوا تھے اور ابھی تھے وہ جہاں آرا

ہوا سکہ رواں عدل و مساوات واخوت کا
ہوئی پھر از سرِ نو مجلسِ صدق وصفا برپا

فضائل سے ہوئی آراستہ پھر بزمِ انسانی
محاسن کا بنی گہوارہ پھر یہ فسق کی دُنیا

دلوں کی خشک کھیتی لہلہائی جوشِ باراں سے
سرابستان جاں میں چشمہ پھوٹا نور عرفان کا

شرف بخشا گیا انسانیت کو پھر سعادت کا
بلند اس دور میں پایہ ہوا پھر آدمیت کا

مٹی ظلمت سرائے دہر سے لعنت غلامی کی
زمانہ سے اُٹھی رسم تمیزِ بندہ وآقا

جسے دیکھو وہ اب سرشارِ صہبائے اخوت ہے
جسے دیکھو وہ اب ہے بادۂ وحدت کا متوالا

ہوا ختم آہ وہ دورِ شرابِ مجلسِ دوشیں
نہ وہ ساقی ہے اب باقی نہ وہ خمخانۂ بطحا

کہاں وہ عہدِ سرشاری کہاں یہ دورِ محرومی
کہاں کیفِ مئے عرفاں کہاں رنجِ خمار افزا

وہی مینا ہے اب بھی پر نہیں وہ بادۂ رنگیں
وہی صہبا ہے اب بھی پر نہیں وہ شورشِ صہبا

کرے گو دورِ گردوں لاکھ اپنی سعیِ امکانی
پلٹ کر پھر کبھی وہ عہدِ اقدس آ نہیں سکتا

نہ دیکھی ہوگی چشمِ آسماں نے بزمِ قدس ایسی
سُنے ہوں گے نہ عالم نے یہ نغماتِ طرب افزا

نہ پائے گا زمانہ پھر کبھی مجد و شرف ایسا
نہ ایسی پھر سعادت دیکھے گی یہ دیدۂ دُنیا

مظاہر تھے یہ سارے رحمت للعالمین کے
کرشمے تھے یہ سب بس آپ کی لطف آفرینی کے

(مقتبس از معارف)

نام محمد (ﷺ) کے میں قربان

درود اس پر کہ جس کا نام تسکین دل وجاں ہے
درود اس پر کہ جس کے خلق کی تفسیر قرآں ہے
سلام اس پر کہ جس کا نام لے کر اس کے شیدائی
الٹ دیتے ہیں ٹکڑا سر فروشی کے فسانے میں

لفظ محمد (ﷺ) کے بارے میں حضرت سیّد غلام جیلانی استاذ گرامی مولانا شاہ احمد نورانی علیہما الرحمۃ لکھتے ہیں:

یہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے شریفہ میں مشہور تر ہے اس نام پاک کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ ہر نام کی اصل ہے جس طرح اس کا مسمّٰی بحکم حدیث (وکل الخلائق من نوری) سارے عالم کی اصل ہے۔ شعر

وہی جلوہ شہر بشہر ہے وہی اصل عالم ودہر ہے
وہی بحر ہے وہی لہر ہے وہی پاٹ ہے وہی دھار ہے
وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا
وہ ہی جان جان سے ہے بقا وہی بُن ہے بن سے ہی بار ہے

اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ جس طرح فرع کا تجزیہ کرنے سے **وصل** باقی رہ جاتی ہے اس طرح ہر نام کے اعداد کا بقاعدہ ذیل تجزیہ کرنے سے نام پاک کے اعداد بانوے (۹۲) رہ جاتے ہیں، تو یہ نام پاک ہر نام کی اصل ہوا۔ وہ قاعدہ یہ ہے کہ جس نام کو چاہیں اُس کے عدد کو چوگنا کریں پھر حاصل میں دو جمع کر دیں پھر حاصل کو پانچ گنا کر

دیں پھر حاصل کو بیس پر تقسیم کریں پھر حاصل کو نو گنا کر کے اُس میں دو جمع کر دیں تو حاصل بانوے ہوگا' جو نام پاک کے اعداد ہیں۔ مثلاً اس کتاب کا نام شرح ماۃ عامل ہے۔ بحساب ابجد اس کے اعداد چھ سو پچانوے ہوتے ہیں۔ ان کو چوگنا کیا تو دو ہزار سات سو اسّی حاصل ہوئے۔ اس میں دو جمع کرنے سے حاصل دو ہزار سات سو بیاسی ہوا۔ پھر اس کو پانچ گنا کیا تو تیرہ ہزار نو سو دس حاصل ہوئے اس کو بیس ہزار پر تقسیم کرنے سے دس باقی بچے۔ انکو نو گنا کر کے دو جمع کیے تو بانوے حاصل ہوتے ہیں۔

۱- ہر عدد کو چوگن کر لو دو کو اس میں دو بڑھائے

۲- پورے جوڑ کو پنچ گن کر بیس سے اس میں بھاگ لگائے

۳- باقی بچے کو نو گن کر لو اس میں پھر دو بڑھائے

۴- گورو نانک یوں کہے ہر شے میں محمد کو پائے۔

(بانی سکھ دھرم بابا گرونانک۔ گرنتھ)

اس نام پاک کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ دنیا میں جو مومن اس نام سے موسوم ہے وہ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے۔ سیرت حلبیہ جلد اوّل صفحہ ۹۹ حدیث معضل میں ہے۔

اذا کان یوم القیامه نادی منا دیا محمد قم فادخل الجنة بغیر حساب فیقوم کل من اسمه محمدیتوهم ان النداء له فلکرامة محمد صلی الله علیه وسلم لا یمنعون .

ترجمہ: جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک منادی ندا کرے گا۔ اے محمد! کھڑے ہو کر جنت میں بغیر حساب داخل ہو جاؤ تو ہر شخص کھڑا ہو جائے گا' جس کا نام محمد ہے یہ خیال کر کے کہ بلاوا میرے لئے تھا۔ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کے پیش نظر ان کو روکا نہ جائے گا۔ (یہ یاد رہے کہ نام پاک محمد کے ساتھ تسمیہ فضائل اعمال سے ہے جن میں حدیث ضعیف بھی بالاجماع معتبر ہے چہ جائے کہ معضل)

دل میں میرے آنکھوں میں سما جائے محمد
ہر سمت نظر آئے تجلائے محمد (ﷺ)

آپ ﷺ کو اس نام کے ساتھ بالہام خداوندی موسوم کیا گیا اور آپ سے پیشتر کوئی اس نام کے ساتھ موسوم نہ ہوا۔ لفظ محمد کا اشتقاق تحمید سے ہے' جو باب تفعیل سے آتا ہے اور تفعیل کا خاصہ تکثیر ہے' تو بنظر اشتقاق اس کے معنی ہوئے' وہ ذات جس کے فضائل محمودہ کثیر ہوں اور آپ کے فضائل کی کثرت کا یہ عالم جس کو محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ القوی نے مدارج النبوۃ میں بایں الفاظ بیان فرمایا۔

ہر مرتبہ کو بود در امکاں بروست ختم
ہر نعمہ کہ داشت خداشد برو تمام

(البشیر الکامل شرح مائۃ عامل)

میں نے اسم محمد (ﷺ) کو لکھا بہت چوما بہت

میری بینائی اور میرے دھن سے محو ہوتا نہیں
میں نے روئے محمد ﷺ کو سوچا بہت اور چاہا بہت
میرے ہاتھوں سے اور میرے ہونٹوں سے خوشبو جاتی نہیں
میں نے اسم محمد ﷺ کو لکھا بہت اور چوما بہت

☆ بزار نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم بچے کا نام ''محمد'' رکھو تو اُسے نہ مارو اور نہ محروم رکھو۔ (خصائص الکبری جلد دوم ص ۴۳۳)

حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم کسی کا نام ''محمد'' رکھو تو اس کی تعظیم کیا کرو، اُس کی نشست گاہ کشادہ رکھو اور اُس سے منہ مت بگاڑو۔ (نزہۃ المجالس جلد دوم ص ۲۱۸)

☆ حاکم و خطیب تاریخ میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں امیر المومنین سیدنا علی کرم

اللہ وجہہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں!!

جب لڑکے کا نام ''محمد'' رکھو تو اُس کی عزت کرو اور مجلس میں اُس کے لئے جگہ کشادہ کرو اور اُسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو یا اُس پر برائی کی دُعا نہ کرو۔

(احکام شریعت حصہ اوّل، ص ۸۲)

☆ بزار بن عدی، ابویعلیٰ اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے بچوں کا نام ''محمد'' رکھتے ہو، اُس کے بعد اُن بچوں پر لعنت کرتے ہو۔ (خصائص الکبریٰ جلد دوم، ص ۴۳۳)

☆ حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جب تم بچے کا نام ''محمد'' رکھو تو اُس کی عزت کرو، اُسے محفل میں جگہ دو اور اُسے چہرے کی بدصورتی کی بدعا نہ دو۔ (جامع صغیر)

حضرت علامہ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح الشفاء'' میں ایک طویل حدیث نقل فرمائی ہے جس کے آخر میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم یوں ارشاد فرماتے ہیں!! تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے مجھے جملہ انبیاء پر فضیلت بخشی حتیٰ کہ میرے نام اور صفت میں۔ (شرح الشفاء للقاری)

ہر اک سے سوا ہے محمد محمد — دکھوں کی دوا ہے محمد محمد
مریضو نہ گھبراؤ درد و الم سے — شفا ہی شفا ہے محمد محمد
بھلا دونوں عالم میں اور کیا میں چاہوں — لبوں پر سدا ہے محمد محمد
نہ دولت نہ جنت نہ حوروں کی چاہت — دلوں کی صدا ہے محمد محمد
خدا کی رضا تو سبھی مانگتے ہیں — خدا کی رضا ہے محمد محمد
ہاں جس در پہ ہوتا ہے سب کا گزارہ — وہی در ترا ہے محمد محمد
پکارے گا ہر اک نبی روزِ محشر — کہ آقا مرا ہے محمد محمد
کبھی تو سنیں گے وہ فریاد رحمت — کہ دل کہہ رہا ہے محمد محمد (ﷺ)

شانِ مصطفیٰ (ﷺ) کے جلوے اور خلفائے راشدین

حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک بار لاہور میں داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دربار عالیہ والی مسجد میں ہم بیٹھے تھے ایک مشہور مناظر آریہ سامنے آ کر بیٹھ گیا' اس نے بہت بڑی دستار باندھی ہوئی تھی' لوگوں نے بتایا یہ آریہ مذہب کا آدمی ہے۔ بڑے بڑے علماء کرام کے ساتھ بحث کرتا ہے اور بہت ہی تنگ کرتا ہے۔ کسی سے لاجواب نہیں ہوا۔

میری طرف متوجہ ہو کر بولا کہ مسجدوں پر یہ شعر کیوں لکھا جاتا ہے؟

چراغ و مسجد و محراب و منبر ابوبکر و عمر و عثمان و حیدر

مجھے یہ تو یقین ہو گیا کہ اس شعر کا ترجمہ اور معنی یہ شخص جانتا ہے لیکن اس کا مقصد کوئی اعتراض کرنا ہے۔ بہرصورت اسے بتایا کہ مختلف مسلک والوں نے اپنی اپنی مساجد بنائی ہوئی ہیں۔ شیعہ، اہل حدیث وغیرہ کی مسجدوں سے امتیاز کے لئے اہل السنّت مسلمان اپنی مساجد پر لکھ دیتے ہیں تاکہ اس شعر کے دیکھتے ہی نو وارد لوگوں کو معلوم ہو جائے یہ اہل السنّت اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے غلاموں کی تعمیر شدہ مسجد ہے۔ دوبارہ کہنے لگا میرا دل تسلیم نہیں کرتا۔ اسے کہا گیا کہ تیرا دل تسلیم کرے یا نہ کرے جواب تو دے چکا ہوں لیکن بار بار تکرار و اصرار کرتے ہوئے کہنے لگا۔ ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار شان تو بجائے خود بلکہ اس شعر سے ان کی تنقیص شان ہے کیونکہ جو تعریف صحابہ کرام کی طرف منسوب ہے درحقیقت وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہیئے تھی۔ (آریہ کو بتایا گیا کہ) یہ شعر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں لکھے ہوئے قصیدہ سے لیا گیا جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کا اظہار مفصل ہے۔ مذکورہ شعر صحابہ کرام کی تعریف میں ذکر کیا گیا ہے۔ مصنف نے تو مکمل طور پر علی حسب مراتب کتاب لکھی ہے اور صرف اس شعر کا مساجد پر لکھنے کا مقصد امتیازی صورت کے لئے حسب ضرورت ہے تاکہ معلوم ہو جائے

کہ منکرین صحابہ کی یہ مسجد نہیں ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو انکار وہ نہیں کرتے ان کی مساجد بھی ہوتی ہیں' کہنے لگا میری تسلی نہیں ہوئی!

آپ نے فرمایا اس وقت میں نے دیکھا ایک نورانی شعاع داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ انور سے نکلی اور سیدھی میرے قلب پر آئی۔ فوراً مسکت جواب میرے دل میں آیا۔ نہایت کشادہ قلبی اور وضاحت کے ساتھ اسے بتانا شروع کر دیا کہ دیکھ قبائل عرب کی حالت محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری سے پہلے کس قدر ابتر ہو چکی تھی۔ ظلمت وضلالت کی انتہاء تک نہ رہی تھی۔ ضد وہٹ دھرمی، کبر وبغض وعداوت جیسی امراض میں پھنسے ہوئے تھے۔ معمولی معمولی باتوں پر بیسیوں سال ان کی آپس میں جنگیں رہتی تھیں بلکہ قبائل کے قبائل نسل در نسل ایک دوسرے کو ختم کرنے کے درپے رہتے تھے۔ ہر قسم کی ذالت والے کمینہ پن لوگ تہذیب واخلاق سے دور اور تمدن سے بعید ترین قومیں اس خطہ میں آباد تھیں۔ ان قبائل میں سے بعض کو محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس نے چراغ جیسا روشن ورہنما بنا دیا۔ کسی کو مسجد جیسی شان بخشی کسی کو محراب ومنبر کا مالک بنا دیا' جو آنے والی نسلوں کے پیشوا ومقتدا ہوئے یہ شان اسی رسالت مآب محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی نہیں تو اور کس کی ہے۔ یہ سنتے ہی بڑ آر یہ مذہب والا اپنی پشت کے بل گرا۔ اس کی دستار بھی گر گئی۔ اپنے آپ کو سنبھال کر اٹھا اور کہنے لگا یہ جواب آج مجھے نصیب ہوا ہے۔ پہلے کسی نے نہیں دیا۔ نہ ہی کسی سے سنا واقعی اس شعر میں درحقیقت ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعریف ہے۔

(انوار قمریہ ص ۸۲-۸۵)

مرا وردِ شام و سحر یا محمد
مرا علم میرا ہنر یا محمد

توجہ سے سرکار عالی کے ہوگا
مقدر مرا اوج پر یا محمد

گناہ گار ہیں اور دامن تہی ہے
فقیروں پہ بھی اک نظر یا محمد

نام محمد (ﷺ) کا احترام

☆ صاحب روح البیان حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس بچے کا نام ''محمد'' ہو اُس کا ادب و احترام کیا جائے۔ یعنی نام بگاڑ کر نہ لیا جائے۔ غرض کہ اس کے بہت سے آداب ہیں۔ (تفسیر روح البیان)

☆ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے چہیتے خادم جناب ایاز کے ایک لڑکے کا نام ''محمد'' تھا' جو شاہی خدمت کے لئے مامور تھا۔ ایک دن سلطان محمود نے طہارت خانہ میں تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا: ایاز کے بیٹے سے کہو کہ وضو کے لئے پانی لائے۔

شاہانہ مزاج شناس ایاز یہ بات سن کر فکر میں ڈوب گیا اور یہ خیال کیا کہ شاید میرے بیٹے نے کچھ خطا کی ہے جس کی وجہ سے سلطان عالی جناب اُس سے ناخوش ہیں اور اسی لئے آج حسب معمول اُس کا نام لے کر یاد نہیں فرمایا۔ ایاز اسی فکر میں مجسمہ غم بنے ہوئے کھڑے تھے کہ سلطان محمود وضو سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائے اور ایاز کو غمزدہ دیکھ کر پوچھا: تمہاری پیشانی پر حزن وملال کے آثار کیوں ہیں؟ ایاز نے عرض کیا: عالم پناہ! آج آپ نے غلام زادے کو نام کے ساتھ یاد نہیں فرمایا۔ اسی سبب سے غلام مضطرب ہے کہ شاید اُس سے کوئی بے ادبی سرزد ہوگئی ہے' جس کی وجہ سے عالی جاہ ناخوش ہو گئے۔ سلطان محمود نے مسکرا کر فرمایا: ایاز مطمئن رہو۔ نہ صاحبزادے سے کوئی فروگذاشت ہوئی ہے اور نہ ہی میں اُس سے ناخوش ہوں۔ آج صاحبزادے سلمہ کا نام لے کر نہ بلانے کی وجہ یہ ہے کہ میں بے وضو تھا اور صاحبزادے کا نام ''محمد'' ہے مجھے شرم آئی کہ بے وضو میری زبان سے سیّد الطاہرین صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی ادا ہو۔

(تفسیر روح البیان جلد ۷، ص ۱۸۵)

ہر اک دل میں ہے احترامِ محمد ۔۔۔ سبھی سے ہے اونچا مقامِ محمد
فرشتے لگاتے ہیں آنکھوں سے اپنی ۔۔۔ شب و روز پیارا سا نامِ محمد
چلو مے کشو آج ساقی کے در پر ۔۔۔ بڑا وجد آور ہے جامِ محمد

نہ اُن سا ہوا ہے کبھی اور نہ ہو گا — خدا نے بنایا مقامِ محمد
بڑی مہکی مہکی ہیں صبحیں وہاں کی — ہے پُرنور رحمت سے شامِ محمد
ہے یہ شان اُن کی گئے لامکاں تک — بتائیں تمہیں کیا مقامِ محمد
ہے قربان کی عصر مولا علی نے — وہی جانتے ہیں مقامِ محمد
تجھی پر نہیں ہے سدا اُن کی رحمت — ہے فیض اُن کا ہر خاص و عامِ محمد

(ﷺ)

خدا کے بعد بس وہ ہیں

حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے دو لڑکے تھے۔ ایک کا نام ''محمد'' اور دوسرے کا نام ''احمد'' تھا شیخ نجیب الدین اگر اُن پر خفا ہوتے تو فرماتے اے خواجہ محمد! تم نے ایسا کیا اے خواجہ احمد! یہ کام تمہارے لائق نہ تھا۔ گویا آپ کو کیسا ہی سخت غصہ ہوتا لیکن ہر حال میں آپ نام کا ادب ملحوظ رکھتے۔

(فوائد الفواد مجلس ۳۵، ص ۲۸۳)

رسول مجتبیٰ کہیے محمد مصطفیٰ کہیے — خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہیے
شریعت کا یہ ہے اصرار ختم الانبیاء کہیے — محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب خدا کہیے
جبین ورخِ محمد کے تجلی ہی تجلی ہے — جسے شمس الضحیٰ کہیے جسے بدر الدجیٰ کہیے
جب انکا ذکر ہو دنیا سراپا گوش بن جائے — جب ان کا نام آئے مرحبا صل علیٰ کہیے

(صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم)

اہل محبت کی نظر میں

انوار قمریہ میں حضرت مولانا قاری غلام احمد سیالوی صاحب حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ص ۸۸ پہ لکھتے ہیں۔

۱۸ شوال المکرم ۱۳۹۳ھ بروز چہار شنبہ بوقت اشراق قبلہ وکعبہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے راقم الحروف کو بنگلہ شریف میں بلایا' جب حاضری نصیب ہوئی تو مندرجہ ذیل نعت شریف اپنے دست اقدس سے تحریر کردہ عنایت فرمائی اور حکم دیا اکثر اسے پڑھا کرو تاکہ محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر عاطفت رہے۔

یہ نعت قبلہ وکعبہ سیدی وسندی حضرت جناب شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے محبوب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں خود موزوں فرمائی ہے۔

آن جملہ رسل ہادیٔ برحق کہ گزشتند ــــ بر فضل تو اے ختم رسل دادہ گواہی
در خلق ودر خلق توئی نیر اعظم ــــ لا تدرک اوصافک لم تدرکماھی
یا احسن یا اجمل یا اکمل واکرم ــــ واللہ باخلاقک فی الملاء یباھی
ز آفاق پریدی و ز افلاک گزشتی ــــ درجاتک فی السدرۃ غیر المتناھی
بلکیست حقیقت کہ عروج توز سدرہ ــــ والذکر لفی حیز من جملہ مناھی
نالم بہ ہوا داریت از ہوش برفتہ ــــ آھو شدہ دریم وبصحرا شدہ ماھی
امید بکرمت کہ مکارم شیم تست ــــ من کیستم وچیست معاصی وتباھی
تو باعث تکوین معاشی ومعادی ــــ اے عبد اللہ ہست مسلم بتو شاہی
آئیس نیم از فضل تو اے روح خداوند ــــ نظرے کہ رباید زقمر رنج وسیاہی

اسم محمد (ﷺ) کے ہر حرف میں برکت ہے

مزید لکھا: ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۹۴ھ بشب جمعہ بعد نماز عشاء بنگلہ شریف میں حاضری نصیب ہوئی۔ طلباء نے صلوٰۃ وسلام سپیکر میں پڑھا اور شیخ الاسلام والمسلمین رحمۃ اللہ علیہ سنتے رہے۔ آخر میں یہ شعر:

السلام اے میم ح اور میم دال ــــ السلام اے بے نظیر وبے مثال

پڑھا گیا تو راقم الحروف نے عرض کیا اس شعر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی کے حروف تہجی کو توڑ کر پڑھنے میں گستاخی نہیں ہے؟ آپ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ

اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کا ہر حرف بے شمار برکات کا حامل ہے۔صاحب ذوق لوگ اس طرح محبت کے انداز میں پڑھتے ہیں۔اس طرح کسی شاعر نے لکھا ہے

محمد میمه موت لکفر حیاة القلب للمؤمن بحاه
و میم ثانی موج المواهب و دال خیر دال لا اشتباه
شفیع المذنبین ملا ذامة ومن یکفر به تبت یداه

ترجمہ: محمد کا میم کفر کے لئے موت ہے اور اس کی حا مومن کے دل کے لئے حیات ہے اور دوسرا میم آپ کی بخشائش کی موج ہے اور دال خیر کی دلالت کرنے والا ہے۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ ﷺ گناہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے اور امت کی جائے پناہ ہیں اور جو آپ کی ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے اس کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوں۔

(ص ۱۰۶)

جہاں دیکھو جدھر دیکھو محمد ہی محمد ہیں ادھر دیکھو اُدھر دیکھو محمد ہی محمد ہیں
زمین و آسماں میں بھی مکان ولامکاں میں بھی بہ خورشید و قمر دیکھو محمد ہی محمد ہیں
خدا کے سب کلاموں میں درودوں میں سلاموں میں بہ ہر شام و سحر دیکھو محمد ہی محمد ہیں
رسولوں اور ولیوں میں چمن میں پھول کلیوں میں بہ ہر برگ و ثمر دیکھو محمد ہی محمد ہیں
وہ ہر اسم و مسمّٰی میں وہی ہر دورِ دُنیا میں فروغِ بحر و بر دیکھو محمد ہی محمد ہیں
وہی وحدت میں کثرت میں وہ ہر معنیٰ صورت میں بہ ہر فکر و نظر دیکھو محمد ہی محمد ہیں
بہاروں کی بہاروں میں فضا میں آبشاروں میں اے نقوی جلوہ گر دیکھو محمد ہی محمد ہیں

(ﷺ)

محمد نام اور کنیت کو جمع کرنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کے

گھر بیٹا پیدا ہوا اُس نے اس کا نام محمد رکھ دیا اس کی قوم کے افراد نے اُس شخص سے کہا کہ ہم تجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نام نہ رکھنے دیں گے۔ اس پر وہ شخص حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے گھر بیٹا پیدا ہوا ہے اور میں نے اس کا نام محمد رکھا ہے میری قوم کے افراد کہتے ہیں کہ ہم تجھ کو رسول اللہ کے نام پر نام نہیں رکھنے دیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے نام پر نام رکھ لو لیکن میری کنیت نہ مقرر کرو اس لئے کہ میں قاسم ہوں تمہارے درمیان تقسیم کرنے والا۔ (مسلم شریف)

یاد رہے کہ حضور علیہ السلام کی کنیتیں مندرجہ ذیل ہیں۔ ابوابراہیم، ابوالارامل، ابوالقاسم، ابوالمومنین صلی اللہ علیہ وسلم

اس میں پھر آگے تفصیل ہے بعض کے نزدیک یہ حکم صرف آپ کی ظاہری حیات تک تھا اور بعض نے مطلق رکھا ہے۔ ہم نے زیادہ تفصیل میں جائے بغیر حضور علیہ السلام کے ارشادات عالیہ مختصر تشریح کے ساتھ لکھ دیے ہیں تفصیل کے لئے مسلم شریف کی شروحات کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ یہاں مختصراً بیان کیا جاتا ہے اور یہ مضمون امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اسباب ورود الحدیث سے لیا گیا ہے۔

محمد ہی امامِ مرسلاں ہیں ——— مکان و لامکاں کے حکمراں ہیں
کہو دل سے علی مسرور ہو کر ——— وہی اسلام کی روحِ رواں ہیں

(ﷺ)

ابوالقاسم ﷺ

اخرج البخاری عن ابی ھریرۃ قال: قال ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم: "تسموا باسمي ولا تكنوا بكنيتي".

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابوالقاسم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر

کنیت نہ رکھو"۔

(بخاری کتاب المناقب باب کنیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد اصفحہ ۵۰۱، ابوداؤد کتاب الادب باب فی الرجل یتکنی بابی القاسم جلد ۲ صفحہ ۳۳۰، ابن ماجہ کتاب الادب باب الجمع بین اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکنیۃ جلد ۲ صفحہ ۲۶۵)

☆ امام احمد، بخاری ومسلم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک انصاری کے ہاں بچہ پیدا ہوا اس نے چاہا کہ بچے کا نام محمد رکھوں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ فرمایا: "میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو"۔ (مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۲۹۸، بخاری کتاب الادب باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی جلد ۲ صفحہ ۹۱۴)

☆ امام بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں تھے کہ ایک آدمی نے کسی کو پکارا۔ اے ابوالقاسم (یہ سن کر) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف متوجہ ہوئے تو وہ کہنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں کسی اور کو پکارا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو"۔

(بخاری کتاب الادب باب کنیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد اصفحہ ۵۰۱، ابن ماجہ کتاب الادب باب مذکور جلد ۲ صفحہ ۲۶۵، مسند امام احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۱۲۱، مسلم کتاب الادب بالنہی عن النبی بابی القاسم جلد ۲ صفحہ ۲۰۶)

؎ محمد ہی ممالک کا علم ہیں ۔۔۔ وہی حور و ملائک کے حکم ہیں
وہی ہیں ماحی مکرِ معارک ۔۔۔ وہی سارے مسالک کو کرم ہیں

(ﷺ)

شیخ محقق علیہ الرحمۃ کا فیصلہ

اب رہا یہ سوال کہ کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نام اور کنیت پر کنیت رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شرح مشکوۃ ''اشعۃ اللمعات'' میں فرماتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نام رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت رکھنے میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں:

☆ ابوالقاسم کنیت رکھنا مطلقاً جائز نہیں خواہ اس شخص کا نام محمد ہو یا کچھ اور۔

☆ جس کا نام محمد ہو اس کے لئے کنیت ابوالقاسم جائز نہیں اور دوسرے کے لئے جائز۔

☆ ہر حال میں ابوالقاسم کنیت رکھنا جائز ہے خواہ نام محمد ہو یا کوئی اور۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں منع تھا بعد میں جائز ہے ان کی یہ دلیل ہے کہ امیر المومنین سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اگر اللہ عزوجل مجھے بیٹا عطا فرمائے تو اس کا نام کیا رکھوں؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور کنیت رکھ سکتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی اجازت دے دی۔

چنانچہ بعد میں محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے آپ کرم اللہ وجہ الکریم نے ان کا نام ابوالقاسم محمد رکھا۔

ان اقوال میں درست قول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نام رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے (بلکہ دخولِ جنت کا سبب بھی ہے کمافی الاحادیث) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ظاہری حیات کے بعد بھی منع ہے اور ظاہری حیات میں یہ ممانعت سخت تھی تو اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور کنیت جمع کرنا بطریق اولیٰ منع ہوگا۔ رہا معاملہ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کا تو یہ ان کے ساتھ خاص ہے کسی غیر کے لئے جائز نہیں سیاقِ حدیث سے یہ ازخود ظاہر ہورہا ہے۔ (اشعۃ اللمعات مترجم ج ۵، ص ۹۲۴،۹۲۳، کتاب الاداب باب الاسامی)

محمد اہلِ دل کا مسئلہ ہے محمد ہی عطا کا سلسلہ ہے

اسی کے اسمِ اطہر کی مدد سے ہوا نطقِ مہر کا ہر سلسلہ ہے
(ﷺ)

مسائل ضروریہ

درود شریف کا حکم اس لفظ ''محمد'' کے ساتھ ہے جس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہو۔ ''محمد'' یا ''احمد'' اگر کسی اور کا نام ہو یا کسی دوسرے کے نام کا جز ہو تو اس صورت میں چونکہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر دلالت مقصود نہیں ہوتی اس لئے اس کے ساتھ درود شریف لکھنا صحیح نہیں۔ مثلاً محمد ارشد، محمد اقبال، اشفاق احمد...... ایسے ناموں میں ''محمد، احمد'' کے ساتھ درود شریف نہ لکھا جائے گا۔

☆ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر زبان سے درود شریف پڑھتے ہیں، اسی طرح اسم گرامی لکھتے وقت زبان کے ساتھ ساتھ ہماری انگلیاں بھی درود شریف لکھا کریں۔ سلف صالحین اور محدثین کا یہی طریقہ تھا، یہی طرز تھا، کاش ہمیں بھی اس کا احساس ہوتا۔ علماء نے لکھا ہے کہ لکھتے وقت جب بھی اسم گرامی محمد (ﷺ) آئے تو ہر مرتبہ درود شریف لکھا جائے۔

یاد رہے! صلی اللہ علیہ وسلم بھی پورا درود ہے، بلکہ درود کے ساتھ ساتھ سلام بھی ہے۔ لیکن بہت سے لوگوں کو یہ بھی طویل لگتا ہے، معلوم نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لکھنے کے بعد ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھنے میں ان کو کیوں گھبراہٹ ہوتی ہے، یا وقت زیادہ لگتا ہے، یا سیاہی زیادہ خرچ ہوتی ہے، ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھنے کی بجائے ''صلعم'' یا ''ص'' لکھ دیتے ہیں...... دنیا کے سارے کاموں میں اختصار کی فکر نہیں ہوتی۔ سارا اختصار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ درود شریف لکھنے میں ہی یاد آتا ہے...... یہ کتنی بڑی محرومی اور بخل کی بات ہے۔ پورا ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھنے سے کیا بگڑ جائے گا؟

مثیل و نظیر آپ کا کوئی کیوں ہو کہ ہیں آپ خیر البشر یا محمد

بلا لو ہمیں آستانے پہ اپنے یہ خواہش ہے المختصر یا محمد
بجز بارگاہ خدائے دو عالم نہ ہو خم کہیں میرا سر یا محمد
مدینے کی راہوں کے کانٹے بھی مجھ کو ہیں صد رشک گلہائے تر یا محمد
عجب کیف ہے یا محمد میں ساگر کہے جاؤں میں عمر بھر یا محمد
(صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم)

ایک بہت ہی ضروری مسئلہ

حضور نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک سُنا اور پڑھا جائے تو اسم پاک کے احترام میں ضروری ہے کہ درود پاک پڑھا جائے اس بارے میں قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے!!

ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا یھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (سورہ الاحزاب آیت ۵۶)

ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی (ﷺ) پر اے ایمان والو! ان پر درُود اور خُوب سلام بھیجو۔

☆ حضرت امام طحاوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ایک ایماندار کے لئے ضروری ہے کہ وہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سُنے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی زبان پر لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر درود شریف ضرور بالضرور پڑھے۔

(افضل الصلوات علیٰ سید السادات ص ۱۱)

☆ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت علامہ امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت فی الجملہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر صلوٰۃ وسلام کے وجوب پر دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک لیا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر درود پڑھنا واجب ہوجاتا ہے۔

(افضل الصلوات علیٰ سید السادات ص ۱۰- علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ ''اہل محبت کو چاہیے کہ درود پاک کے ذکر پر صبر و استقلال کے ساتھ ہمیشگی کریں۔ یہاں تک کہ بخت (قسمت یا نصیب) جاگیں اور جان جہاں (ﷺ) خود قدم رنجہ فرمائیں اور شرفِ زیارت سے نوازیں۔ میں نے اس ذکر پر کما حقہ ہمیشگی کرنے والا کوئی نہیں دیکھا سوائے ایک عظیم فرد کے۔ وہ اشبیلیہ کا ایک لوہار تھا' جو اللھم صل علی محمد کے نام ہی سے مشہور ہو گیا تھا۔ اُسے ہر ایک اس نام سے جانتا تھا۔ جب میں اُس سے ملا اور دُعا کی درخواست کی تو اُس نے میرے لئے دعا مانگی، جس سے مجھے بہت فائدہ پہنچا۔ (فتوحات مکیہ باب ۵۴ ص ۲۳۴، جواہر البحار شریف جلد اول ۴۴۱)

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بہت ہی پیارا شعر ہے۔

من لم یصل علیه ان ذکر اسمه　　فهو البخیل وزده وصف جبان

جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے تذکرہ کے وقت درود نہ بھیجے، پس وہ پکا بخیل ہے، اور اتنا اضافہ کر اس پہ کہ وہ بزدل اور نامرد بھی ہے۔

مرا رسول محمد امام ہر دوسرا　　مدار دھرو ساگر ہوا گدا اس کا
وہ سلک گوہرِ اسرارِ ارحم الرحما،　　امام حور وملک. ماہ مصر اہل ولا
عمادِ علم وعمل اور احکم الحکام　　صلاح کار ہمارا مدام حکم اس کا
سہارا دل کا رہا سرو ھدا کا کرم　　کہاں محمد ومحمود اک سرور ہوا
کرم رسول دو عالم کا واہ وا ساگر　　ملال دور ہوا اور گلِ مراد کھلا

(صلی اللہ علیٰ حبیبہ سیدنا ومولانا محمد والہ واصحابہ وبارک وسلم)

اہل محبت کے معمولات

طبرانی کبیر و امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی' اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جس کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے تو بلاشبہ وہ ضرور جاہل ہے۔ (خصائص الکبریٰ جلد ۲، ص ۲۳۳ - احکامِ شریعت حصہ ۱، ص ۸۲)

☆ ابن سعد نے حضرت عثمان عمری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی کے گھر میں ایک یا دو تین محمد (نام والے) ہوں تو کیا حرج ہے۔ تمہارے گھر میں تو بہت برکت ہوگی۔

(طبقات ابنِ سعد / بے مثل بشر، ص ۲۷۳)

☆ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اُس کی بیوی کے حمل سے لڑکا پیدا ہو تو وہ اپنا ہاتھ اپنی حاملہ بیوی کے پیٹ پر رکھ کر یہ کہے:۔

''اگر اس حمل سے میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو میں اس کا نام ''محمد'' رکھوں گا۔'' تو الله (نیت کے اثر) سے اُس کے یہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ (سیرت حلبیہ جلد اوّل، ص ۲۸۳)

☆ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کے پیش نظر حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ نے بروایت ابن جریج حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جس کے یہاں حمل ہو اور وہ پختہ ارادہ کرلے کہ میں اس کا نام ''محمد'' رکھوں گا تو خدا اُسے لڑکا عطا فرمائے گا۔ (نزہتہ المجالس جلد دوم، ص ۲۱۷ / سیرت حلبیہ جلد اوّل، ص ۲۸۴)

محمد ہی اللہ کا مدعا ہے ۔۔۔ محمد ہی رسل کا مسئلہ ہے
ممالک کے مسالک کے لیے وہ ۔۔۔ عطائے مالک ہر دوسرا ہے

(ﷺ)

کوئی ہوگا ان کا مذمم میں تو محمد ہوں (ﷺ)

محمد ﷺ کے معنی ہیں جس کی خوب تعریف کی گئی ہو، مشرکین جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کے پیاسے اور سخت ترین دشمن تھے، انہیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتے وقت ''محمد'' کہنا پڑتا تھا، قدرت نے نام ہی ایسا خوبصورت رکھا کہ اس کا زبان پر لانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار تعریفوں کے قائم مقام ہو جاتا تھا۔ ایک دن کفار و

مشرکین کہنے لگے کہ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ ہم اپنے خداؤں کے دشمن کو بُرا بھلا کہنا چاہتے ہیں، لیکن جب ان کا تذکرہ کرتے ہیں، یا بلاتے ہیں تو خود بخود ان کی تعریف ہو جاتی ہے، ''محمد'' کہہ دیتے ہیں جس کے معنی ہی یہی ہیں کہ ستودہ صفات، قابل ستائش ..... کچھ بدبختوں نے مشورہ دیا کہ آئندہ اُنہیں (نعوذ باللہ) ''محمد'' کی بجائے مذمم (لائق مذمت) کے نام سے یاد کیا جائے، چنانچہ اس پر سب کا اتفاق ہوگیا۔

اب مخالفین جب بھی اپنے دل کے پھپھولے پھوڑنا چاہتے تو ''مذمم'' کہہ کر برا بھلا کہتے، ابوجہل نے یہ وطیرہ بنالیا تھا کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتا تو مبارک نام کی بجائے ''مذمم'' کہتا، ابولہب کی بیوی عوراء بنت حرب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہجو و مذمت میں اشعار کہتی اور مذمم کا چرچا کرتی۔ خدا کی یہ عجیب حکمت تھی کہ وہ مذمم کہہ کر برا بھلا کہہ رہے ہوتے تھے لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا اور وہ یہ کہ ان کی تمام بیہودہ گوئیوں کی بوچھاڑ بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرضی شخص پر جا پڑتی۔

بہر حال مخالفین نے ''محمد'' (ﷺ) کی بجائے ''مذمم'' کا خوب چرچا کیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ سن کر بڑا صدمہ ہوا، محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اپنی پریشانی کا اظہار کیا اور پوری بات بتائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بات نے مخالفین کے پروپیگنڈے کے اثر کو توڑ دیا، ارشاد فرمایا:

دیکھو! قریش کے سب وشتم سے میرے خدا نے مجھے کیسے محفوظ کر رکھا ہے، وہ مذمم کو گالیاں دیتے اور بُرا بھلا کہتے ہیں، اور میں تو محمد ہوں۔ (ﷺ)

محمد ہی محمد ہیں جہاں میں ۔۔۔ محمد کے ہیں جلوے ہر زماں میں
محمد ہیں زمین و آسماں میں ۔۔۔ محمد ہیں مکان و لامکاں میں
محمد باعثِ ایجادِ عالم ۔۔۔ محمد ہیں خدا کے ہر نشاں میں
محمد گر نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا ۔۔۔ محمد ہیں نہاں ہر اک عیاں میں
محمد اوّل و آخر ہیں بے شک ۔۔۔ نبوت کے مقدس کارواں میں

محمد فکرِ عالم میں وراء ہیں محمد اہل ایماں کی ہیں جاں میں
ہے میٹھا شہد سے بھی نام اُن کا بہاریں وہ ہی لاتے ہیں خزاں میں
نہیں امکاں نظیرِ مصطفیٰ کا نہ آتے ہیں وہ اظہار و بیاں میں
خرد بھی کہہ اُٹھی نقوی کہ واللہ محمد آ نہیں سکتے گماں میں

(ﷺ)

زیں سبب شد نام اور احمد رضا

ایک بار حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں حاضر ہوئے اور کچھ سوالات کیئے، اور یا محمد سے مخاطب کیا،.... سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جبرائیل امین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نام سے پکارا، یہ تو بے ادبی ہے؟ بعض محدثین نے جواب دیا کہ یہاں انہوں نے معنیٔ وصفی کا لحاظ کرتے ہوئے بطور مدح کے "یا محمد" کہہ دیا اور مشرکین پر رد ہے جو "مذمم" کہتے تھے (لمعات التنقیح ۱/۲۳۶)

چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!!

میرا یہ معمول رہا ہے کہ جتنے بیٹے، بھتیجے پیدا ہوئے، عقیقے میں سب کا نام، نام اقدسِ رسالت (ﷺ) پر رکھا۔ (مکتوبات امام احمد رضا ص ۴۶)

اسی طرح ایک اور جگہ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!!

لہٰذا فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے سب بیٹوں بھتیجوں کا عقیقے میں صرف "محمد" نام رکھا۔ پھر نامِ اقدس کے حفظ (یاد رکھنے) و آداب اور باہم تمیز کے لیے حرف جُدا مقرر کیئے، بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کے یہاں پانچ "محمد" اب موجود ہیں، اور پانچ سے زائد اپنی راہ گئے۔ (احکام شریعت حصہ اول ۸۲)

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!!

فان لی ذمة منه بتسميتي محمدًا وهو اوفى الخلق بالذمم

ترجمہ: پس میرے لئے امان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات رحمت سے

بہ سبب میرے نام کے کہ میرا نام ''محمد'' ہے اور وہ ذاتِ مقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں سب سے زیادہ اپنا وعدہ وفا کرنے والی ذات ہے۔

قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر کی شرح میں حضرت علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس شعر میں حضرت شرف الدین ابی عبد اللہ محمد بن سعید بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ میرے باپ نے میرا نام ''محمد'' رکھا اور حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے کہ جس کا نام ''محمد'' ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ وعدہ وفا کرنے والا دنیا میں اور کون ہو سکتا ہے؟ تو مجھے اس پر گھمنڈ اور ناز ہے کہ میرا نام ''محمد'' ہے۔

(طیب الوردہ شرح قصیدہ بردہ شریف ص: ۳۸۰)

تاجدارِ ارض بطحا الصلوۃ والسلام میرے آقا میرے مولیٰ الصلوۃ والسلام
حکم ہے اللہ کا میں آپ پر بھیجوں درود عمر بھر ہو ورد میرا الصلوٰۃ والسلام

فضائل درود شریف

ہم نے اپنی کتاب شان خدا بزبان مصطفیٰ میں بڑے ہی تفصیل کے ساتھ درود پاک کے فضائل وفوائد لکھ دیے ہیں یہاں خلاصۃً ملاحظہ ہوں۔

زبان سے درود شریف پڑھنے پر دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں' دس گناہ معاف اور دس نیکیاں ملتی ہیں، مگر حدیث شریف میں ہے اگر کسی شخص نے کتاب میں مجھ پہ درود شریف لکھا تو جب تک وہ تحریر رہے گی، اس وقت تک مسلسل فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں گے۔

کیونکہ جو بھی اس تحریر کو پڑھے گا ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کو بھی پڑھے گا، تو اس کا ثواب لکھنے والے کو بھی ملے گا۔

☆ حضرت سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک دوست تھا، وہ مر گیا تو میں نے اس کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کیا معاملہ گزرا؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے

میری مغفرت فرمادی، میں نے کہا، کس عمل پر؟ کہا کہ میں حدیث پاک لکھا کرتا تھا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام آتا تھا تو میں ''صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھا کرتا تھا، اسی پر میری مغفرت ہوگئی۔

☆ شیخ ابن حجر مکی نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص ''صلی اللہ علیہ'' پر اکتفا کرتا تھا، ''وسلم'' نہ لکھتا تھا، خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنے آپ کو چالیس نیکیوں سے کیوں محروم کرتا ہے، کہ ''وسلم'' نہیں لکھتا۔

☆ حضرت حسن بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا، فرمارہے تھے کہ اے ابوالاعلی! کتابوں میں ہمارا لکھا ہوا درود شریف تم دیکھ لیتے تو تمہیں تعجب ہوتا کہ وہ ہمارے سامنے کیسے چمک رہا ہے۔

☆ امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ آسمان میں امام بن کر فرشتوں کو نماز پڑھارہے ہیں، کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو بتایا: میں نے دس لاکھ احادیث لکھی ہیں اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھتا تو نام نامی کے ساتھ درود شریف لکھتا۔

☆ کچھ حدیث لکھنے والے محدثین سے سستی ہو جاتی اور اسم گرامی کے ساتھ درود نہ لکھتے تو خواب میں انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی کہ میرے نام کے ساتھ درود شریف لکھا کرو۔

☆ ایک شخص حدیث لکھتا تھا اور بخل کی وجہ سے نام مبارک کے ساتھ درود شریف نہ لکھتا تھا، اس کے سیدھے ہاتھ کو مرض اکلہ عارض ہوا، یعنی اس کا ہاتھ گل گیا۔

محمد اصل آدم روح حوا	ہوا مولد اسی کا مصر و مکہ
محمد ہادی اکمل اور مکمل	وہی ہے طاہر، اطہر اور طٰہٰ
محمد محرم اسرارِ مولیٰ	محمد اہلِ عالم سے ہے اعلیٰ
محمد ہی محمد ہی محمد	ہوا ہے روح ہر مسلم سے اولیٰ

(النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسھم) (ﷺ)

تصویر کا دوسرا رُخ

جو شخص درود شریف پڑھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اس کا تذکرہ کیا جاتا ہے (حدیث) سبحان اللہ! کیا انعام ہے، درود شریف پڑھنے والے کا کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں نام لے اس کا تذکرہ کیا جائے، دنیا میں اگر کسی بڑے اللہ والے عالم کے سامنے کسی کا ذکر خیر ہو تو انسان اسے اپنے لئے کتنی بڑی سعادت سمجھتا ہے اور یہاں ایسی مجلس جس پر فرشتے بھی ناز و فخر کریں، اس میں تذکرہ ہو کہ یا رسول اللہ! آپ کی امت میں سے فلاں بن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔

اور محروم ہے وہ شخص جس کے سامنے نام نامی اسم گرامی محمد (ﷺ) آئے اور اس کی زبان پہ درود شریف نہ آئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ اور اسم گرامی سننے کے بعد جو شخص عمداً درود شریف نہ پڑھے اس کے لئے بڑی وعیدات ہیں، کچھ احادیث یہ ہیں۔

☆ ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آئے اور وہ درود نہ بھیجے۔ (ﷺ)

☆ میں تمہیں سب بخیلوں سے زیادہ بخیل بتاؤں، میں تمہیں لوگوں میں سب سے زیادہ عاجز بتاؤں، وہ وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا ہو پھر وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ (ﷺ)

☆ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو مجھے قیامت میں نہ دیکھے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا وہ کون شخص ہے جو آپ کی زیارت نہ کرے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخیل، سیدہ نے عرض کیا: بخیل کون؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو میرا نام سنے اور درود نہ بھیجے۔

☆ یہ بات ظلم سے ہے کہ کسی آدمی کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر

درود نہ بھیجے۔ (ﷺ)

محمد ہادی و مولیٰ ہمارا ہوا ہے اہلِ عالم کا سہارا
دل و روح علی کے واسطے ہے وہی درگاہ مولیٰ کا دوارا
محمد مالک ہر ما سوا ہے محمد ہی عوالم کو عطا ہے
اسی سے مہر لوٹے مہ ہو ٹکڑے وہی آدم کا حلِ مسئلہ ہے

(ﷺ)

برکات اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز دو آدمی دربارِ خداوندی میں پیش ہوں گے۔ حکم ہوگا کہ انہیں جنت میں لے جاؤ۔ یہ حکم سن کر انہیں تعجب ہوگا اور حق تبارک وتعالیٰ سے وہ عرض کریں گے کہ یا الٰہ العالمین! ہم نے تو کوئی نیک عمل نہیں کیا، پھر بھی ہم جنت میں کیوں بھیجے جا رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا: ''تم جنت میں جاؤ۔ میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ جس شخص کا نام محمد یا احمد ہوگا اُس کو جہنم میں داخل نہیں کروں گا۔''

(مدارج النبوت جلد اول، ص ۲۴۶)

یاد رہے۔ اِس حدیث کو امام قسطلانی علیہ الرحمہ نے بھی ''مواہب اللدنیہ'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

☆ حضرت جعفر بن محمد علیہ الرحمہ اپنے والد محترم سے روایت فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز ایک منادی ندا کرے گا کہ اے لوگو! خبردار ہو جاؤ تم میں سے جس کا نام محمد یا احمد ہے وہ جنت میں داخل ہو جائے۔ اس حکم سے اللہ رب العزت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ مبارک کی عظمت دکھانا چاہے گا۔

(کتاب الشفا/ جواہر البحار شریف جلد ا، ص ۱۳۳)

☆ حضرت ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سماع میں اور ابن وہب رحمۃ

اللہ علیہ نے اپنی جامع میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ میں نے مکہ مکرمہ والوں سے سُنا ہے، وہ کہتے ہیں کہ جس گھر میں ''محمد'' نامی کوئی آدمی رہتا ہو، وہ گھر برکت والا ہے اور اس کے ہمسایوں کو بغیر کسی خاص مشقت کے رزق ملتا رہتا ہے۔

(کتاب الشفاء/ جواہر البحار شریف، جلد اول ص ۱۳۳)

☆ صاحب نزہتہ المجالس حضرت علامہ عبد الرحمٰن صفوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ''کتاب البرکۃ'' میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت دیکھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ جس گھر میں میرا نام ہو یعنی کسی کا نام محمد ہو تو اُس میں تنگ دستی نہ آئے گی۔ (نزہتہ المجالس ج ۲ ص ۲۱۸)

محمد ہے رسولوں کا مکرم — محمد ہے اصولوں کا مسلّم
محمد طاہر، اطہر اور مطہر — وہی ہے سرور اولاد آدم
محمد سے مرے دل کو ولا ہے — عوالم کے دلوں کا حوصلہ ہے
وہی ہر دور کو مہر صدا ہے — اللہ کے سارے ملکوں کو عطا ہے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

امام مالک علیہ الرحمۃ کا ارشاد

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!!
جس گھر والوں میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اُس گھر میں برکت زیادہ ہوتی ہے۔

(احکام شریعت حصہ اول ص ۸۲)

☆ نیز یہ بھی مروی ہے کہ کوئی گھر نہیں ہے جس میں ''محمد'' نام والے ہوں مگر یہ کہ حق تعالیٰ انہیں برکت دیتا ہے۔ (مدارج النبوت جلد اوّل ۲۴۷)

☆ حضرت سریج بن یونس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے مقرر کردہ بعض فرشتے ہیں جو زمین میں گھومتے رہتے ہیں اور جس گھر میں کوئی محمد یا احمد نام کا آدمی رہتا ہو اُس میں ٹھہر جاتے ہیں۔ (کتاب الشفاء)

اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ گھر میں ایک ، بلکہ دو بلکہ تین شخص ایسے ہونے چاہئیں جن کا نام "محمد" ہو۔ (کتاب الشفاء/ جواہر البحار جلد اول ،ص ۱۳۴)

حضرت امام ابو منصور دیلمی نے "مسند الفردوس" میں اور ابن عدی کامل و ابو سعید نقاس بسند صحیح اپنے معجم شیوخ میں اور علامہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "مدارج النبوت" میں اور ان کے علاوہ حافظ ابن بکیر رحمۃ اللہ علیہ نے امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں!!

کوئی دستر خوان نہیں ہے کہ بچھایا گیا ہو اور اُس پر لوگ کھانے کے لئے آئیں اور ان میں احمد ،محمد کے نام والے ہوں مگر یہ کہ حق تعالیٰ اُس گھر کو جس میں یہ دستر خوان کھانے کا بچھایا گیا ہوا ُسے روزانہ دو مرتبہ پاک نہ فرمائے۔

(مدارج النبوۃ جلد اول ،ص ۲۸۷/ احکام شریعت حصہ اول ،ص ۸۱)

محمد ہی رسول عالمی ہے — وہی مولائے عالم کا ولی ہے
ہوئے سارے عوالم ان کے سائل — کہاں ان کے لیے کوئی کمی ہے
محمد کی ہوئی ہر سو دہائی — اسی کو لامکاں کی ہے رسائی
علی کی روح کو دل کو ' لساں کو — ملے دام معاصی سے رہائی (ﷺ)

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کا ارشاد

☆ حضرت علامہ قاضی ابو الفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الشفاء" میں فرماتے ہیں!! اللہ تعالیٰ کے فرشتے بخشش و رحمت (کی دعا کرتے ہیں) کرتے ہیں اُس کے لئے جس کا نام محمد یا احمد ہو۔ (طیب الوردہ شرح قصیدۂ بردہ ،ص ۳۸۰)

☆ حضرت علامہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ جو قوم کسی مشورے کے لئے جمع ہوئی اور اُن میں کوئی شخص ایسا موجود ہے جس کا نام "محمد" ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے کام میں برکت عطا فرمائے گا۔

(مدارج النبوۃ جلد اول ،ص ۲۴۷)

نوٹ: اسی طرح طرائفی وابن الجوزی امیر المومنین سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب کوئی قوم کسی مشورے کے لئے جمع ہو اور اُن میں کوئی شخص "محمد" نامی ہو اور اُسے اپنے مشورے میں شریک نہ کریں تو اُن کے لئے اس مشورے میں برکت نہ رکھی جائے گی۔

(احکام شریعت حصہ اوّل ص ۸۲/ نزہتہ المجالس جلد ۲ ص ۲۱۸)

محمد ہے مدد گار دو عالم وہی اسلام کی ہے راہِ محکم
وہی اللہ کے رحم و کرم سے ہوا ہے اے علی ہر دل کا محرم
(صلی اللہ علیہ وسلم)

اور جب سمٹی تو تیرا نام بن کر رہ گئی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ...... ایک حرف شوق ہے، اس کو زباں سے ادا کریں تو لب پیوستہ پیوستہ ہوئے جاتے ہیں...... اس کا سرور آنکھوں کا نور بن کر جھلکتا ہے...... یہ نام رگ مسلم میں خون بن کر دوڑتا ہے...... نغمگی بھی اس نام کو سن کر وجد کرتی ہے...... چاند ستارے سن کر مسکراتے ہیں...... ندامت میں بھی اس اسم گرامی نے لذت گھول دی...... دل میں بھی نشاط آ گیا یہ نام سن کر...... اس نام میں ملاپ ہے جدائی نہیں...... اپنائیت ہے اجنبیت نہیں...... کیف ہے...... سرور وشعور ہے...... کائنات کی رنگینیوں، دلنشینیوں، حور وغلماں کی رعنائیوں، جنت کی حسین پنہائیوں اور شہنائیوں کو یکجا کیا جائے تو نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتا ہے۔

کائنات حسن جب پھیلی، تو لامحدود تھی اور جب سمٹی تو تیرا نام بن کر رہ گئی

اللہ کا نام لیں تو دونوں ہونٹ علیحدہ ہو جاتے ہیں جس میں اشارہ ہے کہ اللہ کی ذات سب سے اونچی ہے، خالق اور مخلوق میں فاصلے ہی فاصلے ہیں اور وہاں تک پہنچنا ہمارے لئے ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، لیکن جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے ہیں تو دونوں ہونٹ آپس میں مل جاتے ہیں، جس میں اشارہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

ذات والا، صفات و برکات ہی ہم حقیر بندوں کو اُس اُونچی ذات سے ملانے کا ذریعہ ہے۔ (اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم معجزہ عظیم)

نام نامی آپ کا میں نے لیا جس وقت بھی ۔۔۔ دل نے اطمینان پایا الصلوٰۃ والسلام

باعث تکوین عالم اور حبیب کبریا ۔۔۔ آپ نے کیا رتبہ پایا الصلوٰۃ والسلام

رحمۃ للعالمیں ہیں آپ اس میں شک نہیں ۔۔۔ آپ کا سب پر ہے سایہ الصلوٰۃ والسلام

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا

حافظ امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے' مجھے اللہ تعالیٰ عزوجل کے عزت وجلال کی قسم! جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا، اُسے دوزخ کا عذاب نہ دوں گا۔

(حلیۃ الاولیاء، مدارج النبوۃ جلد اوّل ص ۲۴۷ -طیب الوردہ شرح۔ قصیدہ بردہ، ص ۳۸۰)

☆ ایک حدیث میں ہے!!

اللہ تعالیٰ شرم فرماتا ہے اس (بات) سے کہ اُسے عذاب دے، جس کا نام میرے حبیب کے نام پر ہو۔ (طیب الوردہ شرح قصیدۂ بردہ، ص ۳۸۰)

صاحب ''مدارج النبوۃ'' حضرت علامہ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خواب میں حضرت شیخ سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ ان کے سامنے کھڑے ہیں۔ حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ محمد عبدالحق (محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) سلام عرض کر رہے ہیں۔ حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور شیخ محمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ سے معانقہ فرمایا اور فرمایا کہ ''تم پر آتش دوزخ حرام ہے۔'' بظاہر یہ بشارت ہی نام رکھنے کی برکت کے نتیجہ میں ہے' کیونکہ علماء کا اس پر اتفاق ہی ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد ۱، ص ۲۴۷)

دل توڑنا ہماری عادت نہیں ۔۔۔ دل ہم کسی کا دکھاتے نہیں

بھروسہ رکھنا ہماری دوستی پہ ۔۔۔ ہم دوست بنا کر بھلاتے نہیں

حروف اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خالقِ کائنات نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم ''محمد'' کے چار حرفوں میں عجیب اسرار ورموز رکھے ہیں، یہ نام محامد کا بحر عمیق و بحر بیکراں ہے، معانی وعبارات کی لا متناہی دنیا ہے، عاشقوں اور یارانِ نکتہ دان نے ہر حرف کا انوکھا پسِ منظر بتایا ہے، حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میم کے معنی ہیں امین و مامون...... ح سے حبیب ومحبوب مراد ہے...... میم ثانی میمون کی ترجمان اور دال دین کی علامت ہے۔
کچھ عاشق یوں کہتے ہیں: میم: موت للکفر، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ورد کفر کے لئے موت ہے...... ح: حیات القلب للمؤمن، مومن کے قلب کی روحانی زندگی کا باعث...... میم ثانی: موج المواہب، بخشش ومہربانی کی لہر...... دال: خیر دال۔ آپ ہی خیر وخوبی اور بہتری کے بہترین راہنما ہیں۔

نزہۃ المجالس میں ہے کہ میم اُولی میم منت (احسان) ہے، گویا خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنی امت پر انہیں دوزخ سے رہائی دلا کر احسان کیجئے...... حا محبت سے ہے اپنی امت کے دل میں میری محبت پیدا کیجئے...... میم ثانیہ مغفرت ہے اپنی امت کو بخشش دیجئے اور دال دوام دین سے ہے کہ دین اسلام ان سے کبھی نہ نکلے ایک عاشق نے شعر کی زبان میں یوں کہا:

ہے میم میں محبوبیٔ مطلق کا اشارہ — پھر کیوں نہ ہو محبوب نام محمد ﷺ
ح میں ہے حیات ابدی جاں بلبوں کی — غلاموں کا روح افزاء نام محمد ﷺ
معجون مفرح ہوئی وہ میم مکرر — اور دال میں ہے دل کی دوا نام محمد ﷺ

(فلسفۂ سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم)

لفظ اللہ اور اسم محمد ﷺ

اسم محمد کو اسمِ اللہ سے کیا حسین مشابہت ہے...... دونوں اسم ذات ہیں...... دونوں میں ایک ایک حرف مشدد ہے...... دونوں میں چار چار حروف ہیں...... دونوں میں ایک

ایک ساکن ہے...... دونوں ناموں میں کوئی نقطہ نہیں......

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ ذاتی اور صفاتی ناموں میں یہ فرق ہے کہ اللہ کے کسی صفاتی نام سے کوئی حرف نکال دیا جائے تو معنی، مطلب و مفہوم ختم ہو جاتا ہے، مثلاً رحمٰن مہربان کو کہتے ہیں حرف (ر) کو نکال دو تو کوئی معنی نہیں، رحیم، رحم کرنے والے کو کہتے ہیں، (ر) کو نکال دیں تو کوئی مفہوم نہیں۔ یہ اصول تمام اسماء صفاتی میں ہے، مگر ذاتی نام اللہ ہے، ایک الف دو لام اور ایک ہا، قرآن کریم میں ہے اللہ لا الٰـہ الا ھو الحی القیوم، اب الف نکال دو تو للہ رہ جاتا ہے، قرآن مجید میں ہے: للّٰہ مـا فی السمٰوٰت مفہوم برقرار ہے...... ایک لام جدا کرو لہ بچے گا، قرآن میں ہے لہ مـا فی السمٰوٰت ...... دوسرا لام بھی جدا کر دو فقط (ہ) بچے گا...... اللہ لا الٰـہ الا ھو، مطلب باقی ہے۔

اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی میں بھی یہی خوبی ہے، انبیاء سابقہ کے اسماء میں سے ایک حرف نکال دیں تو مفہوم ختم، صرف اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ حسین نام ہے جو آخری حرف تک اپنے مطلب پر باقی رہتا ہے ..... محمد میں دو میم، ایک حا اور ایک دال، محمد کے معنی ہیں تعریفوں والا۔ میم جدا کریں تو حمد رہتا ہے جس کے معنی ہیں مجسمۂ تعریف...... حا، جدا کریں تو ''مد'' بچتا ہے، جس کا معنی ہے جنت کی طرف کھینچنے والا...... دوسرا میم بھی نکالیں تو بچتا ہے ''د'' اور الدال علی الخیر یعنی اچھے کاموں کی دلالت کرنے والا۔ (تذکرہ حبیب کبریا)

محمد سرورِ دورِ اُمم ہے	محمد ہی دوائے ہر الم ہے
محمد ہے رسولِ اہلِ عالم	محمد ہی مکارم کا علم ہے
محمد آدم و حوا کا مولیٰ	وہی سارے رسولوں سے ہے اعلیٰ
محمد مرسلِ ملکِ الٰہی	وہی ادوارِ اکواں سے ہے اعلیٰ

(ﷺ)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ

حضرت علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ جس شخص کا نام ''محمد'' ہے قیامت کے روز اُسے لایا جائے گا اللہ عزوجل اس سے فرمائے گا کہ تجھے گناہ کرتے ہوئے شرم نہ آئی؟ حالانکہ تو نے میرے حبیب کا نام اختیار کیا ہے۔ جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (افضل الصلوات علی سید السادات، ص ۱۵۱)

☆ ابن ابی عاصم نے ابن ابی فدیک، جہم بن عثمان سے انہوں نے ابن حثیب سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے میرے نام پر اپنا نام رکھا اور مجھ سے برکت کی اُمید رکھی تو اُس کو برکت حاصل ہوگی اور وہ برکت قیامت تک جاری رہے گی۔

(خصائص الکبریٰ جلد دوم، ص ۲۳۴)

آپ کی یاد دل اور سینے میں ہے — کیا بتاؤں کہ کیا لطف جینے میں ہے
آپ سے ایسی نسبت ہے آقا مجھے — جان مکے میں ہے دل مدینے میں ہے
ایسی خوشبو کہاں سے کوئی لائے گا — جو رسول خدا کے پسینے میں ہے
عشق احمد کی دولت تو دیکھے کوئی — جو مری زندگی کے خزینے میں ہے
یہ کوئی آج کی بات ساگر نہیں — ''حب احمد ازل ہی سے سینے میں ہے''

میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے

بگڑے بھی بنا دیتا ہے یہ نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ابو العباس بکری ناقل ہیں کہ محمد بن جریر طبری، محمد بن خزیمہ، محمد بن ہارون رویانی رحمۃ اللہ علیہم، یہ چاروں ''محمد'' نامی محدثین اپنے طالب علمی کے زمانے میں مصر میں مجتمع ہو گئے اور چاروں مفلسی وفاقہ کشی سے مجبور ولاچار ہو گئے ایک دن ان چاروں نے یہ طے کیا کہ قرعہ نکالو۔ جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ خدا تعالیٰ سے دعا مانگے۔ چنانچہ

جب قرعہ ڈالا گیا تو محمد بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا قرعہ نکلا اس پر انہوں نے کہا:۔ ٹھہرو! میں نماز پڑھ کے دعا مانگوں گا۔ چنانچہ جیسے ہی انہوں نے دعا مانگی، ایک غلام موم بتی لئے ہوئے دروازے پر کھڑا نظر آیا اور اُس نے کہا: محمد بن نصر کون ہیں؟ لوگوں نے اُن کی طرف اشارہ کیا' تو اُس نے اُن کو پچاس دینار کی تھیلی دی۔ پھر باقی تینوں کو بھی اُن کا نام پوچھ پوچھ کر پچاس پچاس دینار کی تھیلی دی اور کہا کہ امیر مصر سو رہا تھا تو اُس نے خواب میں دیکھا کہ چار ''محمد'' نام کے طالب علم بھوکے ہیں۔ چنانچہ اُس نے آپ لوگوں کے لئے خرچ کے واسطے یہ تھیلیاں بھیجی ہے اور میں آپ لوگوں کو قسم دیتا ہوں کہ جب یہ رقم خرچ ہو جائے تو آپ لوگ ضرور مجھے مطلع فرمائیں۔

(تذکرہ الحفاظ جلد ۲، ص ۲۸۲، بحوالہ روحانی حکایات حصہ ا، ص ۱۰۰)

محمد کی ہے روشنی ہر زمن میں ہے اُن کی مہک ہر چمن میں سمن میں
محمد نے دیکھا ہے اپنے خدا کو محمد ہیں نبیوں کی ہر انجمن میں
محمد ہی صبحِ ازل سے ابد تک ہدا کی کرن میں عطا کی بھرن میں
محمد ہیں مشکل کشائے دو عالم محمد ہیں ربّ جہاں کی لگن میں
محمد زمیں آسماں کے ہیں مالک مددگارِ آدم ہیں رنج و محن میں
محمد ہیں جن و بشر کا وظیفہ محمد ہیں حور و ملک کی پھبن میں
محمد ہی ہر روح و ہر دل سے اقرب محمد ہیں اللہ کے ہر اک سخن میں
رہوں اور مروں اور اٹھوں روزِ محشر محمد کے عشق و وِلا کی جلن میں
وہ اوّل ہیں آخر ہیں ظاہر ہیں باطن ہیں نقوی کے دل میں زباں میں بدن میں

(ﷺ)

ایک قابل توجہ نکتہ

ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں: کہ قرآن دو ہیں...... ایک قرآن صامت اور دوسرا قرآن ناطق...... قرآن صامت تو وہ ہے جو دفتین (جلد) میں بند ہے...... جس کی ہم

تلاوت کرتے ہیں...... اور دوسرا قرآن ناطق جو مدینہ کی گلیوں میں چلتا پھرتا تھا......

نوٹ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں اور رفعتیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعتیں اور پہنائیوں ان کی زیبائیاں اور رعنائیاں بیان کرنے سے زبان قاصر ہے.... اور قلم عاجز ہے کہ انہیں حیطۂ شمار میں لا سکے...... ہمارا ایمان ہے جیسے خدا اپنی الوہیت میں وحدہ لاشریک ہے...... ایسے ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت اور عبدیت کے اس مقام ارفع پر فائز ہیں..... کہ: **لا شریك له ولا نظیر له ولا ندله ولا ضدله**

کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید الاولین اور سید آخرین ہیں..... وہ سرور دنیا ودین ہیں، وہ حبیب رب العالمین ہیں، مولانا روم فرماتے ہیں:

نام احمد نام جملہ انبیاء است   چونکہ صد آمد نود ہم پیش ما است

احمد مجتبیٰ کا نام تمام انبیاء کا نام ہے..... جب تم نے سو کا لفظ کہا تو نوے کا ذکر اس میں ضمناً آ ہی گیا اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں سما گئی ہیں اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے فضائل اور شمائل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں سمٹ کر آ گئے ہیں۔

(شانِ محمد کے مثالی واقعات)

محمد احمد و محمود و حامد   وہی ہے عالم مولائے واحد

محمد محرمِ اسرار احساں   محمد ہی ہوئے آدم کے والد

(علیہما الصلوٰۃ والسلام)

ایک قابل عمل پہلو

اہل لغت کہتے ہیں محمد یا محمود وہ ہے جس میں خصال حمیدہ کثرت سے پائی جائیں، اس لئے محمد نام والوں کو چاہیے کہ صفات حسنہ اپنائیں، جب اتنی عظیم ہستی کے ہم نام ہو گئے تو اب عمدہ اخلاق و کردار کا مظاہرہ کریں، دوسروں سے عادات واطوار میں ممتاز

ہوں، نیکیوں کا ذوق رکھیں، داغ دار اعمال سے اجتناب کریں، ایسا نہ ہو کہ ہماری وجہ سے نام محمد پر زد آئے اور کوئی محمد یا نام محمد پر ناز یا بات کہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ میرا نام "محمد" ہے اور بس میرا کام ہو گیا جو جی میں آئے کرتا پھرے نہیں محمد نام رکھ کر پھر اس نام کا حق ادا کریں اور اس کی لاج رکھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں محمد نام والے ایک شخص کو کسی نے پکار کر برا بھلا کہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو اسے بلا کر فرمایا: تمہارے نام کی وجہ سے اسم محمد (ﷺ) پر گالیاں نہیں پڑنے دیں گے۔ چنانچہ اُسی وقت اس کا نام بدل کر عبدالرحمن رکھ دیا، اور بنو طلحہ کے لوگوں کے پاس آدمی بھیجا کہ تمہارے قبیلہ میں جن جن کا نام محمد ہے بدل دو، ایسے نام والے سات تھے، ان میں سید اور بڑے "محمد بن طلحہ" تھے، انہوں نے کہا: امیر المومنین! میرا نام تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب کردہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی یہ نام رکھا تھا، فرمایا: اگر یہ سچ ہے تو جاؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رکھا ہوا نام میں نہیں بدل سکتا۔ (الاصابۃ فی ذکر محمد بن طلحہ)

☆ علماء فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا منشاء یہ نہیں تھا کہ محمد نام نہ رکھا جائے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی تعظیم مراد تھی کہ کہیں اسم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہ ہو ورنہ نام محمد رکھنا بالاتفاق جائز اور باعث خیر و برکت ہے، لیکن محمد نام والوں کا احترام ہو ان کی ذلت و رسوائی نہ ہو، اسی طرح محمد نام والوں کو بھی اس نام کی لاج رکھنی چاہیے۔

محمد علم کا کوہِ گراں ہے — محمد حاصل روح جہاں ہے
محمد ہے دلِ مسلم کا ماویٰ — محمد ہی علی ورد لساں ہے

(ﷺ)

اس طرف دھوم ہے اُس طرف دھوم ہے

لبنان کے سنی مسلمانوں اور شیعوں میں سب سے زیادہ "محمد" نام والے لوگ ہیں،

لبنانیوں کے ناموں کے اندراج کی تحقیقی رپورٹ سے واضح ہوتا ہے کہ اسم محمد لبنان میں سب سے زیادہ شہرت والا نام ہے۔ ۲۰۰۴ء کی انتخابی لسٹ کے مطابق تقریباً ۸۰۶۴۴ شیعہ ہیں اس کے علاوہ ۹ عیسائی اور دوسرے کچھ مذاہب والے لوگ بھی یہ نام رکھتے ہیں۔ محمد کے قریب قریب احمد نام ہے چنانچہ ۴۱۶۴۷ اشخاص کے نام احمد اور ۱۹۹۶۳ محمود نام والے ہیں۔ (انٹرنیٹ نیوز)

☆ برطانیہ میں نوزائیدہ بچوں کے جو نام رکھے جاتے ہیں ان میں ''محمد'' نام بہت زیادہ مقبول ہوتا جارہا ہے، محکمہ شماریات کی طرف سے جاری ہونے والے اعداد و شمار کے مطابق اسم ''محمد'' کی مقبولیت صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہیں دوسرے مذاہب اور عقائد سے تعلق رکھنے والے افراد بھی اپنے نوزائیدگان کے لئے ''محمد'' نام پسند کررہے ہیں اور یہ نام ''جارج'' کے مقبول نام سے بھی کہیں زیادہ مقبول ہو کر اس پر سبقت لے چکا ہے، دفتر شماریات کا کہنا ہے کہ ۲۰۰۶ء میں نوزائیدہ بچوں میں سے محمد نام رکھے جانے والے بچوں کی تعداد ۴۲۵۵ رہی جبکہ ۳۷۵۵ بچوں کے نام جوزف رکھے گئے۔

(انٹرنیٹ، اُردو نیوز جدہ سعودی عرب ۲۰۰۶-۱۲-۲۲)

؎ محمد روحِ امصار و ممالک وہی ہے اے علی وردِ مسالک
الٰہِ ہر دو عالم کے کرم سے اسی سے سَر ہوئے سارے معارک
(ﷺ)

دھر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کردے

فرانس کے مسلمانوں میں نومولود بچوں کے نام رکھنے میں ''اسم محمد'' سب سے آگے ہے اور فرانس میں شہرت والے پچاس ناموں کی فہرست میں ''اسم محمد'' بھی ہے ۱۹۴۰ء سے لے کر ۲۰۰۵ء تک فرانس میں ۵۳۳۷۷ لوگوں کے نام ''محمد'' رکھے گئے ہیں، اور یہ تعداد ان ناموں کے علاوہ ہے جن میں محمد نام مرکب استعمال ہوا ہے مثلاً محمد علی، محمد امین، محمد صالح وغیرہ۔

گزشتہ سالوں میں ۱۹۸۴ء ریکارڈ سال ہے جس میں سب سے زیادہ یہ نام رکھا گیا، اس ایک سال میں ۱۷۲۵ بچوں کے نام محمد رکھے گئے ۲۰۰۵ء میں ۱۵۵۰ کے نام محمد رکھے گئے۔ قومی ادارے کے ''جانی ھید لبروک'' کا کہنا ہے کہ ''محمد'' نام رکھنے کا یہ رواج اور اس نام کا تاریخی و دینی حیثیت سے اسی طرح پھیلنا یہ اشارہ ہے کہ مسلمان جو کہ مغرب میں اقلیت میں شمار ہوتے ہیں وہ اپنی اصلیت یعنی دین داری اور اسلام کی طرف لوٹ رہے ہیں اور یہ اپنے اباء واجداد عرب مہاجرین کے ساتھ مربوط ہو رہے ہیں اور یہ بات بھی واضح رہے کہ اخیر کی پانچ دہائیوں میں ہی یہ نام اتنی کثرت کے ساتھ بڑھا اور پھیلا ہے ورنہ ۱۹۲۵ء سے قبل حکومتی کاغذات میں کہیں بھی یہ نام درج نہ تھا۔ ۱۹۲۶ء میں پہلی مسجد پیرس میں اس نام سے وجود میں آئی۔ بہر حال فرانسیسی مسلمانوں میں بھی عالمی مسلمانوں کی طرح اسم محمد نے اپنا اثر چھوڑا ہے اور یہ مسلمان اپنے بچوں کے نام محمد رکھنا پسند کرتے ہیں۔ (انٹرنیٹ نیوز: مجلۃ المجمع)

محمد ہر دو عالم کا حکم ہے   محمد والی رحم و کرم ہے
محمد ہے علم دارالہدیٰ کا   محمد ماحی درد و الم ہے

(ﷺ)

کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر قرآن کریم میں کئی مقامات پر ہے لیکن ''یا محمد'' کہہ کر قرآن میں کہیں بھی خطاب نہیں ہے، باقی انبیاء کرام علیہم السلام کو اُن کے ناموں کے ساتھ خطاب ہوا ہے، یا نوح، یا ابراہیم، یا آدم، یا داؤد، یا عیسیٰ وغیرہ لیکن محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کے لئے ''یا ایھا النبی، یا ایھا الرسول'' کہا گیا، اعزازِ نبوت و رسالت کے ساتھ خطاب ہے، یہ خطاب خاص الخاص ہے، ایسا خطاب کسی اور نبی کو نہیں ہے۔ اسی طرح قرآن میں سوائے پانچ مقامات کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی کہیں نہیں لیا گیا، ان مقامات پر جو نام لیا گیا ہے وہ بھی کسی ایسی

مصلحت کے پیش نظر ہے کہ وہاں نام لینا ہی مناسب تھا۔

محمد درِ گہ مولیٰ کا گوہر محامد اور مکارم کا ہے مصدر
ہوئے اسلام کی راہ کے دُلارے اسی کے عم و والد اور مادر

اسم محمد واحمد (ﷺ) کے قرآنی مقامات

اول!!: غزوۂ احد کے موقع پر صحابہ کرام کی حوصلہ شکنی کے لئے شیطان نے آواز لگائی کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہوگئے وغیرہ"...... آیت اتری: وما محمد الا رسول کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک رسول ہیں، (ہو چکے اس سے پہلے بہت رسول، اگر وہ شہید ہوں یا فوت ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟) اب اگر یہاں کہا جاتا وما رسول الا رسول (میرا رسول بھی ایک رسول ہے) تو دشمن کہتے کہ وہ محمد نہیں ہے کیونکہ وہ رسول، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں کہتے تھے۔ اُن پر رد کرنے کے لئے نام لے کر کہنا ضروری تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ کے رسول ہیں۔

دوم!!: ما کان محمد ابا احد من رجالکم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے "زید" کو "زید بن محمد" کہا جاتا تھا، اس حکم کی ممانعت آئی، (کہ زید بن حارثہ کہا کرو کیونکہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی (بالغ) مرد کے باپ نہیں ہیں، اب نام لینا لازمی تھا تاکہ "زید بن محمد" والی ممانعت والا حکم صحیح طور پر سمجھ میں آ جائے کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی بالغ مرد کے باپ نہیں ہیں تو پھر زید بن محمد نہ کہا کرو بلکہ زید بن حارثہ کہا کرو۔

سوم!!: سورہ محمد میں کافروں اور ایمان والوں کا تقابلی جائزہ بیان ہوا ہے، کہ کافروں کے اعمال ضائع، اور ایمان والے حق پر ہیں اُن کی عاقبت اچھی اور کامیاب ہے، یہاں الفاظ آئے ہیں وآمنوا بما نزل علی محمد کہ جو مان چکے اُس کو جو اُترا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ کفار، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کو گمراہ اور راہِ حق سے ہٹا ہوا کہتے تھے۔ اُن پر رد ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترے ہوئے کو ماننے والے ہی حق پر

ہیں اے کافرو! تمہارے اعمال ضائع ہیں، تم گمراہ ہو۔

چہارم!!: سورہ فتح کے آخر میں ہے "(اللہ) وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول سیدھی راہ پر اور سچے دین پر تاکہ اوپر رکھے اس کو ہر دین سے "اب کوئی کافر پوچھے کہ وہ رسول ہے کون؟ اس کا صریح اظہار کرنے اور کافروں پر ہر قسم کی تردید کے لئے فرمایا گیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ اللہ کا رسول محمد ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

پنجم!!: سورہ صف میں ہے کہ اِس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارتیں گزشتہ انبیاء بھی دے چکے، عیسیٰ علیہ السلام نے بھی کہا تھا کہ میرے بعد ایک عظیم انسان رسول آئیں گے ان کا نام "احمد" ہوگا۔ اب قرآن کریم نے بھی عیسیٰ علیہ السلام کا قول نقل کیا اور نام لے کر کہا "اسمہ احمد" یہاں "احمد" کہنا ہی مناسب تھا کیونکہ بنی اسرائیل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام "احمد" بتایا گیا تھا۔ (المسطرف مع تغییر واضافۃ)

محمد ہے دلِ مسلم کا والی — محمد ولد آدم سے ہے عالی
کہو دل سے علی ہے سارا عالم — درِ درگاہِ احمد کا سوالی
(ﷺ)

اسم محمد (ﷺ) کی چہارگانہ تصریح

مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں: اسم مبارک محمد تھا، اور قرآن مجید میں اس کی صراحت چار جگہ آئی ہے، ایک جگہ تو صرف نام اور منصب کا ذکر ہے: محمد رسول اللہ (الفتح ع۴) محمد اللہ کے رسول ہیں (ﷺ)۔ دوسری جگہ یہ ملتا ہے کہ قرآن جو سرتاسر برحق ہے، نازل انہیں محمد ﷺ پر ہوا ہے والذین امنوا و عملوا الصالحات و آمنوا بما نزل علی محمد وھو الحق من ربھم (محمد ع۱) اور جو ایمان لائے اور نیک عمل بھی کئے اور اس (کلام) پر ایمان لائے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور برحق ہے ان کے پروردگار کی طرف سے۔ تیسری جگہ اس حقیقت سے پردہ اُٹھتا ہے کہ محمد اللہ کے قاصد یا رسول ہیں جیسا کہ آپ ﷺ سے قبل اور بھی رسول آ چکے ہیں، کوئی دیوتا یا

اوتار یا فوق البشر ہستی نہیں۔ وما محمدٌ الا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران ع ۱۵) اور محمد تو بس رسول ہیں، ان سے قبل اور بھی رسول گزر ہو چکے ہیں۔

اور اسی آیت میں یہ الفاظ بھی شامل ہیں: افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم تو اگر ان کی وفات ہو جائے یا انہیں شہید کر دیا جائے تو کیا تم لوگ الٹے پاؤں واپس چلے جاؤ گے اور یہیں سے ضمناً اس حقیقت پر بھی روشنی پڑ گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر قانونی بنا کر نہیں بھیجے گئے، بلکہ ہر بشر کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فانی تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر طبعی وفات کے طاری ہونے یا کسی کے ہاتھ سے شہید ہونے، دونوں کا احتمال تھا۔ چوتھی آیت نے اسم مبارک کی تصریح کے ساتھ اس کی خبر بھی دے دی، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولا د ذکور میں سے کوئی زندہ نہ رہے گا صاحبزادیوں کی گنجائش البتہ ہے، ما کان محمد ابا احد من رجالکم (الاحزاب ع ۴) محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں۔

اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس چہار گانہ تصریح کے ساتھ قرآن مجید میں دوسرا نام احمد ملتا ہے، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے پیش خبری کے سلسلہ میں ارشاد ہوا۔

اذقال عیسیٰ بن مریم...... (الآیہ) (خطبات ماجدی)

محمد ہے عوالم سے گرامی محمد کے لیے ہے ہر سلامی
محمد کا علَم اسم مطہر رہا ہے اور رہے گا وردِ عامی
(صلی اللہ علیہ وسلم)

دستورِ الٰہی

اللہ تعالیٰ کا دستور چلا آ رہا ہے کہ جس رکن کو ڈھانے اور پامال کرنے کی کوشش کی گئی وہ اتنی ہی تیزی سے ابھرا۔ ابرھہ نے بیت اللہ (خانہ کعبہ) کو گرانے اور اس کے تقدس کو پامال کرنے کی کوشش کی تو نتیجتاً ابابیل کے لشکر نے ابرھہ اور اس کے لشکر کا قلع قمع کیا اور بیت اللہ (خانہ کعبہ) کی عظمت و تقدس مزید بڑھ گئی۔

مسلمانوں میں انتشار واختلاف پیدا کرنے کے لئے ختم نبوت پر حملہ کیا گیا تو تحریک ختم نبوت وجود میں آئی اور اس مقدس منصب پر حملہ کرنے والوں کو (اللہ تعالیٰ کی مدد سے) کافر قرار دیا۔ جہاد کے متعلق اسلامی احکامات کا انکار کیا گیا تو "الجهاد ماض الى يوم القيمة" کا نقشہ ظاہر ہوا۔

ماضی قریب میں یہود ونصاریٰ کی طرف سے ایک ناپاک جسارت کی گئی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وآبرو پر حملہ کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنائے گئے اور ناموس کی توہین کی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس کو پامال کرنے کی ناممکن کوشش کی گئی لہٰذا ہم یہی سمجھتے ہیں کہ اس ناپاک جسارت کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ومبارک ناموس بالخصوص نام نامی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو اتنا معروف ومقدس کردیا یہ سب ورفعنا لك ذكرك کا واضح مشاہداتی نمونہ ہے۔

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی (ﷺ)

خدا کی شان دیکھئے کہ ڈنمارک میں اس سازش کا آغاز ہوا لیکن آج حالت یہ ہے کہ رپورٹ کے مطابق ڈنمارک کے مسلمانوں کی تمنا ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کے نام "محمد" رکھیں کیونکہ وہاں سب سے زیادہ پھیلتا ہوا نام یہی ہے، بالخصوص جس شہر میں بد بخت ملعون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخانہ خاکے شائع کئے وہاں کے مسلمانوں میں تو اپنے بچوں کا سب سے زیادہ یہی نام رکھنے کا رجحان ہے۔ یہ مسلمانوں کی طرف سے بدبختوں کے منہ پہ طمانچہ ہے کہ تم حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹانے کی ناکام کوشش کرو اور ہم اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت میں سرشار ہوتے جائیں گے، ہمیں تو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے علاوہ کوئی نام سوجھتا

ہی نہیں، اور تم ''خاک ہو جاؤ گے خاک کے بنانے والو''۔

محکمہ مردم شماری کے اعلان کے مطابق مسلمانوں میں سب سے زیادہ اسم محمد والے لوگ ہیں، چنانچہ ۸۹۲۸ لوگوں کا نام ''محمد'' ہے اور نو مولود بچوں کے نام رکھنے میں بھی ''اسم محمد'' سب سے آگے ہے چنانچہ ۲۰۴۴ میں سے ۱۶۷ بچوں کے نام محمد رکھے گئے۔

مردم شماری کے اس اعلان کے مطابق احمد نام دوسرے نمبر پر ہے، ۳۹۶۳ اشخاص کے نام احمد ہیں، اور ''علی'' نام ۳۳۹۴ مسلمانوں کا ہے، یہ نام تیسرے نمبر پر ہے، خواتین میں ''فاطمہ'' نام زیادہ ہے، ۲۲۷۰ مسلمان عورتوں کا نام ''فاطمہ'' ہے۔

(اسلام آن لائن، نیٹ نیوز)

سرکار سے لو اپنی لگائے گی نہ جب تک	اس سمت نظر اپنی جمائے گی نہ جب تک
قرآں کی طرف لوٹ کے آئے گی نہ جب تک	اس صاحب لولاک کو پائے گی نہ جب تک
سر اپنے تجسس کا پٹختی ہی رہے گی	سائنس خلاؤں میں بھٹکتی ہی رہے گی

(خالد عرفان)

اِس طرف دھوم ہے اُس طرف دھوم ہے

دنیا میں سب سے زیادہ دو ناموں کی گونج ہے ایک اسم اللہ جل جلالہ اور دوسرا اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم...... کائنات میں ہر وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی کبریائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، رسالت، رفعت وبلندی کی صدا بلند ہوتی رہتی ہے، ۲۴ گھنٹے کا کوئی ایسا لمحہ نہیں گزرتا جس میں مشرق ومغرب، شمال وجنوب میں کہیں نہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا ترانہ نہ گونج رہا ہو۔ آیئے دنیا کی سیر کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ!!

انڈونیشیا، دنیا کے انتہائی مشرق میں واقع ہے، دنیا کی پہلی طلوع سحر انڈونیشیا کے علاقہ سیلرز کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے، طلوع سحر ہوتے ہی اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونا شروع ہو جاتی ہیں، بیک وقت ہزاروں مؤذنین کی زبانی اللہ اکبر اور محمد رسول اللہ کا اعلان کرنے لگ جاتی ہیں، مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی

طرف بڑھتا ہے اور سورج کے ساتھ ٹھیک ڈیڑھ گھنٹہ بعد انڈونیشیا کے دارالحکومت جکارتہ میں پھر اذانوں کی آواز گونجنے لگتی ہے، جکارتہ کے بعد یہ سلسلہ سماٹر (انڈونیشیا کا جزیرہ) میں شروع ہو جاتا ہے اور سماٹرا کے مغربی قصبوں اور دیہاتوں میں اس گونج کے بعد پھر ملائشیا کے درودیوار میں اس مقدس آواز کی صدا بلند ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

ایک گھنٹہ بعد سورج کی کرنیں ڈھاکہ پہنچتی ہیں، بنگلہ دیش میں ابھی یہ اذانیں ختم نہیں ہوتیں کہ کلکتہ سے سری لنکا تک فجر کی اذانیں شروع ہو جاتی ہیں، دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضا اسم اللہ اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان سے گونج اٹھتی ہے، سری نگر اور سیالکوٹ میں فجر کی اذان کا وقت ایک ہی ہے، سیالکوٹ سے کوئٹہ، کراچی، اور گوادر تک چالیس منٹ کا فرق ہے، ان ساعات میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے۔

محمد سائر ملک سماوی کہاں اس کا ہوا کوئی مساوی
علی درگاہ مولائے احد سے ہوئے حاصل محمد کے دعاوی
(ﷺ)

اذان کا سلسلہ

پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں یہ آواز شروع ہو چکی ہوتی ہے، مسقط کے بعد بغداد تک ایک گھنٹے کا فرق پڑ جاتا ہے، اس عرصے میں صدائے توحید و رسالت سعودی عرب، یمن، متحدہ عرب امارات، کویت اور عراق میں بلند ہوتی رہتی ہے، بغداد سے اسکندریہ تک پھر ایک گھنٹہ کا فرق ہے، اس وقت شام، مصر، صومالیہ اور سوڈان میں اذانیں بلند ہوتی رہتی ہیں، اسکندریہ اور استنبول ایک ہی طول وعرض پر واقع ہیں، مشرقی ترکی سے مغربی ترکی تک ڈیڑھ گھنٹے کا فرق ہے، اس دوران ترکی میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹہ کا فرق ہے، اس عرصہ میں شمالی امریکہ، لیبیا اور تیونس میں اس آواز کی گونج کی ابتدا ہو جاتی

ہے۔

تو فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوتا ہے، ساڑھے نو گھنٹے کا سفر طے کر کے بحر اوقیانوس کے مشرقی کنارے تک پہنچتی ہے، فجر کی اذان بحر اوقیانوس تک پہنچنے سے پہلے مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، اور پھر ڈھاکہ میں ظہر کی اذانیں شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں، یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ میں بمشکل جکارتہ پہنچتا ہے کہ مشرقی جزائر میں مغرب کی اذان کا وقت ہو جاتا ہے، مغرب کی اذانیں سیلرز سے ابھی سمارنا تک پہنچ رہی ہوتی ہیں کہ انڈونیشیا کے مشرقی جزائر کے مؤذنین عشاء کی اذان دے کر اللہ عزوجل کی کبریائی و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و رسالت کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں، غرض ۲۴ گھنٹے کے ۱۴۴۰ منٹ میں زمین کے کسی نہ کسی کونے میں پانچ میں سے کسی ایک وقت کی اذان ضرور سنائی دیتی ہے اور یہ دونوں نام گونج رہے ہوتے ہیں، جب تک زمین پر اللہ تعالیٰ کا نام پکارا جاتا رہے گا، اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی پوری آب و تاب کے ساتھ کانوں میں رس گھولتا رہے گا۔ (بنات عائشہ مئی ۲۰۰۴ء)

محمد سرورِ ہر دوسرا ہے محمد مصدرِ راہِ ہدیٰ ہے
محمد حاملِ مہر و ولا ہے علی کی روح و دل کا مدعا ہے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ...... زندہ دلوں کے لئے ایک محبوب و مقبول نام ...... لاتعداد انسانوں کے دلوں پر روشنائی محبت سے لکھا ہوا نہ مٹنے والا نام ...... کروڑوں انسانوں کو اس نام سے نسبت پر فخر ہے ...... اہل ایمان تو اپنی ہستی کو اس نام کی طرف انتساب کئے بغیر ناتمام ہی سمجھتے ہیں ...... لیکن! کچھ شقی القلب اور سیاہ باطن والوں کے لئے یہ نام دہشت کی علامت ہے، انہیں اس نام سے بغض و عداوت ہے۔

چودہ صدیاں قبل جب مکہ میں مزاحمت ومخالفت کے طوفان بپا تھے،تو نام ونشان مٹانے کے لاکھوں جتن کیے گئے،مگر شان ایزدی کہ مکہ کے گوشہ گمنامی سے نکل کراطراف عالم میں ابدالآباد تک یہ نام روشن ہو گیا،آج دنیا کے چپہ چپہ میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم چمک دمک رہا ہے،لاکھوں ابوجہل وابولہب آئے اورانہوں نے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک وچمک دمک کوختم کرنا چاہا،مگروہ خودمٹ گئے لیکن آپ کے رفعتِ ذکر میں ذرہ برابر بھی کمی نہ کرسکے۔

اسلام دشمنی میں پیش پیش آج کا فرعون ''امریکہ'' بھی ابوجہل کی طرح اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح کے عروج پرخوف زدہ اور بوکھلاہٹ کا شکار ہے،وہ اس خبث باطن کا اظہار مختلف طریقوں سے کرتا ہے،اگلے صفحات پہ ملاحظہ فرمائیں چند خبریں کہ امریکہ کو''محمد واحمد'' نام سے کتنی دشمنی ہے۔

سورج، زمین، چاند، ستارے خلا فلک ہر سمت ان کا ذکر تو ہر سو ہے ان کی یاد

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا

کراچی (فارن ڈیسک) پاکستانی طلبہ کو جو برطانیہ اورامریکہ میں فل برائٹ اسکالر شپ کے تحت ستمبر میں شروع ہونے والے سمسٹر میں شرکت کے لئے جانے والے تھے، ویزے کے حصول میں مشکلات کا سامنا ہے۔ایک غیرملکی اخبار کی رپورٹ کے مطابق یہ دونوں ملک ایشیائی طلبہ کے لئے اہم ہیں،انہوں نے ویزاپالیسی میں سختی اختیار کر لی ہے، ایسے طلبہ جن کے نام حکام کے مطابق عربی سے شروع ہونے والے ہیں،انہیں زیادہ مشکلات کا سامنا ہے۔امریکی یونیورسٹیوں میں داخلہ ملنے والے ۱۱۲ پاکستانیوں میں سے کم ازکم ۱۷ پاکستانی طلبہ کوویزادینے سے انکار کردیا گیا ہے جبکہ تمام پاکستانی طلبہ امریکہ جاچکے ہیں تاہم اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے کا کہنا ہے ان طلبہ کے ویزوں میں سکیورٹی وجوہ کی بناپرتاخیر ہوئی ہے،انہیں ویزادینے سے انکارنہیں کیا گیا۔رپورٹ میں دلچسپ بات یہ ہے کہ جن طلبہ کوویزانہیں دیا گیا ان کے نام میں محمد،احمد اوردین

شامل ہیں۔ (ہفت روزہ ضرب مومن ۲۶ اگست ۲۰۰۵ء)

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

از عرش نازک تر

حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس بات پر تمام علماء امت کا اجماع ہے کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) گالی دینے والا......

یا ان کی ذات...... ان کے خاندان...... ان کے دین...... ان کی کسی خصلت میں (خاکم بدہن) نقص بتانے والا...... یا ان کی طرف (ہتک آمیز) اشارہ کرنے والا......

یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) بدگوئی کے طریقے پر کسی چیز سے تشبیہ دینے والا...... یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (خاکم بدہن) عیب لگانے والا......

یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو چھوٹی بتانے والا......

یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی (نعوذ باللہ) تحقیر کرنے والے کو...... بادشاہ اسلام کے حکم سے قتل کر دیا جائے گا...... ۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر (نعوذ باللہ) لعنت کرنے والا......

یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (خاکم بدہن) بددعا کرنے والا......

یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی ایسی بات کی نسبت کرنے والا...... جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب کے لائق نہ ہو...... یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کسی مضرت کی تمنا کرنے والا......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس جناب میں کوئی ایسا (نعوذ باللہ) کلام بولنے والا...... جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں استخفاف ہوتا ہو......

یا کسی آزمائش یا امتحان کی باتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عار دلانے والا بھی سلطان اسلام کے حکم سے قتل کر دیا جائے گا...... اور وہ مرتد قرار دیا جائے گا...... اور اس

کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی......اور اس مسئلہ میں علماء امصار اور سلف صالحین کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے.....کہ ایسا شخص کافر قرار دے کر قتل کر دیا جائے گا......

محمد بن سحنون علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں (خاکم بدہن) بدزبانی کرنے والا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی (نعوذ باللہ) تنقیص کرنے والا کافر ہے......اور جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے......اور توہین رسالت کرنے والے کی دنیا میں یہ سزا ہے کہ وہ قتل کر دیا جائے گا......

(شفا شریف ج ۲ - ص ۱۸۹ تا ۱۹۰)

توہین رسالت کے بارے میں ایک نہایت ہی جامع اور مفصل مضمون آگے آ رہا ہے۔

محمد ہی عوامل کا ولی ہے ۔ مرے دل کی کسک اس سے ٹلی ہے
علی کے سارے دردوں کا مداوا ۔ محمد ہے محمد کا علی ہے

(ﷺ)

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب:

دبئی (نیٹ نیوز) امریکی محکمہ خزانہ نے ہرزہ سرائی کی ہے کہ محمد و احمد مسائل پیدا کرنے والے نام ہیں اور دہشت گردوں کی مطلوب فہرست میں یہ نام زیادہ شامل ہیں لہٰذا کسی مشتبہ دہشت گرد یا اس سے تعلق رکھنے والے افراد کو رقوم فراہم نہ کی جائے۔ اس ہدایت پر رقوم منتقل کرنے والی ایجنسیوں نے ان مسلم ناموں کو امریکہ اور دیگر ملکوں میں بھیجی جانے والی رقوم کی منتقلی روک دی ہے۔ ایک غیر ملکی خبر رساں ایجنسی کے مطابق ویسٹرن یونین منی ٹرانسفر کمپنی کے عہدیدار نے بتایا کہ دبئی سے تقریباً تین سو افراد کی جانب سے امریکہ بھیجی جانے والی رقوم روکی گئی ہیں جبکہ ان کا دہشت گردوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ۱۵۰ ڈالر سے بھی کم رقم کی منتقلی روک دی گئی ہے۔ امریکی ویسٹرن یونین نامی کمپنی اور اس قسم کی دوسری کمپنیاں رقم بھیجنے والے کا نام محمد، احمد اور محمود

ہوں یا پھر رقم وصول کرنے والے کے اس قسم کے نام ہوں تو یہ کمپنیاں رقوم بھیجنے والوں سے معذرت کر لیتی ہیں۔ دبئی سے ایک بھارتی ڈرائیور نے رواں ماہ اپنے وطن میں مقیم ایک دوست کو ۱۲۰ ڈالر بھیجنا چاہے لیکن وصول کرنے والے کا نام ''محمد'' تھا لہٰذا ویسٹرن یونین کمپنی نے یہ رقم بھیجنے سے انکار کر دیا۔ (ہفت روزہ ضرب مومن ۷ جولائی ۲۰۰۶ء)

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اردن کے محقق مہدانیس کی ایک تحقیق جو اپنی نوع کی ایک منفرد تحقیق ہے، اس کا نام انہوں نے ''سیکولوجیة اسماء شهداء انتفاضة الاقصى من الالف الى الياء'' رکھا ہے، اس میں انہوں نے ان شہداء کے نام درج کئے ہیں جو اسرائیلی درندوں کے ظلم اور بربریت سے شہید ہوئے۔ انہوں نے انکشاف کیا ہے کہ اسرائیلی ہر اس مسلمان کو ہدف بناتے ہیں جس کا نام اسلامی، وطنی ہو، یا وہ نام سے جنگجو لگتا ہو، یا اس کا نام قوت وشجاعت اور بہادری وجہاد پر دلالت کرتا ہو، مثلاً امجد (مقدس ترین، بزرگ تر)، ثائر (خون کا بدلہ لینے والا، انتقام لینے والا)، فدا (قربانی دینے والا)، کفاح (مقابلہ کرنے والا)، نضال (جانباز، جنگجو) کیونکہ بزدل اسرائیلیوں کو ایسے ناموں سے ڈر لگتا ہے، اور اس قسم کے نام ان کے لئے دہشت اور خوف ہیں۔

اردنی محقق نے مزید لکھا ہے کہ اسرائیلی درندوں کے ہاتھوں شہید ہونے والوں میں سب سے زیادہ ''محمد'' نام والے ہیں چنانچہ ۷۰۰ شہداء محمد نام والے، ۱۲۶۰ احمد نام والے اور ۷۰ محمود نام والے ہیں، باقی لاکھوں شہداء دوسرے ناموں والے ہیں۔

لیکن دنیا بھر کے مسلمان ان تمام شہداء کی ارواح کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اور ان کے لواحقین ومتاثرین کو دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں، ایک دن آئے گا کہ تمہاری قربانیاں رنگ لائیں گی، دنیا سے ظلم کا خاتمہ ہوگا اور اسم محمد صلی

اللہ علیہ وسلم اپنے جلوے دکھائے گا اور سارا جہان تمہارے زیر نگیں ہوگا، طاغوتی طاقتوں کو منہ چھپانے کی بھی جگہ نہ ملے گی، جبکہ ہر ایمان دار کی زبان پہ یہ نعرہ ہوگا۔

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے
شہید کا جو خون ہے وہ قوم کی زکات ہے

oOo

کتب سماویہ میں عظمت و شانِ محمد ﷺ

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تم نے توریت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کیا کیا پائے؟ انہوں نے بیان کیا کہ توریت میں لکھا ہوا ہے:

''محمد بن عبد اللہ...... عبدی المختار یعنی اللہ کے با اختیار بندے...... مکہ مکرمہ ان کی جائے پیدائش...... مدینہ منورہ ان کا مقام ہجرت اور ملک شام ان کے زیر قبضہ ہوگا...... نہ وہ سخت خو ہوں گے نہ وہ درشت مزاج...... نہ بازاروں میں شور وغل کریں گے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے لیں گے...... بلکہ عفو و درگزر سے کام لیں گے......''

اس روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ کی تعریف بھی آئی ہے...... چنانچہ انہوں نے بیان کیا...... آپ کی امت غم و مسرت اور خوشی و ناخوشی میں شکر گزار ہو گی...... اور ہر پستی و بلندی میں میں حق تعالیٰ کی حمد و تکبیر کہے گی...... نمازوں کے لئے آفتاب کی رعایت کریں گے...... اور جب سورج کسی نماز کا وقت لائے گا تو وہ اس وقت نماز بجا لائے گی اور ٹخنے سے اوپر ازار بند اور پائجامے پہنیں گے...... اور اپنے اعضاء کے اطراف یعنی ہاتھ پاؤں اور چہرے کا وضو کریں گے...... اور ان کا منادی یعنی مؤذن آسمان میں ندا کرے گا یعنی بلند و بالا برجوں میں اذان دے گا...... ان کی صفیں جنگ اور نماز میں یکساں ہوں گی...... وہ راتوں میں نغمہ سنج ہوں گی...... اس نغمہ سنجی سے مراد رات

کے اورادووظائف اور تلاوت قرآن ہے...... (حجۃ اللہ علی العالمین)

محمد ہی خیر الانام اللہ اللہ   محمد ہیں دارالسلام اللہ اللہ
محمد کا کوئی بھی ثانی نہیں ہے   محمد ہیں عالی مقام اللہ اللہ
(جل جلالہ۔صلی اللہ علیہ وسلم)

خصائص المصطفیٰ (ﷺ) فی الکتاب التوراہ

احادیث میں بھی اس امر کا تذکرہ درج ہے کہ تورات میں ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مقدسہ درج ہے...... جیسا کہ حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ملا...... اور پوچھا: کیا تورات میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ ہیں؟...... تو انہوں نے کہا کہ: خدا کی قسم قرآن کریم میں جو اوصاف بیان ہوئے ہیں...... انہیں میں سے بعض کا تورات میں بھی تذکرہ ہے...... پھر انہوں نے پڑھنا شروع کر دیا......

یا ایھا النبی انا ارسلنك شاھدًا ومبشرًا ونذیرًا وحرز اللامیین انت عبدی ورسولی سمیتك المتوکل لیس بفظ ولا غلیظ ولاسخاب فی الاسواق ولا یجزیٔ بالسیئة السیئة ولکن یعفو ویغفر ولن یقبضه الله حتی یقیم به الملة العوجآء بان یقولو الا اله الا الله ویفتح به اعینا عمیا واذاناً صما وقلوباً غلفاً

''اے نبی! ہم نے آپ کو شاہد اور بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا...... آپ ان پڑھوں کے نگہبان ہیں...... تم میرے بندے اور رسول ہو...... میں نے تمہارا نام متوکل رکھا...... نہ تم بدخلق ہو نہ سخت مزاج...... نہ بازاروں میں شور مچانے والے...... تم برائی کا بدلہ برائی سے نہ دو گے...... بلکہ خطا کاروں کو معاف کرو گے...... خدا اس وقت تک ان کو دنیا سے نہ بلاوے گا......

جب تک کہ ان کی برکت سے بگڑی ہوئی ملت کو سیدھا نہ کر دے گا......
یہاں تک کہ لوگ صدق ویقین کے ساتھ کہنے لگیں "لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" اور ان کے سبب اور طفیل اندھی آنکھیں بینا اور بہرے کان سننے والے اور پردوں میں لپٹے ہوئے دل کشادہ ہو جائیں......"

(صحیح بخاری/ دارمی ص ۱۴/ مشکوٰۃ ۵۱۲/ کتاب الوفاء ۱/ ۳۸/ خصائص کبریٰ ۱/ ۲۶/ شواہد النبوت ص ۹/ استیعاب ۱/ ۵۳/ انوار محمدی)

محمد ، محمد ، محمد ، محمد — دل و روح کے ہیں وہ امام اللہ اللہ
الف اور لام اور میم ان کی مدحت — الف قد ، خم زلف لام اللہ اللہ
انہی کے لیے ساری دنیا بنی ہے — دو عالم ہیں اُنکے غلام اللہ اللہ
جہاں بھر کی مایہ کہاں ان کا سایہ — شہنشاہ ہر خاص و عام اللہ اللہ
خدا کا فرشتوں کا اور مومنوں کا — ہو ان پر درود و سلام اللہ اللہ
کلام الٰہِ دو عالم ہے نقوی — شہِ انبیاء کا کلام اللہ اللہ

(جل جلالہ ۔ صلی اللہ علیہ وسلم)

تورات، انجیل وزبور میں اسم محمد ﷺ کے جلوے

کائنات حسن جب پھیلی تو لا محدود تھی
اور جب سمٹی تو تیرا نام بن کر رہ گئی

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت سہل مولیٰ خثیمہ سے سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ حضرت سہل نے فرمایا: میں نے خود انجیل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفات پڑھیں ہیں:

"وہ میانے قد کے ہوں گے...... نہ دراز قد...... سفید رنگ...... دو زلفوں والے ہوں گے...... ان کے دونوں شانوں کے درمیان ایک مہر نبوت ہو گی...... صدقہ قبول نہ

کریں گے...... حمار اور اونٹ پر سوار ہوں گے...... بکریوں کا دودھ خود دھولیا کریں گے...... پیوند زدہ کپڑا استعمال فرمائیں گے...... اور جو ایسا کرتا ہے...... وہ تکبر سے بری ہے...... وہ اسماعیل علیہ السلام کی ذریت میں سے ہوں گے ...... ان کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا......'' (بحوالہ حجۃ اللہ علی العالمین)

ایک روایت میں ہے جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تورات میں کیسے تعریف درج ہے؟ انہوں نے فرمایا: (ان الفاظ میں)

محمد رسول الله عبدی المختار مولده بمكة وهجرته بطيبة امته الحمادون فی السرآء والضرآء وفی كل منزل ويكبرونه علی شرف رعاة الشمس يصلون الصلوٰة اذا جآء وقتها ولو كانوا راس كناسة وتو تزرون علی انصافهم وتوضؤن علی اطرافهم واصواتهم بالليل فی جو السمآء كاصواتِ النحل .

''محمد رسول اللہ (ﷺ) میرے با اختیار بندے ہیں...... ان کی ولادت گاہ مکہ مکرمہ اور ہجرت گاہ طیبہ ہے...... ان کے امتی اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ حمد کرنے والے ہیں...... وہ خوشی اور غمی میں اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور ہر بزرگی کے مقام پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کریں گے...... اور اپنے اطراف کو روشن اور منور رکھیں گے...... اور رات کو ان کی دھیمی دھیمی اللہ تعالیٰ کے ذکر و اذکار کی آوازیں...... آسمانی فضاء کو معمور کریں گی......''

(سنن دارمی ص ۱۴، خصائص کبریٰ ۱/ ۲۸، کتاب الوفا ۱/ ۳۷، مشکوۃ شریف ص ۵۱۴، شواہد النبوت ص ۹ وانوار محمدیہ)

؎ محمد نور ہیں، خیر البشر ہیں　　محمد ہادیِ اہلِ نظر ہیں

محمد نائبِ ذاتِ الٰہی وہی سرکار آدم کے پدر ہیں
محمد سے ہوا روشن زمانہ محمد ہی شہِ ہر بحر و بر ہیں
محمد مالک و مختار عالم محمد عالم ہر خشک و تر ہیں

(صلی اللہ علیہ وسلم)

گر کر قدموں پہ قرباں ہو گیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ایک یہودی کے کچھ دینار قرض تھے...... اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ادائے قرض کا تقاضا کیا...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ...... ابھی میرے پاس دینے کو کچھ نہیں...... اس یہودی نے کہا کہ میں لئے بغیر ہرگز نہیں ٹلوں گا......

اس یہودی کے اس بے باک کلام پر چاہتے تو جھڑک دیتے لیکن لجپال کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایسا نہ کیا بلکہ ارشاد فرمایا ٹھیک ہے میں تمہارے پاس بیٹھا ہوں جب تک میں تمہارا قرض نہ لوٹا دوں...... چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس بیٹھ گئے...... ظہر...... عصر...... مغرب...... عشاء اور ساری رات پھر اگلی صبح کی نمازیں بھی وہیں ادا فرمائیں......

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس یہودی کو بڑا ڈرایا دھمکایا لیکن اس پر بھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا...... صحابہ کرام علیہم الرضوان کی محبت یہ زیادتی کیسے دیکھ سکتی تھی کہ ایک یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بٹھالے...... چنانچہ انہوں نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس قلق کا اظہار بھی کر دیا کہ ایک یہودی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روک لیا؟......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ...... میرے پروردگار نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ میں اپنے کسی معاہد کے ساتھ ظلم کروں جب دن ڈھلنے لگا تو یہودی نے اسلام قبول کر لیا اور کہنے لگا تم گواہ رہنا میں نے اپنا آدھا مال راہ خدا میں صدقہ کر دیا...... بخدا میں

نے یہ جو کچھ طرزِ عمل اختیار کیا ہے اس لئے کیا ہے کہ میں نے جو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت وثناء پڑھی تھی اس کو پرکھ رہا تھا......

تورات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت وثناء اس طرح مرقوم ہے "محمد بن عبد اللہ" اللہ کے رسول ہیں...... جائے ولادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ اور جائے ہجرت مدینہ طیبہ اور ملک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شام ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ سخت خو ہیں اور نہ بدزبان...... نہ ہی بازاروں میں ہنگامہ پیدا کرنے والے اور نہ ہی فحاشی سے آراستہ......(حاکم، ابن عساکر)

محمد دین و دنیا کے ہیں رہبر — محمد آخرت کے تاجور ہیں
محمد نام کا چرچا ہے ہر سو — محمد ہی خدا کے پاک در ہیں
محمد نام پہ نقطہ نہیں ہے — وہی بے عیب ہیں حق کے گہر ہیں
زمین و آسماں میں لامکاں میں — محمد ہی محمد جلوہ گر ہیں
نگاہِ لطف ہو نقوی پہ مولیٰ — تیرے دربار کے دریوزہ گر ہیں

(ﷺ)

دو سو سال کا نافرمان نام محمد ﷺ کی برکت سے بخشا گیا

بنی اسرائیل میں ایک شخص نے دو سو (۲۰۰) سال اللہ کی نافرمانی میں گزارے، جب اس کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اسے نفرت کی بنا پر گھسیٹ کر کوڑا کرکٹ کی جگہ میں ڈال دیا، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے رب! بنی اسرائیل تو کہہ رہے ہیں کہ اس کی زندگی کے دو سو سال تیری نافرمانی میں گزرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں بات تو ایسی ہی ہے لیکن ایک دن جب تورات پڑھ رہا تھا تو اس کی نظر "اسم محمد" صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو اس نے اس نام کو چوما، آنکھوں پر لگایا، درود پڑھا، اس کی یہ ادا مجھے بہت پسند آئی اور اسی وجہ سے اس کی میرے ہاں قدر و عزت ہے۔ میں نے اس کی مغفرت کر دی ہے اور

اس کا ستر (۷۰) حوروں سے نکاح کر دیا ہے۔ (حلیہ الاولیاء: الجزء الرابع: الدر المنثور)

محمد مصطفیٰ مشکل کشا ہیں زمانے کے لیے حاجت روا ہیں
نہیں ہے سایۂ و جسمِ محمد مگر وہ سایۂ ہر دوسرا ہیں
شفیعِ روزِ محشر ہیں محمد محمد ہی خدا کے مدعا ہیں
پکارو آپ کو ہر وقت لوگو ازل سے آپ محبوبِ خدا ہیں
محمد ہی خدا کے بعد نقوی خدائی کے لیے عقدہ کشا ہیں
(ﷺ)

امت ہے یہ خدا کے رسولِ کریم ﷺ کی

پیچھے حدیث کے حوالے سے گذر چکا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا نام حمادون یعنی اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ تعریف کرنے والی ہے۔

''حمد'' کے معنی تعریف کے ہیں، اسی سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دونا موں محمد، احمد کا انتخاب کیا...... انبیاء سابقہ نے بھی احمد و محمد کے نام سے اپنی اپنی امت کے سامنے ہمارے آقا علیہ السلام کا تذکرہ کیا۔ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب کا آغاز بھی الحمد سے ہے...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن مقام محمود پر ہوں گے اور شفاعت کریں گے...... قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لواء الحمد ''حمد کا ٹھنڈا'' عنایت کیا جائے گا، اس جھنڈے تلے آدم علیہ السلام سمیت سارے انبیاء اور ان کی امتیں ہوں گی......

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ حمد و محامد اور تعریفیں سکھائے گا جو کسی کو بھی القاء نہ ہوئیں...... امت کو بھی اٹھتے بیٹھتے، کھانے پینے اور باقی معاملات کے اختتام میں حمد کا حکم دیا گیا ہے...... امت کا نام بھی حمادون ہے جو مشکل و خوشی میں ہر دنت میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی اور تعریف کرتی ہے...... اہل جنت کی آخری دعا، پکار اور نعرہ ہوگا واٰخر دعوٰہم ان الحمد للہ رب العالمین۔ (خلاصہ مرقاۃ ۱۰/۳۱)

بوریا ممنون خوابِ راحتش   تاجِ کسریٰ زیرِ پائے امتش

زبور میں شانِ حضور ﷺ

زبور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم (جن کی بشارت دی گئی) مندرجہ ذیل صفات کا ذکر ہے۔

(۱)......وہ سراپا حسن و جمال ہوگا......

(۲)......وہ تمام بنی نوع انسان سے افضل ہوگا......

(۳)......اس پر اللہ کی نعمتیں پیہم نازل ہوں گی......

(۴)......وہ سراپا برکت ہوگا......

(۵)......اس کے دستِ اقدس میں تلوار ہوگی......

(۶)......وہ قوی ہوگا......

(۷)......وہ حق و صداقت کے ساتھ مبعوث ہوگا......

(۸)......وہ عجیب طریقہ سے قوم کی رہنمائی کرے گا......

(۹)......اس کا نیزہ سنت کے مطابق ہوگا......

(۱۰)......تمام اقوام اس کے قدموں کے نیچے ہوں گے......

(۱۱)......وہ نیکی سے محبت کرنے والا ہوگا......

(۱۲)......گناہوں سے نفرت کرے گا......

(۱۳)......بادشاہوں کی لڑکیاں اس کی خدمت گزار ہوں گی......

(۱۴)......لوگ اسے تحائف پیش کریں گے......

(۱۵)......قوم کے تمام اغنیاء اس کے لئے سرِ تسلیم خم کریں گے......

(۱۶)......ان کا ذکر نسل در نسل ہوتا رہے گا......

(۱۷)......تمام قبائل ہمیشہ اس کی مداح خوانی کریں گے......

یہ تمام صفات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں مکمل پائی جاتی ہیں......اس سے یہی

ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ نبی ہیں...... جن کی زبور میں بشارت دی گئی...... یہ بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نہیں...... (حجۃ اللہ علی العالمین)

دو عالم کی ضیاء نامِ محمد ہے سب کا آسرا نامِ محمد
خدا نے نام سے اپنے نکالا خرد سے ہے ورا نامِ محمد
ہوئے ہیں کامراں سرکار آدم زباں سے جب لیا نامِ محمد
وہ انساں تو کبھی انساں نہیں ہے نہیں جس نے پڑھا نامِ محمد
زبان و قلب سے لیتا ہے نقوی بہ ہر صبح و مسا نامِ محمد

(ﷺ)

بلندیٔ ذکر مصطفیٰ ﷺ

یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ ذکر مصطفیٰ کے چرچے نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کائنات میں جلوہ گری کے بعد بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد مبارک سے پہلے بھی نہ صرف ہر نبی کی زبان پہ تھے بلکہ ان کی کتابوں میں بھی جا بجا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان کی گئی تھی چنانچہ پہلی کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر کے حوالے سے یہ الفاظ ملتے ہیں کہ وہ نبی اتنی عاجزی سے چلتا ہے کہ چراغ پر بھی پاؤں رکھ دے تو وہ بجھنے نہ پائے...... حالانکہ چراغ پر تو ہاتھ رکھو تو بجھ جاتا ہے...... مگر ہمارے نبی ﷺ کے بارے میں یہ کہا کہ وہ اتنی عاجزی سے چلنے والا ہے کہ اگر وہ چراغ پر پاؤں رکھتا ہے تو چراغ بھی نہیں بجھتا اور اگر خشک لکڑیوں پر بھی چلے تو لکڑیوں کے کڑکڑانے کی آواز نہ سنائی دے...... ایسی عاجزی کے ساتھ چلنے والا نبی ہوگا......

(شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثالی واقعات)

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت آج بھی ہر شخص آسانی سے ملاحظہ کر سکتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا کہ چوبیس گھنٹوں میں ہر لحظہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اذانوں میں بلند ہو رہا ہے۔ انتہائی مشرقی ملک انڈونیشیا سے

اذانوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ سورج کی رفتار کے ساتھ ساتھ ایک ہی وقت کی اذان قریہ بہ قریہ، شہر بہ شہر اور ملک بہ ملک آگے سفر کرتی ہے اور انڈونیشیا کے تمام جزائر سے گزرتی ہوئی بنگلہ دیش انڈیا پھر پاکستان پھر مسقط پھر ایران، پھر عرب شریف پھر مصر پھر ترکی پھر سپین اور پھر دیگر مغربی ممالک میں یہی آواز بلند ہوتی ہے۔ یہ تو ہم نے صرف وہ ممالک گنے جو مشرق سے لے کر مغرب تک ایک ہی سیدھ میں واقع ہیں۔ ان تمام ممالک کی چوڑائی اور ان کے دائیں بائیں واقع ایشیائی اور افریقی ممالک ابھی باقی ہیں۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ یہ صرف ایک وقت کی اذان کا قصہ ہے جبکہ ایک وقت کی اذان مشرق سے چل کر ابھی انتہائے مغرب تک نہیں پہنچی ہوتی کہ اتنے میں دوسری اذان کا وقت ہو جاتا ہے۔ دن بھر میں پانچ اذانوں کا منظر خود سمجھ لیجئے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: "ورفعنالك ذكرك"

اے محبوب ہم نے آپ کے لئے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر اس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں جن کا شمار امکان سے باہر ہے اور یہ پوری دنیا میں ایک ریکارڈ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعتیں، قصائد اور باعیات ہر زبان میں لکھی گئی ہیں اور ان کی تعداد بھی دنیا میں ریکارڈ تعداد ہے۔

ترا محمد واحمد زمین خواند وزماں — حمید باشد ومحمود ذات سبحانی
فزوں تراز تو کسے را نہ حمد گفت جہاں — نہ بر تراز تو کسے کفت حمد یزدانی
تو آفتابے واز حمد سر بر آور دہ — تو ماہ وبر فلک مجد نور افشانی

شاہانِ زمانہ کا اعترافِ حقیقت

رسول پاک کی سیرت سے روشنی پا کر — تمام چاند ستارے ہمارے جادہ ہیں
جہاز وراکٹ واسکائی لیب وطیارے — براق سرور عالم سے استفادہ ہیں

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب قریش مکہ مسلمانوں کو بے حد ستایا تو مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ قریش مکہ پیچھا کرتے ہوئے

حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس پہنچ گئے اور مسلمانوں کو واپس بھیجنے کا مطالبہ کیا۔ نجاشی نے یکطرفہ فیصلہ کرنے کی بجائے مسلمانوں کو بھی بلالیا۔ نجاشی نے مسلمانوں سے پوچھا کہ آپ کا دین کیا کہتا ہے؟

مسلمانوں کے ترجمان حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بادشاہ! ہم ایسی قوم تھے جو جاہلیت میں مبتلا تھی۔ ہم بتوں کو پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، رشتہ داروں سے تعلق توڑتے تھے، ہمسایوں سے بدسلوکی کرتے تھے اور ہم میں سے جو طاقتور ہوتا وہ کمزور کو کھا جاتا تھا۔ ہم اسی حال میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جس کی عالی نسبی، سچائی، امانت اور پاکدامنی ہمیں پہلے سے معلوم تھی۔ انہوں نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا اور سمجھایا کہ ہم صرف ایک اللہ کو مانیں اور اسی کی عبادت کریں اور اس کے سوا جن پتھروں اور بتوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انہیں چھوڑ دیں۔ انہوں نے ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، قرابت جوڑنے، پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے اور حرام کاری وخونریزی سے باز رہنے کا حکم دیا اور فحاشیوں میں ملوث ہونے، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور پاکدامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانے سے منع کیا۔ انہوں نے ہمیں یہ بھی حکم دیا کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ ہم نے اس پیغمبر کو سچا مانا، ان پر ایمان لائے اور ان کے لائے ہوئے دین میں ان کی پیروی کی۔ چنانچہ ہم نے صرف اللہ کی عبادت کی اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا اور جن باتوں کو اس پیغمبر نے حرام بتایا انہیں حرام مانا اور جن کو حلال بتایا انہیں حلال جانا۔ اس پر مکہ کے لوگ ہم سے بگڑ گئے۔ انہوں نے ہم پر ظلم وستم کیا اور ہمیں ہمارے دین سے ہٹانے کے لئے طرح طرح کی سزائیں دیں تاکہ ہم اللہ کی عبادت چھوڑ کر بت پرستی کی طرف پلٹ جائیں اور جن گندی چیزوں کو حلال سمجھتے تھے انہیں پھر حلال سمجھنے لگیں۔ جب انہوں نے ہم پر بہت قہر اور ظلم کیا، ہم پر زمین تنگ کر دی اور ہمارے درمیان اور ہمارے دین کے درمیان

رکاوٹ بن کر کھڑے ہو گئے تو ہم نے آپ کے ملک میں آنے کا فیصلہ کیا۔ ہمیں امید ہے کہ آپ کے پاس ہم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

؎ نہیں دو جہاں میں مثالِ محمد   جمالِ خدا ہے جمالِ محمد
ازل کی سحر سے ہی شام ابد تک   زمانے میں جو دو نوالِ محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم)

نجاشی بادشاہ کا بیان

نجاشی نے کہا: وہ پیغمبر جو کچھ لائے ہیں اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہے؟ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! نجاشی نے کہا: ذرا مجھے بھی پڑھ کر سناؤ۔ حضرت جعفر نے سورۂ مریم کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں۔ نجاشی اس قدر رویا کہ اس کی داڑھی تر ہو گئی۔ نجاشی کے تمام اُسقف بھی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی تلاوت سن کر اس قدر روئے کہ ان کے صحیفے تر ہو گئے۔ پھر نجاشی نے کہا کہ یہ کلام اور وہ کلام جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے، دونوں ایک ہی فانوس سے نکلے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد نجاشی نے مسلمانوں کے مخالفین سے کہا تم یہاں سے چلے جاؤ۔ میں ان لوگوں کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتا اور نہ یہاں ان کے خلاف کوئی چال چلنے دوں گا۔

اس حکم پر مخالفین وہاں سے نکل گئے۔ نجاشی بادشاہ چونکہ عیسائی تھا، اگلا دن آیا تو عمرو بن عاص نامی ایک قریشی نے نجاشی سے کہا: اے بادشاہ! یہ لوگ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے بارے میں ایک بڑی بات کہتے ہیں۔ اس پر نجاشی نے مسلمانوں کو پھر بلا بھیجا۔ وہ پوچھنا چاہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مسلمان کیا کہتے ہیں؟ اس دفعہ مسلمانوں کو گھبراہٹ ہوئی، لیکن انہوں نے طے کیا کہ پہلے کی طرح سچ ہی بولیں گے۔ نتیجہ خواہ کچھ بھی ہو۔ چنانچہ جب مسلمان نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے اور اس نے سوال کیا تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہم عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وہی بات کہتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

لے کر آئے ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور اس کا وہ کلمہ ہیں جسے اللہ نے کنواری پاکدامن حضرت مریم کی طرف القا کیا تھا۔

اس پر نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور بولا: خدا کی قسم! جو کچھ تم نے کہا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے اس تنکے کے برابر بھی بڑھ کر نہ تھے۔

اسکے بعد نجاشی نے مسلمانوں سے کہا: جاؤ! تم لوگ میرے ملک میں امن وامان سے رہو، جو تمہیں گالی دے گا اس پر تاوان لگایا جائے گا۔ مجھے گوارا نہیں کہ میں تم میں سے کسی آدمی کو ستاؤں خواہ اس کے بدلے مجھے سونے کا پہاڑ مل جائے۔

(سیرۃ ابنِ ہشام جلد ۱ صفحہ ۳۳۶)

رسولوں نے کی جس کی تصدیق آ کر — وہ ہے ایک حُسن خصالِ محمد
زبور اور تورات و انجیل و قرآں — صحیفوں میں لکھا ہے حالِ محمد

(ﷺ)

شاہِ روم کے دربار میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے روم کے بادشاہ ہرقل کے نام تبلیغی خط لکھا۔ اسی دوران مکہ سے ابوسفیان بھی تجارت کے لئے روم گئے ہوئے تھے جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ہرقل نے حضرت ابوسفیان کو بلا بھیجا۔ حضرت ابوسفیان کا بیان ہے کہ مجھے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بلایا گیا۔ ہرقل نے ہمیں اپنے سامنے بٹھایا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا پھر اس نے مترجم کو بلایا اور اس نے کہا ان سے کہو کہ میں اس پر کچھ سوال کروں گا، اگر یہ مجھ سے جھوٹ بولے تو تم لوگ پیچھے سے بتا دینا کہ یہ جھوٹا ہے۔ حضرت ابوسفیان کا بیان ہے کہ بخدا اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ یہ مجھے جھوٹا کہیں گے تو میں ضرور جھوٹ بولتا، پھر اس نے اپنے مترجم سے کہا اس سے پوچھو کہ تم میں اس کا خاندان کیسا ہے؟ جس سے دعوائے نبوت کیا ہے میں نے کہا وہ ہم میں اچھے نسب والے ہیں۔ اس نے پوچھا کیا ان کے آباء میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے؟ میں نے

کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس دعوے سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا ان کی پیروی امیر لوگ کرتے ہیں یا غریب لوگ؟ میں نے کہا غریب لوگ۔ اس نے پوچھا ان کے پیروکار زیادہ ہو رہے ہیں یا کم؟ میں نے کہا وہ دن بدن زیادہ ہو رہے ہیں۔ اس نے پوچھا ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کیا کوئی ان سے ناراض ہو کر ان کے دین سے پلٹ بھی گیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا تم نے کبھی ان سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا ہاں! اس نے پوچھا ان کا تمہارے ساتھ جنگ میں کیا نتیجہ رہا؟ میں نے کہا کبھی وہ جیت جاتے ہیں اور کبھی ہم۔ اس نے پوچھا کبھی انہوں نے عہد شکنی کی؟ میں نے کہا نہیں، لیکن جس دوران ہم یہاں ہیں ہمیں ان کا حال معلوم نہیں۔ حضرت ابوسفیان کہتے ہیں بخدا! اس ایک جملہ کے سواء مجھے اور کسی بات کو اپنی گفتگو میں داخل کرنے کی گنجائش نہیں ملی۔ اس نے پوچھا کیا ان سے پہلے کسی اور نے بھی یہ دعویٰ کیا تھا؟ میں نے کہا نہیں۔

جبین پر ہے ختم نبوت کا سہرا ہے بے مثل جاہ و جلالِ محمد
جو کی عرض رب سے وہی رب سے پایا ہوا رد نہ کوئی سوالِ محمد
پھرا آفتاب فلک اُلٹے پاؤں ہے شق القمر اک کمالِ محمد
یہی آرزو ہے الٰہی ہمیشہ رہے میرے دل میں خیالِ محمد
مبارک ہوا نقوی ہوا تو ازل سے غلام غلامانِ آلِ محمد

(ﷺ)

شاہِ روم کے تاثرات

پھر اس نے اپنے مترجم سے کہا اس کو بتاؤ۔ میں نے تم سے ان کے خاندان کے متعلق پوچھا تو تم نے بتایا کہ وہ تم میں اچھے حسب والے ہیں، اور قاعدہ یہی ہے کہ انبیاء اپنی قوم کے سب سے اچھے حسب سے معبوث ہوتے ہیں۔ پھر میں نے تم سے پوچھا کیا ان کے آباء اجداد میں کوئی بادشاہ گذرا ہے؟ تم نے کہا نہیں، میں نے سوچا کہ اگر ان کے

آباء میں کوئی بادشاہ ہوتا تو یہ گمان ہوسکتا تھا کہ اس نے اپنے آباء کی حکومت حاصل کرنے کے لئے یہ دعویٰ کیا ہو۔ پھر میں نے پوچھا کہ ان کے پیروکار غریب لوگ ہیں یا حیثیت والے؟ تم نے کہا بلکہ وہ غریب لوگ ہیں، اور رسولوں کے پیروکاروں میں غریب لوگ ہی ہوتے ہیں۔ پھر میں نے تم سے پوچھا اس دعویٰ سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ تم نے کہا نہیں! سو میں نے جان لیا کہ جو شخص بندوں پر جھوٹ نہیں باندھتا وہ اللہ پر کب جھوٹ باندھے گا! میں نے تم سے کہا کیا ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص ان سے ناراض ہو کر ان کے دین سے مرتد ہوا ہے؟ تم نے کہا نہیں اور دل میں ایمان کے رچ جانے کے بعد یہی حال ہوتا ہے۔ میں نے تم سے سوال کیا کہ ان کے پیروکار زیادہ ہو رہے ہیں یا کم؟ تم نے کہا وہ زیادہ ہو رہے ہیں اور ایمان لانے کا یہی قاعدہ ہے حتیٰ کہ وہ اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا کبھی تم نے ان سے جنگ کی ہے؟ تم نے کہا ہاں جنگ کی ہے اور کبھی وہ جیت جاتے ہیں اور کبھی ہم اور یہی قاعدہ ہے، پہلے رسولوں کے ساتھ اسی طرح ہوتا رہا ہے، پھر آخر فتح انہی کی ہوتی ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا انہوں نے کبھی عہد شکنی کی ہے؟ تم نے کہا وہ عہد شکنی نہیں کرتے اور یہی قاعدہ ہے رسول عہد شکنی نہیں کرتے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا ان سے پہلے بھی کسی نے یہ دعویٰ کیا تھا؟ تم نے کہا نہیں، میں نے سوچا کہ ان سے پہلے کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا تو میں یہ کہتا کہ اس شخص نے اس پہلے والے کی اتباع کی ہے۔ پھر ہرقل نے پوچھا وہ تم کو کن باتوں کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا وہ ہمیں نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے، صلہ رحمی کرنے اور پاک دامنی کا حکم دیتے ہیں۔ اس نے کہا اگر تم نے سچ بیان کیا ہے تو وہ واقعی نبی ہے اور مجھے علم تھا کہ اس نبی کا ظہور ہونے والا ہے لیکن مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ اس کا ظہور تم میں ہوگا! اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں ان تک پہنچ سکوں گا تو میں ان سے ملاقات کو پسند کرتا، اور اگر میں وہاں موجود ہوتا تو ان کے مبارک قدموں کو دھوتا، ان کی حکومت یہاں تک ضرور پہنچے گی جہاں میں کھڑا ہوں، پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا مکتوب منگوایا اور اس کو پڑھا اس میں لکھا ہوا تھا:

اگر آئے کوئی مصیبت کڑی — محمد محمد کہو ہر گھڑی
لیا میں نے جب دل سے نام نبی — میرے آگے کوئی نہ مشکل اَڑی
خدا کی قسم یاد محبوب حق — دو عالم کی ہر چیز سے ہے بڑی
جو اُن کی محبت میں آنسو بہیں — ہیں وہ اصل میں موتیوں کی لڑی
ہے صبح ازل سے مری روح تو — رسول دو عالم کے در پہ کھڑی
رہوں اور مروں اور اُٹھوں اس طرح — محمد کی صورت ہو دل میں جڑی
کہاں فکر نقوی کہاں ذکر حق — کہاں چشم گستاخ جا کر لڑی

مکتوب نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ مکتوب محمد رسول اللہ (ﷺ) کی جانب سے روم کے بادشاہ ہرقل کے نام ہے سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی، اس کے بعد واضح ہو کہ میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام لے آؤ، سلامتی سے رہو گے، اسلام قبول کرلو، اللہ تعالیٰ تم کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا، اور اگر تم نے منہ پھیرا تو تمہارے پیروکاروں کے منہ پھیرنے کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے): اے اہل کتاب آؤ اس بات کو قبول کرلو جو ہمارے اور تمہارے درمیان اتفاقی ہے، یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سواء کسی اور کی عبادت نہیں کریں گے، اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے اور ہم میں سے کوئی بھی اللہ کے سواء کسی کو معبود نہیں جانے گا اور اگر وہ اس سے اعراض کریں تو کہہ دو گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔

جب ہرقل اس مکتوب کو پڑھ کر فارغ ہوا تو اس کے سامنے شور مچ گیا اور بکثرت آوازیں آنے لگیں، اس نے ہمیں باہر نکالنے کا حکم دیا اور ہم کو نکال دیا گیا، باہر آنے کے بعد میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد (ﷺ) کی اہمیت اب بہت بڑھ گئی ہے کیونکہ روم کا بادشاہ بھی ان سے بہت ڈرتا ہے اس کے بعد مجھے ہمیشہ یہ یقین رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عنقریب غلبہ حاصل ہوگا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بھی

اسلام داخل کر دیا۔

(بخاری حدیث رقم: ۵۱، مسلم حدیث رقم: ۶۰۷ ،ابوداؤد حدیث رقم: ۵۱۳۶، ترمذی حدیث رقم: ۲۷۱۸)

دونوں جہان پر ہے حکومت رسول کی — ارض وسما بھی کرتے ہیں اطاعت رسول کی
نوع بشر کو دیکھ کر یہ دہر کی فضا — محسوس کر رہی ہے ضرورت رسول کی
ہوں آپ پر نثار جہاں کی عبادتیں — قرب خدائے پاک عبادت رسول کی
بندوں کے کام آئے گی میدان حشر میں — بندوں کے واسطے یہی چاہت رسول کی
عشق رسول جس کو بھی مل جائے دوستو — ہے دو جہاں سے بڑھ کر یہ دولت رسول کی
ساگر ہے اک مثال زمانے کے واسطے — بدر و حنین میں وہ شجاعت رسول کی

(ﷺ)

جنت وعرش پہ اسم محمد ﷺ

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹا! جب بھی تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یاد کرنا، کیونکہ میں نے ستونِ عرش پر یہ نام لکھا دیکھا، پھر میں آسمانوں میں گھوما ہر جگہ یہ نام لکھا دیکھا، پھر میں آسمانوں میں گھوما ہر جگہ یہ نام لکھا دیکھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے جنت کے ہر محل وکمرے میں یہ نام لکھا دیکھا، طوبیٰ کے درخت پر، درختوں کے پتوں پر، (غرض ہر جگہ) محمد لکھا ہوا دیکھا تو اُن کا ذکر کثرت سے کرنا کیونکہ ملائکہ بھی ہر وقت ان کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں (الدر المنثور سورۃ النسائی: الآیۃ ۱۶۴)

☆ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں روایت نقل کی ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو بہت نادم ہوئے، انہوں نے عرش پر نگاہ کی تو وہاں **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا پایا، آپ نے خیال کیا کہ جس شخصیت کا نام اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ لکھا ہوا ہے، یہ ضرور کوئی عظیم شخصیت ہے، چنانچہ انہوں نے ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگی، **اسئلك بحق محمد الا غفرت لی** اے اللہ! میں

محمد (ﷺ) کے طفیل سے دعا کرتا ہوں کہ میری لغزش کو معاف فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے آدم! آپ کو کیا علم کہ محمد (ﷺ) کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، مولائے کریم! میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا کہ تیرے نام کے ساتھ محمد (ﷺ) کا نام لکھا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے آدم! تیری اولاد میں یہ آخری نبی ہوں گے، اور میری پوری مخلوق میں کوئی ان کی فضیلت کو نہیں پہنچے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی لغزش کو معاف کرلیا۔ اگرچہ یہ روایات ضعیف ہیں اور بعض نے ان کو موضوع بھی کہا ہے، تاہم تشریح کی خاطر ان کو قبول کرلیا جاتا ہے،

بیہقی کے علاوہ یہ روایات طبرانی، حاکم اور ابونعیم میں بھی موجود ہیں، اور روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ آدم علیہ السلام کو دنیا میں ''ابوالبشر'' کی کنیت سے پکارا جاتا ہے، اور قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہوئے ''ابومحمد'' کی کنیت سے پکارا جائے گا، گویا آپ کو ابوالبشر اور ابومحمد دونوں اعزاز حاصل ہیں۔

(معالم العرفان بالفاظہ ۱/۱۷۷)

سمایا ہے دل میں خیالِ محمد | خدایا دکھا دے جمالِ محمد

یہ شمس و قمر کیا بھلا تاب لائیں | جہاں نے ہے دیکھا جلالِ محمد

قمر کو کیا شق تو سورج بھی پلٹا | بیاں کس طرح ہو کمالِ محمد

نہ دیکھا حسین ان سا کوئی کسی نے | تھے پُرنور کیا خدوخالِ محمد

کیا ایک حبشی کو ادنیٰ سے اعلیٰ | عجب شان پائی بلالِ محمد

تری مشکلیں ہوں گی آسان رحمت | ترا واسطہ گر ہے آلِ محمد

(ﷺ)

پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے

☆ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جنت میں ہر درخت کے پتے پر لکھا ہوا ہے ''لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ''

ابو بکر الصدیق، عمر الفاروق، عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں آسمان پہ گیا تو ہر آسمان پر لکھا ہوا دیکھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، معراج کی رات میں نے دیکھا کہ سورج مشرق سے مغرب کی طرف لے جایا جا رہا ہے اور اس پہ دو سطروں میں کچھ لکھا ہوا ہے میں نے جبرائیل امین سے اس بارے میں پوچھا، انہوں نے بتایا کہ پہلی سطر میں لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ، ابوبکر الصدیق الشفیق اور دوسری سطر میں لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ، عمر الفاروق لکھا ہوا ہے۔ (ریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ)

☆ براق کی پیشانی پر دو آنکھوں کے درمیان "لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریك لہ محمد رسول اللّٰہ" لکھا تھا۔

☆ پیغمبری مہر نبوت جو کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنوں کندھوں کے درمیان تھی اس پر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں پہلی سطر لا الٰہ الا اللہ دوسر سطر محمد رسول اللہ۔

☆ اللہ تعالیٰ نے قلم کو حکم دیا کہ میری توحید لکھ، پس قلم ہزار سال تک بے ہوش رہی اللہ کا کلام سننے کی وجہ سے، جب ہوش میں آئی، تو عرض کی، کیا لکھوں؟ فرمایا: لکھو! لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔

☆ بہشت میں ہر لیمپ پر لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لکھا ہوا تھا۔

(متقیوں کا انعام/ مجرموں کا انجام)

عظمت انسانی کا راز اسم محمد ﷺ

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مکرم مخلوق بنایا ہے

جیسے اللہ تعالیٰ خود قرآن میں فرماتا ہے: ولقد کرمنا بنی آدم، ہم نے بنی آدم کو عزت وافتخار بخشا، اس عزت وافتخار کی وجہ یہ ہے کہ اس کی خلقت و پیدائش محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ہے۔ چنانچہ اس کا گول سر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی میم ہے اور اس کے ہاتھ ''ح'' کی ہیئت پر، اس کا پیٹ دوسری ''میم'' اور اس کے پاؤں ''دال'' کی مانند ہیں۔ فتبارك الله احسن الخالقین۔

معارج النبوت اور اسی طرح مطالع المسرات میں بھی ہے: ''فان صورة هذا الاسم علی صورة الانسان فالمیم الاولی راسه والحاء جناحاه، والمیم الثانیة بطنه والدال رجلاه'' (ص۸۰) وھکذا فی دقائق الاخبار (ص۵) خلق الخلق علی صورة اسم محمد صلی الله علیه وسلم

دقائق الاخبار (ص۵) میں درج ذیل مفہوم کی روایت ہے کہ

نماز معراج المومنین اس لئے ہے کہ اس میں ''اسم احمد'' صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ بنتا پڑتا ہے، قیام بصورت ''الف'' کے ہے، رکوع کی حالت میں ہم ''ح'' کا نقشہ پیش کرتے ہیں، جبکہ سجدے کی حالت میں ''میم'' اور قعدہ کی حالت میں ''دال'' کا منظر ہوتا ہے، ان تمام کا مجموعہ ''احمد'' ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ نماز اگرچہ مختصری عبادت ہے مگر چونکہ اس میں خالق کائنات، کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کا نقشہ بنتا پڑتا ہے، اس لئے یہ تمام عبادتوں کی سرتاج قرار پائی ہے۔ دور جدید میں ایک عجیب انکشاف یہ بھی ہوا ہے کہ انسان کی سانس کی نالی پر لا الٰہ الا اللہ اور داہنے پھیپھڑے پر محمد رسول اللہ مکتوب ہے۔

محمد جہاں را اماماً کبیرا | بدنیا و عقبیٰ وَلیاً مجیرا
جمال الٰہی کمال گواہی | بروزِ قیامت شفیعاً بصیرا
بظاہر بشر ہست لیکن بباطن | زنور خدا پاک نوراً شہیرا
بصورت منور بسیرت مطہر | نظیرش نیامد بشیراً نذیراً

(ﷺ)

قیامت کی عزت بھی نام محمد ﷺ سے ہے

معارج النبوۃ میں یہ بھی لکھا ہے جب انسانی شکل کی ساخت، نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے، تو پھر قیامت کے دن یہ منظر ہوگا انسانی شکل میں کوئی بھی جہنم میں نہ جائے گا اور اللہ تعالیٰ کسی کافر کو انسانی شکل میں دوزخ میں نہ ڈالے گا الا یہ کہ اس کی انسانی شکل مسخ کر کے شیطانی شکل میں پھیرا جائے، اس لئے کہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی صورت پر اللہ تعالیٰ کو عذاب دینا بھی گوارا نہیں ہے، پس جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم نام ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا ہو، ان کی اتباع کرنے والا ہو، اسے اللہ تعالیٰ کیونکر عذاب دے گا۔ (معارج النبوۃ مؤلفہ ملا معین کاشفی ۲/۳۹) وقائق الاخبار میں ہے کہ کسی کافر کو انسان صورت میں جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا بلکہ خنزیر کی صورت میں تبدیل کر کے ڈالا جائے گا۔ ایسا ہی ابوالعالیہ کا قول بھی ہے۔ (مظہری تحت سورۃ والتین)

کیا خوب کہا مداح رسول صلی اللہ علیہ وسلم، شاعر اسلام حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے:

و ضم الا لہ اسم النبی باسمہ	اذا قال فی الخمس المؤذن اشھد
وشق لہ من اسمہ لیجلہ	فذو العرش محمود وذاك محمد

اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ملایا ہے جبکہ اذان پنجگانہ میں مؤذن اشہد کہتا ہے، اور ان کی عزت افزائی کے لئے اپنے ہی نام میں سے انکا نام نکالا ہے، پس عرش والا تو محمود ہے اور وہ محمد ہیں۔ جل وعلا صلی اللہ علیہ وسلم...... (درسی تفسیر ۲۹۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور توصیف میں کعب بن لوی کے اشعار میں سے دو شعر حاضر خدمت ہیں!!

علی غفلۃ یاتی النبی محمد	فیخبر اخبار اصدوق خبیرھا
یا لیتنی شاھد فحواء دعوتہ	حین العشیرہ تبغی الحق خذلانا

ترجمہ: جہالت اور بے خبرے کے دور میں ایک نبی آئے گا جس کا نام محمد ہوگا (ﷺ) اور وہ اس طرح خبریں بتلائے گا جس طرح ایک جاننے والا بتلایا کرتا ہے۔

کاش میں اس وقت زندہ رہوں جب وہ لوگوں کو حق کی دعوت دے گا اور ان کے قبیلے والے اس حق کو رسوا کرنے کے درپے ہوں گے۔ (سیرت حلبیہ اُردو/عربی)

؎ یا صاحب الجمال و یا سیّد البشر من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ہمارے آقا ﷺ جب شکم مادر میں تشریف لائے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ایک عجیب خواب دیکھتے ہیں، ان کی کمر سے نور کا ایک سلسلہ نکل رہا ہے، جس کا ایک سرا زمین میں ہے اور دوسرا آسمان میں، ایک مشرق میں ہے تو دوسرا مغرب میں، پھر اُس نور نے ایک درخت کی صورت اختیار کی جس کے ہر پتے پر نور چمک رہا تھا، اور مشرق و مغرب کے لوگ اس درخت سے لگے ہوئے ہیں،

معبرین نے خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ آپ کی نسل سے ایک بچہ پیدا ہوگا، مشرق و مغرب کے لوگ اس کی پیروی کریں گے زمین و آسمان والے اس کی حمد وثنا کریں گے۔

پوتا پیدا ہوا تو حضرت عبدالمطلب نے ان کا نام...... محمد ...... (ﷺ) رکھا۔ مروجہ تمام ناموں سے مختلف، لہجے اور معنی میں الگ تھلگ، ایک خاص شان لئے یہ نام...... جس نے بھی سنا متعجب و حیران ہوا کہ کعبہ کے متولی عبدالمطلب نے کعبہ میں رکھے ہوئے ۳۶۰ خداؤں میں سے کسی کے ساتھ نسبت دینے کی بجائے اپنے پوتے کا ایک انوکھا و عجیب نام "محمد" رکھا ہے، کسی نے وجہ پوچھی، اے سردار مکہ! تم نے اس بچے کا نام محمد رکھا ہے حالانکہ یہ تمہارے باپ دادا میں سے کسی کا ہے اور نہ تمہاری قوم میں کسی کا۔

حضرت عبدالمطلب نے جواب میں کہا میں چاہتا ہوں کہ خالق کائنات آسمان میں

ان کی تعریف کریں اور خلقِ خدا زمین میں ان کی مدح وستائش کرے۔

وقت نے ثابت کر دیا کہ یہ نام واقعی اِس ہستی کے لئے موزوں ومناسب تھا کیونکہ پھر ستائش وتعریف کرنے والوں میں تعجب کرنے والے شامل تھے۔

والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو بھی بتایا گیا کہ تمہارے شکم اطہر میں سید الامم ہیں، اس نومولود کا نام محمد رکھنا، دوسری روایت میں ہے کہ احمد (ﷺ) رکھنا۔

(سیرت مصطفی / سیرت حلبیہ)

اطیعوا له یا عباد الا له فصلوا علیه کثیرًا کثیرًا
شہنشاہِ ارض و سما عرش و کرسی برائے دو عالم سراجاً منیراً
صعوبات نقوی مرا حل نہ گردد مرا مصطفی ہست غوثا ظہیرا

ہمارے حضور ﷺ کے تمام نام ہی اچھے ہیں

خطبۃ الکتاب میں یہ حدیث گزر چکی اب ترجمہ ووضاحت کے ساتھ ملاحظہ ہو:

اخرج مالك والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی عن جبیر بن مطعم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: ”ان لی اسماء۔ انا محمد، وانا احمد، وانا الماحی الذی یمحو الله بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی۔“

(مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ، جلد ۲، صفحہ ۲۶۱، ترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۲ صفحہ ۵۷۲، بخاری کتاب المناقب باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۱ صفحہ ۵۰۱، دارمی جلد ۲ صفحہ ۴۰۹)

ترجمہ: امام بخاری، مسلم، مالک، ترمذی ونسائی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے کچھ نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں، میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں جس کے قدموں

پر لوگوں کو جمع کیا جائے گا۔

یہ فرمان کس موقع کا ہے اس بارے میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اسباب الحدیث میں بیان فرماتے ہیں۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابو جہل بن ہشام جب مکہ میں آیا اس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مکہ سے نکل چکے تھے تو ابو جہل نے کہا:

اے گروہ قریش! محمد (ﷺ) مدینہ میں پہنچ چکا ہے اور اس نے اپنے ہراول دستے کو بھیج دیا ہے اور وہ تمہیں تکلیف دینا چاہتا ہے تم لوگ اس کے طریقہ پر عمل کرنے اور اس کے قریب جانے سے بھی رُکو وہ نقصان پہنچانے والے شیر کی طرح ہے۔

اور اگر یہ وہ تم پر زبردستی بھی کرے تو تم اسے اس طرح ختم کرنا جس طرح چیچڑی بکریوں کو اور اللہ عزوجل کی قسم اس کے پاس ایسا جادو ہے جس کو میں نے کبھی نہیں دیکھا اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ میں نے شیطان کو دیکھا ہے اور تم لوگ قبیلہ کے بچوں کو تو جانتے ہی ہو ایک نے اپنے دشمن سے مدد مانگی تھی۔

مطعم بن عدی نے کہا: اے ابوالحکم (ابو جہل) تو سب سے سچا ہے اور تم ان بھائیوں کو بھی بچانے کے لئے ڈراتا ہے جن کو تم چھوڑ چکے ہو اور تم لوگوں نے جب یہ کام کر لیا ہے تو اب اس سے لوگوں کو روکتے رہو۔

ابو سفیان بن حارث نے کہا: جس حال پر تم لوگ ہو اسی پر سختی سے رہو کیونکہ اگر بنو قبیلہ تم پر غالب آ جائیں تو وہ تمہیں کوئی امان و حفاظت نہ دیں گے اور اگر تم ان کی اطاعت کرو تو انہیں کنانہ کی خبر بتا دو یا تم محمد (ﷺ) کو اپنے پاس سے نکال دینا (معاذ اللہ) تو وہ تنِ تنہا رہ جائے گا۔

اور بہر حال بنو قبیلہ تو وہ اور ان کے اہل ذلت میں برابر ہیں میں تمہیں ان کی سعادت کی بات بتایا ہوں۔

شعر: عنقریب مجھ سے تم بہت زیادہ عطیات لو گے قریبی اور دوری کی بنا پر اور خزرجی لوگ تو اہلِ ذلت ہیں جب کہ وہ فراوانی و دولت کے باوجود بزدل ہیں۔

یہ بات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں ضرور انہیں قتل کروں گا اور ان پر ضرور سختی کروں گا اور انہیں ضرور ہدایت دوں گا حالانکہ وہ مجھے پسند نہیں کرتے کہ مجھے اللہ عزوجل نے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے اللہ عزوجل اس وقت تک موت نہیں دے گا جب تک اس کا دین غالب نہ ہو جائے۔ میرے پانچ نام ہیں:

میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں جس کے ذریعے اللہ عزوجل کفر کو ختم فرمائے گا اور میں حاشر ہوں جس کے قدموں پر لوگوں کو جمع کیا جائے گا اور میں عاقب (انجام دینے والا) ہوں۔

امام احمد بن صالح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میرے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔

(مجمع الزوائد کتاب المغازی باب سریۃ حمزہ رضی اللہ عنہ، جلد ۶ صفحہ ۸۶)

؎ خلاقِ جہاں محرمِ اسرارِ محمد	قرآنِ مبیں مظہرِ انوارِ محمد
از روزِ ازل تا بہ ابد بزمِ دو عالم	شُد مست مئے جلوۂ رخسارِ محمد
لاریب پسش ہیچ نبی نیست بعالم	تا روزِ جزا نکہتِ گلزارِ محمد
از چشمِ دل خویش ببیں در ہمہ عالم	اے بندۂ حق رونقِ بازارِ محمد
زن نعرۂ تکبیر و رسالت را بہر دم	شو محوِ رُخ و گیسوئے خمدارِ محمد
چہ خوف مرا ہست بہ میدانِ قیامت	از جان و دِلم سائلِ دربارِ محمد
در ملکِ ثناء خوانیٔ اُو نقوی نہ تنہا	ہم ذاتِ خدا شاہدِ گفتارِ محمد

(ﷺ)

نامِ محمد (ﷺ) کے میں قرباں

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سب نام اچھے اور اعلیٰ ہیں لیکن ان میں نامِ محمد

(ﷺ) تو بہت ہی اعلیٰ ہے قرآن پاک میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی نام سے خطاب کیا گیا ہے اور نام محمد کے کیا کہنے۔ مُلا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے ''جمع الوسائل'' میں لکھا ہے کہ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا کہ مخلوق کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد رکھا گیا اور کعب احبار نے روایت کیا ہے کہ عرش کے پائے پر ساتوں آسمانوں جنت کے محلات اور بالا خانوں پر حوروں کے سینہ پر جنت کے درختوں پر اور درختوں کے پتوں پر سدرۃ المنتہیٰ اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان محمد لکھا ہوا ہے۔

اس نام کو تمام ناموں پر فضیلت ہے۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم جو شخص تمہارا نام یعنی محمد رکھے گا۔ میں اسے جہنم میں نہیں ڈالوں گا اور یہ بھی روایت ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہوگا میں اسے آگ میں نہیں ڈالوں گا۔

اور دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس دستر خوان پر محمد یا احمد نامی ہوگا میں اس گھر کو دن میں دو بار پاک کروں گا۔

(جمع الوسائل جلد۲ صفحہ ۲۲۷-۲۲۶، رسالہ نثر الدرر علی مولد ابن حجر۔ علامہ سید احمد بن عبدالغنی بن عمر بن عابد دمشقی رحمۃ اللہ علیہ، رسالہ مولد العروس علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی)

؎ محمد نام لینے کو ہمیشہ	ادب کا چاہیے پہلے قرینہ
انہی کے نام کا ذکر مبارک	ہے فردوسِ بریں کا صرف زینہ
رسول کبریا کا نامِ نامی	خدا کی رحمتوں کا ہے خزینہ

لائق تعریف کون ہے؟

اور محمد کا معنیٰ ہے جس کی بار بار تعریف کی جائے اور تعریف اس کی ہوتی ہے۔ جس میں کوئی عیب نہ ہو لہٰذا معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی عیب نہیں یہی بات جب کفار کی سمجھ میں آئی کہ محمد تو کہتے ہی اسے ہیں جس میں عیب نہ ہوں جبکہ ہم تو ان

کے عیب بیان کرتے ہیں اور جب محمد کہتے ہیں تو عیبوں کی تو نفی ہو گئی لہٰذا ان کو مذمم (جس کی مذمت کی جائے) کہا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا تم اس پر تعجب نہیں کرتے کہ اللہ عزوجل نے مجھ سے قریش کے سب وشتم گالی گلوچ کو کس طرح دور فرمایا وہ مذمم کو برا کہتے ہیں اور مذمم پر لعنت کرتے ہیں جب کہ میں تو محمد ہوں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(بخاری شریف کتاب المناقب باب ماجاء فی اسماء الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ج ا ص ۵۰۱)

علامہ سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ نے میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے جس میں آپ نے فرمایا۔ امام سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی بہت زیادہ ہیں کہا گیا کہ ان کی تعداد ایک ہزار ہے۔

(المورد الروی فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم از علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ)

محمد خلق کا رہبر خدائے پاک کا مظہر
محمد مصدر شانِ جلالی و جمالی ہے

اسی کے مقتدی ہیں انبیاء و مرسلیں سارے
وہ مختار زمین و آسمانِ ذوالجلالی ہے

لباس آدمیت پہن کر آئے شریعت میں
حقیقت میں نبی کی پاک صورت اللہ والی ہے

مسلمانو! نہ گھبراؤ رسولِ پاک والی ہے
شہنشاہِ دو عالم ہے صفت شیریں مقالی ہے

محمد سرِّ وحدت ہے......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ شہرت، مقبولیت اور چرچا حاصل ہے، آج تک بے شمار انسانوں نے یہ نام رکھا ہے، رکھ رہے ہیں، دنیا میں جہاں کہیں انسان ہیں وہیں یہ نام بھی ہے ہر مسلمان کے ہاں یہ نام متبرک ہے، چنانچہ بعضوں کا نام ہی محمد ہے، بعض اس کو سابقہ یا لاحقہ کے طور پر رکھتے

ہیں، اور بلاشک وریب یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ نام محمد ہی رکھا گیا ہے۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنا تعارف اسی نام سے کرواتے تھے، چنانچہ احادیث میں مختلف الفاظ آئے ہیں، انا محمد بن عبد اللہ...... والذی نفس محمد بیدہ...... وفاطمۃ بنت محمد...... خطوط میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں لکھتے: من محمد رسول اللہ۔

حضرت جبریل امین علیہ السلام کے ساتھ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے، تو جب بھی آسمان والے پوچھتے کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل امین اسی نام کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کرواتے کہ میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

عرب کے ہاں سب سے زیادہ پیارا یہی نام ہے، اُن کی زبان پر ہر وقت نام محمد ہے، عرب میں آپ کسی کو ''محمد'' کہہ کر پکاریں تو وہ عقیدت مند نگاہوں سے آپ کی طرف متوجہ ہوگا اور آنکھوں آنکھوں میں آپ کے احسان کا شکریہ ادا کرے گا کہ آپ نے سب سے زیادہ حسین نام کے ساتھ مخاطب کیا، عرب میں تین کنیتیں سب سے زیادہ رکھی گئیں۔ ابو محمد، ابو عبد اللہ، ابو عبد الرحمٰن۔

پھر عربوں کا یہ دستور تھا کہ جب وہ کسی شخص کی عظمت واحترام کرتے تھے تو اسی کی کنیت رکھتے تھے اور اس کی اولاد میں جو سب سے زیادہ قابل اور لائق ہوتا تھا اس کے نام پر کنیت رکھتے ہیں، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ ''جنت میں ہر شخص کو اس کے نام سے پکارا جائے گا مگر آدم علیہ السلام کو ''ابو محمد'' (صلی اللہ علیہ وسلم کے والد) کہہ کر پکارا جائے گا جس سے آدم علیہ السلام کی تعظیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر اور احترام مقصود ہوگا۔''

ایک روایت میں ہے کہ کوئی شخص یعنی جنت والوں میں سے کوئی شخص سوائے آدم علیہ السلام کے ایسا نہیں ہوگا جس کو کوئی نام دیا جائے۔ ان کو یعنی آدم علیہ السلام کو ''ابو محمد''

کنیت دی جائے گی۔ (سیرت حلبیہ ج ا ص ۲۷۰)

(محمد نام رکھنے کے فضائل پر کتابوں میں متعدد روایات نقل کی گئی ہیں لیکن چونکہ ان پر شدید جرح ہوئی ہے، بعض روایات کو موضوع اور بعض کو کذب بھی لکھا گیا ہے اس لئے یہاں صرف وہی احادیث ذکر کی جاتی ہیں جو بعض محدثین کے ہاں صحیح ہیں یا پھر تابعین وعلماء کے جو اقوال منقول ہوئے ہیں انہیں ذکر کیا جاتا ہے)۔

دولت رنگ ونور حاصل کر — زندگی کا شعور حاصل کر
تیرا مقصود گر ہے عاقبت — التفاتِ حضور حاصل کر

تنگدستی کا علاج نام محمد (ﷺ)

کسی گھر میں محمد نام ہو اور اس میں برکت نہ ہو، یہ کیسے ہوسکتا ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اہل مکہ سے سنا ہے کہ جس گھر میں محمد نام والا ہو (تو اس کی وجہ سے) اس گھر میں برکت ہوگی، اہل خانہ اور ان کے پڑوسیوں کو رزق دیا جائے گا۔

قاضی عیاض الشفاء میں لکھتے ہیں سریج بن یوسف کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ گھومنے والے فرشتے ایسے ہیں جو اُن گھروں کی حفاظت واعانت کرتے رہتے ہیں جن گھروں احمد ومحمد نام والے ہوں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کی وجہ سے

(کتاب الشفاء ص ۱۱۵)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نومولود بچے لائے جاتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تحنیک کے بعد ان کے نام بھی تجویز فرماتے (پیدائش کے بعد سب سے پہلے بچے کے منہ میں کچھ ڈالنے کو تحنیک یعنی گھٹی دینا کہتے ہیں) کئی بچوں کا نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود محمد رکھا، نومسلموں میں سے بھی کسی کا نام اگر صحیح نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبدیل فرماتے، چنانچہ کچھ صحابہ کا نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر کے محمد رکھا۔

امت کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد نام رکھنے کی ترغیب دی، فرمایا:

ماضر احدکم لو کان فی بیتہ محمد و محمد ان وثلاثا (فیض القدیر کتاب الشفاء ص ۱۱۵: الباب الثالث) ایک گھر میں محمد نام والے ایک، دو، اور تین ہو سکتے ہیں، اس سے تمہیں کوئی نقصان نہ ہوگا۔

حدیث شریف میں عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام رکھنے کی ترغیب آئی ہے، اور ان دو ناموں کو اللہ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب نام بتایا گیا ہے۔

علامی شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر بحث کی ہے کہ اللہ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب نام کون سا ہے، لکھتے ہیں کہ:

و تفضیل التسمیۃ بھما محمول علی من اراد التسمیۃ بالعبودیۃ ۔ لا نھم کانوا یسمون عبد شمس وعبد دار فلا ینا فی ان اسم محمد واحمد احب الی اللہ تعالیٰ من جمیع الاسماء ۔ فانہ لم یختر لنبیہ الا ما ھوا حب الیہ ۔

عبداللہ اور عبدالرحمٰن، ناموں کا افضل ہونا ''عبد'' سے شروع ہونے والے ناموں کے اعتبار سے ہے، کیونکہ عرب لوگ ''عبدشمس...... عبددار'' نام رکھا کرتے تھے' تو یہ حکم ہوا کہ عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام رکھا کرو۔ اب یہ اس بات کے خلاف نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام ناموں میں سب سے زیادہ محبوب ''محمد...... احمد'' نام ہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہی نام چنے جو اس کے ہاں سب سے محبوب ہیں۔

معجم طبرانی کی روایت میں ہے کہ جس نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا میں اس کی شفاعت کروں گا۔

؎ محمد تے پڑھ دے درود و سلام خدائے ملائک تے مومن تمام
محمد تے لکھاں درود و سلام
علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

محمد نام والے کی عزت کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد نام رکھنے کی ترغیب دی، لیکن ساتھ ساتھ یہ حکم بھی دیا کہ اب اس محمد نام والے مولود کے ساتھ عام لوگوں والا سلوک نہ کرو، حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی اولاد کا نام محمد رکھ کر پھر انہیں بُرا بھلا نہ کہو، لعن طعن نہ کرو۔ (حاکم فی المستدرک)

ایک اور رویت میں ہے جب تم (بچے کا) نام محمد رکھو تو پھر اس کے ساتھ لڑائی جھگڑا، محاذ آرائی نہ کرو اور اس کو محروم نہ کرو۔ (بزار)

☆ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے دو لڑکے تھے، ایک کا نام ''محمد'' اور دوسرے کا نام ''احمد''...... ''آپ علیہ الرحمۃ جتنے بھی شدید غصے میں ہوتے مگر یوں فرماتے۔ اے خواجہ محمد یہ کام تیرے شایان شان نہ تھا۔ اے خواجہ احمد! یہ کام تمہارے لائق نہ تھا۔ گویا کہ آپ کو کیسا ہی غصہ ہوتا لیکن ہر حال میں اس نام پاک کا ادب ملحوظ خاطر رکھتے''۔

بعض محدثین نے کہا ہے کہ (محمد نام کی فضیلت میں جو احادیث ہیں) ان میں جو سب سے زیادہ صحیح ہونے کے قریب ہے وہ صرف یہ ہے کہ ''جس شخص کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت کی وجہ سے اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس بچے کا نام ''محمد'' رکھے تو وہ شخص اور اس کا بچہ دونوں جنتی ہوں گے۔''

(سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۲۶۸)

محمد نے مکی تے مدنی تے اُمی — اوہ سارے جہاناں دے دارالحرام
محمد تے لکھاں درود و سلام — علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال یہ ہے کہ کسی کی بیوی حاملہ تھی، اس نے حمل کو لڑکا تصور کر کے ''محمد'' نام رکھ

دیا، اللہ کے فضل و کرم سے لڑکا ہی پیدا ہوا، اب اگر ''محمد احمد'' یا ''محمد عبد الرحمن'' یا کوئی دوسرا نام رکھ دیا جائے تو کچھ حرج نہیں؟ گناہ تو نہ ہوگا؟

جواب یہ ہے بچہ پیدا ہو جانے کے بعد کوئی دوسرا نام رکھنا یا ''محمد'' نام کے ساتھ کچھ اور ملا دینا اگر چہ شرعاً جائز ہے مگر بہتر نہیں، ایسے محبوب نام کو تبدیل کرنا باعث حرمان ہے، مسلمان کی طبیعت اسے کیسے گوارا کر سکتی ہے؟ واللہ سبحان و تعالیٰ اعلم

(احسن الفتاوی ۸/۴۰۸، ۱۷۰)

یاد رہے: ہندوستان میں اکبر بادشاہ کا دور نہایت نازک دور تھا، اس نے ایک نئے دین کا پرچار کیا، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانان ہند کے ساتھ مل کر اس کے نام نہاد دین کا خاتمہ کیا، اکبر بادشاہ کی اسلام دشمنی عروج پر تھی، حتیٰ کہ اسے اسمائے نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے بھی شدید وحشت اور گرانی ہوتی تھی۔

ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

ترجمہ: احمد و محمد و مصطفیٰ وغیرہ نام بیرونی کافروں کی خاطر سے اور اندرونی عورتوں کی وجہ سے بادشاہ پر گراں گزرنے لگے آخر کچھ دن کے بعد اپنے خاص لوگوں کے نام بھی بدل ڈالے، مثلاً یار محمد اور محمد خان کو وہ رحمت ہی کے نام سے پکارتا بھی تھا اور لکھنے کے بوقت بھی ان کو اسی نام سے موسوم کرتا تھا۔ (تاریخ دعوت و عزیمت ۴/۱۴۴)

اس قسم کی گستاخیوں کے بسبب اکبر بادشاہ اور اس کا نام نہاد دین زیر خاک ہوا، دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے غالب فرمایا۔

محمد نیں ہر دو جہاں دے رسول	محمد دی ہے ذات خیر الانام
محمد تے لکھاں درود و سلام	علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، حسین بن محمد الدامغانی نے کہا کہ اہل جنت کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبد الکریم ہے، اہل نار کے

ہاں عبد الجبار، اہل عرش کے نزدیک عبد الحمید، تمام ملائکہ کے ہاں عبد المجید، تمام انبیاء کرام کے ہاں عبد الوہاب، شیاطین کے ہاں عبد القہار، جنات کے ہاں عبد الرحیم، پہاڑوں میں عبد الخالق، خشکی میں عبد القادر، سمندر میں عبد المھیمن، مچھلوں میں عبد القدوس، حشرات الارض میں عبد الغیاث، وحشی جانوروں میں عبد الرزاق، درندوں میں عبد السلام، چوپاؤں میں عبد المؤمن، پرندوں میں عبد الغفار، تورات میں ''ماذ ماذ'' انجیل میں ''طاب طاب'' صحائف میں عاقب، زبور میں فاروق، حق تعالیٰ کے ہاں طٰہٰ، یٰسین، مؤمنین کے ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کنیت ابوالقاسم ہے کیونکہ (بامرالٰہی) اہل جنت کو ان کے درجات تقسیم فرماتے ہیں۔ (القول البدیع)

نظمت اسامی الرسل فھی صحیفۃ فی اللوح واسم (محمد) طغراء

اسم الجلالۃ فی بدیع حروفہ الف ھناک واسم (طہ) باء

ترجمہ: پیغمبروں کے اسمائے گرامی خوبصورتی کے ساتھ لوح پر جڑ دیئے گئے ہیں جن سے ایک چوکٹھا تیار ہو گیا ہے، اور اس کے وسط میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم طغریٰ ہے۔

اللہ کا نام بے نظیر حروف تہجی میں اس لوح کا ''الف'' ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ''طہٰ'' اس تختی میں ''ب'' ہے۔

نوٹ: الف کے بعد ''ب'' آتی ہے شاعر کہنا چاہتا ہے کہ اللہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام وہاں درج ہے۔ یہی ''بعد از خدا بزرگ توئی'' کا مفہوم ہے۔

سرکار ﷺ کا نام پاک اور سلف صالحین علیہم الرحمۃ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آئے یا تذکرہ ہو تو ایسا تصور کرنا چاہیے کہ اگر وہ واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوتا تو کیا حال ہوتا، اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہمیں ادب سکھایا ہے اسی طرح اسم مبارک آتے وقت ادب کیا جائے، سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم کا یہی طریقہ رہا ہے۔

☆ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ فرماتے تو ان کا رنگ متغیر ہو جاتا، کسی نے وجہ پوچھی، تو فرمایا: جو کچھ میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھ لیتے تو اس حالت پہ تعجب نہ کرتے۔

☆ حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ بڑے ہنس مکھ اور لوگوں کو ہنسانے والے تھے لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ آتا تو رنگ زرد پڑ جاتا اور اس وقت باوضو ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ عبدالرحمٰن بن قاسم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا تو ان کا رنگ ایسا ہو گیا گویا کہ بدن سے خون نکل آیا ہو اور زبان خشک ہو گئی۔

☆ حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہوتا تو اتنا روتے کہ آنسو خشک ہو جاتے۔

☆ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش طبع اور خوش عیش لوگوں میں سے تھے لیکن جب ان کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا تو ایسے بن جاتے کہ وہ کسی کو پہچانتے ہی نہیں۔

صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ اور ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہوتا تو آنسو نہ تھمتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعقیدت کی پہچان یہی ہے کہ ہمارے اندر کتنا خشوع وخضوع اور وقار وادب ہے۔ (القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع صلی اللہ علیہ وسلم)

لگائے لو جو سرکار جہاں سے — ملے گا اس کو سب اس آستاں سے
مرے گھر رحمتیں ہوئی ہیں نازل — جب ان کا نام لیتا ہوں زباں سے
رسول پاک کے سارے ہی اسماء — غموں کی دھوپ میں ہیں سائباں سے

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعر دربار رسالت نے کیا خوب کہا:

وشق لہ من اسمہ لیجلہ — فذو العرش محمود وھذا محمد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اقدس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مبارک نام (محمود صلی اللہ علیہ وسلم) سے بنایا پس عرش والا محمود ہے اور یہ (مدینے والا) محمد ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

مرے وردِ زبان ہے نامِ نامی ربِ امجد کا
نبی خالق کل جہانوں کا خدا میرے محمد کا
زہے قسمت کہ میرا واسطہ ہے دو کریموں سے
مرا محبوب ہی محبوب ہے اک ذاتِ سرمد کا

ایک حقیقت جو جھٹلائی نہیں جاسکتی

نام سے کسی شخصیت کا تعارف مقصود ہوتا ہے خواہ اس نام کی کوئی حقیقت اور اثر اس میں نہ پایا جاتا ہو، جیسے مشفق ماں ایک سیاہ فام بچے کا نام کافور، چاند اور غبی و کندذہن کا نام ذکی و ذہین رکھ دیتی ہے مگر یہ سب کچھ بے حقیقت ہوتا ہے' لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء مبارکہ سے محض اُن کی ذات کا تعارف ہی مقصود نہیں ہوتا بلکہ وہ ان تمام اوصاف کے ترجمان ہوتے ہیں جو دستِ قدرت نے ازل سے ان میں ودیعت رکھے ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر نام کسی نہ کسی صفت کی جلوہ گاہ ہے۔

اسی طرح اسمائے مبارکہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتِ پسندیدہ کا وہ آئینہ ہیں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں کی تصاویر اور اخلاق عظیمہ کا نقشہ پورا پورا سامنے آ جاتا ہے اور کمالاتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رنگین چلمنیں ہیں جن میں چھن چھن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات نظر آتے رہتے ہیں' تو جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بے نظیر و بے مثال ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ بھی بے مثل ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی وصفاتی اسمائے مبارکہ کی کل تعداد کیا ہے؟ اس بارے میں حتمی طور پر کچھ کہنا مشکل ہے۔ حضرت قاضی ابوبکر بن العربی المالکی نے

''الاحوذی فی شرح الترمذی'' میں بعض صوفیاء کا قول نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہزار نام ہیں۔

علماء اور سیرت نگاروں نے اپنی اپنی سعادت کی مطابق نام گنوائے ہیں۔ حضرت شیخ ابوالخطاب بن دحیۃ نے اس پر کتاب لکھی ''المستوفی فی اسماء المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم''۔ حضرت علامہ سیوطی نے ''البھجۃ السویۃ فی الاسماء النبویۃ'' میں پانچ سو نام جبکہ حضرت علامہ سخاوی نے ''القول البدیع''، قاضی ابوالفضل عیاض نے ''کتاب الشفاء'' اور امام ابن العربی نے ''القبس والاحکام'' میں چار سو نام گنوائے ہیں۔ حضرت امام غزالی نے ''دلائل الخیرات'' میں ۲۰۱ نام گنوائے ہیں۔ فیصل آباد کے ایک صاحب صوفی برکت علی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱۱۳۸ نام احادیث کی روشنی میں جمع کر کے کتاب کی صورت میں پیش کیے۔ شیخ محمد موسیٰ روحانی باز نے ایک قصیدے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ۱۵۲۱ اسمائے گرامی نظم کی شکل میں پیش فرمائے ہیں، اس قصیدے کا نام ہے ''قصیدۃ الحسنیٰ فی اسماء النبی العظمیٰ'' مشکلات اور مصائب سے نجات کے لئے اس کا پڑھنا بہت مجرب ہے۔ان کی ایک اور تصنیف ''البرکات المکیۃ'' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ سو سے زائد اسماء کو جمع کیا ہے، مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی نے محبوبِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ سو (۱۱۰۰) سے زائد اسماء بیان کیے۔ (صوفی محمد ندیم محمدی) نے بھی ایک کتاب درود شریف پر تالیف کی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سات ہزار دو سو اسماء مبارکہ جمع کیے ہیں اور ان اسماء مبارکہ کو درود شریف کے قالب میں ڈھال کر ۳۰ پاروں کی شکل میں دی ہے۔

محمد رسولِ جنابِ الٰہی
نگہدار عالم زرنج و تباہی

ز آدم نبی تا مسیح مکرم ہمہ انبیاء را امام گواہی
بدنیائے ارض و سما عرش و کرسی بروزِ جزا خاورِ ہر سیاہی

دل و روحِ خلقِ خدارا معلّم — ز صبحِ ازل حاملِ پادشاہی
خدا گو خدا جو خدا بیں بہر دم — کمالِ روا داری و خیر خواہی
عزیزِ نگاہ و دلِ خویش و غیرے — مدد گارِ ہر شام و ہر صبح گاہی
ہزاراں درود و ہزاراں سلامے — بدرگاہش و اہلِ بیت کماہی
چہ گویم کمالاتِ شانش کہ نقوی — اسیرِ کمندِ خیالاتِ واہی

محمد، احمد ومحمود وحامد صلی اللہ علیہ وسلم

''محمد''...... وہ نام ہے جو شیریں بھی ہے، مترنم بھی ہے اور مقدس بھی، اس نام کو زبان سے ادا کیا جائے تو ایک ایمان افروز اور دلنواز صدا بلند ہوتی ہے اور اس آواز سے فضا میں ایک ایسی حرکت پیدا ہو جاتی ہے جس پر قلب وضمیر جھومتے اور ذوق ووجدان وجد کرتے ہیں، اس نام میں جو نغمگی ہے اس کی کوئی حد نہیں، یہ نام ہی خود بتا رہا ہے کہ میں اس عظیم ترین انسان کا نام ہوں جس کی نعت وستائش اور توصیف ارض وسماء پر واجب قرار دی گئی ہے۔

حضرت حافظ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ تورات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو اسم مبارک مذکور ہے وہ احمد (ﷺ) ہے۔ حافظ ابن قیم اس رائے سے متفق نہیں ہیں وہ اس پر اصرار کر رہے ہیں کہ تورات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی پیشگوئی اسم محمد (ﷺ) کے ساتھ بھی صاف موجود ہے۔ اس کے بعد حافظ ابن قیم اسم'' محمد (ﷺ)'' کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''محمد'' (ﷺ) وہ ہے جس میں بکثرت تعریف کے اوصاف پائے جائیں، محمود بھی اسم مفعول کا صیغہ ہے، لیکن جو مبالغہ بابِ تفعیل، مزید میں ہوتا ہے وہ ثلاثی مجرد میں نہیں ہوتا اس لئے'' محمد'' (ﷺ) محمود (ﷺ) سے زیادہ بلیغ ہے۔

محمد (ﷺ) وہ ہے کہ جس کی اتنی تعریف کی جائے جتنی کسی اور بشر کی نہ کی جائے، اسی لئے تورات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ذکر کیا گیا ہے

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے فضائل وکمالات کا اتنی کثرت سے اس میں ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم رسول کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہونے کی آرزو ہونے لگی۔

حضرت حافظ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وزن میں ہمیشہ تکرار کے معنی ملحوظ ہوتے ہیں اس لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کہا جائے گا جس کی بار بار تعریف کی جائے۔ (ترجمان السنہ)

واقعی ایسا ہی ہے کیونکہ خود خالقِ دو جہاں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی ہے، انبیاء کرام سے لے کر جن وملک تک، حیوانات سے لے کر جمادات تک، ہر ذی روح اور غیر ذی روح، شجر وحجر، سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثنا خواں ہیں، ہر ایک کی تعریف کا انداز نرالا اور انوکھا ہے، بے شمار زبانیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف کے لئے متحرک ومصروف ہیں۔

محمد نے لولاک دے بادشاہ ۔۔۔ محمد نیں مولیٰ دے سچے پیام
محمد تے لکھاں درود و سلام ۔۔۔ علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

اور مدح باقی ہے

ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم عربی شاعر نے چالیس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں قصیدے اور اشعار لکھتے گزارے، اپنے دیوان میں پچاس ہزار اشعار عربی زبان میں لکھے، لکھتے لکھتے آخری شعر لکھا، جس کا اُردو ترجمہ کسی شاعر نے یوں کیا ہے۔

تھکی ہے فکرِ رسا اور مدح باقی ہے ۔۔۔ قلم ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے ۔۔۔ تمام عمر لکھا اور مدح باقی ہے

محمد (ﷺ) کے ایک معنی ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کئے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا گیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصال

حمیدہ اور عادات شریفہ کی کوئی انتہا نہیں، اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خصال حمیدہ کا علم تھا، اس لئے اہل خانہ کو غیبی اشارہ کیا کہ ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا جائے۔ اہل لغت کہتے ہیں محمد (ﷺ) یا محمود (ﷺ) وہ ہیں جس میں خصال حمیدہ کثرت سے پائی جائیں۔ (تہذیب الاسماء)

لغات قاموس نے لفظ ''حمد'' کے ایک معنی قضاء الحق کے بھی بتلائے ہیں، پس لفظ ''محمد'' (ﷺ) کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ وہ جس کا حق پورا کر دیا گیا ہو، یعنی قدرت کی جانب سے نوع انسان کو جس سرحد کمال تک پہنچانا مقصود تھا اور انسان کا اپنے خالق پر جو حق تخلیق مقرر تھا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پورا کر دیا گیا۔ علم وعمل، خَلق وخُلق، ارتقائے ذہنی اور ارتقائے عملی، یہی دو چیزیں انسان کا خلاصہ اور اس کی کائناتِ تخلیق کا لب لباب ہیں، اول ثانی کے لئے بنیاد ہے، عمل علم پر، کیرکٹر دماغ پر، خُلق خَلق پر قائم ہے۔

ایک عجیب نکتہ

ایک عجیب نکتہ ہے کہ جتنی ہی کسی انسان کی حالت مکمل ہوگی اسی قدر اس کی خُلقی کیفیت راسخ و مستحکم ہوگی، ایک کا کمال دوسرے کے کمال کی علامت اور ایک کا نقصان دوسرے کے نقصان کی نشانی ہے، تاریخی طور پر یہ امر ثابت ہے کہ کیرکٹر اور اخلاق کی جملہ شاخوں کی پختگی اور تکمیل کا جو نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ نے پیش کیا، عالم انسانی اس کی نظیر سے عاجز ہے حتیٰ کہ خود دشمنوں کے اقرار سے اس کو فرما دیا۔ انك لعلى خلق عظيم

محاورات عرب سے ''حمد'' کے یہ بھی معنی معلوم ہوتے ہیں کہ کسی کام کو اپنی قدرت کے مطابق انجام دینا، حماسیات میں نیزہ کے بھر پور پڑنے کے وقت حمدت بلاہ (میں نے وار پورا کیا) کا محاورہ بہت مشہور ہے۔ اس معنی کو سامنے رکھتے ہوئے بے تامل کہا جا سکتا ہے کہ لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی مخلوق کامل کے بھی ہیں۔

(تفسیر ماجدی: ضمیمہ سورہ آل عمران)

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ یہاں ایک اور عجیب نکتہ لکھ گئے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ حمد ہمیشہ آخر میں ہوتی ہے، جب ہم کھاپی کر فارغ ہو لیتے ہیں تو خدا کی حمد کرتے ہیں، جب سفر ختم کر کے گھر پہنچتے ہیں تو خدا کی حمد کرتے ہیں، اسی طرح دنیا کا طویل وعریض سفر ختم کر کے جنت میں داخل ہوں گے تو خدا کی حمد کریں گے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔ (روض الانف ۱/۱۰۶)

اس دستور کے مطابق مناسب یہ ہے کہ جب سلسلہ رسالت ختم ہوا تو یہاں بھی آخر میں خدا کی حمد ہو، اس لئے جو نبی سب سے آخر میں آئے ان کا نام ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم رکھا گیا۔

بے شک جو ذات پاک کہ حسن وخوبی کی تمام رعنائیاں اور زیبائشوں کا مجموعہ ہو اس کے اسماء بھی حسن وخوبی کا مجموعہ ہونے چاہئیں۔ (ترجمان السنۃ)

محمد نہ ہوندے تے کجھ وی نہ بندا محمد نیں دنیا تے دیں دے امام
محمد تے لکھاں درود و سلام علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

اپنے رب کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والے

اسم احمد کا وظیفہ ہے ہر اک غم کا علاج
لاکھ خطرے ہوں اس نام سے ٹل جاتے ہیں

''احمد'' صلی اللہ علیہ وسلم اسم تفضیل کا صیغہ ہے، اسم فاعل ومفعول دونوں میں مستعمل ہو سکتا ہے، پہلی صورت میں معنی ہوں گی ''احمد الحامدین لربہ'' تمام تعریف کرنے والوں میں اپنے پروردگار کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا (اتنی تعریف کہ کسی انسان سے اس کا احتمال ہی نہ ہو)۔ حضرت علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: کہ انبیاء کرام علیہما السلام سب اللہ تعالیٰ کی تعریف وثنا کرنے والے ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام میں سب سے زیادہ حمد وثنا کرنے والے ہیں۔

دوسری صورت میں معنی ہوں گے ''احق الناس واولاھم بان یحمد تمام

لوگوں میں سب سے زیادہ تعریف کے قابل اور ثنا کے مستحق''...... پس جس اعتبار سے بھی دیکھا جائے ''حمد'' کے تعلق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ وافضل ہیں، کیونکہ جتنی خدا تعالیٰ کی تعریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے گونجی، کیا کبھی کسی اور کے ذریعے گونجی؟ اور جتنی کثرت کے ساتھ خود خالق کائنات اور اس کی مخلوق نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وثناء کی، اتنی کسی اور شخصیت کی کی ہے؟ اس لئے احمد ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم نام کے شایانِ شان صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہو سکتی ہے، اور جتنی حقیقت وجتنی صداقت کے ساتھ یہ اسماء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر چسپاں ہیں کسی اور پر نہیں۔ (ایضاً)

محمد نیں دوہاں جہاناں دے والی　　محمد دا سچا تے سُچا کلام
محمد تے لکھاں درود و سلام　　علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

صوفیاء کرام فرماتے ہیں

محمد واحمد۔۔ (ﷺ)...... دو عظیم نام...... صوفیہ کرام کا کہنا یہ ہے کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی ہستی کی دو جدا جدا حقیقتیں ہیں چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: احمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ کا پہلا نام ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان والوں میں اِسی نام سے معروف ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نام مبارک کو اللہ جل مجدہ کا ایک خاص تقرب حاصل ہے، اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے نام (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک منزل زیادہ اللہ جل مجدہ کے نزدیک اور قریب ہے۔ (مکتوبات دفتر سوم)

نزہۃ المجالس صفحہ ۲۰۷ پر ہے کہ بعض نے کہا...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف محمد ہے اس کی برکت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے گناہ محو (مٹا) کر دیئے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف احمد ہے اس سے دوزخ سے اُن کی حمایت ہوئی۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے دونوں اسمائے مبارکہ حقیقت میں ایک اسم ہیں جو حمد سے مشتق اور مبالغہ کے معنی میں مفید ہیں۔ پہلا نام باعتبار کیفیت ہے جبکہ دوسرا نام باعتبار کمیت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کی حمد افضل محامد سے کرتے ہیں اور دنیا و آخرت میں کثرت محامد سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد و ستائش کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ...... احمد الحامدین (حامدین میں سب سے بڑے حامد و سب سے زیادہ تعریف کرنے والے) ...... احمد المحمودین (تمام تعریف کئے جانے والوں میں سب سے زیادہ افضل تعریف کئے گئے) و افضل من حمد (تمام تعریف کرنے والوں میں سب سے زیادہ برتر و افضل تعریف کرنے والے) ہیں۔ (مدارج النبوۃ جلد اول باب ہشتم)

(جب احمد کو اسم مفعول کے معنی میں استعمال کیا جائے تو) اس بنا پر محمد احمد (ﷺ) میں فرق یہ ہے کہ محمد (ﷺ) وہ ہے کہ جس کی تعریف اپنے اوصاف جمیلہ کی وجہ سے سب سے زیادہ کی جائے اور احمد (ﷺ) وہ جس کی تعریف سب سے بہتر اور عمدہ کی جائے، پس محمد (ﷺ) بلحاظ کمیت ہے اور احمد بلحاظ کیفیت۔ دونوں ناموں کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خلق و فضائل کی وجہ سے اس کے مستحق ہیں کہ سب سے زیادہ اور سب سے کامل تعریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو۔ (ترجمان السنۃ)

؎ نام تو صیقلست کہ دلہائے تیرہ را روشن کند چوں آئینہائے سکندری

؎ آنکھوں کا تارا نامِ محمد دل کا اُجالا نامِ محمد
پوچھے گا مولیٰ لایا ہے کیا کیا میں یہ کہوں گا نامِ محمد

(ﷺ)

تو لاجواب ہے تیرا کوئی جواب نہیں

جس طرح ہزار کفر و شرک کے باوجود بھی ''اللہ'' کا نام ذاتِ خداوندی کے لئے مخصوص رہا، بعینہٖ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نام محمد و احمد (ﷺ) کو بھی چھپائے رکھا، کسی کو بھی نہ سوجھا کہ یہ نام بھی رکھا جائے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا زمانہ قریب

آیا، کاہنوں، نجومیوں اور اہل کتاب نے نام وصفات کی وضاحت کے ساتھ آمد آمد کی بشارتین دیں تو پھر لوگوں کو توجہ اس نام کی طرف گئی، اور اُمیدِ نبوت پر محمد واحمد نام رکھنا شروع کیے، چند گنے چنے ایسے اشخاص ملتے ہیں جن کا یہ نام رکھا گیا، لیکن مشیت الٰہی دیکھیے کہ اُن میں سے کسی نے بھی دعوائے نبوت نہ کیا۔ اُن میں سے چند کے نام یہ ہیں، محمد بن احیحہ، محمد بن مسلمۃ الانصاری، محمد بن البراء البکری، محمد بن سفیان بن مجاشع، محمد بن حمران الجعفی، محمد بن خزاعی السلمی، محمد بن عدی، محمد بن یزید بن عمرو، محمد بن اسامہ بن مالک۔ کیا خوب کہا ہے کسی نے!!

زصد ہزار محمد کہ در جہاں آید　　　　یکے بمنزلت وفضل مصطفیٰ نرسد

یعنی اس دنیا میں لاکھوں محمد آئے لیکن ان میں سے کوئی بھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام کو نہ چھوسکا۔

محمد بن عدی سے پوچھا گیا کہ آپ کا نام جاہلیت میں کیسے محمد رکھا گیا؟ انہوں نے کہا: کہ میں نے بھی ایک دن جب اپنے والد سے یہی پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں، سفیان بن مجاشع، یزید بن عمرو اور اسامہ بن مالک شام گئے، وہاں ایک راہب نے آخری نبی کی آمد کا بتایا، ہم نے پوچھا اُس کا نام کیا ہوگا؟ کہا: محمد (ﷺ)، پھر ہم واپس آئے ہم میں سے ہر ایک کے ہاں لڑکا ہوا، سب نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا۔

(کتاب الشفاء: ۱۴۴)

اسم محمد ﷺ پہ انگوٹھے چومنے کا مسئلہ

اہل اللہ رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ محبوب کا ہر قول وفعل محبوب اور مطلوب کی ہر ادا مطلوب ہوتی ہے' کیونکہ محبت ہی ایمان کی علامت ہے، جس میں محبت نہیں اس میں ایمان نہیں۔ بعض خشک زاہد اُس رسمی اسلام پر عامل ہو کر۔ (جو ان کے اپنے نفسوں نے گھڑ لیا ہے) مدعی ہوتے ہیں اس بات کے کہ صراط مستقیم ہمارے ہی حصے میں آیا ہے مگر جب اسلام لانے والے سے محبت کا اظہار کرنا پڑے تو فوراً شرک گوئی کی مشین متحرک ہو

جاتی ہے اور بے معنی توحید پرستی کے گیت گائے جاتے ہیں نہیں سمجھتے کہ اسلام اور خدائے قدوس اسی کا ہے جس نے جہالت کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں خداوند عالم کا تصور سمجھایا تھا اور فرمایا تھا کہ وہ ایک ہے۔ وحدہ لاشریک ہے خالق الکل ہے اور ساری کائنات کا مالک ورازق ہے۔ اُسی کے فرمانے سے پتہ چلا کہ خدا ہے اور ایک ہے۔ وہی قابل پرستش ہے اور وہی رازق مطلق ہے اگر بتانے والا اور شناسائے خدا کرانے والے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اور خدائے واحد کے درمیان سے الگ کر دیں تو ساری توحید پرستی کر کری ہو کر رہ جاتی ہے کہاں کی توحید اور کیسی توحید پرستی۔ انسانیت ہو تو یہ سمجھ آئے گی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدائے واحد سے ہمارا کوئی رشتہ نہیں' کیونکہ ایک منوانے والے کو اور خدا کے محبوب کو ہم نے درمیان سے نکال دیا ہے اور توحید وہی قبول ہو سکتی ہے جو بواسطہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ اُس ماننے والے کی اپنی کیا حیثیت ہے' جو کسی کے کہے پر خدا کو ایک مانے پھر اسے اگر منوانے والا سات خدا بھی منوا دیتا تو اسے ماننا ہی پڑتا' کیونکہ اس کی اپنی تحقیق کی کوئی عینک نہیں اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت ورسالت کے بغیر توحید کوئی قابل قبول عمل وعقیدہ ہوتا تو سکھ قوم یقیناً ایسے توحید پرستوں سے پہلے درجہ موحدیت پر فائز ہوتی۔ بے تحقیق محبت کا نبیائے بنی اسرائیل کے مدعی اور خلیفۃ اللہ فی الارض کہلانے والے اور اپنے آپ کو حضور علیہ السلام کی گدی کا مستحق خیال کرنے والے ذرا غور تو کریں کہ حضور علیہ السلام کے کلمہ توحید پڑھانے کا یہی احسان ہے کہ خداوند عالم کا پیغام سُن پانے کے بعد پیغام لانے والے ہی سے بے ادبی کا ارتکاب کیا جائے، لاحول ولا قوۃ، اس خودستائی اور خودنمائی کی بھی کوئی حد ہے' جو بزعم خود اپنے وجود فانی کو خدائے واحد کا عرش قرار دیے بیٹھے ہیں۔ بڑے بڑے خطابوں سے اپنے آپ کو لکھوا لکھوا کر مشہور کراتے ہیں۔ مگر حق پسندی اس قدر بھی نہیں جتنی شہرت پسندی ہے۔ اُنہیں خدا کے پیارے کی نہ کوئی شرم وحرمت ہے اور نہ اس کی عزت وعصمت کا کچھ پاس۔ نہ اس کے نام وناموس پر مٹنا جانتے ہیں۔ اپنے کسی فرقہ وار مولوی کی توہین ہو تو

لاٹھیاں اُٹھالیں، اور سرکار دو جہاں بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر لاکھوں راجپال چڑھ آئیں تو اِن کے قلوب قاسیہ موحد یہ نام نہاد یہ پر خط الم نہ آئے۔ لوگوں کو توحید توحید کے نعرے مار مار کر سر درد لگا دیتے ہیں۔ حدیث حدیث اور سنت سنت پکارتے کھپا دیتے ہیں، لیکن خود ترک شرک و بدعت نہیں کرتے آج اس فرقہ کے پاس ادائے سنت کے لئے کئی لاکھ احادیث واجب العمل میں سے آمین بالجہر، رفع یدین اور فاتحہ خلف الامام کا جھگڑا رہ گیا ہے اور کچھ نہیں۔ حضور علیہ السلام کے معاملہ میں ہر بات پر شرک مجسم کا فتویٰ ہیں اور پورے بے ادب اللہ کریم اِن کو توفیق عطا فرمائے۔ یہ سرکار دو عالم ﷺ کو پہچان سکیں۔

کچھ بھی تعظیم نبی کا تمہیں پاس نہیں

چند مسلمان ریل میں سفر کر رہے تھے کہ گاڑی ایک سٹیشن پر رُکی۔ نماز ظہر کا وقت تھا۔ کسی مقامی مسلمان نے سٹیشن کی مسجد میں اذان دینی شروع کر دی اور جب وہ کلمہ اشہد ان محمد رسول اللہ پر پہنچا تو بعض نے ادب رسول علیہ السلام سے قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہکر ہاتھوں کے انگوٹھے چُومے۔ وہاں ایک امرتسری موحد بھی موجود تھا۔ انہوں نے ٹوکا اور ترشروئی سے ٹوکا پھر کیا تھا وہ بحث چھڑی اگر چند دوسرے ہمسفر مزاہمت نہ کرتے تو یہ مسئلہ جوتے گھونسے سے کچھ آگے جیل تک کا ثواب بھی معترض کے نامہ اعمال میں لکھوا دیتا۔

حیرانگی ہوتی ہے کہ یہ حسد و کاوش کیوں ہے جبکہ مولا کریم نے اپنی اطاعت کو اطاعت رسول علیہ السلام پر ہی موقوف رکھا ہے اور **من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** سے ثابت فرما دیا ہے کہ میرے محبوب کی محبت و اطاعت ہی میری محبت و اطاعت ہے۔

قرآن کریم میں دو قسم کے احکام آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے دو ہی طرح پر تخاطب فرمایا ہے۔ ایک تو **امنوا باللہ ورسولہ** یعنی اللہ اور اُس کے رسول علیہ السلام پر ایمان لاؤ اور دوسرے **اطیعوا اللہ ورسولہ**۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے

رسول علیہ السلام کی اطاعت کرو، پہلا مرحلہ آمنوا کا ہے اور دوسرا عملوا الصلحت کا۔ گویا ایمان وعمل دونوں ہی لازم وملزوم چیزیں ہیں۔ اگر ایمان باللہ سے ایمان بالرسول کو الگ کر دیا جائے، اور اطاعت الٰہی کے ساتھ اطاعت رسول الٰہی کو شرک سمجھ کر چھوڑ دیا جائے' تو اسلام کس شئے کا نام ہوگا۔ حالانکہ امنوا سے مراد ہے انسانیت کے بلند ترین مقاصد کو بواسطہ رسول علیہ السلام سامنے رکھنا اور کسب سعادت کی استعداد وقوت کا اظہار کرنا اور اطیعوا ۔ وعملوا الصلحت سے مقصود ایسے عملی ذرائع اختیار کرنا ہے۔ جن سے اشخاص اور اقوام اپنے مطلوبہ مقاصد تک پہنچ سکیں۔ یعنی امنوا عالم روحانیات کی جانب پرواز اور کسب سعادت کی سچی طلب اور تیاری ہے اور اطیعوا آلات پرواز اور حصول مطلب کا ذریعہ ہیں گویا آمنوا روح ہے اور اطیعوا جسم ہے جب تک دونوں کا اشتراک نہ ہو صحیح مذہبی زندگی نہیں بن سکتی۔

یہ مسئلہ جس کا لطیفہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ بھلا کون سا شرک، کفر کا اقدام ہے۔ جس میں دھینگا مشتی تک نوبت پہنچائی جائے، صحابہ کرام نے فضلات خارجہ تھوک پیپ وغیرہ حضور علیہ السلام سے لے کر چہروں پر مل لیا یا خون پیپ پی کر محبت ایمانی کا ثبوت دیا اور حضور علیہ السلام نے اُنہیں بدعمل کہنے کی بجائے یہ فرمادیا کہ تم پر دوزخ حرام ہوگئی ہے، کیونکہ تمہارے اندر نبی علیہ السلام کا خون چلا گیا ہے تو یہ کس بات کا صلہ تھا حالانکہ قرآن کریم خون پیپ اور مردار وغیرہ کو حرام فرماتا ہے۔ اس بیان سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ (۱) اختیارات نبوی علیہ السلام کہ جنتی کو جہنمی اور جہنمی کو جنتی حرام کو حلال اور دو گواہوں کی بجائے ایک گواہ کافی فرمادیں۔ دوسرے محبت کے میدان میں کبھی ایسے افعال بھی پسندیدہ ہو جاتے ہیں جو اگرچہ مواخذہ کے قابل ہوتے ہیں مگر مواخذہ تو درکنار وہ موجب نجات ہو جاتے ہیں۔

سنت آدم علیہ السلام

تقبیل ابہامین یعنی دونوں انگوٹھوں کا بوقت تکلم مؤذن اشھد ان محمدا

رسول اللہ چومنا کتب احادیث قدسیہ میں ثابت ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو زمانہ قیام جنت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر وحی بھیجی، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے صلب میں ہیں اور ان کا ظہور آخری زمانہ میں ہوگا، مگر جب حضرت آدم علیہ السلام کا اشتیاق زیادہ ہوا تو حق تعالیٰ جل وعلا شانہٗ نے حضور علیہ السلام کی صورت مبارک حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کی صاف سطح میں ظاہر فرمادی اور حضرت آدم علیہ السلام نے فرطِ محبت سے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر اپنی دونوں آنکھوں پر رکھ لیا۔ پس یہ انگوٹھوں کا بوسہ دے کر آنکھوں پر محبت سے لگانا آدم علیہ السلام کی اولاد کے لئے اپنے دادا کی سنت ہوئی۔ اس قصہ کو جب جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا' تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے میرا نام اذان میں سُنا اور محبت سے انگوٹھے چُوم کر آنکھوں پر مَلے تو وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔ ایسے ہی یہ واقعہ تفسیر ابو طالب مکی میں ہے کہ جب آدم علیہ السلام کو جنت میں داخل کیا گیا تو آپ دیدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متمنی ہوئے۔ مولا کریم نے وحی فرمائی کہ وہ آپ کی پشت مبارک میں ہیں اور آخری زمانہ میں ظہور فرمائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے لئے آپ کے نور پاک کو آدم علیہ السلام کی انگشت شہادت میں ظاہر فرمایا، تو اس نور نے تسبیح پڑھنی شروع کر دی۔ ایک دوسری روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ مولا کریم نے اپنے محبوب کے نور کو انگوٹھوں کے ناخنوں میں آئینہ کی طرح چمکایا اور حضرت آدم علیہ السلام نے دیکھتے ہی انگوٹھوں کو چوم لیا اور آنکھوں پر مسح فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبت

اور محیط میں ہے کہ ایک روز حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دے رہے تھے اور انہوں نے جب کلمہ اشھد ان محمدا رسول اللہ پکارا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پہ لگایا حضور علیہ السلام نے یہ فعل دیکھ کر حضرت عمر

رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اے عمر تم نے یہ کیا کام کیا ہے۔ فقال سمعت اسمك يا رسول الله في الاذان فقبلت ابهامي فوضعت على عيني فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من فعل مثل ما فعل عمر فانا طالبه في صفوف القيامة وقائده الى الجنة۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کا اسم مبارک اذان میں سنا اور بوجہ غلبہ محبت کے اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوما اور آنکھوں سے لگایا تو حضور علیہ السلام نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح کریگا تحقیق میں اس کو قیامت کی صفوں میں تلاش کروں گا اور اس کو جنت میں لیجاؤں گا۔ ایسا ہی بروایت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بستان المحدثین میں بھی مذکور ہے اور تفسیر ابو طالب میں ہے کہ جب ابتداء میں اذان شروع ہوئی اور اس کا اہتمام قبل از نماز پنجگانہ ہونے لگا' تو ایک دن ۲۰ محرم الحرام بروز جمعہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور مسجد کے ستون سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد میں حاضر ہوئے اور وضو فرما کر اذان دینے لگے۔ جب کلمہ اشهدان محمدا رسول الله پر پہنچے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کے دونوں انگوٹھوں کو بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھ کر کہا: قرة عيني بك يا رسول الله ۔ جب اذان ختم ہو چکی تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر جو کوئی شوق و محبت سے ایسا کرے اور کہے جو تو نے کیا اور کہا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ قدیم و جدید اور پوشیدہ و ظاہر کو بخش دے گا اور میں اس کے گناہوں کا شفیع ہوں گا۔ یہ بروایت ابن عینیہ ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بھی اسی طرح عمل فرماتے اور رضيت بالله ربًا وبا الاسلام دينًا وبمحمد نبيًا پڑھ کر ہاتھوں کے دونوں انگوٹھوں کو چومتے اور آنکھوں پر مسح فرماتے اور ردّالمختار باب اذان اور کنز العباد میں ہے جب مؤذن کلمہ اشهدان محمدًا رسول الله اذان میں کہے تو سننے والا درود شریف پڑھے اور مستحب

ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر لگائے اور منہ سے یہ الفاظ کہے: قرة عيني بك يا رسول الله اللهم متعني بالسمع والبصر اور فتوح الاوراد میں ملا فتح محمد محدث رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اذان میں سننے والا بوقت شہادت ثانیہ اپنی دونوں انگشت شہادت کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھے کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ کریم اللہ وجہہ کا ایسا ہی معمول تھا۔

جنت کی بشارت

صلوٰۃ مسعودی میں ایک روایت بایں الفاظ درج ہے۔ روى عن النبي صلى الله عليه وسلم من سمع اسمي في الاذان ووضع ابهاميه على عينيه فانا طالبه في صفوف القيامه قائده الى الجنة روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جس نے اذان میں میرا نام سُنا اور اپنے دونوں انگوٹھوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا میں اس کو صفوف قیامت میں یقیناً تلاش کروں گا اور اس کو جنت کی طرف لے جاؤں گا اور کتاب مقاصد جنت میں ہے۔ من قبل عند سماعه من المؤذن كلمة الشهادة ظفرى ابهاميه ومسحهما على عينيه وقال عند المس اللهم احفظ حدقتي ونور ببركة حدقتي محمد لم يعم، یعنی جو شخص موذن سے کلمہ شہادت ثانیہ سُنے اور اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے اور اپنی دونوں آنکھوں پر ملے اور کہے۔ اللهم احفظ الآخر۔ وہ کبھی اندھا نہ ہوگا اور اسی سے ملتی جلتی عبارت قریباً مفتاح السعادت میں بھی ہے، جس کا مختصر ترجمہ یہ ہے کہ جو شخص اس عمل پر مداومت کرے اس کی آنکھیں اس کی برکت عظیمہ سے اندھی ہونے سے محفوظ رہیں گی اور شیخ زادہ نے وقایہ کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ فعل سنت ہے اور خلفائے کرام رضوان اللہ علیہم کا طریقہ ہے۔ بوقت سننے کلمہ شہادت ثانیہ کے انگوٹھوں کو بوسہ دے کر یہ کہنا چاہئے اللهم احفظ عيني ونورهما اور صاحب مضمرات نے بھی اس کو مسنون لکھا ہے اور کنز العباد میں اس کے عمل کا طریق یوں لکھا ہے کہ جب اشهد ان محمدا رسول الله

پہلی بار سنے تو کہے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری بار کہے قرۃ عینی بک یا رسول اللہ اور انگوٹھوں کو بوسہ دے کر اپنی آنکھوں پر لگائے۔

نہ آنکھ دُکھے گی نہ اندھا ہوگا

مقاصد حسنہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی گئی ہے کہ جو شخص کلمہ اشھدان محمدا رسول اللہ سن کر مرحباً بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے اور اپنے انگوٹھوں کو بوسہ دے کر اپنی آنکھوں پر ملے۔ لم یعم ولم یرمد وہ کبھی اندھا نہ ہوگا اور نہ کبھی اس کی آنکھیں دُکھیں گی اور مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ اذان میں حضور علیہ السلام کا اسم مبارک سُن کر انگوٹھے چومنا اور ان کو آنکھوں پر رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے اور اس کی ہمارے مشائخ نے تصریح فرمائی ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ انگوٹھے چُومنے اور آنکھوں پر لگانے کے متعلق بعض لوگ غیر شرعی عمل ہونے کا فتویٰ دے دیتے ہیں اور بعض روایات کو حدیث ضعیف وموضوع کہہ کر انکار کر دیتے ہیں۔ اس کا مفصل جواب تو بہت سے علمائے کرام احناف نے اپنی اپنی تصانیف میں دیدیا ہے مگر فقیر کہتا ہے کہ معترضین کے کتنے اعمال ہیں جو وہ صحیح احادیث کی روشنی میں عمل میں لاتے ہیں؟ تفصیل نہ پوچھیے ورنہ ابھی اسلامی حیثیت معلوم ہو جائے گی۔ سینما، پریس انجکشن، سواریاں، بنکوں کا سود، پراویڈنٹ فنڈ، والایتی حجامت، فیشن دار لباس، پردۂ نسواں، رشوت ستانی نئی دنیا کے اعمال سیاہ کس کس کو حدیث صحیحہ سے ثابت کرو گے۔ یہ فعل چونکہ نیکی کے میدان سے متعلق ہے اس لئے ضعیف ووضع کا شور اُٹھ رہا ہے۔ ایک کام کی نسبت وپسندیدگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور دور افتادہ مسلم شور مچائے منکرانہ۔ ہائے افسوس۔ بات صرف اتنی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں۔ مثل مشہور ہے کہ جس کی طرف سے آنکھ میلی ہو اس کا ثواب بھی عیب دکھائی دیتا ہے اور جس کی طرف سے آنکھ صاف ہو اس کا عیب بھی

ثواب نظر آتا ہے۔

محمد دی مرضی خدا دی ہے مرضی ازل توں ابد تیک اوہنوں قیام
محمد تے لکھاں درود و سلام علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

انجمن نعمانیہ کا جلسہ اور ایک مفتی صاحب

حضرت ابوالفیض قلندر سہروردی لکھتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ انجمن نعمانیہ لاہور کے سالانہ جلسہ پر علمائے کرام کا کثیر اجتماع ہوا اور اتفاق سے کسی شخص نے یہی مسئلہ دریافت کیا۔ ایک مولوی صاحب نے جواب دیا کہ کلمہ شہادت ثانیہ پر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر ملنا مستحب ہیں اور ساتھ ہی یہ فائدہ بھی ہے کہ آدمی اندھا نہیں ہوتا اور اس کی آنکھیں بیمار نہیں ہوتیں۔ پھر دوسرے مولوی صاحب نے تشریح کی کہ میاں اگر تعظیم وتوقیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ عمل کوئی نہ بھی کرے تو اپنی آنکھوں کے فائدے کے لئے ہی کرے۔ یہ سُن کر مفتی محمد اعظم صاحب بہت برہم ہوئے اور فرمانے لگے۔ یہ کون سا ایمان ہے کہ مسلمان ہو کر حضور علیہ السلام کی تعظیم ومحبت پر اپنی آنکھوں کی بینائی یا صحت کو ترجیح دے۔ جب بھی کرے حضور علیہ السلام کی تعظیم کے لئے کرے۔ سبحان اللہ کس قدر پاکیزہ جذبۂ ایمانی ہے۔

حضرت شیخ علامہ نورالدین خراسانی سے منقول ہے کہ بعض لوگوں نے ان کو دیکھا کہ اذان کے وقت مؤذن نے کلمہ شہادت ثانیہ کہا' تو اُنہوں نے اپنے انگوٹھے چومے اور ناخنوں کو اپنی آنکھوں کے کونے سے لگایا اور کنپٹی کے کونے تک پہنچایا۔ پھر ہر شہادت کے وقت ایک ایک بار کیا۔ جب ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمانے لگے۔ میں پہلے انگوٹھے چوما کرتا تھا۔ پھر میں نے چھوڑ دیئے۔ پس میری آنکھیں بیمار ہو گئیں۔ اسی اثناء میں میں نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا' تو حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا: تم نے اذان کے وقت انگوٹھے آنکھوں پر لگانے کیوں چھوڑ دیئے۔ اب اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری آنکھیں اچھی ہو جائیں تو پھر انگوٹھے آنکھوں سے لگانا شروع کر دو۔ پس بیدار

ہوا اور یہ مسح شروع کیا۔ جس سے مجھے فوراً صحت ہوگئی اور اس سے بعد اب تک میری آنکھیں خراب نہیں ہوئیں۔

فقیر اس تمام بحث کا نتیجہ یہ نکالنا چاہتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک پر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر لگانا مستحب اور آدم علیہ السلام و حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کی سنت ہے اور اکثر فقہا و محدثین اس عمل کے استحباب پر متفق ہیں اور ہر ملک و زمانہ کے دیندار مسلمان مستحب جانتے اور کرتے چلے آئے ہیں اور سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ اس فعل کے کرنے سے حضور ﷺ کے ساتھ جنت میں داخل کرانے کا حضور علیہ السلام کا وعدہ ہے۔ پھر معلوم نہیں ہوتا کہ مسلمان اس پر انکار کے دلائل کیوں تلاش کرتا رہتا ہے۔ اللہ کریم رحم فرمائے اور ہدایت بخشے۔ (''جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' ابو الفیض قلندری سہروردی)

محمد نیں نیچے تے اُچے اوہ ہر دور دے وچ نیں عالی مقام
محمد تے لکھاں درود و سلام علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

(ان شاء اللہ اس مسئلہ پر کچھ آگے جاکر مزید بحث بھی آئے گی)

شانِ محمدیت واحمدیت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں محمد و احمد (ﷺ) بہت مشہور ہیں۔ یہ دونوں اسماء واقع کے مطابق ہیں، آپ پہلے احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر محمد (ﷺ)، یعنی وجود کے حساب سے بھی آپ پہلے احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، بلکہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی وجہ سے ہی آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے، انبیاء سابقہ نے نام احمد کے ساتھ آمد کی بشارت دی، عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یاتی من بعدی اسمہ احمد پھر عالم وجود میں آنے کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے پکارے گئے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی خوب تعریف کی تو احمد ہوئے، پھر مخلوق نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب تعریف کی، تو محمد ہوئے...... مختصر میں پہلے آپ خدا تعالیٰ کی

ایسی تعریف کریں گے کہ آج تک کسی کو بھی ایسی تعریف القاء نہ ہوئی، تو احمد ہوں گے، پھر ''شافع ومشفع'' (شفاعت وشفارش کرنے والا اور جس کی شفارش قبول بھی کی گئی) کے بعد مخلوق خدا خوب آپ کی تعریف کرے گی تو محمد ہوں گے' تو شان احمدیت پہلے ہے، مقدم ہے اور شان محمدیت بعد میں ہے صلی اللہ علیہ وسلم

(قرطبی تحت آیۃ الصف: ترجمان السنہ)

یاد رہے: المحمدون'' سے مراد وہ اشخاص ہوتے ہیں جو محمد نام والے ہوں، المحمدون من الصحابۃ سے مراد وہ صحابہ جن کا نام محمد ہے، رواۃِ حدیث کے احوال بیان کرتے وقت بیشتر مصنفین جب محمد نام والے راویوں کا ذکر کرتے ہیں تو عنوان قائم کرتے ہیں'' المحمدون ''۔ بعض مصنفین لکھتے ہیں'' ذکر من اسمہ محمد''۔

'' المحمدون من الشعراء '' کے نام سے علامہ القفطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل کتاب لکھی ہے، اور اس میں'' محمد'' نام والے شعراء کا ہی تذکرہ کیا ہے، ان کی مختصر سوانح اور اشعار ذکر کیے ہیں، علامہ نے تقریباً ۳۲۸ محمد نام والے شعراء کا تذکرہ کیا ہے۔

اسی طرح بہت سے صحابہ ایسے ہیں جن کا نام'' محمد'' ہے، پھر ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جن کا نام خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد رکھا، متعدد علماء نے'' المحمدون من الصحابۃ''،'' محمد نام والے صحابہ'' کے عنوان سے ایسے صحابہ کے احوال پر مکمل بحث کی۔

؎ محمد نیں لاریب کعبے دا کعبہ	محمد دے طالب خواص و عوام
محمد تے لکھاں درود و سلام	علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

محمد واحمد نام کے صحابہ کرام علیہم الرضوان

صحابہ میں سے محمد بن حاطب بن الحارث ہجرت حبشہ کے وقت حبشہ میں پیدا ہوئے اور ان کا نام محمد رکھا گیا، اور یہ اسلام میں سب سے پہلے محمد نام رکھے جانے والے صحابی ہیں، مہاجرین میں سب سے پہلے محمد نام والے صحابی محمد بن جعفر بن ابی طالب اور انصار میں محمد بن الجد بن قیس الانصاری ہیں، محمد نام والے صحابہ میں سب سے بڑی عمر،

کے محمد بن مسلمۃ الانصاری ہیں جن کا نام جاہلیت میں بھی محمد تھا، جو ۴۳ھ کے بعد فوت ہوئے۔ (شرح الزرقانی ج ۳ ص ۱۴۵)

''الاصابۃ'' میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ترییسٹھ ۶۳ محمد نام والے صحابہ کے احوال بیان کئے ہیں۔

کچھ صحابہ کے نام یہ ہیں: محمد بن الاسود الخزاعی، محمد بن القرشی، محمد بن انس، محمد بن بدیل، محمد بن بشر، محمد بن بشیر، محمد بن جابر العکی، محمد بن الجد، محمد بن حارثۃ، محمد بن جعفر، محمد بن حاطب، محمد بن حبیب، محمد بن ابی حذیفہ، محمد بن حزم، محمد بن خطاب، محمد بن خلیفہ، محمد بن ابی ذرۃ، محمد بن رکانۃ، محمد بن زید، محمد بن ابی سفیان، محمد بن ابی سلمۃ، محمد بن سلیمان، محمد بن صفوان، محمد بن طلحہ، محمد بن عاصم، محمد بن عبداللہ، محمد بن عدی۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ج ۶)

؎ محمد تے اور آپ دی آل تے پڑھو لوکو ہر دم درود و سلام
محمد تے لکھاں درود و سلام علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

''محمد'' نام والے تو کئی صحابہ تھے، ''احمد'' کسی صحابی کا نام تھا یا نہیں؟ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ صحابہ میں سے کسی صحابی کا نام ''احمد'' نہیں تھا، واقدی نے لکھا ہے کہ ان کی والدہ نے قسم کھائی کہ میں اسے دودھ نہیں پلاؤں گی، ولادت کے بعد ان کے والد ثابت انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی، ان کے منہ میں لعاب دہن ڈالا، عجوہ کھجور سے تحنیک کی اور ان کا نام محمد رکھا، اور فرمایا ''اسے لے جاؤ'' اللہ اس کی روزی کا بندوبست کرے گا۔

ثابت کہتے ہیں کہ ایک دو دن بعد عرب کی ایک عورت پوچھ رہی تھی، ''ثابت بن قیس کون ہے؟'' میں نے کہا: ''میں ثابت ہوں، کیا کام ہے؟'' اس نے کہا: ''میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک بچے کو جس کا نام محمد ہے دودھ پلا رہی ہوں''۔ ثابت نے کہا یہ میرا بیٹا ہے اس کا نام ''محمد'' ہے لے جا اس کو دودھ پلا۔

☆ محمد بن عمرو بن حزم: واقدی نے لکھا ہے کہ یہ نجران میں دس ہجری میں پیدا ہوئے، ان کے والد وہاں گورنر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکھا کہ ان کا نام محمد اور کنیت ابوعبدالملک رکھو۔

اس کے علاوہ کئی صحابہ نے اپنے بچوں کے نام ''محمد'' رکھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہ سکوت فرمایا، گویا کہ ان کے نام بھی دربار رسالت ہی سے رکھے گئے۔ (شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

احمد نام کے اکابر

ہاں البتہ احمد نام کے اکابر اولیاء وعلماء ومشاہیر ضرور ہوئے ہیں جن میں سے چند کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) امام احمد رحمۃ اللہ علیہ..... ابوعبداللہ احمد بن حنبل الشیبانی، عظیم مجتہد، فقیہ اور محدث، فقہ کے چار اماموں میں سے ایک۔

(۲) امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ..... حنفی، عظیم محدث، احمد بن محمد بن سلامۃ ابوجعفر الطحاوی م ۳۲۱ھ

(۳) امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ..... مشہور محدث، احمد بن شعیب ابوعبدالرحمٰن النسائی م ۳۰۳ھ

(۴) ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ..... حلیۃ الاولیاء کے مصنف، پورا نام احمد بن عبداللہ الاصبہانی م ۴۳۰ھ

(۵) ابن تیمیہ ابوالعباس احمد عبدالحلیم بن تیمیہ الحرانی م ۷۲۸ھ

(۶) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ..... فن حدیث کے بہت بڑے عالم، فتح الباری شرح بخاری کے مصنف، پورا نام احمد بن علی بن حجر ابوالفضل العسقلانی م ۸۵۲ھ

(۷) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ..... پورا نام احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ ابوبکر البیہقی م ۴۵۸ھ

(۸) خطیب بغدادی......تاریخ بغداد کے مصنف، احمد بن علی ابوبکر الخطیب بغدادی م ۴۶۳ھ

(۹) حضرت مجدد الف ثانی (رحمۃ اللہ علیہ)......سرزمین ہندوستان میں دین محمدیہ کے ایک عظیم محافظ اور مجاہد، دین اکبری کی بیخ کنی کی تحریک کے بانی اور قائد، اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام کی تجدید کے لئے منتخب فرمایا: پورا نام ہے، شیخ احمد سرہندی، مجدد الف ثانی لقب ہے۔ (ایضاً)

احمد آباد (انڈیا)

ہندوستان میں ایک مشہور شہر ہے آیئے جائزہ لیں کہ اس شہر کا نام احمد آباد کیوں پڑا، بات دراصل یہ ہے کہ کسی زمانے میں دریائے برساتی کے کنارے ''باداں باد'' نامی ایک شہر آباد تھا، گردش ایام نے اسے صفحۂ ہستی سے مٹایا یوں کہ وہاں سے گزرنے والے کو خیال بھی نہ آتا کہ یہ ویرانہ بھی کبھی شہر رہا ہے۔ عین اُسی جگہ ''احمد آباد'' بسانے کا فیصلہ ہوا تو طے پایا کہ اس شہر کا سنگ بنیاد ''احمد'' نام کے ایسے چار آدمی رکھیں گے جن کی فطرت کا نگینہ اپنے رب کی نافرمانیوں سے آلودہ نہ ہوا ہو اور جنہوں نے زندگی بھر فرض نماز تو کجا کبھی عصر کی سنتیں بھی نہ چھوڑی ہوں...... شبنم سے دھلی پنکھڑیوں کی طرح شفاف زندگی رکھنے والے قسمت کے دھنیوں کی یہ جنس نایاب نہ سہی، کمیاب ضرور ہے۔ مملکت گجرات میں تلاش شروع ہوئی تو اس شرط پر پورا اترنے والے تین احمد ملے، ایک قاضی احمد، دوسرے ملک احمد اور تیسرے مشہور بزرگ شیخ احمد کھتوی......اس وصف کا حامل احمد نام کا جب کوئی چوتھا آدمی نہ ملا تو سلطنت گجرات کے فرماں روا سلطان احمد شاہ آگے بڑھے اور کہا کہ بحمد اللہ زمانہ شعور سے لے کر اب تک عصر کی سنتیں کبھی نہیں چھوٹیں۔

احمد نام کے ان چار اہل اللہ نے سات ذی قعدہ ۸۱۳ھ کو اس شہر کی بنیاد رکھی اور ۸۱۶ھ تین سال کے عرصے میں اس کی تکمیل ہوئی، اس میں تین سو ساٹھ محلے اور پانچ سو عالیشان مسجدیں بنائی گئیں، ہر محلہ ایک پورا قصبہ تھا۔ (کرنیں: ص ۳۴)

اوہ مولیٰ دے جانی تے ملت دے بانی اوہ حق دی نشانی تے دارالسلام
محمد تے لکھاں درود و سلام علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

اسم محمد (ﷺ) کہاں کہاں مرقوم ہے؟

حضرت آدم علیہ السلام اور حضور نبی کریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے مبارک شانوں کے مابین قدرتی طور پر اسم محمد (ﷺ) منقوش تھا چنانچہ اس بارے میں ابن عساکر بہ طریق ابی الزبیر، حضرت جابر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان قلم قدرت سے تحریر کیا گیا ہے۔ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔

(ابن عساکر/ خصائص الکبریٰ جلد اول ص ۲۰)

☆ بخاری شریف کی حدیث پاک میں' ابن عساکر نے ''تاریخ۔ نیشاپور'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارکہ پر بادام کی مانند مہر نبوت تھی، اُس کی سطح گوشت پر لکھا ہوا تھا۔ محمد رسول اللہ۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول ص ۱۵۳)

☆ حضرت مقاتل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے۔ اُس کے سر پر چوٹی ہے جو عرش کو محیط ہے اُس کا کوئی بال ایسا نہیں جس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا نہ ہو۔

(نزہۃ المجالس مترجم جلد دوم ص ۲۱۳)

☆ ''کتاب الشفاء'' کے مصنف حضرت قاضی ابوالفضل عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''مدارج النبوت'' میں رقمطراز ہیں کہ حضرت علامہ سمنطاری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ خراسان کے علاقہ میں ایک ایسے بچہ کی ولادت ہوئی ہے جس کے ایک پہلو پر لا الہ الا اللہ اور دوسرے پہلو پر محمد رسول اللہ تحریر تھا۔ علامہ صاحب

فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے خود بھی اس بچہ کو دیکھا اور مذکورہ بات کا مشاہدہ کیا تھا۔

(مدارج النبوۃ جلد اول ص ۲۶۲ - کتاب الشفاء)

☆ عرب دنیا میں تیرھویں صدی کے مجدد مشہور عالم دین حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ افریقہ میں ایک ایسا شخص تھا کہ جس کی دائیں آنکھ کی سفیدی میں سُرخ باریک خط میں قدرتی طور پر لا الٰـه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه تحریر تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

ـ بے نقوی دے دل تے زباں دا وظیفہ علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

محمد تے لکھاں درود و سلام

ہر گُل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

''کتاب الشفاء'' کے مؤلف حضرت علامہ قاضی ابوالفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض حضرات نے یہ خبر دی ہے کہ ہندوستان کے کسی علاقہ میں گلاب کے پھول پر سفید رنگ میں لا الٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه

(کتاب الشفاء القسم الاول باب سوم)

☆ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''مدارج النبوۃ'' میں رقمطراز ہیں کہ علامہ ابن مرزوق حضرت عبداللہ بن صوعان سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ ہم بحر ہند میں سفر کر رہے تھے کہ ہم پر تیز ہوائیں چلنے لگیں اور سمندر میں موجیں اٹھنے لگیں، ہم نے اپنی کشتی ایک جزیرے میں لنگر انداز کر دی۔ وہاں ہم نے ایک گلاب کا پھول دیکھا جس کی بھینی بھینی خوشبو تھی، اُس پر بخط سفید لکھا ہوا تھا۔ لا الٰـه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه اور ایک سفید پھول دیکھا جس پر بخط زرد لکھا ہوا تھا:

برائة من الرحمن الرحيم الى جنات النعيم لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه (مدارج النبوت جلد اول ص ۶۲)

☆ سیاہ رنگ کے پھول پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدہ کے بارے میں بہت سی کتب میں آیا ہے چنانچہ ابن عساکر اور ابن بخار نے اپنی اپنی تاریخوں میں ابوالحسن علی بن عبداللہ ہاشمی شرقی سے روایت کی کہ میں بلادِ ہند (ہندوستان کے ایک دیہات میں) گیا تو میں نے ایک گاؤں میں سیاہ رنگ کے پھول کا ایک درخت دیکھا۔ وہ سیاہ پھول ایک بڑے پھول سے کھلتا تھا۔ نہایت ہی پاکیزہ اور خوشبودار، اُس کی پنکھڑیوں کا رنگ سیاہ تھا اوران پتیوں پر سفید حروف میں۔

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق لکھا تھا۔

مجھے شبہ ہوا اور میں نے گمان کیا کہ شاید یہ پھول مصنوعی ہے۔ اس بستی کے باشندے بُت پرست ہیں وہ اللہ عزوجل کو جانتے بھی نہیں۔

(خصائص الکبریٰ جلد اوّل ص ۲۱/ مدارج النبوت جلد ا ص ۴۶۲)

منم دیوانۂ کوئے محمد
فدائے چشم و آبروئے محمد

زبانم واصفِ حسن و جمالش — دلم شیدائے خوشبوئے محمد
اسیرم حلقۂ زلف سیاہش — فقیرم اُسوۂ خوئے محمد
زہے آں دل کہ می دارد خیالے — بہ ہر دم جانب روئے محمد
ز صبحِ روزِ اوّل کشتِ عالم — شدہ سیراب از جوئے محمد
ہمہ عالم گدائے آستانش — رہِ عرشِ علیٰ کوئے محمد
دو عالم را تصدق کرد نقوی — بحسن موئے دلجوئے محمد

(ﷺ)

جانوروں میں اسم محمد کے جلوے (صلی اللہ علیہ وسلم)

اس بارے میں حضرت عبداللہ نوری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ غرہ رجب

۱۲۷۸ھ میں ایک بکری کے بچہ کی ولادت ہوئی جس کی پیشانی پر قدرت طور پر "محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا اور میں نے اس کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

(تاریخ مشائخ قادریہ ص ۱۴)

☆ حضرت امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "لواقح الانوار القدسیہ" میں رقمطراز ہیں کہ میرے پاس ایک شخص بکری کا بھنا ہوا سر لے کر آیا اور مجھے بتایا کہ اس کی پیشانی پر قلمِ قدرت سے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ارسلہ بالھدیٰ و دین الحق یھدی من یشاء تحریر تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

☆ علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "حجۃ اللہ علی العالمین" میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک راوی کا بیان کہ میرے پاس ۱۲۷۹ھ میں ایک بکری تھی جس کا ایک بچہ سیاہ رنگ کا پیدا ہوا اور اس (بچہ) پر کچھ سفید دائرے میں خوبصورتی کے ساتھ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

☆ حضرت ابو عبد اللہ بن محمد الفضل مالکی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے دورانِ سفر ایک محلّہ میں ایسی ہرنی دیکھی جس کے دونوں کانوں پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا۔ (تحفۃ الاخیار)

☆ علامہ ابی محمد عبد اللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابو یعقوب صیاد نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ جب کہ میں اُبلہ میں تھا اور نہر اُبل میں شکار کر رہا تھا تو میں نے ایک ایسی مچھلی کا شکار کیا جس کے دائیں کان پر لا الٰہ الا اللہ اور بائیں کان پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو اُسے دریا میں ڈال دیا۔

اس واقعہ کے بارے میں کتاب کے مؤلف علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس مچھلی کو اس لئے پانی میں ہی ڈال دیا تا کہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اسم پاک کا احترام رہے۔ (روض الریاحین جلد ششم حکایت ۴۲۵)

اے شہِ لولاک، سردار رسل، خیر الوریٰ　　تاجدار ہر دو عالم، صاحبِ جود و عطا
تو علمدار ظہور ''کنت کنزاً مخفیاً''　　راز دار ''لی مع اللہ'' شہر یار ماسویٰ
مومناں راباب یزداں، کافراں راشمع حق　　اولیاء را دستگیر و انبیاء را پیشوا

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے

حضرت علامہ کمال الدین محمد دمیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۰۸ھ) نے اپنی تصنیف ''حیوۃ الحیوان'' میں یہ عبارت نقل فرمائی ہے کہ قزوینی نے ''عجائب المخلوقات'' میں تحریر فرمایا ہے کہ عبدالرحمٰن بن ہارون المغربی نے بیان کیا ہے کہ میں ایک مرتبہ بحر مغرب میں کشتی پر سوار ہوا۔ ہمارے ساتھ صقلیہ مقام کا رہنے والا ایک لڑکا تھا۔ اس کے پاس مچھلی پکڑنے کی ڈور اور کانٹا تھا۔ جب ہماری کشتی موضع برطون میں پہنچی تو اُس لڑکے نے اپنی ڈور دریا میں پھینکی۔ اُس میں بالشت بھر مچھلی پھنسی۔ لڑکے نے اُس کو نکال لیا۔ جب ہم اُس مچھلی کو دیکھنے لگے تو معلوم ہوا کہ اس کے داہنے کان پر اُوپر کی جانب **لا الٰہ الا اللہ** اور نیچے کی جانب **محمد** (ﷺ) اور اُس کے بائیں کان کے نیچے **رسول اللہ** لکھا ہوا تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (حیوۃ الحیوان جلد سوم باب السین ص ۹)

انت مخدوم البرایا، رحمۃ للعالمین　　کنت من ازل الی ابدلھا دارالھدیٰ
صادق الاقوال والاحوال ھاد مصلح　　بحر علم کنز فقر ذوالکمالات العلیٰ

ساری دنیا پہ حکومت کرنیکا راز

اس بارے میں عقیلی نے ''الضعفا'' میں اور ابن عدی نے حضرت جابر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی انگوٹھی کے نگینہ پر **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** نقش کیا ہوا تھا۔ (الخصائص الکبریٰ جلد اوّل ص ۲۱)

طبرانی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی

کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی انگوٹھی کے نگینہ کا رنگ آسمانی تھا۔ یہ نگینہ اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ انہوں نے یہ نگینہ اپنی انگوٹھی کے حلقہ نگین میں جڑوالیا تھا۔ اس نگینہ پر لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ نقش تھا۔ (الخصائص الکبریٰ جلد اص ۲)

نوٹ: حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس انگوٹھی کے بارے میں حضرت علامہ علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اس انگوٹھی کے ذریعہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی سلطنت کے انتظامات کیا کرتے تھے اور جب کبھی انہوں نے اس انگوٹھی کو نہیں پہنا ہوتا تھا تو اُن کو ہمیشہ رعایا اور سلطنت کے معاملات میں مشکلات پیش آجاتی تھیں اور اس کو پہننے کی حالت میں جو اطمینان و سکون ان کو حاصل رہتا وہ اس انگوٹھی کے انگلی میں نہ ہونے کی صورت میں نہیں ہوتا تھا۔

(انسان العیون معروف بہ سیرت حلبیہ جلد اول ص ۶۴۷)

آپ محبوب خدا ہیں اور نبی آخری
آپ ہیں قرآن ناطق، شافع روزِ جزا
آپ کی اُمت رہے آپس میں ہر دم متحد
دور ہو جائے دلوں سے بغض و نفرت کی وبا
آپ پر لاکھوں درود اور آپ پر لاکھوں سلام
تا ابد نازل کرے خلاق ہر ارض و سما
دست بستہ سر خمیدہ حاضر دربار ہوں
حال نقوی پر کرم فرمایئے بہر خدا

درختوں اور پھلوں پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آج سے تقریباً انیس برس پہلے ایران کے ایک مشہور اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی کہ اخبار ''اطلاعات'' کے نمائندہ خصوصی (کی اطلاع) کے مطابق قاہرہ کے نزدیک ایک

چھوٹے سے گاؤں، کفرا شیخ، میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا، جہاں کھجور کے ایک درخت میں پھل کی بجائے ''اللہ اور محمد'' (ﷺ) کے نام اُگتے ہیں۔ اس درخت کے مالک (کی اطلاع) کے مطابق یہ درخت آج سے پندرہ برس پہلے بویا گیا تھا' لیکن قانون فطرت کے خلاف آج تک اس میں کھجوریں نہیں لگیں بلکہ آٹھ برس کی عمر میں اس کی شاخوں کے سرے مڑ مڑا کر ''اللہ'' کے نام میں تبدیل ہونے لگے اور پھر ایک سال بعد مزید شاخیں ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نام میں ڈھلنے لگی۔

یہ درخت ہزاروں لوگوں کی زیارت گاہ بنا ہوا ہے۔ جسے مصری (لوگ) ''درختِ مقدس'' کے نام سے پکارتے ہیں۔ عربی دانشمندوں اور محققین کی کافی بڑی تعداد اسلامی عجیب وغریب درخت کے اس پھل کا مشاہدہ کر چکی ہے اور مشہور مصری، عالم اور اسلامی مورخ ڈاکٹر عبدالرزاق کے الفاظ میں ''یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک ہے جسے عقل انسانی سمجھنے سے عاجز ہے۔ (ہدیٰ نئی دہلی شمارہ مئی ۱۹۸۳ء ص ۹۷)

☆ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں کہ ۸۰۹ھ میں انگور کا ایک دانہ دیکھا گیا جس پر واضح الفاظ میں سیاہ رنگ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا۔ (مدارج النبوۃ جلد اول ص ۴۶۳)

نوٹ: اسی طرح مواہب لدنیہ میں تحریر ہے کہ بعض صلحاء نے انگور کا ایک دانہ دیکھا جس پر اسم پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم قدرتی طور پر لکھا ہوا تھا۔

(مواہب لدنیہ بحوالہ الکلام الاوضح ص ۱۹۷)

☆ شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''مدارج النبوۃ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک جماعت سے منقول ہے کہ انہوں نے زرد رنگ کا خربوزہ دیکھا جس پر سفید لکیریں تھیں اور ہر لکیر پر عربی میں اس کی ایک طرف اللہ اور دوسری طرف احمد بہت واضح طور پر لکھا ہوا تھا جس میں کوئی دانشمند تحریر شناس شک نہیں کر سکتا تھا۔ (مدارج النبوۃ جلد اول ص ۴۶۳)

سیّد لولاک سلطان الوریٰ ہر کس و ناکس کے دل کے آسرا
دین و دنیا کے لیے حاجت روا حق تعالیٰ کی عطا اس کی عطا
ہے جہاں کے واسطے راہِ صفا اس نے ہی اللہ کو ظاہر کیا
درگہِ اللہ تعالیٰ کے رسول کل رسولوں کے لیے کان سخا
حق کے دل آرا سہارا خلق کے راہی اسرار و شہنشاہ وِلا

دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے؟

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں تھے کہ اسی اثناء میں ایک پرندہ اپنے منہ میں سبز رنگ کا بادام لئے ہوئے آیا اور اس نے اسے لاکر ڈال دیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اُٹھالیا۔ اُس کے اندر سے سبز رنگ کا ایک کیڑا نکلا جس پر زرد رنگ میں تحریر تھا۔ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ نصرتہ بعلی ۔

(نزہت المجالس جلد دوم ص ۲۱۰)

اکثر مرتبہ ہم نے بھی دیکھا ہے کہ بعض دفعہ بینگن میں لفظ ''اللہ'' اور ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' بیجوں کی شکل میں لکھا ہے جب بینگن کو درمیان سے کاٹا گیا تو اس کے بیج لفظ ''اللہ محمد'' کی شکل اختیار کیے ہوئے ہیں جو بالکل واضح طور پر دکھائی دیتے تھے اور بعض اوقات اس میں ہم نے صرف ''اللہ'' اور صرف ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کا لفظ بیجوں کی شکل میں دیکھا ہے اور آج بھی یہ مشاہدہ برقرار ہے۔

☆ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ ایک جزیرے میں ایک ایسا درخت پایا گیا جس کے پتوں پر (قدرتی طور پر) لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ تحریر تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۱۲)

تاج دوراں تاجدار انس و جاں شاہِ دنیا شاہِ دیں، شاہِ ہدیٰ
شافع روز جزا شاہِ جہاں سرورِ کونین احسانِ خدا

دل کے داتا دل کے ساقی دل کے دل ۔۔۔ دل کے یاور' دل کی جاں' دل کی ضیا
دل کی ٹھنڈک دل کی راحت دل کا چین ۔۔۔ دل کی دنیا کے قریں' دل آشنا

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو:

حضرت ابوعبداللہ بن مالک رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں بلاد ہند کی طرف گیا اور میں نے ایک شہر کی سیر کی جس کو تمیلا بتایا (تمیال نبون کو کہتے ہیں) اس جگہ میں نے ایک بہت بڑا درخت دیکھا جس کے پھل بادام کی طرح کے ہیں اور اس کا چھلکا بھی ہے۔ جب پھل کو توڑا گیا اور اس میں سے گری نکالی گئی تو چیر نے پر اندر سے ایک سبز پتہ نکلا جس پر سرخ رنگ میں تحریر تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہندوالے اس سے برکت حاصل کرتے ہیں اور خشک سالی کے دنوں میں اس کے ذریعہ بارش مانگتے ہیں۔ ابوالبقائن صافی نے اس کو اپنی کتاب ''منسک'' میں بیان کیا ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد اول ص ۲۶۲)

مشہور کتاب ''روض الریاحین'' کے مصنف حضرت علامہ ابی محمد عبداللہ بن سعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ بعض مشائخ نے بیان کیا ہے کہ میں ایک مرتبہ ہندوستان میں گیا اور ایک شہر میں پہنچا وہاں پر میں نے ایک درخت دیکھا جس کے پھل بادام کی طرح کے تھے اس (پھل) کے دو چھلکے تھے جب ان کو توڑا جاتا تو اس کے اندر سے سبز رنگ کا ایک لپٹا ہوا پتہ نکلتا تھا اس کو جب کھولا جاتا تو اس کے اندر قدرتی طور پر سرخ رنگ سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوتا تھا اور ہندوستان والے اس سے تبرک حاصل کرتے تھے اور خشک سالی کے دنوں میں اس کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے تھے اور اس کے پاس گڑگڑا کر رویا کرتے تھے۔ (روض الریاحین)

اسی واقعہ کو حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''حجۃ اللہ علی العالمین'' میں نقل کیا ہے اور تحریر کیا ہے کہ راوی کا کہنا ہے کہ وہ لوگ (یعنی ہندوستان والے) اس درخت سے برکت حاصل کرتے ہیں اور بارش نہ

ہوتی ہو تو اس درخت کے وسیلہ سے دعا مانگتے ہیں تو بارش ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۱۲)

☆ شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''مدارج النبوۃ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابن ظفر بن سیاف کی کتاب ''بطن مفہوم'' میں کسی سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک بڑے درخت کو دیکھا جس کے پتے بڑے اور خوشبودار تھے اور ہر پتہ پر قدرتی طور پر سرخ و سفید رنگ سے بہت روشن اور واضح لکھائی میں تین سطریں تحریر تھیں۔ پہلی سطر میں **لا الہ الا اللہ** اور دوسری سطر میں **محمد رسول اللہ** اور تیسری سطر میں **ان الدین عند اللہ الاسلام** تحریر تھا۔

(مدارج النبوۃ جلد اول ص ۴۶۳)

ہیں وہی اہل دنیا کے واسطے — دل نواز و دل نشین و دل کشا
اللہ اللہ شانِ سردارِ رسل — ہے خیال اہل دنیا سے ورا
یا رسول اللہ یہی ہے آرزو — تیرے ہی در کا رہوں دل سے گدا
کہہ دے اے نقوی لسانِ حال سے — ہیں وہی ہر دور کے صدر العلیٰ

پتھر و تم تو ہو پتھر مگر آقا میرے!

اس بارے میں شیخ محقق حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ''کتاب الشفاء'' میں عجیب و غریب لکھا ہے کہ عالم سفلیات یعنی نچلی دنیا بھی ثبوت اسم پاک پر دلالت رکھتی ہے۔ مثلاً ایک قدیم و پرانے پتھر پر **محمد تقی مصلح امین** لکھا ہوا پایا گیا۔

(مدارج النبوۃ جلد اول ۶۱، مواہب لدنیہ، کتاب الشفاء القسم الاول باب سوم)

نوٹ: پتھر پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسکندریہ میں ایک پتھر ملا جس پر یہ تحریر (منقوش) تھی۔

میں وہ شداد بن عاد ہوں جس نے بڑے بڑے ستون بنوائے اور ان کے نیچے

ایک خزانہ رکھا جسے امت ''احمد'' صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں نکالے گا''

(شواہد النبوۃ ۳۸)

☆ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ''خصائص الکبریٰ'' میں اس طرح سے تحریر فرماتے ہیں کہ ابن عساکر بہ طریق حسن، سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب سے فرمایا: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ فضائل بتایئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے ظاہر ہوئے۔

حضرت کعب نے کہا: ہاں امیر المومنین میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ایک ایسا پتھر دیکھا' جس پر چار سطریں تحریر تھیں۔ دوسری سطر میں تھا۔ انی انا اللہ لا الہ الا انا محمد رسولی طوبیٰ لمن امن و تبعہ

یعنی بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے رسول ہیں جو شخص ان پر ایمان لائے گا اور ان کی اتباع کرے گا اس کے لئے جنت ہے۔ (ابن عساکر۔ الخصائص الکبریٰ للسیوطی)

سیرت حلبیہ میں تحریر ہے کہ ملک مغرب یعنی مراکش کے شہر قرطبہ کی جامع مسجد میں ایک پتھر ہے جس پر قلم قدرت سے لفظ ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' منقوش ہے۔

(سیرت حلبیہ مترجم جلد اول ص ۶۴)

☆ اس بارے میں صاحب فتح المتعال فرماتے ہیں کہ ۱۰۲۶ھ میں ملک فارس میں میں نے کسی عورت کے پاس ایک پتھر دیکھا۔ اس کی ایک جانب لا الٰہ الا اللہ اور دوسری جانب محمد رسول اللہ بخط قدرت لکھا تھا۔ میں اسے دوچند سونا اس پتھر کے بدلے دیتا رہا مگر اس عورت نے قبول نہیں کیا۔

(از کلام الواضح ص ۱۹۷۔ تاریخ مشائخ قادریہ ص ۱۴)

☆ شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں

رقمطراز ہیں، منقول ہے کہ ایک پتھر پر عبرانی خط میں: باسمك اللهم جآء الحق من ربك بلسان عربي مبين ۔ لا اله الا الله محمد رسول الله كتبه موسى ابن عمران ۔ اسے ابن طفر نے ''الیسر'' میں معمر از زہری سے ذکر کیا۔

(مدارج النبوۃ جلد اول ص ۲۶۱)

☆ بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ پتھر پر درود پاک کا یہ صیغہ قلم قدرت سے لکھا ہوا پایا گیا۔ اللهم صل على محمد بحر انوارك ....۔

(مطالع المسرات ۔ الاکلام از اوضح ص ۱۹۷)

چلو سر سے سدا سوئے محمد	کہ ہے روئے خدا روئے محمد
متاعِ دولتِ دنیا و عقبیٰ	کہاں ہے قیمت موئے محمد
مہک اُٹھے ہیں جس سے ہر دو عالم	ہے وہ خوشبوئے دلجوئے محمد
ہوئی سیراب جس سے کشتِ ہستی	ہے وہ ہر دور کو جوئے محمد
رِدا ڈالیں عِدا کے واسطے وہ	ہے یہ اک اُسوۂ خوئے محمد
تمنا ہے مرے دل کی الٰہی!	دکھا دے مجھ کو بھی کوئے محمد
ہوئی صبحِ ازل سے روحِ نقوی	فدائے چشم و ابروئے محمد

فیصلہ کن بات

مشہور محدث حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح الشفاء'' میں ان تمام روایات اور مختلف بزرگان دین کے حوالے سے نہایت ہی مستند بیان کردہ واقعات کہ ہم نے ایسے درخت، پتھر اور جانور وغیرہ دیکھے جن پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی تحریر تھا، ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

''میرا دل اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ ہر چیز کے ظاہر و باطن کو اللہ عزوجل ہی سب سے بہتر جانتا ہے۔ بے شک یہ تمام واقعات کشف سے تعلق رکھتے ہیں۔ اہل کشف ہی اس کا مشاہدہ کر سکتے ہیں اور جو لوگ صاحب

کشف نہیں وہ اس کا مشاہدہ نہیں کر سکتے اور یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ جل جلالہ کا نام اور اس کے ساتھ اللہ جل جلالہ کے پیارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کی ہر چیز، فرشتہ، فلک، زمین، آسمان، فرش عرش، پتھر، ریت کے ذرات، درخت، پھل وغیرہ سب پہ تحریر ہے' لیکن اکثر مخلوق اسے دیکھ نہیں سکتی اور نہ ہی ان کو یہ تصویر (اسم اللہ اور رسول) نظر آتی ہے۔ اس کو حق سبحانہ تعالیٰ کے اس فرمان عالی سے سمجھا جا سکتا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے مگر تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے''۔ (شرح الشفاء جلد اول ۳۷۸)

ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: اس کی تسبیح کرتے ہیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ (سورہ بنی اسرائیل: ۴۴)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہر زندہ چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور ہر چیز کی زندگی اس کے حسب حیثیت ہے۔ مفسرین نے کہا کہ دروازہ کھولنے کی آواز چھت اور چھت کا چٹخنا، یہ بھی تسبیح کرنا ہے اور ان سب کی تسبیح: سبحان اللہ وبحمدہ ہے (تفسیر خزائن العرفان)

☆ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''اور بیشک ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کھانا کھاتے تو کھانے سے تسبیح پڑھنے کی آواز سنا کرتے تھے''۔ (صحیح بخاری مترجم جلد دوم ص ۳۵۰)

☆ نیز امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا ہے:

''حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ کے اس پتھر کو جانتا ہوں جو بعثت سے قبل مجھے سلام کیا کرتا تھا۔ میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں۔

(تفسیر ضیاء القرآن ص ۲۶۲/مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۸ ص ۱۱۵)

تذکرے اب تلک ہیں ان کے چاند اور تاروں کے بیچ
اپنی خوشبو چھوڑ آئے ہیں وہ سیاروں کے بیچ
دعوت تسخیر کل عالم تھی انساں کے لئے
مصطفیٰ کی ندرت پرواز سیاروں کے بیچ

تجلیات اسم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

☆ ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بلاد خراسان میں ایک نومولود بچے کے ایک مونڈھے پر لا الٰہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔

(سیرت حلبیہ ۲ ص ۱۷)

☆ بعض مورخین نے نقل کیا ہے کہ طبرستان کے ایک گاؤں میں ایک قوم آباد تھی جو لا الٰہ الا اللہ کی قائل تھی مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی قائل نہ تھی، اتفاقاً ایک سخت گرمی کے دن یہ عجیب واقعہ پیش آیا کہ دفعتہً ایک گہرا بادل اٹھا اور تمام بستی اور اس کے اطراف میں چھا گیا، بادل نہایت سفید تھا، یہ بادل صبح سے چھایا ہوا تھا، جب ظہر کا وقت ہوا تو اس میں دفعتہً نہایت جلی حروف میں یہ کلمہ لکھا ہوا ہر خاص و عام نے دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور پھر عصر تک یہ تحریر رہی، یہ غیبی ہدایت نامہ دیکھ کر وہ سب مسلمان ہو گئے، اکثر اس بستی کے رہنے والے یہود و نصاریٰ اور اہل علم تھے۔ (سیرۃ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

☆ ایک شکاری نے مچھلی پکڑی جس کی داہنی پیشانی اور کان پر لا الٰہ الا اللہ اور دوسری طرف بائیں کان پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا انہوں نے اسے دوبارہ اس تحریر کے احترام کی وجہ سے دریا میں چھوڑ دیا۔ اسی طرح ایک بزرگ نے ایک مڈی

دیکھی جس کے دائیں پَر پر لا الٰہ الا اللہ اور بائیں پَر پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ (ابجد العلوم ج۲ص ۲۷۹)

نگاہوں میں جمالِ مصطفیٰ ہے	تصور میں کمالِ مصطفیٰ ہے
وہ بھر دیتے ہیں سب کی جھولیوں کو	مثالی آپ کا جود و سخا ہے
قیامت تک نہ دنیا اس کو بھولے	جو ان کے نام پر مر کے مٹا ہے
خدا خود جس کو رکھتا ہے منور	دیا کیا آج تک وہ بھی بجھا ہے
کوئی بھی آج تک خالی نہ لوٹا	وہ دیکھو جوش پر ان کی عطا ہے
میرا محبوب راضی ہو گیا ہے	یہی دیکھو رضائے کبریا ہے
یہی ایمان ہے میرا عزیزو	محمد کا نگر راحت فزا ہے

پھولوں میں لپٹا ہے نام محمد ﷺ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جہاد میں تھا، اسی دوران میں اتفاق سے ایک جھاڑی میں پہنچ گیا، وہاں میں نے ایک درخت دیکھا جس کے سرخ رنگ کے پتے پر سفید رنگ میں لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لکھا ہوا تھا۔ (سیرت حلبیہ)

☆ اور بعض نے وہاں ایک گاؤں میں ایک گلاب کا درخت دیکھا جس کے سیاہ رنگ کے نہایت خوشبودار پھول تھے، پھول کی ہر پنکھڑی پر سفید حرفوں سے لکھا ہوا تھا۔ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ابو بکر الصدیق۔ (سیرت حلبیہ) یہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا کسی نے لکھ دیا ہوگا، جب بغرض تحقیق اس کے ایک غنچہ ناشگفتہ کو توڑا تو دیکھا کہ اس کے اندر سے بھی پھول کی ہر پتی پر یہی کلمہ صاف لکھا ہوا نکلا۔ پھر میں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ اس قسم کے پھول بکثرت ہیں اور عبرت کی بات یہ ہے کہ وہ ساری بستی پتھروں کی پرستش کرتی تھی۔

☆ اسی طرح بعض حضرات کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک جزیرہ میں ایک بہت بڑا درخت دیکھا جس کے ہر پتے پر قلم قدرت سے نہایت واضح، خوش نما یہ کلمہ تین

سطروں میں لکھا پایا، پہلی سطر میں لا الٰہ الا اللہ دوسری سطر میں محمد رسول اللہ اور تیسری سطر میں ان الدین عند اللہ الاسلام۔

ملی رہنمائی محمد کے صدقے　　بنی ہے خدائی محمد کے صدقے
یہ شمس و قمر کہکشاں اور تارے　　یہ محفل سجائی محمد کے صدقے
بنی ہے کسی کی جو بگڑی کسی سے　　خدا نے بنائی محمد کے صدقے
خدا وند عالم سے اب تو ہماری　　ہوئی آشنائی محمد کے صدقے
سبھی مشکلیں ان کی آسان ہوں گی　　جو دیں گے دہائی محمد کے صدقے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

☆ اسی طرح ایک اور روایت ہے جس کو علامہ حافظ سلفی نے کسی سے نقل کیا ہے کہ ہندوستان کے ایک علاقے میں ایک درخت ہے جس کے پتے ہلکے سبز ہوتے ہیں اور ہر پتے پر گہرے سبز رنگ میں یہ لکھا ہوا ہوتا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس علاقے کے لوگ بت پرست تھے اور وہ اس درخت کو کاٹ ڈالتے تھے اور کچھ جڑیں باقی رہنے دیتے تھے، یہ درخت بہت تھوڑے وقت میں پھر دوبارہ بڑھ کر اپنی اصلی حالت پر آ جاتا، آخر ایک دفعہ انہوں نے سیسہ پگھلا کر اس کی جڑوں میں بھر دیا، مگر اس سیسے کے چاروں طرف سے درخت کی چار شاخیں پھوٹیں اور ہر شاخ پر لکھا ہوا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (اس حیرت ناک منظر) کو دیکھ کر وہ لوگ اس درخت سے برکت حاصل کرنے لگے اور بیماری میں اس کو شفا حاصل کرنے کے لئے استعمال کرنے لگے۔ وہ اس کو زعفران اور دیگر بہترین خوشبوؤں کے ساتھ استعمال کرنے لگے۔

(سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۵۵)

محمد کا لطف و عطا اللہ اللہ　　مری روح و دل پر ہوا اللہ اللہ
محمد محمد وظیفہ ہے میرا　　محمد کی ہر دم ندا اللہ اللہ
(جل جلالہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم)

پھلوں کی مٹھاس نام محمد ﷺ

☆ کراچی میں ایک تربوز پر قلم قدرت سے اسم مبارک ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا پایا گیا۔ (ماہنامہ حق چار یار: ۴ نومبر ۱۹۸۹)

☆ یکم جنوری ۱۹۸۴ء کو راولپنڈی کے ایک ہوٹل میں پھلوں میں ایک سنگترہ ملا جس پر قدرتی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا۔

(نوائے وقت ۲ جنوری ۱۹۸۴ء)

☆ ایک شخص مبارک نامی کے گھر میں ایک بینگن کو درمیان سے کاٹا گیا تو اس میں ایک طرف اللہ اور دوسری طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا۔ (۱۹۸۹ء)

☆ آم پر اسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا پایا گیا یہ خبر اخبار جنگ میں شائع بھی ہوئی۔ (۱۹۹۱ء)

☆ شیخوپورہ میں مالٹے پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا پایا گیا۔ (نوائے وقت ۲/۱۰/۱۹۸۱ء)

☆ شیخوپورہ میں مٹھے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھا ہوا پایا گیا۔ (نوائے وقت: ۲۵/۸/۱۹۸۱ء)

☆ کوہاٹ میں گرما کی چھال پر قدرتی طور پر ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' نام کندہ تھا۔ (تمام حوالہ جات ''ایمان کی جان شہد سے میٹھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام'' سے لئے گئے ہیں)۔

☆ ۸۵۹ء میں ایک انگور کا دانا پایا گیا جس کو بے شمار لوگوں نے دیکھا کہ اس پر قدرتی طور پر واضح لفظوں میں ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا۔ (سیرت حلبیہ جلد دوم)

☆ فلسطین میں ایک سنگترہ پایا گیا جس پر واضح الفاظ میں اسم ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' لکھا ہوا تھا، اس کی تصویر انٹرنیٹ پر کئی عربی ویب سائٹس میں شائع ہوئی۔

معرا ہے لفظوں سے نامِ محمد ۔۔۔ کہ ہر عیب سے ہیں ورا اللہ اللہ
منزہ ہے سائے سے جسمِ محمد ۔۔۔ کہ ہیں وہ تو نورِ خدا اللہ اللہ

(جل جلالہ - صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک چمکدار ستارہ

شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ بروز منگل بمطابق ۸ فروری ۱۹۲۷ء کو بوقت نماز مغرب بھوپال میں مغرب کی جانب سے ایک چمکدار ستارہ نکلا، اس ستارہ کے قریب سے ایک بہت روشن ستارہ ٹوٹا اور جہاں جا کر غائب ہوا تھا، ایک روشن لکیر بنی مثل سانپ کے، پھر رفتہ رفتہ وہ لکیر موٹی ہو کر نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن گیا جو بہت بڑا تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے میم سے ایک بہت باریک لکیر اس مقام تک گئی تھی جہاں سے ستارہ ٹوٹا تھا، تقریباً آدھا گھنٹہ یہ نام مبارک قائم رہا پھر کم ہوتے ہوئے غائب ہو گیا اور بہت سے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک دیکھنے کا شرف حاصل کیا۔

☆ ۲۰۰۴ء بمقام اٹک ایک درخت کی ٹہنیوں سے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا پایا گیا جس کا عکس دیکھنے کی سعادت حاصل کی (ماہنامہ بنات عائشہ کراچی: اپریل ۲۰۰۵ء)

☆ حال ہی میں جمعۃ المبارک ۱۷ فروری ۲۰۰۶ء کو دمشق میں جبل قاسیون کے اوپر شام کے وقت بادلوں میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھا ہوا دیکھ گیا جس کی تصویر انٹرنیٹ کی کئی ویب سائٹس میں دکھائی گئی۔

رہا ہے رہے گا دو عالم کے سر پر   محمد کا سایہ سدا اللہ اللہ
"خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم"   خدا چاہے اس کی رضا اللہ اللہ

(جل جلالہ - صلی اللہ علیہ وسلم)

جمالِ حیوانات، اسم محمد ﷺ

جبریل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے براق لینے کا حکم دیا تو وہ جنت میں گئے، وہاں چالیس ہزار براق پائے گئے جن کی پیشانیوں پر لکھا ہوا تھا لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ اور ان میں ایک براق کو دیکھا کہ سب سے الگ رو رہا ہے، اکیلا ہے اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے، انہوں نے اس سے اس کا سبب پوچھا، اس نے کہا میں نے

چالیس ہزار برس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق میں مجھ سے کھانا پینا چھوٹ گیا ہے، حضرت جبرائیل نے اسے لے لیا۔

(نزہتہ المجالس)

☆ ابوعبداللہ محمد بن الفضل المالکی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سفر میں ایک محلّہ میں ایک ہرنی دیکھی جس کے دنوں کانوں پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا۔

☆ ۱۹۸۷ء میں محمد اسحاق (چکیاہ) کی گائے کے دائیں پہلو پر صاف طور پر اسم "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا، مقام ادب یہ ہے کہ وہ گائے دائیں پہلو پر کبھی نہیں بیٹھی، اس نے نام "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین سے اونچا رکھا۔ اسی طرح جیکب آباد سے ۱۵ کلومیٹر دور ایک گاؤں حاجی شریف کھوسہ میں ایک بیل پر قدرتی طور پر اسم "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا پایا گیا۔

☆ ۱۹۶۶ء میں پاک پٹن کے علاقے میں بکرے کے پہلو پر "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم نام لکھا پایا گیا، لوگ دور دور سے اسے دیکھنے آتے، وہ بکرا بہت سنجیدہ تھا، نہایت آرام سے چارپائی پر بیٹھا رہتا تھا، اور پیشاب وغیرہ کے لئے چارپائی سے اتر کر کہیں دور چلا جاتا تھا، اس کا مالک اس کا خوب خیال کرتا، ہر وقت اس کی خدمت کے لئے تیار رہتا اور اس کی برکت سے وہ مالی لحاظ سے کافی خوشحال ہو گیا۔ (ایمان کی جان شہد سے میٹھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام)

خدا کی خدائی کے سر وعیاں میں ۔۔۔ محمد ہیں جلوہ نما اللہ اللہ
نہ سمجھا حقیقت کو کوئی بھی ان کی ۔۔۔ مگر رب ہر دوسرا اللہ اللہ

(جل جلالہ - صلی اللہ علیہ وسلم)

رونقِ کائنات' اسم محمد - صلی اللہ علیہ وسلم

مردان میں ایک شخص کی مرغی نے ایک انڈہ دیا تو اس پر لا الٰہ الا اللہ لکھا تھا دوسرے دن اسی مرغی نے پھر انڈہ دیا جس پر محمد رسول اللہ لکھا تھا۔ (نوائے وقت

۱۹۹۰ء)

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کو بعد نماز جمعہ ماسٹر خان فتح الرحمٰن نے دو انڈے دکھائے کہ یہ میری مرغی نے ۲۹/۳۰ دسمبر کو دیئے ہیں، ایک پر اللہ اور دوسرے پر محمد لکھا ہوا تھا، قاضی صاحب نے وہ دونوں انڈے ایک بکس میں محفوظ کر کے اوپر شیشہ لگوا دیا۔

☆ نواب شاہ کے قریب آسمان پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک ضیاء بار نظر آیا غروب آفتاب کے کافی دیر بعد مغرب کی طرف آسمان پر تیز روشنی کی شعائیں نظر آئیں اور وہ دیکھتے دیکھتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک ''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم میں تبدیل ہوگئیں۔ (ایمان کی جان شہد سے میٹھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام)

محمد نہیں ہیں خدا اور بے شک ۔۔۔ نہیں ہیں خدا سے جدا اللہ اللہ
مہکتی ہے ہستی کی بستی انہی سے ۔۔۔ چلی کیسی ٹھنڈی ہوا اللہ اللہ
فترضیٰ کا سہرا ہے اُن کی جبیں پر ۔۔۔ وہ ہیں شافع ہر گدا اللہ اللہ
وہ ہیں رائیِ روئے خلاق ان کو ۔۔۔ کہاں غیب ہر ماسوا اللہ اللہ

(جل جلالہ۔صلی اللہ علیہ وسلم)

فتح ونصرت بوسیلۂ نام محمد ﷺ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم موسم حج میں آئے ہوئے لوگوں کو دعوت دیتے تھے، چنانچہ اسی دعوت وتبلیغ کے سلسلے میں قبیلہ بکر بن وائل کے لوگوں سے گفتگو فرمائی۔

ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا: ''ہم اپنے بزرگ حارثہ کے آنے سے پہلے کچھ نہیں کہہ سکتے اس لئے انہیں آنے دیجئے''

اس کے بعد حارثہ آیا تو اس نے کہا: اس وقت ہم فارس والوں کی جنگ کے پابند ہیں جب ہم اس معاملے سے نمٹ لیں گے تو پھر آپ کی بات کے بارے میں سوچیں گے۔

اس کے بعد جب یہ لوگ میدان جنگ میں فارسیوں سے ٹکرائے (تو یہ بہت

ضعیف و کمزور، تعداد میں کم، مقابلہ ایک طاقت ور اور لڑاکی قوم سے تھا (حیران و پریشان......اچانک) ان کے بزرگ نے پوچھا، اس شخص کا کیا نام جس نے تمہیں اپنی طرف بلایا تھا؟ انہوں نے کہا ''محمد'' (ﷺ)

اس نے کہا، ''فهو شعـــارکـم'' ۔ بس تو اس جنگ میں تمہارا نعرہ یہی نام محمد (ﷺ) ہے۔

چنانچہ یہ لوگ اس جنگ میں ہر حملے کے وقت ''نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' کا نعرہ لگاتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح نصیب فرمائی۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، بی نصروا ای نصروا بذکرهم اسمی، میری وجہ سے یعنی میرا نام لینے کی وجہ سے ان لوگوں کو فتح حاصل ہوئی۔ (سیرت حلبیہ عربی: اردو ۳/۲۶) اور وہ لوگ پھر بعد میں مسلمان ہو گئے۔

؎ وہ صبحِ ازل سے ہیں شامِ ابد تک زمانے کے مولی الوریٰ اللہ اللہ
وہ بدرالدجیٰ ہیں وہ شمس الضحیٰ ہیں وہی تو ہیں صدر العلیٰ اللہ اللہ
(جل جلالہ - صلی اللہ علیہ وسلم)

اسم محمد ﷺ کیساتھ پکار اور فریاد کرنا

خلیفہ معتصم کے عموریہ شہر (روم کا سب سے مضبوط اور ناقابل تسخیر شہر) کے فتح کا سبب مورخین لکھتے ہیں کہ ایک مسلمان ہاشمی عورت کو رومیوں نے قید کر لیا، وہ خاتون کرب و پریشانی کے عالم میں چیخ چیخ کر پکارتی، ''وا محمد اہ وا معتصماہ'' اے میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اے میرے بادشاہ معتصم! اس خاتون کی پکار خلیفہ معتصم تک پہنچی، تو اس نے کہا لبیك لبیك ایتها المنادیه...... (اے وا محمد اہ اور وا معتصماہ کی آواز لگانے والی! دیکھ لے، لبیک: میں پہنچ گیا ہوں) اُسی وقت لشکر تیار کیا اور عموریہ پر چڑھائی کر دی، (۵۵ دن کے محاصرہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی)۔ (المستطرف ۱۴۷)

☆ حضرت عبدالرحمٰن بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا ان کا پاؤں سو گیا، میں نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! تمہارے پاؤں کو کیا ہوا؟ انہوں نے کہا یہاں سے اس کا پٹھا اکٹھا ہو گیا ہے، میں نے کہا آپ کو جس سے سب سے زیادہ محبت ہے اس کا نام لے کر پکاریں (عرب میں یہ خیال تھا کہ جس کا پاؤں سو جائے وہ اپنے سب سے پیارے کو پکارے تو یہ کیفیت زائل ہو جاتی ہے) انہوں نے فوراً نعرہ لگایا: ''یا محمد (ﷺ)'' اور یہ کہتے ہی ان کا پاؤں ٹھیک ہو گیا اور انہوں نے پاؤں پھیلا لیا۔ (حیات الصحابہ ج۲ ص۴۱۴)

☆ ملک الموت نے جب کائنات کے سب سے افضل شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک قبض کی تو آسمان پر چڑھے اور روتے ہوئے پکار رہے تھے وامحمداہ۔ چنانچہ مطالع المسرات میں الفاظ ہیں وبہ صعد ملک الموت الی السماء باکیا لما قبض روحہ ینادی وا محمداہ (۲۶)

☆ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے میں لکھا ہے: جب میری امت کا پل صراط پر گزرنا سخت اور دشوار ہو جائے گا، تو میری امت بے قراری سے چیخ پڑے گی اور پکارے گی وامحمداہ، وامحمداہ، میں اپنی امت پر شدت اشتیاق اور تعلق خاطر کی وجہ سے ان سے آگے آگے ہوں گے، فکر آخرت سے نڈھال ہو جانے کی وجہ سے جبرائیل علیہ السلام میری کمر پکڑے ہوئے ہوں گے، میں بارگاہ صمدیت میں بلند آواز سے دعا اور التجا کروں گا، یا رب امتی، یا رب امتی، اے میرے رب! میری امت کی مغفرت فرما...... لا اسئلک الیوم نفسی ولا فاطمۃ بنتی، آج نہ تو میں اپنی ذات کے لئے کوئی سوال کرتا ہوں اور نہ اپنی لخت جگر فاطمہ کے لئے، میری تو ایک ہی دعا ہے، یا رب امتی یا رب امتی۔ (بنات عائشہ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ)

وہ ساری خدائی کے مختار و مالک	وہ ہیں غوث ہر دو سرا اللہ اللہ
رسولوں کے مولیٰ اصولوں میں اعلیٰ	خدا ان کا مدح سرا اللہ اللہ

وہ مشکل کشا ہیں وہ حاجت روا ہیں   وہ ہیں دافعِ ہر بلا اللہ اللہ
اگر دیکھنا ہو کسی نے خدا کو   وہ دیکھے رُخِ مصطفیٰ اللہ اللہ
(جل جلالہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم)

محدثین کرام کی نام مصطفیٰ ﷺ سے محبت

''حدیث مسلسل'' چمن حدیث کا ایک عجیب باب ہے، آیئے ایک ایسی عجیب حدیث پڑھتے ہیں جس کی سند میں روایت نقل کرنے والے یکے بعد دیگرے مسلسل پندرہ (۱۵) راوی ایسے جمع ہو گئے ہیں کہ ان سب کا نام محمد ہے۔ پھر تعجب خیز بات یہ ہے اس کو محمد نام والے مشہور محدث و عالم ''علامہ محمد بن احمد الذھبی'' نے اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء میں نقل کیا ہے۔ اس دلکش حدیث کی سند یہ ہے۔

و اخبرنا سليمان ومحمد ابنا حمزسما عا من الاول قالا اخبرنا محمد بن عبد الواحدا خبرنا محمد بن مكي اخبرنا محمد بن ابي بكر الحافظ اخبرنا محمد بن طاهرا خبرنا محمد بن عبد الواحد بالري اخبرنا محمد بن احمد بن علي بن حمد ان اخبرنا محمد بن مكي اخبرنا محمد بن يوسف حدثنا محمد بن اسماعيل حدثنا محمد حدثنا محمد بن وهب حدثنا محمد بن حرب حدثنا محمد بن الوليد الزبيدى اخبرنا الزهرى (اسمه محمد بن مسلم) عن عروة عن زينب بنت ابى سلمة عن ام سلمة ان النبى صلى الله عليه وسلم راى فى بيتها جارية فى وجهها سفعة فقال استرقوالها فان بها النظرة (سیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۶۶۴)

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مکان میں ایک لڑکی کے چہرہ پر کچھ نشان پڑے ہوئے دیکھے تو فرمایا کہ اس لڑکی کو نظر لگ گئی ہے اس کے لئے کچھ دم، دعا وغیرہ پڑھوالو۔

یہی حدیث نزہتہ الحفاظ میں بخاری کے حوالے سے ہے لیکن اُس سند میں مسلسل ''محمد'' نام والے گیارہ راوی ہیں۔

؎ محمد محمد محمد محمد ہوا ہے وظیفہ مرا اللہ اللہ
درود و سلام اور ختم نبوت مسلمان کا ہے پتا اللہ اللہ
(جل جلالہ۔صلی اللہ علیہ وسلم)

مسلسل بالمحمد بن کی دوسری روایت

مسلسل بالمحمدین میں ایک روایت یہ بھی ہے جس میں دس (۱۰) محمد نام والے راوی جمع ہیں اوراس حدیث کو بھی محمد نام والے محدث علامہ ''محمد بن عمر الاصبهاني المديني'' نے نزہتہ الحفاظ میں نقل کیا ہے۔

قال محمود بن ارسلان في تاريخ خوارزم حدثني محمد بن ياسر حدثنا محمد بن معتصم ببلخ حدثنا محمد بن عبد الواحد الدقاق اخبرنا محمد بن ابراهيم اخبرنا محمد بن علي المقرى اخبرنا محمد بن اسحاق بن مندة اخبرنا محمد بن حمزة ومحمد بن عمرو الرزاز قالا حدثنا محمد بن علي بن حيان حدثنا محمد بن الفضل اخبرنا محمد بن واسع عن محمد بن سيرين عن ابى هرير مرفوعا تحرم النار على كل هين ولين قريب سهل (سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۵۱۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع روایت نقل کرتے ہیں کہ ہر نرم خو، نرم طبیعت والے، مہربان، قرابت رکھنے والے شخص پر جہنم حرام ہے۔

؎ کہو یا محمد پڑھو یا محمد وہ ہیں ہر مرض کی دعا اللہ اللہ
کہو ان کی تعریف میں جو بھی چاہو نہیں ہیں مگر وہ الٰہ اللہ اللہ
(جل جلالہ۔صلی اللہ علیہ وسلم)

حدیث مسلسل بالاحمدین

مسلسل بالمحمدین کی طرح کچھ روایات مسلسل بالاحمدین بھی ہیں، کہ جن میں مسلسل ''احمد'' نام والے راوی جمع ہیں، چنانچہ ایک روایت مسلسل بالاحمدین پیشِ خدمت ہے، اس میں پانچ احمد نام والے راوی جمع ہیں، پھر مزید دلچسپ بات یہ ہے کہ اس حدیث کی تخریج احمد نام والے عظیم محدث ''امام احمد'' نے اپنی مسند میں کی ہے۔

قرأت علی ابی الفضل احمد بن محمد بن احمد الطوسی اخبرکم ابو الفضل احمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابراھیم بن شھریار سنۃ تسع وستین حدثنا ابوبکر احمد بن موسی الحافظ حدثنا احمد بن محمد السری التمیمی حدثنا احمد بن موسی بن اسحاق الحمار الکوفی حدثنا عبد اللہ بن الوھاب النمری البصری حدثنا مطرف بن عبد اللہ عن مالک بن انس عن عمہ ابی سھیل بن مالک عن سعید بن المسیب عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنھم قال بینما رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی سوق الخیل بالمدینۃ یجھز بعثا اذا اقبل العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ فلما نظر الیہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ھذا العباس بن عبد المطلب عم نبیکم ھذا اجود العرب کفا واوصلھم لرحمہ اخرجہ الامام احمد فی مسندہ (نزھۃ الحفاظ فصل المسلسل بالاحمدین)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن سوق الخیل، مدینہ میں لشکر کی ترتیب دے رہے تھے، اچانک عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ عباس بن عبد المطلب ہیں، تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا

ہیں، عرب میں سب سے زیادہ کشادہ دست اور اپنے رشتہ داروں کا خوب خیال رکھنے والے ہیں۔

نوٹ: (اس قسم کی کچھ اور مسلسل بالمحمدین وبالاحمدین احادیث دیکھنے کے لئے ملاحظہ کیجئے: نزھۃ الحفاظ لمحمدین بن عمر الاصبھانی المدینی ابو موسیٰ: ۵۸۱ھ)

پڑھو لوگو دل اور زباں سے ہمیشہ محمد پہ صل علیٰ اللہ اللہ
مرے گا کیا موت سے وہ مسلماں ہوا ان پہ جو بھی فدا اللہ اللہ
پئے جاؤ میخوارو ان کے کرم سے کھلا ہے یہ باب الھدیٰ اللہ اللہ
امیں شاہ کے دل کو عشق محمد ہوئی ہے امانت عطا اللہ اللہ
(جل جلالہ۔صلی اللہ علیہ وسلم)

امام بخاری علیہ الرحمۃ کی عقیدت کا عالم

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا پورا نام محمد بن اسماعیل ہے، کم سنی میں یتیم ہو گئے اور پھر کسی عارضہ کی وجہ سے آنکھوں کی بینائی بھی چلی گئی، والدہ ماجدہ دل شکستہ تو ضرور ہوئیں مگر مایوس نہ ہوئیں، خوب دعائیں کیں، آخر ایک رات خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بشارت دی کہ "محمد" (امام بخاری کو) نور بصارت سے نواز دیا گیا ہے، چنانچہ بینائی پھر اس قدر تیز تھی کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "التاریخ الکبیر" چاند کی روشنی میں تالیف فرمائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی محبت وعقیدت کے کیا کہنے، ساری عمر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش اور خدمت میں گزاری آپ ایک عمل متابعت رسول کا مظہر تھا، محمد نام والے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسا عشق تھا، آیئے اس کی کچھ جھلکیاں پڑھتے ہیں۔

☆ "التاریخ الکبیر" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کی دوسری تصنیف ہے، یہ کتاب انہوں نے مسجد نبوی میں حجرۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کے درمیان ریاض الجنۃ میں بیٹھ کر لکھی، اس کتاب میں کئی ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم کے اسماء اور روایات ہیں، اس کتاب میں انہوں نے راویوں کے اسماء کو حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا ہے، یعنی پہلے وہ نام ہیں جو الف سے شروع ہوتے ہیں، پھر ''ب'' سے شروع ہونے والے نام، پھر ''ت'' سے وغیرہ۔ لیکن محمد نام والے راویوں کو انہوں نے خلاف ترتیب ''الف'' سے بھی پہلے رکھا ہے، چنانچہ امام صاحب فرماتے ہیں وانما بدئی بمحمد ین بین حروف ا، ب، ت، ث لحال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، لان اسمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فاذا فرغ من المحمدین ابتدأ فی الالف۔ (التاریخ الکبیر)

حروف تہجی میں ابتداء محمد نام سے ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد ہے، جب ''محمد'' نام والوں سے فراغت ہوئی تو اب ''الف'' سے شروع ہونے والے اسماء کا تذکرہ ہے۔

مروں میں محمد کی مہر و ولا پر | اٹھوں لے کے ان کا لوا اللہ اللہ
نظر آئیں میری نظر کی نظر کو | شہِ انبیاء ہر جگہ اللہ اللہ
دکھا دے محمد کا روضہ الٰہی | یہ ہے میرے دل کی دعا اللہ اللہ
ہمیں چاہیے باغ فردوس بھی رب | محمد ہوں مجھ کو عطا اللہ اللہ

(جل جلالہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم)

محمد نام پر سودا سرِ بازار ہو جائے

کتاب ''التاریخ الکبیر'' میں محمد نام والے راویوں کی تعداد تقریباً ۸۷۱ ہے، اس میں بہت سے محمد نام والے راوی ایسے ہیں کہ میں جن کی روایت مرسل ہے، یا روایت میں ان کا کوئی متابع نہیں ہے، اس کے باوجود امام صاحب ان کا ذکر کرتے ہیں، آخر اس کی کیا حکمت ہے، امام صاحب ایسا کیوں کرتے ہیں؟

حافظ عبداللہ بن عدی نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں اس پر تبصرہ لکھا ہے لا نہ

یذکر کل من اسمه محمد وان روی مرسلا ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہر اس راوی کا ذکر کرتے ہیں جس کا نام محمد ہو اگرچہ اس کی روایت مرسل ہو۔

و یرید ان یکثر من اسمه محمد ...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ چاہتے ہیں کہ محمد نام والوں کی کثرت ہو۔

(محمد بن عبد الله الكناني) وهذا ايضا من الاسامى التى يريد البخاری ان یکثر کل من اسمه محمد وان روی حرفا واحدا ...... محمد بن عبداللہ الکنانی، یہ بھی ان ناموں میں سے ہے کہ جس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ چاہتے ہیں کہ محمد نام والوں کی کثرت ہو، محمد نام والا راوی اگرچہ ایک حرف بھی روایت کرے تو بھی امام بخاری اسے ذکر کرتے ہیں۔ (الکامل لابن عدی تحت تذکرہ محمد بن ابی سھیل قرشی، محمد بن عبداللہ بن یسار، محمد بن عبداللہ الکنانی)

☆ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پوری بخاری میں کوئی ایسی روایت ذکر نہیں کی جس کو انہوں نے اپنے استاذ سے علی سبیل الکتابہ (استاذ اپنی روایات لکھ کر شاگرد کو بھیجے) لیا ہو، البتہ کتاب الایمان والنذور میں اپنے استاذ محمد بن بشار کی ایک ایسی روایت لائے ہیں "کتب الی محمد بن بشار" (محمد بن بشار نے اسے میری طرف لکھا) (کشف الباری ۱/۱۶۷) ہوسکتا ہے کہ اس میں بھی یہی حکمت ہو کہ یہ روایت "محمد" نام والے استاذ کی جو ہوئی۔ واللہ اعلم۔

کروں کیا میں تعریفِ حسنِ محمد کہ عاجز ہے فہم رسا اللہ اللہ
نہ پوچھو میری شاعری کی حقیقت زباں پر ہے دل کی صدا اللہ اللہ

(جل جلالہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم)

اسمِ محمد (ﷺ) سے محبت کی انتہا

محمد بن یحییٰ ذہلی رحمۃ اللہ علیہ نیشاپوری، نیشاپور کے بہت بڑے محدث تھے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ان کا ایک دینی مسئلہ میں اختلاف ہوگیا، انہوں نے

اعلان کر دیا کہ جو میرے درس میں شرکت کرنے آئے وہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نہ جائے، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ بات سنی تو تمام احادیث جوانہوں نے محمد بن یحییٰ ذہلی سے لکھی تھیں جمع کیں اور پشتارہ باندھ کر محمد بن یحییٰ کے پاس گئے اور کہا کہ یہ احادیث میں نے آپ سے حاصل کی تھیں جو واپس کرتا ہوں، اب میں آپ سے کوئی حدیث روایت نہیں کروں گا، میں آپ کو چھوڑ سکتا ہوں لیکن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا دامن نہیں چھوڑ سکتا، چنانچہ صحیح مسلم میں کوئی روایت محمد بن یحییٰ کی سند سے نہیں۔

لیکن خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں محمد بن یحییٰ کی روایات نقل کی ہیں، البتہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جب بھی ان کی روایت لاتے ہیں تو ابہام سے ذکر کرتے ہیں کبھی کہتے ہیں حدثنی محمد کبھی ان کے دادا کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہتے ہیں محمد بن خالد، کسی نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے وجہ پوچھی کہ وہ تو آپ پر جرح کرتے ہیں اور آپ ان کی روایت لیتے ہیں، فرمایا: میں محض اس بنا پر کہ وہ میرے خلاف کچھ خیالات ظاہر کرتے ہیں ان کی حدیث ترک نہیں کر سکتا، (فضل الباری شرح بخاری ۱/۰۷ بتلخیص) شاید اس میں بھی ایک حکمت وہی ہو کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ''محمد'' نام والے محدث کی روایت کو کسی حال میں چھوڑنا نہیں چاہتے۔ واللہ اعلم۔

خدا کے بعد شاہِ انبیاء کی شان عالی ہے
جسے دیکھو جہاں میں آپ کے در کا سوالی ہے
زباں اس کی ہے ما اوحیٰ بیاں اس کا ہے ما اسنیٰ
نشاں اس کا ہے او ادنیٰ سیاحت بے مثالی ہے

محمد نام والوں کی ماں

محمد (ﷺ) ایک سحر آفرین و پیارا نام! شجر و حجر، جن و انس، حور و ملک، اس دھرتی کا ذرہ ذرہ اس نام کے گن گاتا ہے۔ عاشقوں کی اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعشق

کی عجیب داستانیں رقم ہیں، بڑے، چھوٹے، بچے، جوان، رعایا، حکمران، مرد و عورت سب اس نام پہ فریفتہ اور اس نام سے محبت کرتے ہیں، آیئے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت رکھنے والی دو خواتین کے بارے میں پڑھیں۔

(۱) اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا: مکہ میں مسلمان ہوئیں، اپنے شوہر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی، جعفر رضی اللہ عنہ سے ان کے تین بیٹے تھے جن کے نام عبداللہ، عون اور محمد ہیں۔ عبداللہ کے ساتھ محمد بن حاطب کو بھی سیدہ اسماء نے دودھ پلایا تھا، لہٰذا محمد بن حاطب ان کے رضائی بیٹے ہوئے۔

شوہر کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا، ان سے بیٹا پیدا ہوا اور اس کا نام بھی محمد تھا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا، ان سے بھی اولاد ہوئی اور ایک بیٹے کا نام محمد تھا۔ (دوسری روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جو اولاد ہوئی ان کے نام عون اور یحیٰ تھے) پس یہ ام المحمدین (محمد نام والوں کی ماں) کے لقب سے پکاری جاتی تھیں۔

(الوافی بالوفیات، تحت ترجمۃ اسماء بنت عمیس: المنتظم لابن الجوزی تحت ترجمۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ)

مرے قسمت ہی کھل جائے، دلِ مرحوم کھل جائے
اگر کہہ دے کبھی تو ہم نے تیری نعت پا لی ہے
شفیعِ روزِ محشر ہیں محمد مصطفیٰ بے شک
پریشاں ہو نہ اے نقوی یہاں گر ہاتھ خالی ہے

محمد نام والوں کی بیوی

ام حبیب بنت قیس بن عمرو بن المومل بڑی فضل وکمال اور حسن و جمال والی خاتون تھیں، ان کا نکاح ان کے خالہ زاد بھائی محمد بن عمرو ابن العاص سے ہوا، کسی وجہ سے آپس میں جدائی آ گئی، اب اس خاتون کو نکاح کے لئے کئی لوگوں نے پیغام بھیجا لیکن اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت رکھنے والی خاتون نے عجیب شرط لگا دی، کہا:

''لا انکح الا المحمدین'' (میں تو محمد نام والوں سے ہی نکاح کروں گی) محمد بن ابی بکر الصدیق سے نکاح ہوا، انہوں نے بھی شہادت پائی، ان کی شہادت کے بعد محمد بن ابی جعفر بن ابی طالب سے نکاح ہوا، وہ بھی وفات پا گئے، ان کے انتقال کے بعد اپنے چچا زاد بھائی محمد بن ایاس بن عمرو بن الموبل سے نکاح ہوا، وہ دمشق میں رہتے تھے، ام حبیب بھی دمشق چلی گئیں اور وہیں اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ یوں اس خاتون نے پانچ نکاح کئے سب کے سب محمد نام والوں سے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کبھی کبھی کہا کرتے تھے ''من اراد الشھادۃ الحاضرۃ فلیتزوج بھا'' جسے نقد انقد شہادت چاہئے وہ اس خاتون سے شادی کر لے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر)

وہی اوّل وہی آخر وہی باطن وہی ظاہر — وہی ناہی وہی آمر وہی مولی الموالی ہے
وہی داتا وہی مولیٰ وہی اعلیٰ وہی اولیٰ — وہی یٰسین وہی طٰہٰ وہی بدرالکمالی ہے
وہی محبوب خالق ہے وہی قرآن ناطق ہے — امیں ہے اور صادق وہی شمس المعالی ہے
وہی ہے ہر زمانے کے شہود و غیب کا مفتی — ازل سے تا ابد کونین کا مختار و والی ہے

محمد نام کے اکابرین اُمت

محمد و احمد نام کے علماء و محدثین کی ایک طویل فہرست ہے، بلکہ دیکھا جائے تو اکثر بڑے بڑے علماء کے اسماء گرامی ''محمد و احمد'' ہی ہیں، شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''جامع کرامات الاولیاء'' میں ایک مستقل عنوان قائم کیا ہے ''ان اولیاء کی کرامات کا بیان جن کا نام محمد ہے'' اور پھر تقریباً (۱۴۷) کے قریب اولیاء کی کرامات کا ذکر کیا ہے، محمد نام کے تمام علماء و اولیاء کا یہاں تذکرہ تو نہیں ہو سکتا البتہ کچھ مشہور و اکابر علماء و محدثین کا نام ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ...... امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز شاگرد، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی استاذ، پورا نام ہے محمد بن الحسن الشیبانی م ۱۸۹ھ

(۲) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ...... مکمل نام محمد بن ادریس بن العباس الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

ہے، امام شافعی کے دو بیٹوں کا نام بھی محمد ہے۔

(۳) امام زہری رحمۃ اللہ علیہ...... علم حدیث کے صف اول کے مدونین میں ان کا شمار ہوتا ہے، پورا نام محمد بن مسلم، ابن شہاب زہری سے مشہور ہیں۔

(۴) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ...... استاذ المحدثین، جن کی صحیح بخاری کا افق عالم میں چرچا ہے، پورا نام محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ الجعفی البخاری م ۲۵۶ھ

(۵) ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ...... عظیم محدث اور خوابوں کی تعبیر کے امام: پورا نام شیخ الاسلام ابوبکر الانصاری محمد بن سیرین الانسی البصری۔

(۶) امام باقر رحمۃ اللہ علیہ...... حضرت علی زین العابدین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے، سادات میں سے ایک امام اور ممتاز محدث وعالم، پورا نام ہے محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین

(۷) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ...... محمد بن عیسیٰ الترمذی م ۲۷۹ھ

(۸) امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ...... محمد بن یزید ابوعبداللہ القزوینی م ۲۷۵ھ

(۹) امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ...... مستدرک حاکم کے مصنف، پورا نام محمد بن عبداللہ ابوعبد اللہ الحاکم النیسابوری م ۴۰۵ھ

(۱۰) ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ...... مشہور محدث، نامور مورخ، سیرت ومغازی وغیرہ کے یگانہ روزگار محقق، جو "طبقات ابن سعد" کے علاوہ اور بھی کئی کتابوں کے مصنف ہیں، ان کا نام محمد بن سعد منیع، کاتب الواقدی ہے۔

(۱۱) ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ...... تقریباً ساٹھ کتابوں کے مصنف ہیں، صحیح ابن حبان، کتاب الثقات، ان کی مشہور تصنیف ہے، مکمل نام محمد بن حبان بن احمد بن حبان

(۱۲) امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ...... عظیم مفسر ومحقق، نام ہے محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح القرطبی ابوعبداللہ م ۶۷۱ھ

(۱۳) ابن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ...... تفسیر ابن جریر اور تاریخ طبری کے مصنف، محمد

بن جریر بن یزید بن خالد الطبری ابو جعفر ۳۱۰ھ

(۱۴) مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ......لقب جلال الدین رومی، نام محمد ہے، مولائے روم سے مشہور ہیں، م ۶۷۲ھ

(۱۵) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ......احیاء العلوم کے مصنف، پورا نام محمد بن محمد غزالی، ان کے ایک بھائی کا نام احمد غزالی تھا۔

(۱۶) امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ......معرفت رجال میں ایسے ماہر تھے کہ حدیث کے سارے راوی گویا ایک میدان میں جمع ہیں اور وہ سب ان کی نگاہوں میں ہیں۔ تاریخ الاسلام، میزان الاعتدال، سیر اعلام النبلاء کے علاوہ کئی بڑی بڑی کتابوں کے مصنف ہیں، پورا نام محمد بن احمد بن عثمان الذھبی م ۷۴۸ھ

(۱۷) صاحب حصن حصین......شمس الدین جزری رحمۃ اللہ علیہ مشہور قاری، دعاؤں و وظائف میں مقبول کتاب ''حصن حصین'' کے مصنف، ان کا نام محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن علی تھا۔

(۱۹) علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ......فتح القدیر کے مصنف، نام: محمد بن عبد الواحد

(۲۰) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ......محمد نام، فخر الدین لقب، ابو عبد اللہ کنیت، دو بیٹوں کا نام بھی محمد۔

(۲۱) علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ......حیاۃ الحیوان کے مصنف: کمال الدین محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ بن علی الدمیری المصری م ۸۰۸ھ

(۲۲) خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ......سلطان المشائخ، مکمل نام ہے محمد بن احمد بن علی م ۷۲۵ھ

(۲۳) علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ......درود شریف کی مقبول و معروف کتاب القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع کے مصنف: امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی م ۹۰۲ھ

یہ شان ہے خدمتگاروں کی سرکار کا عالم کیا ہو گا؟

فقہ حنفی کے سرخیل، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لائق، فائق، ذہین وفطین شاگرد امام محمد بن الحسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی اساتذہ میں سے ہیں، اپنے استاذ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی محبت وعقیدت تھی، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ میں ''کتاب الاصل'' لکھی، یہ کتاب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو زبانی یاد تھی، اسی کو سامنے رکھ کر انہوں نے کتاب الام لکھی۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاصل کو ایک یہودی عالم نے دیکھا، مطالعہ کیا، پھر یہ کہتے ہوئے اسلام قبول کر لیا ھذا کتاب محمد کم الاصغر فکیف کتاب محمد کم الاکبر تمہارے چھوٹے محمد کی کتاب اتنی شاندار وعجیب ہے تو تمہارے بڑے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب کا کیا عالم کیا ہوگا (یعنی قرآن مجید)۔ (بلوغ الامانی۔۶۱)

محبت کی پیاری ادا بن کے آئے	دو عالم کے وہ ناخدا بن کے آئے
جو مالک حقیقی کو بھولے ہوئے تھے	انہی کے تو وہ رہنما بن کے آئے
نہ دکھوں کو جن کے کوئی جانتا تھا	انہی کے دکھوں کی دوا بن کے آئے
ازل سے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے تھے	انہی میں وہ نورِ خدا بن کے آئے
وہ ہمدرد تھے بیکسوں بے بسوں کے	وہی بے نوا کی نوا بن کے آئے
غریبوں یتیموں کو پوچھا تھا کس نے	سبھی کے وہی ہمنوا بن کے آئے
مقدر پہ اپنے تو کر ناز رحمت	وہی تیرے مشکل کشا بن کے آئے

محمد محمد کریندے گزر گئی!

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کئی صاحبزادے تھے، ان میں تین بیٹوں کا نام محمد تھا، محمد الاکبر (محمد بن حنفیہ)، محمد الاوسط، محمد الاصغر۔ (البدایہ والنھایہ ۷/۳۵۵)

☆ ہارون الرشید مشہور بادشاہ گزرے ہیں، ان کی متعدد بیویاں اور باندیاں تھیں، اولاد بھی کثیر ہوئی، ان کے نو بیٹے ایسے ہیں جن کا نام محمد ہے اور ان کے نام یہ

ہیں۔ محمد الاکبر زبیدہ کے بیٹے، محمد ابواسحاق المعتصم، محمد ابوعیسیٰ، محمد ابو یعقوب، محمد ابوالعباس، محمد ابوسلیمان، محمد ابوعلی، محمد ابواحمد، محمد ابوایوب۔

(تاریخ طبری: ج ۵ ص ۴۴ - سیر اعلام النبلاء: ج ۹ ص ۲۹۰)

☆ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سات فرزند تھے اور ہر ایک کے نام میں سابقہ کے طور پر "محمد" تھا، سب کے نام یہ ہیں۔ شیخ محمد فرخ، شیخ محمد عیسیٰ، شیخ محمد اشرف، خواجہ محمد صادق، خواجہ محمد سعید، خواجہ محمد معصوم، خواجہ محمد یحییٰ

(تاریخ دعوت و عزیمت ۴/۱۸۲)

میں تعریفِ شاہِ اُمم لکھ رہا ہوں	یہ ہے ٹھیک میں کم سے کم لکھ رہا ہوں
گنہ گار اُمت کو بخشائیں آقا	وہ رکھیں گے سب کا بھرم لکھ رہا ہوں
جہاں فیض ان کا ہی جاری ہے ہر دم	وہ کرتے ہیں سب پر کرم لکھ رہا ہوں
جھکاتے ہیں قدسی جہاں پر جبینیں	وہیں پر میں سر اپنا خم لکھ رہا ہوں
جہاں عرشی فرشی نہ پہنچے تھے اب تک	وہاں پہنچے ان کے قدم لکھ رہا ہوں
بھلا شان آقا کی رحمت لکھے کیا	میں کوثر سے لے کر قلم لکھ رہا ہوں

پندرھویں پشت ہے سرکار کی گدائی میں

ایسے اشخاص تو بہت ہیں جن کے سلسلہ نسب میں تین، چار، پانچ پشتوں تک مسلسل اسم محمد (ﷺ) ہے، لیکن ذیل التقیید میں ایک خوش بخت وعجیب راوی مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا بھی ذکر کیا ہے جن کے سلسلہ نسب میں مسلسل سات پشتوں تک کے آباء واجداد کا نام محمد ہے، وہ مبارک سلسلہ نسب یہ ہے، محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد الزھری (رقم الراوی ۵۱۳)

اور اس سے بھی زیادہ عجیب وقابل ذکر ایک اور سلسلہ نسب ہے، عاشق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایمن بن محمد کے بارے میں اعیان الحجاج میں لکھا ہے کہ چودہ پشتون تک ان کے آباء واجداد کا نام محمد بیان کیا جاتا ہے، بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد

بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد......

یہ پہلے ہجو و مذمت میں اشعار کہا کرتے تھے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں نعتیں کہنے کا عزم کرلیا، ایک دفعہ مدینہ منورہ سے کسی اور جگہ منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوالبرکات تم ہماری جدائی کیسے برداشت کرلوگے؟ چنانچہ پھر مرتے دم تک مدینہ میں رہے، اپنا نام عاشق النبی (ﷺ) رکھ لیا تھا، ایک بار خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے محبت وعشق سے لبریز یہ شعر پڑھا۔

لولاك لم ادری الهوی　　لولاك لم ادر الطریق

ترجمہ: آپ نہ ہوتے تو مجھے پتہ ہی نہ چلتا کہ محبت وعشق کیا چیز ہے، آپ نہ ہوتے تو مجھے راستہ ہی معلوم نہ ہوتا۔ ۳۴ے ھ میں انتقال ہوا۔

(اعیان الحجاج ۴۳۱)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ البدایہ والنہایہ میں ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں،
وكان يذكر ان اسمه محمد بن محمد الى سبع عشر نفسا كلهم اسمه محمد (البدایۃ والنہایۃ: ۱۴/ ۴۸۹) بتایا جاتا ہے کہ ان کا نام (سلسلہ نسب) محمد بن محمد بن محمد بن محمد...... (۱۷) سترہ آباؤ اجداد تک ایسا ہے کہ سب کا نام محمد ہے۔

☆ تین چچازاد بھائی ایسے ہیں، جو سب ایک زمانے میں تھے، بہت اونچے اور اشرف خاندان سے تعلق تھا، سید و سردار تھے، تینوں کا نام علی تھا اور تینوں میں سے ہر ایک کے بیٹے کا نام محمد تھا۔ علی بن عبداللہ بن عباس، بیٹے کا نام محمد...... علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب، بیٹے کا نام محمد...... علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب، بیٹے کا نام محمد......۔

قال الجاحظ وهذا من غرائب ما يتفق في العالم فان هذا امر لم يشار كهم فيه احد ۔ جاحظ نے کہا: یہ ایسا عجیب اتفاق ہے جو دنیا میں ناممکن ہے

کیونکہ ان کے ساتھ اس عجیب معاملے میں کوئی شریک نہیں۔

(صبح الاعشی فی صناعۃ الانشاء ۱/ ۵۰۷)

میرے دل میں عشق محمد' مجھ کو دنیا کی چاہت نہیں ہے
میری دنیا ہے عشق محمد' مجھ کو دوزخ کا کھٹکا نہیں ہے

ہاں! عشق کی دنیا کا دستور نرالا ہے

دنیائے عشق کا اپنا ہی دستور ہے' عاشق کو اپنے محبوب کے نام کے سوا کچھ نہیں دکھائی دیتا، وہ ذکر محبوب میں جو مزہ پاتا ہے دنیا کی کوئی شے اس کی جگہ نہیں لے سکتی۔ احادیث کے راویوں کے احوال پر محمد بن احمد الفاسی المکی ابوالطیب رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۳۲) نے ''ذیل التقیید فی رواۃ السنن والمسانید'' کے نام سے کتاب لکھی ہے، اس کتاب کو انہوں نے حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا ہے، یعنی سب سے پہلے الف سے شروع ہونے والے راویوں کا تعارف ہے، لیکن محمد واحمد نام والے راویوں کو انہوں نے خلاف ترتیب باب الالف سے بھی پہلے رکھا ہے، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی تعظیم کی وجہ سے، ایسے رواۃ کی کل تعداد ۸۰۶ ہے، جن میں سے ۵۷۰ محمد اور ۲۳۶ احمد نام والے راوی ہیں اور یہی انداز ہے مصنف ''التقیید'' محمد بن عبد الغنی البغدادی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۲۹) کا۔

اسی طرح محدث کبیر شیخ ابوبکر احمد بن ابراہیم بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۷۱) نے اپنے حدیث کے شیوخ کے احوال پر کتاب لکھی ہے، اور سب سے پہلے ان شیوخ کے احوال بیان کیے جن کا نام ''احمد'' ہے اس کے بعد ''محمد'' نام والے اساتذہ کے احوال لکھے (کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے احمد ہیں پھر محمد)۔

ان تمام مصنفین نے عشق کے اس میدان میں شاید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کی ہے کیونکہ قافلہ محدثین کے قائد وسالار امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''التاریخ الکبیر'' میں یہی انداز اپنایا ہے۔

آپ ہیں بے شک سیّد عالم صلی اللہ علیک وسلم
رب جہاں کے نائب اعظم صلی اللہ علیک وسلم

مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دل رُبا کے واسطے

سمر قند و بخارا...... یہ وہ خطہ ہے کہ اگر یوں کہا جائے عربوں کے بعد قوم رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس خطے کے اکابر کے احسانات کا وزن سب سے زیادہ ہے تو مبالغہ نہ ہوگا...... یہ وہ خطہ ہے جہاں امام بخاری کا بخارا ہے...... جہاں امام ترمذی کا شہر ''ترمذ'' واقع ہے...... جہاں فقیہ ابواللیث سمرقندی کا شہر ''سمرقند'' ہے...... جہاں تفسیر بیضاوی کے مصنف کا شہر ''بیضائی'' ہے...... جہاں ہدایہ کے مصنف کا ''مرغینان'' ہے...... اسی طرح خطے میں ایک ایسا عجیب، پرنور، اور مبارک قبرستان ہے جس کا نام ہے ''تربیت المحدین: محمدی قبرستان'' اِس قبرستان میں اپنے وقت کے چار سو (۴۰۰) نامور مشہور محدثین ومفسرین آسودہ خاک ہیں اور مزے کی بات یہ ہے اُن چار سو محدثین ومفسرین، صاحب تصنیف وافتاء، اہل علم میں سے ہر ایک کا نام ''محمد'' تھا۔

اور یہ قبرستان بنا ہی ''محمد'' والوں کے لئے ہے، صرف انہی اموات کو دفن کیا جاتا کیا جاتا ہے جن کا نام محمد ہو۔ چنانچہ ۵۹۳ھ میں صاحب ہدایہ شیخ الاسلام برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو انہیں اس قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہ دی گئی کیونکہ ان کے نام میں ''محمد'' کا لفظ نہ تھا، انہیں قبرستان کے باہر دفن کیا گیا۔ (کرنیں: ۲۴۲)

آپ کی صورت حق کی صورت دافع ظلمت قاسم راحت
سیرت ہے فرقانِ معظم صلی اللہ علیک وسلم

محمد کے جلوے بہر سُو ہیں چھائے ﷺ

اگر کوئی شخص بعد نماز جمعہ پاکی اور نظافت کی حالت میں ایک کاغذ پر محمد رسول اللہ احمد رسول اللہ (۳۵) مرتبہ لکھ کر اپنے پاس رکھے تو اسے اللہ تعالیٰ عبادت میں چستی اور ہر قسم کی برکت عطا فرمائے گا، مزید شیطانی خطرات اور اس کے اثرات سے محفوظ رہے گا۔

(حیات الحیوان مترجم ۱/۱۵۸) اگر اس پرچہ کو روزانہ طلوع آفتاب کے وقت درود شریف پڑھتے ہوئے غور سے دیکھتا رہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں کثرت سے ہوا کرے۔ (فضائل درود شریف)

☆ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے، تو عرش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لیا اور بزبان حال کہنے لگا...... اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اللہ تعالیٰ نے) مجھے پیدا کیا تو میں اس کے جلال کی ہیبت سے تھرانے لگا، میرے پایہ پر لا الٰہ الا اللہ لکھ دیا اس کے نام کی ہیبت سے میں اور زیادہ تھرانے لگا، جب محمد رسول اللہ لکھا اس وقت میری بے چینی کو سکون ہوا اور میرا دل ٹھہرا، یہ مجھ پر آپ کے نام کی برکت ہوئی، پھر جب آپ کی نگاہ با جمال مجھ پر پڑے گی تو کیا کیفیت ہوگی۔ (نزھۃ المجالس ۲/۶۸۷)

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کبھی کبھی بڑے عجیب ہوتے تھے، ایک بار موتیوں کی ایک ڈبیہ ہاتھ آئی، سب کو موتیوں کی تقسیم مشکل تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا بہترین مصرف تلاش کر لیا، اور صحابہ سے فرمایا: اگر تم سب کی اجازت ہو تو میں یہ ڈبیہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھیج دوں، وجہ یہ بتلائی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھیں...... کون اجازت نہ دیتا؟ چنانچہ وہ ڈبیہ کائنات کی عظیم خاتون سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچی۔

☆ اسی طرح ایک بار کچھ کپڑوں کے جوڑے کہیں سے آئے، ان کی تقسیم کے لئے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عجیب انتخاب کیا، فرمایا محمد نام والوں کو بلاؤ، (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی تعظیم کی وجہ سے) چنانچہ محمد بن ابی بکر، محمد بن جعفر، محمد بن طلحہ، محمد بن عمرو بن حزم، محمد بن حاطب، محمد بن خطاب۔ سب حاضر خدمت ہوئے۔ (بہرہ مند ہوئے) (الاصابۃ فی ذکر محمد بن خطاب)

☆ نسفی نے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ایک یہودی کو اپنے لئے انگوٹھی بنانے کا حکم دیا اور فرمایا اس پر لا الٰہ الا اللہ نقش کر دو، جب وہ بنا کر لایا

تو اس پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا نظر آیا، اتنے میں جبریل امین آئے اور کہنے لگے کہ خدا تعالیٰ نے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ نے وہ نام لکھوایا تھا جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھا اور میں نے وہ نام لکھوادیا جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

(نزہۃ المجالس ۲/۱۷۲)

جن طرح ملتے ہیں لب نام محمد ﷺ کے سبب
کاش ہم مل جائیں سب محمد ﷺ کے سبب
تھا کہاں پہلے ہمیں حفظِ مراتب کا لحاظ
ہم نے سیکھا ہے ادب نام محمد ﷺ کے سبب

دوزخ کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی

نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات صرف دنیا تک محدود نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی ہر جگہ لاج رکھتا ہے، دنیا کی دشوار گزار گھاٹیوں میں، میدان جنگ میں مصیبت وغم میں، قبر میں، منکر نکیر کے سوالات کے وقت، محشر میں، حتی کہ دوزخ کی سلگتی ہوئی آگ میں...... اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات سے کس کو انکار ہے۔ لکھا ہے کہ!!

کچھ حفاظ اپنے اعمال کی پاداش میں جہنم کے اندر چلے جائیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھلا دے گا، پھر (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) جبریل امین آ کر انہیں بھولا ہوا ''نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' یاد دلائیں گے، اب جیسے ہی ان کے ذہن و دماغ میں یہ نام آئے گا اور زبان پر جاری ہوگا، جہنم کی آگ ان پر سرد پڑھ جائے گی اور انہیں دوزخ سے رہائی مل جائے گی۔ (مطالع المسرات۔ ۸۳)

☆ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک یہودی تورات میں دیکھ رہا تھا، اس نے چار مقامات پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک دیکھا تو اسے چھیل ڈالا، دوسرے روز جب دیکھا تو یہ اسم مبارک آٹھ (۸) مقامات پر لکھا ہوا تھا، یہودی نے ... بھی چھیل

ڈالا تو تیسرے روز بارہ (۱۲) مقامات پر لکھا ہوا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہودی شام سے مدینہ روانہ ہوا، مدینہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس دکھائیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے لباس رسول صلی اللہ علیہ وسلم دکھایا، اس نے سونگھا، پھر روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا، ایمان لایا اور کہنے لگا: اے اللہ! اگر تو نے میرا اسلام قبول کر لیا تو جلدی میری روح قبض کر لے۔ چنانچہ وہ اسی وقت گر پڑا اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے غسل وغیرہ دے کر بقیع میں دفن کر دیا۔ (نزھۃ المجالس ۲/۱۷۲)

آپ کی ذات ہے صاحبِ قرآں — آپ کی الفت حاصلِ ایماں
آپ کے خادم سب بنی آدم — صلی اللہ علیک وسلم

احترام اسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

حدیبیہ کے واقعہ میں صلح ہوئی، مکہ والوں کی طرف سے نمائندگی کرنے کے لئے سہیل آیا، صلح نامہ کی تحریر لکھنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھا ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' سہیل نے اعتراض کیا کہ عرب کے قدیم طریقے کے مطابق ''باسمك اللهم'' لکھا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمایا۔ اس کے بعد الفاظ تھے، هذا ما قاضى عليه محمد رسول الله یعنی وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم کیا، سہیل اس پر بھی بگڑ گیا اور کہا ''اگر ہم آپ کو پیغمبر ہی تسلیم کرتے تو جھگڑا کیا تھا، آپ صرف اپنا اور اپنے والد کا نام لکھوائیں''، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''گو تم تکذیب کرتے ہو، لیکن خدا کی قسم! میں خدا کا پیغمبر ہوں'' ایک جگہ الفاظ ہیں: انا محمد رسول الله، انا محمد بن عبد اللہ۔ یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اچھا خالی میرا نام لکھو اور ''رسول اللہ'' مٹا دو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ کون فرمان گزار ہوسکتا تھا، لیکن عالمِ محبت میں ایسے مقام بھی پیش آ جاتے ہیں جہاں بظاہر فرمانبرداری سے انکار کرنا پڑتا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ مٹاؤں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا مجھے دکھاؤ میرا نام کہاں ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس جگہ پر انگلی رکھ دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''رسول اللہ'' مٹا دیا۔ (سیرت النبی جلد اول ص ۲۶۴)

آپ کی شان لولاک لما ہے ۔۔۔ نورِ خدا ہے شاہِ ہدیٰ ہے
آپ نبوت کے ہیں خاتم ۔۔۔ صلی اللہ علیک وسلم
آپ ہی ہیں اسلام کے بانی ۔۔۔ کوئی نہیں ہے آپ کا ثانی
ذات خدا کے آپ ہیں محرم ۔۔۔ صلی اللہ علیک وسلم

وہ جو اس در کا ہوا اللہ اس کا ہوگیا

محمد بن جعفر کا بیان ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں بازار گیا، گھر کے لئے سامان خریدا، پھر میں نے سامان گھر تک پہنچانے کے لئے ایک مزدور تلاش کیا، میں نے اس سے پوچھا: ''آپ کا نام کیا ہے؟'' اس نے کہا: ''محمد!'' میں نے سامان گھر تک پہنچانے کا کرایہ دانق (ایک قدیم چاندی کا سکہ) مقرر کیا۔ جب ہم اپنی منزل پہ پہنچے تو میں نے اس سے کہا تمہارے ساتھ کرایہ تو ایک دانق طے ہوا، لیکن یہ دو دانق لے لو، ایک دانق تمہاری مزدوری ہے اور دوسرا دانق تمہارے نام ''محمد'' کی وجہ سے (اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے) (فضائل التسمیۃ، احمد ومحمد للامام ابی عبداللہ حسین بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ)

جب گرے کوئی نہ آیا تھامنے ۔۔۔ آبرو رکھ لی نبی کے نام نے ﷺ

وزیر نظام الملک...... علم دوست بادشاہ، نیک اور صالح انسان تھے، اذان سنتے ہی اپنے سارے کام چھوڑ دیتے، حدیث سننے کا بھی بڑا شوق تھا، بادشاہ کے خدام میں ایک نوجوان تھے جن کا نام ''محمد'' تھا، بادشاہ جب موڈ میں ہوتے، خوش ہوتے تو اسے اسی نام سے پکارتے اور اگر کبھی اس سے کوئی غلطی ہوجاتی اور یہ اس سے ناراض ہوتے تو ا[illegible] نام

سے نہ پکارتے بلکہ کہتے ''ارے لڑکے! یہ کام کرو'' ایک دن اسی طرح بادشاہ نے اسے اس کے نام ''محمد'' سے نہ پکارا، یہ جوان پریشان ہوا کہ مجھ سے کون سی غلطی ہوگئی، اس نے بہت سوچا لیکن اسے اپنی غلطی یاد نہ آئی جو ناراضگی کا سبب ہوتی، آخر اس نے بادشاہ سے پوچھا: آقا! مجھ سے کون سی غلطی ہوئی کہ آپ نے مجھے نام لے کر نہ پکارا، بادشاہ نے کہا: بیٹا! آپ سے کوئی غلطی نہیں ہوئی بلکہ معاملہ یہ ہے کہ میں نے جب آپ کو پکارا تو اس وقت میں جنابت کی حالت میں تھا، مجھے اچھا نہ لگا کہ میری زبان پر اس حالت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے۔ (التدوین فی اخبار القزوین للرافعی رحمۃ اللہ علیہ)

ہے آپ مہِ دربارِ الٰہی — شام ابد تک آپ کی شاہی
سب سے اونچا آپ کا پرچم — صلی اللہ علیک وسلم

سلطان محمود غزنوی اور احترام اسم محمد ﷺ

کتاب کے آغاز میں بحوالہ تفسیر روح البیان سلطان محمد غزنوی کا ایک واقعہ احترام اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے گذر چکا ہے اب دوسرا بھی پڑھ لیں بات دراصل یہ ہے کہ

سلطان محمود پر اپنے تقویٰ اور کسر نفسی کی وجہ سے حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا غلبہ رہا، وہ اپنی زبان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک لانے میں حد درجہ احترام کرتا، اس کے ایک ندیم خاص کا نام محمد تھا، وہ اُس کو ہمیشہ اس نام سے پکارتا تھا، ایک روز اس نے اسے ''تاج الدین'' کہہ کر پکارا، وہ آیا اور شاہی حکم کی تعمیل کر کے گھر گیا، تو تین دن تک سلطان کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔

سلطان نے اس کو گھر سے بلا بھیجا اور اس سے غیر حاضری کا سبب دریافت کیا، تو اس نے عرض کیا! آقا مجھے ہمیشہ محمد کے نام سے پکارا کرتے تھے اُس روز خلاف عادت مجھے تاج الدین کے نام سے پکارا گیا تو میں سمجھا کہ مجھ سے کوئی بدگمانی ہوگئی ہے اس لئے میں نے اپنی صورت نہیں دکھائی اور یہ تین روز بڑی بے چینی اور بے قراری سے

گزارے، سلطان نے اس کو یہ کہہ کر اطمینان دلایا کہ میں تم سے بدگمان نہیں ہوا ہوں لیکن جب میں نے تمہیں تاج الدین کہہ کر پکارا تھا تو اس وقت میں باوضو نہ تھا، مجھے شرم آئی کہ محمد (ﷺ) کا نام بے وضو لوں۔ (تاریخ فرشتہ بحوالہ ندائے منبر ومحراب)

آپ کا پایہ کس نے پایا سارے جہاں پر آپ کا سایہ
آپ ہیں ساقی کوثر زمزم صلی اللہ علیک وسلم

وہ جو اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا

دوسرے بادشاہوں کی طرح شاہِ کسریٰ کی طرف بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت توحید کا خط لکھا، جس میں بسم اللہ کے بعد الفاظ یوں تھے: من محمد رسول اللہ الی کسری وعظیم فارس، کسریٰ نے جب یہ دیکھا تو آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ محمد نے اپنے نام کو میرے نام سے پہلے کیوں لکھا...... میرا نام اپنے نام کے بعد کیوں لکھا......اور پھر اسی شاہانہ غرور میں آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب گرامی کو چاک چاک کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو فرمایا: اللھم مذقہ کل ممزق اے اللہ! تو بھی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے، چنانچہ یہ حکومت جو صدیوں سے نہایت شان وشوکت کے ساتھ چلی آ رہی تھی بالکل پامال ہو گئی، اور اس وقت سے اب تک مجوسیوں کی کوئی حکومت دنیا میں کہیں قائم نہ ہو سکی۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین سو معجزات)

ایک تاجر کی زبان سے

محمد بن عمارہ کہتے ہیں کہ میں شام میں تجارت کے سلسلے میں آیا، ایک آدمی نے مجھ سے پوچھا: کہاں کے ہو؟ میں نے کہا مدینہ منورہ سے، اس نے کہا: خبیث شہر ہے، میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام طیبہ (پاکیزہ) رکھا ہے اور تو اسے خبیث شہر کہتا ہے، اس شخص نے کہا کہ میرے ساتھ وہاں ایک واقعہ رونما ہوا۔

جب لوگ واقعہ حرہ (مدینہ کی تاریخ کا سب سے زیادہ پُرآشوب، غمناک، جانکاہ دلدوز اور روح فرسا وروح سوز سانحہ: حضرات انصار، مہاجرین اور تابعین رضی اللہ عنہم کے علاوہ ایک ہزار سات سو رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی مدینہ منورہ کے باشندوں کو تہ تیغ کیا گیا ہزاروں بے گناہ شہید کیے گئے) کے لئے تیاری کر رہے تھے، تو میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک محمد نام والے شخص کو قتل کرتا ہوں جس کی وجہ سے جہنم میں ڈالا جاتا ہوں، پس لوگ لڑائی کے لئے نکلے، میں نے جان چھڑانے کی بہت کوشش کی لیکن اس بات کو قبول نہ کیا گیا، اور مجھے حکومتی فرمان کے مطابق زبردستی ساتھ لے لیا گیا، میں وہاں جا کر لڑائی سے بالکل الگ تھلگ رہا، یہاں تک کہ لڑائی ختم ہوگئی، لڑائی کے بعد زخمیوں میں سے ایک کے قریب سے گزرا، اس میں زندگی کے کچھ سانس باقی تھے، اس نے مجھے قریب آتا دیکھ کر کہا "تنح یا کلب" (ارے کتے! مجھ سے دور رہ) مجھے اس کی بات سن کر بڑا غصہ آیا، طیش میں آ کر میں نے اسے قتل کر دیا۔

پھر اچانک مجھے اپنا خواب یاد آیا، مجھے بہت پریشانی ہوئی، دل میں کہنے لگا، کہیں یہ وہی خواب والے محمد نام والے شخص تو نہ تھے؟ پس میں نے مدینہ شہر سے ایک شخص کو اپنے ساتھ لیا تا کہ وہ بتائے کہ یہ مقتول شخص کون ہیں؟ اس نے اس مقتول کو دیکھتے ہی چلا کر کہا "انا للہ: لا یدخل قاتل ھذا الجنة" انا للہ، اسے قتل کرنے والا جنت میں نہ جائے گا، میں نے گھبرا کر پوچھا: یہ کون ہیں؟ مدینہ والے شخص نے بتایا کہ "یہ محمد بن عمرو بن حزم ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اس کا نام محمد اور کنیت ابوعبدالملک رکھی" میرے تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی، میں اس محمد نام والے شہید کے گھر والوں کے پاس آیا، میں نے کہا: میں قاتل ہوں، مجھے قتل کر دو، انہوں نے انکار کر دیا، میں نے کہا چلو اس کی دیت لے لو، انہوں نے اس بات کو بھی قبول نہ کیا۔ (راوی کہتے ہیں) پس وہ شامی غصے سے مرا جا رہا تھا۔

(الکامل لابن الاثیر ص ۵۶۴ ج ۳)

ایسے ہی سعادت مند مسلمانوں کے لئے اسمِ "محمد" دنیا کی زندگی میں بھی اور اُخروی زندگی میں بھی دونوں جہان میں فیض رساں رحمت فشاں حاجت روا اور مشکل کشا ہے ہر مصیبت میں کام آنے والا اور بگڑے کام بنانی والا ہے۔

اے صلِ علیٰ نام ہے کیا نامِ محمد گرتوں کو بھی لیتا ہے بچا نام محمد

ایک بنیادی بات

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ حقیقتاً ہر حمد کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی پہلی آیت ہے۔ الحمد للہ رب العالمین

سب خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے جو مالک سارے جہانوں کا۔

من کل الوجوہ حمد و ثنا کے لائق صرف اسی کی ذات ہے اس کے سوا کوئی حمد و ثنا کا مستحق نہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا فللّٰہ الحمد رب السموت ورب الارض رب العالمین (پ۲۵ ع۲۰) پس حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو پروردگار آسمانوں کا اور پروردگار زمین کا پروردگار سارے جہان کا اور ایک اور مقام پر فرمایا او ھو اللہ لا الٰہ الا ھو لہ الحمد فی الاولی والاخرۃ ولہ الحکم والیہ ترجعون (پ۲۰ ع۱۰) اور وہی ہے اللہ کہ کوئی خدا نہیں اس کے سوا اسی کی تعریف ہے دنیا اور آخرت میں اور اسی کا حکم ہے (اسی کی قضاء ہر چیز میں نافذ و جاری ہے) اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے"۔

ساری مخلوق کی تمام حمد رب العالمین کے لئے ہے ساری کائنات علوی و سفلی اللہ تعالیٰ کی حامد و حماد ہے کہ وہی الٰہ رب رحمٰن ہادی خالق مالک الملک مالک یوم الدین منعم و منتقم عادل ہے مستعان ہے تمام صفاتِ حسنہ کا وہی موصوف و مالک ہے، حمد اپنے تمام اصول و فروع اور جز و کل، حقیقت و مجاز کے ساتھ ربّ العالمین کے لئے [illegible] ہے۔ اس کے سوا کوئی حمد کا سزاوار نہیں لہٰذا حقیقتاً ہمیشہ ہمیشہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے "اللہ" محمود ہے "محمد" ہے یسبح للہ ما فی السموت [illegible]

ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر (پ۲۸ع۱۵)''اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اسی کا ملک ہے اور اسی کی تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے''۔ اپنے ملک میں متصرف ہے جو چاہتا ہے جیسا چاہتا ہے کرتا ہے نہ کوئی شریک ہے نہ ساجھی سب نعمتیں اسی کی ہیں۔ الوہیت، معبودیت، ربوبیت، رحمانیت، حقیقت، مالکیت، منعمیت، قہاریت اور عدالت منتقمانہ صفات کی سوائے اللہ کے کسی اور کی طرف نسبت شرک ہے جس کی ہرگز معافی نہیں ہوسکتی۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرك بہ ویغفر مادون ذالك لمن یشآء ومن یشرك باللہ فقد ضل ضلالاً بعیداً (پ۵ع۱۵)''اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے، اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا'' اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں وحدہ لاشریک لہ ہے۔ اپنی صفات میں منفرد ہے، متوحد ہے لہٰذا حمد بھی اپنی تمام شانوں کے ساتھ اسی کی ذات کے لئے خاص ہے تو ثابت ہوا کہ حقیقتاً حمد کا مستحق رب العالمین ہی ہے۔

حضور ﷺ کس معنیٰ میں محمد ہیں (ﷺ)

جب کہ یہ حقیقت ثابتہ ہے کہ حقیقتاً حمد کا مستحق اللہ رب العالمین ہے اور ساری مخلوق کی تمام حمد اسی الٰہ العالمین کے لئے ہے جو خلاقِ عالم ہے۔ تمام صفات حسنہ کا ہمیشہ سے ہمیشہ کے لئے بالذات مستقلاً موصوف ہے' تو پھر سوچنے کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے محبوب ومحبّ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''محمد'' کہا۔ ''محمد رسول اللہ'' بذریعہ خواب والہام، ان کے والدین سے آپ کا نام ''محمد'' رکھوایا اور کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ایمان کی بنیاد قرار دے کر اس کا پڑھنا فرض عین ٹھہرایا' تو کیا اس کا مفہوم یہ نہ ہوگا کہ حضور صفاتِ حسنہ مذکورہ بالا سے متصف ہیں لہٰذا نتیجہ کے طور پر آپ بھی سزا وار حمد ٹھہرے اور آپ کی محمودیت اس کمال کو پہنچی کہ اللہ جل وعلا نے بہ صیغہ مبالغہ آپ کو قابل حمد نہیں بلکہ حمد سے متصف فرمایا۔ کیا آپ بھی ہادی ہیں؟ رحمت ورأفت سے

متصف ہیں؟ مستعان ہیں؟ منعم ہیں؟ مالک الملک ہیں؟ عدالت منتقمانہ کے حامل ہیں؟ وغیرہ وغیرہ

اگر ان صفات کی ''نسبت'' اللہ کے لئے خاص ہے اور دوسروں کی طرف ان صفات کی نسبت حرام وشرک ہے تو حضور ﷺ کا نام ''محمد'' رکھنا بنیادی غلطی ہے اور اگر ان صفات کی نسبت اللہ کے سوا اور کسی طرف بھی جائز ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے لئے حمد کا خصوصی استحقاق قائم نہیں رہتا۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین عینیت وحلول کا تصور بھی کفر وشرک ہے اور غیریت کے تصور سے مذکورہ بالا خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، جو خلافِ توحید ہیں اور کفر وشرک تک لے جاتی ہیں۔

تو لامحالہ یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نہ تو عین ہیں اور نہ بے تعلق ہیں اور اس کے معنی اہلِ سنت وجماعت کے متفقہ عقیدے کے مطابق یہی ہو سکتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ذات، صفاتِ الٰہیہ کی مظہر اتم ہے۔ چونکہ آپ اللہ تعالیٰ سے بے تعلق نہیں ہیں اس لئے آپ محمد ہیں۔ یعنی ساری حمد سے متصف ہیں اور اللہ کی طرف سے آپ حمد کے سزاوار اور مستحق ہیں۔ اسی طرح ''لاعین'' کی جہت میں آپ حامد ہیں، حماد ہیں احمد ہیں۔ محمد کی حیثیت سے آپ اللہ کی ذات وصفات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ تمام کائنات سے حمد وصول کر کے ذاتِ احدیت کی طرف منتقل کرتے ہیں اور احمد کی حیثیت سے ساری مخلوقات کی نمائندگی ونیابت فرماتے ہیں۔ یعنی تمام موجودات کے مقابلے میں آپ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والے ہیں۔ آپ سب کی حمد لے کر مقام احمدیت سے اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ آپ محمد کی حیثیت سے خدا کے لئے جانب خلق ''برزخ'' ہیں۔ جہاں ذات کا نزول صفات میں ہوتا ہے اور صفات اللہ آپ کے توسط سے کائنات میں کارفرما ہیں اور اسم ''احمد'' کی حیثیت سے آپ مخلوقات کے لئے خالق کی طرف برزخ ہیں۔ یعنی تمام مخلوق مقامِ احمدیت کی طرف عروج کرتی اور اللہ کی

حمد کرتی ہے۔

برزخ کبریٰ بمعنیٰ وسیلۂ عظمیٰ

اس لئے علمائے حق آپ ﷺ کو ''برزخ کبریٰ'' کہتے ہیں کہ مخلوق میں صفاتِ الٰہی کا ظہور اور احکامِ خدا کا نزول آپ کے توسط سے ہوتا ہے اور مخلوق کی عرض داشتیں آپ کے توسط اور وسیلہ سے خالق تک پہنچتی ہیں۔ آپ نہ خالق سے قریب ہو کر مخلوق سے الگ اور نہ مخلوق میں شامل ہو کر خالق سے بے تعلق ہیں

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا

یاد رہے: برزخ سے مراد یہاں صرف پردہ نہیں ہوگا بلکہ وسیلہ وواسطہ مراد ہوگا۔ اگلے چند صفحات اس وضاحت کے ساتھ پڑھیں گے تو انشاء اللہ آنکھوں میں نور اور دل میں سرور پیدا ہوگا اور ایسا کیوں نہ ہو ذکر اس ذات کا ہے کہ جس کی شان ہے

معدنِ اسرار علام الغیوب　　　برزخ بحرین امکاں و وجوب
(اعلیٰ حضرت)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم الوہیت کے لئے برزخ ہیں۔ کان اللہ ولم یکن معه شیء اللہ تھا اور اس کے سوا کچھ نہ تھا۔ اللہ بطون (پوشیدگی) میں تھا۔ جب اس نے اپنا ظہور چاہا تو اس نے اپنی الوہیت کے اظہار کے لئے حضور ﷺ کو برزخ بنایا۔ حضور ﷺ کو اپنے نور کی تجلی سے جلوہ گر فرمایا اور نور محمدی سے ساری کائنات پیدا فرمائی اللہ نے پہلے اپنی صفات کا مرکز و مظہر حضور ﷺ کو بنایا اور پھر بواسطہ نور محمدی اپنی صفات کو پھیلا کر اشیاء کائنات میں ظہور فرمایا۔ چنانچہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''کنت کنزًا مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق'' ''میں ایک مخفی خزانہ تھا تو میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے خلق کو پیدا کیا۔''

میرا اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم

اللہ رحمٰن ورحیم ہے، صفت رحمت کے ظہور کے لئے حضور ﷺ برزخ ہیں۔ ارشاد باری ہے۔ وما ارسلنك الا رحمة للعالمين (پ ۱۷ آیت ۱۰۷) اور ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لئے۔ اللہ رازق ہے۔ حضور ﷺ اس صفت کے اظہار کے لئے برزخ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما انا قاسم واللہ یعطی۔ اللہ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ اللہ شہید ہے۔ وکفی باللہ شھیدًا اور اللہ کافی ہے گواہ۔ نیز واللہ علی کل شیء شھید۔ (پ ۲۲ آیت ۱۷) اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے ان اللہ کان علی کل شیء شھیدًا (پ ۴ آیت ۳۳) بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔ اس صفت کے اظہار کے لئے حضور ﷺ برزخ ہیں یا ایھا النبی انا ارسلناك شاھدًا (پ ۲۲ آیت ۴۵) اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر۔ اللہ تعالیٰ "منعم" ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس صفت کے اظہار کے لئے برزخ ہیں۔ واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ (پ ۲۲ آیت ۳۷) اور اے محبوب! یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔

☆ اللہ غنی ہے واللہ الغنی وانتم الفقراء (پ ۲۶ آیت ۳۸) اللہ غنی ہے اور تم محتاج ہو۔ اس کے برزخ حضور ہیں۔ ووجدك عائلاً فاغنی (پ ۳۰ آیت ۸) اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔ نیز فرمایا اغناھم اللہ ورسولہ (پ ۱۰ آیت ۷۴) اللہ اور اس کے رسول نے ان کو غنی کر دیا۔

اس کو اشتراک لفظی کہتے ہیں نہ کہ شرک

اللہ "علیم" ہے اس اسم کے حضور برزخ ہیں۔ علمك مالم تکن تعلم۔ (پ ۵ آیت ۱۱۳) اے محبوب! جو کچھ تم نہیں جانتے تھے اس کا تمہیں علم عطا فرما دیا۔ علم الانسان مالم یعلم۔ (پ ۳۰ آیت ۵) اللہ نے آدمی (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو

سکھایا جو نہ جانتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فعلمت ما فی السموات والارض' تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب میں نے جان لیا فتجلی لی کل شیء فعرفت تو میرے لئے ہر چیز ظاہر ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔ بعثت معلماً۔ مجھے معلم بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔ اللہ ''ھادی'' ہے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ (س ۲۴ آیت ۴۶) اور اللہ جسے چاہے صراط مستقیم کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اسم الٰہی کے برزخ ہیں۔ انک لتھدی الیٰ صراط مستقیم۔ (س ۴۲ آیت ۵۲) اے محبوب! بے شک آپ صراط مستقیم کی طرف ہدایت فرماتے ہیں۔ اللہ مالک یوم الدین ہے۔ حضور ﷺ نائب مالک یوم الدین ہیں۔ قیامت کے دن مخلوق کے فیصلے حضور ﷺ کی شفاعت پر مبنی ہیں۔ جس مستحق جہنم کی شفاعت حضور ﷺ فرمادیں گے وہ بھی جنتی بن جائے گا اور جس کی شفاعت حضور نہ فرمائیں وہ جہنمی۔

☆ اللہ ''متکلم'' ہے۔ حضور ﷺ اس صفت کے برزخ ہیں اللہ کے کلام قدیم کا ظہور زبان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا اللہ برزخ محمدی سے متکلم ہے۔ اللہ نور السموات والارض (س ۲۴ آیت ۳۵) ہے۔ حضور برزخ ہیں۔ قد جاء کم من اللہ نور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا من نور اللہ والخلق کلھم من نوری میں اللہ کے نور سے ہوں اور جملہ مخلوق میرے نور سے ہے۔

دو کریموں میں گناہ گار کی بن آئی ہے

اللہ تعالیٰ حی ہے محی ہے برزخ حضور ﷺ ہیں...... یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تم کو اس چیز کے لئے بلائیں جو تم کو زندگی بخشے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پکارنا اللہ تعالیٰ کا پکارنا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کو بلاواسطہ نہیں پکارتا' تو لامحالہ رسول ہی پکاریں گے اس لئے واحد کے صیغہ سے ''اذا دعاکم''

فرمایا۔ جب تم کو اللہ کا رسول پکارے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مردوں کو بھی زندہ کیا ہے۔ مردہ دلوں کو بھی زندگی بخشی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دو مردہ لڑکوں کو زندہ فرمایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دعوت میں تشریف لے گئے۔ بکری ذبح کی گئی فرمایا۔ گوشت تو آپ لوگ کھالو مگر ہڈی نہ توڑنا۔ کھانا کھا چکنے کے بعد بکری کی ہڈیوں کو جمع فرما کر دعا کی وہ بکری دوبارہ زندہ ہوگئی۔ (مدارج النبوۃ فصل المعجزات) حضور ﷺ نے جانوروں کو، انسانوں کو۔ پتھروں کو لکڑیوں کو جان بخشی ہے۔ کنکروں کو جان بخش کر کلمہ پڑھوالیا۔ کھجور کا بے جان ستون حضور ﷺ کے فراق میں نالہ وبکا کرنے لگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف مردہ انسانوں کو زندہ کیا مگر حضور نے ان بے جان چیزوں میں بھی جان بخش دی۔ حضور ﷺ کے ذریعہ مخلوق کو حیات ملی۔ مردہ اقوام کو زندگی ملی۔ صلی اللہ علیہ وسلم

☆ اللہ "قدیر" ہے حضور ﷺ برزخ ہے۔ غروب شدہ آفتاب لوٹا دیا۔ چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ بابرکت انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا دیئے۔ حضور ﷺ کے حکم سے پتھر پانی پر تیرتے ہوئے حاضر خدمت ہو گئے۔ آپ کے حکم سے درخت زمین کو چیرتے ہوئے چلتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اور توحید و رسالت کی گواہی دی۔ الغرض کائنات کی ہر شئے پر آپ کو حکومت و قدرت حاصل ہے۔

اللہ کی صفات کی جلوہ گاہ ذات مصطفیٰ ﷺ

اللہ "مطاع" ہے حضور ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (سورت ۴ آیت ۸۰) جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے بے شک اللہ کی اطاعت کی۔ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول۔ (س ۵ آیت ۹۲) اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ اللہ کا حکم رسول ہی کے ذریعہ ملتا ہے لہٰذا رسول کا حکم ماننا اللہ کا حکم ماننا ہوا۔ احکام حلال و حرام اور قوانین کا نفاذ اللہ تعالیٰ کے اختیار و اقتدار میں ہے۔ برزخ حضور ﷺ ہیں۔ یحل لهم الطیبات ویحرم علیهم الخبائث۔ (س ۷ آیت ۵۷)

(میرا محبوب رسول) ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا' تبارك الذی بیده الملك وهو علیٰ کل شیء قدیر (س ۶۷ آیت ۱) بڑی برکت والا ہے وہ جس کے قبضہ میں سارا ملک ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ حضور ﷺ برزخ ہیں۔ ان الذین یبایعونك انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیهم (س ۴۸ آیت ۱۰) وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ اللہ کے ہاتھ میں سارا ملک (حکومت) اور ہر چیز پر قدرت واختیار ہے۔ برزخ ہونے کی حیثیت سے حضور ﷺ کا حکم وتصرف تمام کائنات میں جاری وساری ہے۔ ساری مخلوق ''عیال اللہ وعباد اللہ'' ہے، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ورحمت سے فیض یاب ہے۔ برزخ حضور ﷺ ہیں:

خدا ملتا ہے اس کو جو بنے بندہ محمد ﷺ کا

قل یا عبادی الذی اسرفوا علیٰ انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله (س ۳۹ آیت ۵۳) تم فرماؤ! کہ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو'' عبد بمعنی، عابد بھی آتا ہے اور بمعنی غلام وخادم بھی۔ آیت مبارکہ میں یا عبادی سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بندے ہیں۔ بمعنی غلام وخادم۔ مثنوی شریف میں عاف باللہ مولانا رومی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں ؎

بندۂ خود خواند احمد در رشاد　　جملہ عالم را بخواں قل یا عباد

اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

یا عبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے　　اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا؟

خدا کے سب ہیں بندے پر خدا ملتا نہیں ان کو
خدا ملتا ہے اس کو جو بنے بندہ محمد کا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم

و ما ارسلناك الا رحمة للعالمین اور ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر، اللہ کی رحمت، حضور ﷺ ہیں اللہ کی رحمت سے ساری مخلوق فیضیاب۔ ثابت ہوا کہ حضور ﷺ سے ساری خلق فیضیاب ہے جس سے ناامید نہ ہونے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ جب بھی ایمان لا کر بارگاہِ محمدی میں سرِ تسلیم خم کیا جائے، درِ رحمت وا ہے، کشادہ ہے۔ صلی اللہ علی النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم صلوة وسلاماً علیك یا رسول اللہ صلوة وسلاما علیك یا حبیب اللہ

رأفت ورحمت مصطفی ﷺ

اللہ تعالیٰ ''الرؤف الرحیم'' ہے۔ برزخ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ''وبالمؤمنین روف رحیم''

مسلمانوں پر کمال مہربان، فرمان برداروں کے ساتھ رؤف اور گنہگاروں کے ساتھ رحیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ''الحق المبین'' ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اسم کے برزخ ہیں۔ یا ایھا الناس قد جآء کم الحق من ربکم اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے حق تشریف لے آیا۔ نیز فرمایا فقد کذبوا بالحق لما جآء ھم بلاشبہ کفار نے حق کو جھٹلایا جب وہ ان میں تشریف لے آئے۔ نیز فرمایا حتیٰ جآء ھم الحق رسول مبین یہاں تک کہ ان کے پاس حق تشریف لے آیا اور یہ رسول ظاہر فرمانے والا۔ نیز فرمایا: انا النذیر المبین و المراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کھلا ڈرانے والا ہوں۔ نذیر و مبین سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

کرم کی اک نظر ہم پر خدارا یا رسول اللہ!

اللہ ''الکریم'' ہے اس کے معنی کثیر الخیر، کثیر الفضل اور کثیر العفو کے ہیں۔ کما قال العلامۃ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور حدیث میں اسماء الٰہی کے ضمن میں ''اکرم'' بھی وارد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس اسم کے برزخ ہیں انہ لقول رسولٌ کریم بے شک یہ قرآن ایک رسولِ کریم کی باتیں ہیں۔ زیادہ معتبر یہ ہے کہ اس سے مراد سرکارِ دو عالم

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نہ کہ جبرئیل علیہ السلام کیونکہ اس کے بعد ارشاد ہے وما ھو بقول شاعر قلیلاً ما تومنون ولا بقول کاھن قلیلاً ما تذکرون اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں (جیسا کہ کفار کہتے ہیں) کتنا کم یقین رکھتے ہو اور نہ کسی کاہن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو؟ توما ھو بقول شاعر اور لا بقول کاھن۔

اس کا واضح قرینہ ہے اس لئے کہ کفار جبرئیل علیہ السلام کو شاعر یا کاہن نہ کہتے تھے لہٰذا متعین ہو گیا کہ ''رسول کریم'' سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں نہ کہ جبرئیل علیہ السلام یہ ارشاد سورۃ ''الحاقۃ'' میں ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ ''الفتاح'' ہے۔ اس کے معنی بندوں کے درمیان حاکم ہونا اور رزق و رحمت کے دروازوں کو کھولنے والے کے ہیں اور مخلوق پر کارہائے بستہ کو کھولنے والے اور ان کے قلوب و بصائر کو معرفت حق کے لئے کھولنے والے کے بھی ہیں اور ناصر و مددگار کے معنی بھی وارد ہیں جیسا کہ آیہ مبارکہ میں ہے ان تستفتحوا فقد جآء کم الفتح اگر تم مدد مانگو تو بے شک تمہارے پاس مدد آ گئی۔ اس کے برزخ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حدیث معراج میں ہے جو حضرت ابو عالیہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وجعلناك فاتحًا و خاتماً اے محبوب! ہم نے آپ کو فاتح اور خاتم بنایا اور حضور ﷺ نے شبِ معراج خطبہ میں ارشاد فرمایا: ورفع لی ذکری وجعلنی فاتحاً و خاتماً اور اللہ نے میرے ذکر کو رفعت بخشی اور مجھے فاتح و خاتم بنایا لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لئے فاتح ابواب رحمت ہیں اور معرفت الٰہی اور ایمان باللہ کے لئے ان کے قلوب و بصائر کے فاتح اور ناصر حق اور دین و ایمان کے نصرت دہندہ ہیں۔

تطبیق کی صورت

الغرض اللہ تعالیٰ کے لاتعداد اسماء و بے شمار صفات کا ظہور برزخ محمدی کے توسط سے کائنات میں ہو رہا ہے۔ بہ لحاظ ظاہری، تمام حمد، مجمع الاسماء والصفات ''محمد'' سے

وابستہ ہے اور برزخ محمدی کے توسط سے ساری حمد اللہ کے لئے ہے۔ حضور ﷺ کی حمد وثنا در حقیقت اللہ کی حمد وثنا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین اگر اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا ظہور نہ ہوتا اللہ کی حمد وثنا ممکن نہ ہوتی۔ براہ راست باطن تک مخلوق کی رسائی وادراک ناممکن ہے۔ مظہر اسماء وصفاتِ الٰہی "محمد" ہیں۔ حضور ظہورِ اولِ مرتبہ صفات ہیں لہٰذا آپ ہی "محمد" ہیں۔ الذی یحمد حمدًا بعد حمد

لا الٰہ الا اللہ، باطن، محمد رسول اللہ، ظاہر "اللہ" ذات منزہ، "محمد" مظہر، تشبیہ اور ظاہر وباطن تنزیہ وتشبیہ کا اقرار لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ عین توحید ہے۔

الحمد للہ رب العالمین کے معنی اسی صورت میں درست ہو سکتے ہیں جبکہ حضور ﷺ کو برزخ یقین کیا جائے کہ آپ کے توسط سے ساری حمد اللہ کو پہنچتی ہے۔ اگر حضور ﷺ کو برزخ تسلیم نہ کیا جائے تو حضور کو محمد کہنا غلط قرار پاتا ہے اور اگر حضور کو مستقلاً "محمد" قرار دیا جائے تو الحمد للہ رب العالمین کی تغلیط ہوتی ہے۔ دونوں میں باہم تضاد وتناقض لازم آتا ہے جو سراسر لغو اور باطل ہے۔ صلی اللہ علی النبی الامی و آلہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ صلوۃ وسلاماً علیک یا حبیب اللہ۔

نیز بہ عبارت دیگر، الحمد للہ، الف لام، استغراقی یا جنسی ہو تو یہ معنی ہیں۔ ہر حمد، ہر زمانے میں، ہر حالت میں، ہر حمد کرنے والے کی حمد، اللہ کے لئے ہے۔ کوئی بھی تعریف کرے کسی حالت میں کرے سب تعریف اللہ ہی کی ہوگی۔ اگر اللہ کی حمد کی جائے تو وہ ظاہر ہے کہ بلاواسطہ اسی کی حمد ہے اور اگر اس کی کسی مخلوق کی تعریف کی جائے جس کی کی جائے بالواسطہ اللہ ہی کی تعریف ہے کیونکہ چیز کی تعریف چیز کے بنانے والے کی تعریف ہوتی ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت حقیقت میں اللہ کی حمد ہے۔

الف، لام، عہدی ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ وہ خاص حمد اللہ کی ہے۔ یعنی اللہ ہر حمد قبول نہیں کرتا بلکہ کوئی خاص حمد اس کے ہاں مقبول ہوتی ہے اور وہ حمد وہ ہے جو اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی کی۔ یا ان کے بتانے سے کوئی اور کرے۔ اسی

لیے حضور ﷺ کا نام ''احمد'' ہے اور رب محمود ہے اپنے محبوب کا حمد کیا ہوا' تو غیر مسلم جو اپنے خیال میں خدا کی تعریف کرتے ہیں انمیں سے کسی کی حمد مقبول نہیں کہ اللہ کے محبوب پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس کی بتائی ہوئی حمد نہیں کرتے۔

؎ یہ عبادت رات دن کی مجھ کو نامنظور ہے
دور ہے جو میرے احمد سے وہ مجھ سے دور ہے

صوفیائے کرام فرماتے ہیں

''لا موجود الا اللہ'' صرف حق تعالیٰ ہی موجود ہے۔ دنیا کی سب چیزیں اس کا سایہ اور اعتبار ہیں اور سائے کی تعریف درحقیقت سائے والی کی تعریف ہے۔ لہٰذا جس کی تعریف کرو اللہ ہی کی تعریف ہے کیونکہ وہ اس کے وجود کا ظل ہے ''حقیقت محمدیہ'' اس کا اعتبار اوّل، باقی جملہ اشیاء عالم اس کے اعتبارات، بلا تشبیہ، یوں سمجھئے کہ دھوپ میں ایک آئینہ رکھا ہے جس میں آفتاب کا عکس آ رہا ہے۔ اس آئینہ کے بالمقابل کسی کوٹھڑی میں رنگ برنگ بہت سے آئینے رکھے ہیں۔ اس آئینہ کی وجہ سے ان تمام آئینوں میں آفتاب کا عکس آ رہا ہے۔ چونکہ ان کے رنگ مختلف ہیں ہر آئینہ سے مختلف رنگ نظر آ رہے ہیں۔ اصل روشنی آفتاب کی ہے جو دھوپ میں رکھے آئینہ اوّل میں جلوہ گر ہے۔ اس کے عکس سے کوٹھڑی والے آئینے روشن ہیں۔ پس جس آئینہ کے رنگ کی بھی تعریف کی جائے وہ اصل آفتاب ہی کی تعریف ہے۔ اللہ نور السموت والارض حقیقی نور اللہ کا ہے ''حقیقت محمدیہ'' پہلا آئینہ نورِ خدا کا جلوہ اول، سارا عالم یعنی دوسرے آئینے سب آئینہ اوّل کے عکس سے روشن ہیں۔ اگر یہ پہلا آئینہ نہ ہوتو سب آئینے بے نور ہو جائیں۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا من نور اللہ و کل الخلائق من نوری میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام خلائق میرے نور سے ہیں' تو ثابت ہوا کہ ساری حمد ''اللہ'' کی ہے کیونکہ وہ خود ہی حامد، خود ہی محمود اور خود حمد ہے۔ لا موجود الا اللہ۔ (تفسیر نعیمی)

؎ ذکر کرو تم اللہ ھو کا خالق ہے ہر رنگ و بو کا

دل ہو خیال غیر سے خالی ایک طریقہ ہے یہ وضو کا
وہ ہے نمازِ عشق کہ جس میں فکر رہے محبوب کے رُوکا
حق ہیں اللہ اور محمد لوگو ورد پکاؤ ھو کا
صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ وظیفہ میرے لہو کا
خیرالخلق کی شان تو دیکھو حامل ہے یہ اس کی ضو کا
اوّل ما خلق اللہ نوری کان الخلق لہ مملو کا
صبح ازل سے شام ابد تک زاد زمانا ساد مملوکا
خیر الخلق جب آئے حرم میں آوازہ تھا یہ ہر سو کا
جاء رسول اللہ بحق ان الکافر کان ھلو کا
اللہ عدو ہے اللہ عدو ہے ان کے عدو کا ان کے عدو کا
عشق نبی سے مست ہوں نقوی نام نہ جانوں جام و سبو کا

آدم علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وصیت

حضرت ابن عساکر محدث علیہ الرحمۃ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام سے فرمایا: فانی رایت اسمه مکتوبا علی ساق العرش وانا بین الروح والطین ثم انی طفت السموات فلم ارفی السموات موضعا الا رایت اسم محمد مکتوبًا علیه وان ربی اسکننی الجنة فلم ار فی الجنة قصرًا ولا غرفة الا اسم محمد مکتوبًا علیه ولقد رایت اسم محمد مکتوبا علی نحور الحور العین وعلی ورق قصب اجام الجنة وعلی ورق شجرة طوبی وعلی ورق سدرة المنتهی وعلی اطراف الحجب وبین اعین الملائكة فاكثر ذكره فان الملائكة تذكره فی كل ساعاتها

(خصائص کبریٰ ص ۷ جلد اول)

''میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ساق عرش پر لکھا دیکھا۔ در آں حالیکہ میں روح اور مٹی کے درمیان تھا (یعنی ابھی میرے جسم میں روح نہیں ڈالی گئی تھی، خاکی جسم زیر تکمیل تھا) پھر میں نے آسمانوں کا طواف کیا تو ہر جگہ نام ''محمد'' لکھا دیکھا اور جب میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو ہر محل اور بالا خانہ پر اسم ''محمد'' لکھا دیکھا نیز میں نے حورعین کے سینوں، جنگلات جنت کے پتوں، شجرہ طوبیٰ اور سدرۃ المنتہٰی کے پتوں پر اور پردوں کے کناروں اور فرشتوں کی آنکھوں میں نام ''محمد'' لکھا دیکھا۔ پس (اے شیث) ان کا (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ذکر کثرت سے کیا کرو کہ فرشتے ان کا ذکر ہر گھڑی کرتے ہیں''۔

تعظیم جس نے کی ہے محمد ﷺ کے نام کی

فخر المحدثین قاضی عیاض قدسنا اللہ باسرارہ العزیز رقم فرماتے ہیں

''و حکی ابو محمد المکی وابو اللیث السمر قندی وغیرھما ان آدم عند معصیته قال اللھم بحق محمد اغفرلی خطیئتی ویروی وتقبل توبتی فقال له الله من این عرفت محمدا قال رایت فی کل موضع من الجنة مکتوباً لا اله الا الله محمد رسول الله ویروی محمد عبدی ورسولی فعلمت انه اکرم خلقك علیك فتاب الله علیه وغفر له وھذا عند قائله تاویل قوله تعالیٰ فتلقّٰی ادم من ربه کلمات وفی روایة اخری فقال ادم لما خلقتنی رفعت رأسی الٰی عرشك فاذا فیه مکتوب لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انه لیس احد اعظم قدرًا عندك ممن جعلت اسمه مع اسمك فاوحیٰ الله الیه وعزتی وجلالی انه لا خر النبیین من ذریتك ولولاہ ما خلقتك قال وکان ادم یکنی بابی محمد وقیل بابی البشر ''

الی اخرہ (الشفاء)

اور حضرت ابو محمد مکی اور ابو اللیث سمرقندی علیہما الرحمہ اور دیگر محدثین وعلماء کرام بیان فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش (ظاہری) کے وقت بارگاہِ خداوندی میں دعا کی اے باری تعالیٰ! بحق محمد (ﷺ) میری غلطی معاف فرما دے اور یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے عرض کی بحق محمد (ﷺ) میری توبہ قبول فرما'' تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا'' اے آدم! تو نے محمد (ﷺ) کو کس طرح پہچانا؟ عرض کیا'' میں نے جنت میں ہر جگہ یہی لکھا ہوا دیکھا لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ایک روایت میں ہے'' محمد عبدی ورسولی'' کہ محمد میرے بندے اور رسول ہیں تو میں نے جان لیا کہ بے شک وہ تیری ساری مخلوق سے زیادہ تیرا معزز ومکرم بندہ ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی اور انہیں بخش دیا''

اور یہ مذکورہ بیان ان حضرات کے نزدیک فتلقی ادم من ربہ کلمات (پ ا بقرہ آیت ۳۷) ''پس سیکھ لئے آدم نے اپنے ربّ سے کچھ کلمے'' کی تاویل ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کلمات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑنے کی تلقین فرمائی) اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی۔ اے ربّ! جب تو نے میری تخلیق فرمائی میں نے اپنا سر تیرے عرش کی طرف اٹھایا تو اس میں یہ لکھا ہوا پایا لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں نے بالیقین جان لیا کہ تیرے نزدیک ان سے عظیم القدر اور کوئی نہیں کیونکہ تو نے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے۔ اللہ نے ان کی جانب وحی فرمائی کہ'' اے آدم! مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! وہ بے شک تیری ذریت میں آخری نبی ہوگا اور اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا'' اسی لئے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی کنیت ''ابو محمد'' رکھ لی تھی جبکہ بعض

کے نزدیک ان کی کنیت ''ابوالبشر'' ہے۔

مرے دل میں ہے آرزوئے محمد ۔ خدایا دکھا مجھ کو کوئے محمد
دو عالم ہوئے ہیں معطر معطر ۔ بڑی مہکی مہکی ہے خوئے محمد
وہیں درد و غم دور ہوتے ہیں سب کے ۔ چلو غمزدو اب تو سوئے محمد
صحابہ کی عظمت ہے لکھنے کے قابل ۔ وہ ہر وقت تھے روبروئے محمد
منور ہوں دل اور آنکھیں سبھی کی ۔ بسی دل میں ہے جستجوئے محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم)

فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے

☆ حضرت سریج بن یونس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ کچھ فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں اور جس گھر میں ''احمد'' یا ''محمد'' نام کا کوئی آدمی رہتا ہو نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم کی خاطر اس گھر میں ٹھہر جاتے ہیں۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے سیرِ معراج کو لے جایا گیا تو میں نے عرش پر لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ایدته بعلی لکھا ہوا دیکھا۔ میں نے اس کی علی (رضی اللہ عنہ) کے ذریعہ مدد فرمائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ''جنت کے دروازے پر لکھا ہے انی انا اللہ لا الٰہ الا انا محمد رسول اللہ لا اعذب من قالھا بے شک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، جو شخص (دنیا میں) اس کا قائل ہوگا اسے عذاب نہیں دوں گا۔''

☆ وروی عن جعفر بن محمد عن ابیه اذا کان یوم القیامة نادی مناد الا لیقم من اسمه محمد فلیدخل الجنة لکرامة اسمه صلی الله علیه وسلم

(الشفاء۔ قاضی عیاض ص ۱۰۴-۱۰۵ ج اول مطبوعہ مصر)

''حضرت جعفر بن محمد علیہ الرحمۃ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا۔ خبردار! جس کا نام محمد ہے وہ کھڑا ہو جائے پھر داخل ہو جنت میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک کی عزت کے سبب ہے۔''

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری
فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے

اللہ نے اس پہ آتش دوزخ حرام کی

دلائل النبوۃ میں مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''**وعزتی وجلالی لا اعذب احدًا تسمی باسمك**'' مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں کسی اس شخص کو عذاب نہیں دوں گا جو تیرے نام سے موسوم ہوگا۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قال اللہ تعالیٰ یا محمد لا اعذب احدًا تسمی باسمك بالنار

(اخرجہ الدیلمی)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد! میں کسی اس شخص کو جو تیرے نام سے موسوم ہو نار (جہنم) کا عذاب نہ دوں گا۔''

☆ حضرت شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی قدسنا اللہ باسرارہ العزیز فرماتے ہیں ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک پر نام رکھنا مبارک ونافع اور دنیا وآخرت میں حفاظت میں لینے والا ہے۔ چنانچہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دو بندے کھڑے کئے جائیں گے اس پر اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل کرنے کا حکم فرمائے گا۔ یہ دونوں بندے عرض کریں گے۔ اے اللہ! کس چیز نے ہمیں جنت کا اہل اور مستحق بنایا حالانکہ ہم نے کوئی نیک عمل نہیں کیا۔ بجز اس کے کہ تیری رحمت سے ہم جنت میں جانے

کے امیدوار تھے۔ اس پر اللہ ربّ العزت جل وعلیٰ فرمائے گا۔ تم جنت میں داخل ہو جاؤ اس لئے کہ ہم نے اپنی ذات کی قسم! اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ میں اسے جہنم کی آگ میں نہ بھیجوں گا جس کا نام احمد یا محمد ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا مجھے قسم ہے اپنی عزّت وجلال کی کسی ایک پر عذاب نہ کروں گا جس کا نام تمہارے نام پر ہے۔ سیّدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ فرمایا: کوئی دستر خوان نہیں ہے کہ بچھایا گیا ہو اور اس پر لوگ کھانے کے لئے آئیں اور ان میں ''احمد'' یا ''محمد'' کے نام والے ہوں مگر یہ کہ حق تعالیٰ اس گھر کو جس میں یہ دستر خوان کھانے کا بچھایا گیا ہو اسے روزانہ دو مرتبہ پاک نہ فرمائے'' (رواہ ابو منصور دیلمی)۔ نیز یہ بھی مروی ہے کہ کوئی گھر نہیں ہے جس میں ''محمد'' نام والے ہوں مگر یہ کہ حق تعالیٰ انہیں برکت دے گا۔ ایک حدیث میں ہے جو قوم کسی مشورہ کے لئے جمع ہوئی اور ان میں کوئی شخص ایسا موجود ہے جس کا نام ''محمد'' ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے نام میں برکت عطا فرمائے گا ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جس کا نام ''محمد'' ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شفاعت کریں گے اور جنت میں داخل کرائیں گے۔

(مدارج النبوۃ حصہ اوّل)

ماہ صداقت مہر رسالت — جان محبت کان سخاوت
خیر سراپا نور مجسم — صلی اللہ علیک وسلم

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا

حضرت امام ابوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

ان آت ذنبا فما عهدی بمنتقض — من النبی ولا حبلی بمنصرم

اگر میں گناہ کر رہا ہوں تو کیا ہے؟ میرا ذمہ شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹوٹنے والا نہیں ہے اور نہ میری امید کی رسّی کٹنے والی ہے۔ یعنی میں بہ سبب ارتکاب جرائم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ناامید نہیں ہوں کیونکہ میرے نزدیک مرتکب کبیرہ

کافر نہیں ہوتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفاعتی لا ھل الکبائر من امتی میری شفاعت ان بڑے گناہگاروں کے لئے ہے جو میرے اُمتی ہیں۔

فان لی ذمة منه بتسمیتی محمدًا وھو اوفی الخلق بالذمم

وجہ نہ ٹوٹنے ذمہ شفاعت کی یہ ہے کہ تحقیق مجھ کو عہد و پیمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس لئے حاصل ہے کہ (میرے والدین نے) میرا نام ''محمد'' رکھا ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ جس کا نام محمد ہوگا میں اس کی شفاعت کروں گا اور جنت میں داخل کراؤں گا اور یہاں عہد شکنی کا خیال ممکن نہیں، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفائے عہد میں تمام خلق سے زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔

ان لم تکن فی معادی اخذا بیدی فضلا والا فقل یا زلة القدم

اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ فضل وکرم وازروئے عہد جو آپ نے ہمنام کی شفاعت ومغفرت کا وعدہ فرمایا ہے آخرت میں میری دستگیری نہ فرمائی (تو یہ حضور ﷺ کے عدم ایفائے عہد کے باعث نہ ہوگا بلکہ اے بوصیری! تیری لغزشِ قدم کی وجہ سے ہوگا'' جس کے باعث میں شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مستحق نہ ہوا۔ ورنہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تو شان رحمت یہ ہے کہ)

حاشاہ ان یحرم الراجی مکارمه او یرجع الجار منه غیر محترم

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عیب سے پاک ومنزہ کر دیا ہے کہ آپ کا امیدوار آپ کے مکارمِ وعطا سے محروم کیا جائے اور اس نقص سے بھی پاک کر دیا ہے کہ آپ کی مدد چاہنے والا آپ کی بارگاہ سے غیر موقر وغیر محترم اور ناکام واپس آئے۔

ے رب کے منور سب کے مقدر عشق کے پیکرِ حُسن کے مظہر
شافع محشر رحمتِ عالم صلی اللہ علیک وسلم

بگڑے بھی بنا دیتا ہے یہ نام محمد ﷺ

عارف باللہ حضرت مولانا رومی قدسنا اللہ باسرارہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں۔

بود در انجیل نام مصطفےٰ آن سر پیغمبراں، بحر صفا

انجیل میں حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام (درج) تھا وہ (مصطفےٰ) پیغمبروں کے سردار، بحر صفا ہیں۔

بود ذکر حلیہ ہا وشکل او بود ذکر غز وصوم واکل او

(انجیل میں) آپ ﷺ کے اوصافِ جسمانیہ اور شکل وشمائل کا ذکر (بھی درج) تھا اور آپ کے جہاد کرنے اور روزہ رکھنے اور کھانے (پینے) کا حال (بھی لکھا) تھا۔

طائفہ نصرانیاں بہرِ ثواب چوں رسیدندے بداں نام وخطاب

بوسہ دادندے بداں نامِ شریف رو نہادندے بداں وصفِ لطیف

عیسائیوں کی ایک جماعت جب اس نام پاک اور خطاب مبارک پر پہنچتی تو وہ لوگ بغرضِ ثواب اس نام شریف پر بوسہ دیتے (اور) اس پر (بطور تعظیم) منہ رکھ دیتے۔

اندریں فتنہ کہ گفتم آن گروہ ایمن از فتنہ بدند واز شکوہ

اس فساد میں جو میں نے اوپر بیان کیا ہے وہ (نام مصطفےٰ ﷺ کی تعظیم کرنے والے لوگ) فتنے اور خوف سے امن میں رہے فتنہ یہ تھا کہ ایک یہودی بادشاہ عیسائی مذہب کو اپنے ملک سے ختم کرنے کے لئے عیسائیوں کو بے دریغ قتل کرتا تھا' اس لئے جان بچانے کی خاطر بہت سے عیسائی یہودی بن گئے۔ بادشاہ سے اس کے وزیر نے کہا یہ لوگ ڈر کے مارے خود کو یہودی ظاہر کرتے ہیں ورنہ حقیقت میں یہ عیسائیت پر قائم ہیں' اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں ایسا طریقہ اختیار کروں کہ عیسائی مذہب دنیا سے ختم ہو جائے۔ بادشاہ نے بہ خوشی اجازت دے دی۔ اس منصوبہ کے تحت وزیر کسی دوسرے ملک میں چلا گیا کئی سال بعد واپس آیا اور عیسائیوں کی بستی میں جا کر خود کو عیسائیوں کا عالم اور عارف باللہ ظاہر کیا اور عیسائیوں کو انجیل کی تعلیم دینے اور وعظ ونصیحت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کے علم وفضل کا چرچا اور اس کی پرہیزگاری کا شہرہ دور دور

تک پہنچ گیا۔ بہت سے عیسائی اس کے معتقد، شاگرد، مرید بن گئے۔ اس کے ایک اشارے پر جان تک قربان کرنے کو تیار تھے۔ کچھ عرصہ بعد اس یہودی وزیر نے کھانا پینا ترک کر دیا۔ ضعف سے نڈھال ہو کر جب گرنے لگا تو عیسائیوں کے ایک ایک امیر کو علیحدہ علیحدہ تنہائی میں بٹھا کر ہر ایک کو اپنی جانشینی تحریر کر دی اور ہر تحریر کے آخر میں یہ لکھ دیا کہ اس امیر کے علاوہ اگر دوسرا کوئی میری جانشینی کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے" جب وہ مر گیا تو ہر امیر اس کی جانشینی کا دعویٰ کرنے لگا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عیسائی عوام ہر امیر کی مدد و حمایت میں گروہ در گروہ بٹ گئے بالآخران کی باہم خوب گھمسان کی جنگ ہوئی ہزار ہا عیسائی آپس کی لڑائی اور لوٹ مار میں تباہ و برباد ہو گئے۔

مگر عیسائیوں کا وہ گروہ جو احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک پر بوسہ دیا کرتا اور تعظیم کرتا تھا وہ محفوظ رہ گئے۔

سب کے آقا سب کے مولیٰ ۔۔۔ سب سے اعلیٰ سب سے اولیٰ
سب کے داتا کاشف ہر غم ۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(ﷺ)

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

ایمن از شر امیران ووزیر ۔۔۔ در پناہِ نام احمد مستجیر

وہ لوگ "احمد" صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کی پناہ میں آکر امیروں (کی خانہ جنگی) اور وزیر کے شر سے امن میں رہ گئے۔

"در پناہِ نام احمد" میں یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک جو سریانی زبان میں انجیل کے اندر آیا ہے، اس کا ٹھیک ترجمہ "احمد" ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی اُمت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی نام مبارک کے ساتھ آپ کی آمد کی بشارت دی تھی۔

و اذا قال عیسیٰ ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم

مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (پ۲۸ع۹)

''اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلے کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور اس رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔''

نسل ایشاں نیز ہم بسیار شد   نور احمد ناصر آمد یار شد

ان کی نسل بھی بڑھ گئی حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ مبارک (ان کا) مددگار ہوا (اور) ساتھی بن گیا۔ جب احمد مجتبیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ پاک کے ساتھ حسنِ اعتقاد رکھنے اور اس کی تعظیم بجالانے میں یہ برکت ہے کہ مفسدوں کے فساد اور مکاروں کے مکر سے امن رہتا ہے تو خود نام والے کی صحبت ومحبت اور اس کی تعظیم بجالانے میں کیا کچھ برکات وکرامات نہ ہوں گی؟

واں گروہِ دیگر از نصرانیاں   نام احمد داشتندے مستہاں

اور (ان) نصرانیوں کا وہ دوسرا گروہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ مبارک کی بے قدری کیا کرتا تھا۔

مستہاں وخوار گشتند از فتن   از وزیرِ شوم رائے شوم فن

وہ (سب کے سب اس کی پاداش میں) وزیرِ بدرائے وبدکار کے فتنوں سے ذلیل وخوار ہو گئے۔

مستہان وخوار گشتند آں فریق   گشتہ محروم از خود وشرطِ طریق

وہ لوگ ذلیل وخوار ہو گئے، اپنی ہستی سے بھی محروم ہو گئے (کہ آپس میں کٹ مرے) اور مذہب سے بھی، یعنی ان کے عقائد بھی خراب ہو گئے۔

ہم مخبط دین شان وحکم شاں   از پئے طومار ہائے کژ بیاں

غلط بیان دفتروں کے سبب سے ان کا دین بھی تھل پتھل ہو گیا اور قانون بھی۔

نام احمد چوں چنیں یاری کند   تا کہ نورش چوں مددگاری کند

جب حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک ہی ایسی مدد کرتا ہے تو خیال کرو کہ آپ کا نورِ پاک کس قدر مدد کر سکتا ہے؟

نام احمد چوں حصارے شد حصین   تا چہ باشد ذاتِ آں روحُ الامین

جب احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ مبارک ہی (حفاظت کے لئے) مضبوط قلعہ ہے تو اس روح الامین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کیسی محافظ ہوگی؟

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

آخری شعر کے مصرعہ ثانی میں ''ذاتِ آں روح الامین'' سے ذاتِ پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے کہ تمام مخلوق بمنزلہ جسم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی روح رواں ہیں، حقیقتِ محمدیہ کائنات کے ذرّہ ذرّہ میں موجود ہے کہ حضور ﷺ کے نور اور اسی جوہر پاک سے سب ارواح واجسام وعرش وکرسی ولوح وقلم وبہشت ودوزخ وملک وفلک وانس وآسمان وزمین وبحار وجبال واشجار اور دیگر تمام مخلوقات جملہ مکونات علوی وسفلی پیدا ہوئے ہیں اور ساری مخلوق آپ کی اُمت دعوت کے احاطہ میں ہے آپ کی دعوتِ رسالت تمام مخلوق کو محیط ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے ''ارسلت الی الخلق کافتہ''

پس جس طرح جسم میں روح متصرف ومدبر ہوتی ہے اسی طرح سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ذرہ کائنات میں بحکم الٰہی متصرف ومدبر ہیں۔ جسم میں روح موجود ہو تو جسم زندہ ہے ورنہ مردہ۔

یہ صبا سنک، وہ کلی چٹک، یہ زباں چہک، لب جو جھلک
یہ مہک جھلک یہ چمک دمک سب اسی کے دم کی بہار ہے
وہی جلوہ شہر بہ شہر ہے وہی اصل عالم ودہر ہے
وہی بحر ہے وہی لہر ہے وہی پاٹ ہے وہی دھار ہے

وہی نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا
وہ ہے جان، جان سے ہے بقا وہی بُن ہے، بُن سے ہی بار ہے

(حدائق بخشش)

مکاشفات میں ہے کہ ''روح سے مراد وہ جوہر ہے جو مدبر بدن ہے، اس اعتبار سے جو چیز کسی دوسری چیز کی مدبر ہو وہ اس کی روح کہلاتی ہے، مجموع اُمت کو اگر بمنزلہ بدن سمجھا جائے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو اس کا مدبر ہے اس بدن کی روح قرار پاتا ہے اور چونکہ اس کی تدبیر خطا وخیانت سے معصوم ہوتی ہے اس لئے وہ روح الامین ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی یہ لقب دیا گیا ہے (مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم حصہ اول دفتر اول ص ۲۸۷)۔ خیال رہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روح الامین ہونا ان کے مقام ومنصب کے مطابق ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا روح الامین ہونا اپنے مقام ومنصب کی حیثیت سے ہے۔ یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روح الامین ہونا ہر لحاظ سے محدود ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روح الامین ہونا ہر لحاظ سے لا محدود ہے۔ ''گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی!''

؎ عرش بریں کے آپ ہیں مہماں زائر رحمٰں نازش دوراں
آپ کی عظمت سب کو مسلّم صلی اللہ علیک وسلم

منزہ عن شریك في محاسنه فجوهر الحسن فيه غير منقسم

حضور کائنات ومدار مخلوقات

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''یہ جاننا ضروری ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس کی کئی قسمیں بنائیں اور ہر قسم میں نیک لوگ رکھے پھر ان نیک لوگوں سے خواص کو چنا۔ اہل ایمان سے خواص کو چنا، جو اولیاء ہیں ان سے خواص کو چنا، جو صاحب شریعت نبی ہیں جن پر شریعت کا انحصار ہے۔ اس خلاصہ سے

ایک چھوٹی سی جماعت چنی، جو خلاصے کا خلاصہ (اولوالعزم پیغمبر) ہیں اور وہ تمام رسول ہیں۔اس کے بعد اپنی ساری مخلوق سے صرف ایک کو چن لیا' جو بہ ظاہر ان میں سے ہے لیکن درحقیقت ان سب سے افضل واعلیٰ ہے۔

اصطفی واحدًا من خلقه هو منهم وليس منهم هو المهيمن علىٰ جميع الخلائق جعله الله عمدًا اقام عليه قبة الوجود وجعله الله اعلَى المظاهر واسناها صح له المقام تعيينا وتعريفا فعلمه قبل وجودِ طينة البشر وهو محمد صلى الله عليه وسلم لا يكاثر ولا يقادم هو سيد من سواه قال عن نفسه انا سيد الناس ولا فخر اى اقولها ولا اقصد الافتخار علىٰ من بقى من العالم (فتوحات مکیہ، باب ۳۷ ص ۱۴۲)

''وہ ساری مخلوق کا نگہبان اسے اللہ تعالیٰ نے ایسا ستون بنایا ہے جس پر کائنات کے وجود کا قبہ کھڑا ہے اور اسے نہایت اعلیٰ اور خوبصورت مظہر بنایا ہے۔تعین وتعریف کے لئے اس کا منصب متعین فرمایا ہے،نوع بشر سے پہلے اسے علم کے ساتھ بھرپور کردیا گیا اور وہ ہستی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔جن کی کوئی مثال نہیں اور نہ کوئی ان کا مد مقابل ہے۔وہ اپنے ماسوا کے سردار ہیں۔انہوں نے خود فرمایا ہے کہ میں بنی نوع انسان کا سردار ہوں اور فخر یہ نہیں کہتا یعنی منصب کا اظہار کرتا ہوں، باقی لوگوں پر فخر کرنا مقصد نہیں۔''

قول رسولی زاد سروری	اوّل ما خلق الله نوری
انت رسول الله الاکرم	صلی الله علیك وسلم

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم

حضرت علامہ شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ''روح البیان'' میں رقم فرماتے ہیں

و فی قصص الانبیاء وغیرھا ان ادم علیه السلام اشتاق الیٰ لقاء محمد صلی اللہ علیه وسلم حین کان فی الجنة فاوحی اللہ تعالیٰ الیه ھو من صلبك ویظھر فی اٰخر الزمان فسأل لقاء محمد صلی اللہ علیه وسلم حین کان فی الجنة فاوحی اللہ تعالیٰ الیه فجعل اللہ النور المحمدی فی "اصبعه المسبحة من الیمنٰی فسبح ذالك النور فلذالك سمیت تلك الاصبع مسبحة کما فی الروض الفائق او اظھر اللہ تعالیٰ جمال حبیبه فی صفاء ظفری ابھا میه مثل المراٰة فقبل ادم ظفری ابھا میه ومسح علیٰ عینیه فصار اصلا لذریته فلما اخبر جبریل النبی صلی اللہ علیه وسلم بھذہ القصة قال علیه السلام من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابھا میه ومسح علیٰ عینیه لم یعم ابدًا (روح البیان ص ۶۴۹ جلد ۴)

''قصص الانبیاء وغیرہ کتب میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ تمہارے صلب سے آخر زمانے میں ظہور فرمائیں گے تو حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کی ملاقات کا سوال کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی انگلی میں نور محمدی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام چمکایا' تو اس نور نے اللہ کی تسبیح پڑھی، اسی واسطے اس انگلی کا نام ''مسبحہ'' ہوا جیسا کہ ''روض الفائق'' میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے جمال محمدی کو حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر مسح کیا۔

پس یہ سنت اُن کی اولاد میں جاری ہوئی۔ پھر جب حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو حضور ﷺ نے فرمایا ”جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ کبھی اندھا نہیں ہوگا۔“

آپ کا واصف حق تعالیٰ آپ رسولوں میں ہیں اعلیٰ
نقوی کا یہ ورد ہے ہر دم صلی اللہ علیک وسلم

یارِ غارِ مصطفیٰ ﷺ کا عمل مبارک

حضرت علامہ شیخ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

”در محیط“ آوردہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بہ مسجد درآمد و نزدیک ستون بہ نشست و صدیق رضی اللہ عنہ در برابر آنحضرت نشستہ بود بلال رضی اللہ عنہ برخاست و بہ اذان اشتغال فرمود، چوں گفت ”اشھد ان محمدا رسول اللہ“ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہر دو ناخن ابہامین خود را بر ہر دو چشم خود نہادہ گفت ”قرۃ عینی بك یارسول اللہ“ چوں بلال رضی اللہ عنہ فارغ شد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ یا ابا بکر ہر کہ بکند چنیں کہ تو کردی خدائے بیامرزد گناہانِ جدید و قدیم اور اگر بعمد بودہ باشد واگر بہ خطاء۔

ترجمہ: ”محیط“ میں مروی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور ایک ستون کے قریب بیٹھ گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے برابر بیٹھے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر اذان دینا شروع کی۔ جب انہوں نے ”اشھد ان محمدا رسول اللہ“ کہا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا اور کہا ”قرۃ عینی بک یارسول اللہ“ جب حضرت

بلال رضی اللہ عنہ اذان سے فارغ ہو گئے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' اے ابوبکر جو شخص ایسا کرے جیسا کہ تم نے کیا ہے خدا تعالیٰ اس کے نئے اور پرانے گناہ بخش دے گا خواہ وہ اس نے عمداً کئے ہوں یا خطاءً

(تفسیر روح البیان ج ۴ ص ۶۴۸)

اے شہنشاہِ جہاں عالی مقام　　اے حسینانِ دو عالم کے امام
اے رسولِ کبریا خیر الانام　　آپ ہیں ہر دور کے دارالسلام
آپ کے دیدار پر لاکھوں سلام

اجالے ہی اجالے ہوں گے

حضرت امام سخاوی فقیہ محمد بن سعید خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت فرماتے ہیں سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

من قال حين يسمع المؤذن يقول اشهدان محمدا رسول الله مرحبا بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم ويقبل ابهاميه ويجعلهما على عينيه لم يعم ولم يرمد

(المقاصد الحسنہ)

''جو شخص موذن سے اشهدان محمدا رسول الله سن کر کہے مرحبا بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے وہ کبھی اندھا نہ ہو گا اور نہ اس کی آنکھیں کبھی دکھیں گی۔''

☆ شرح ''نقایہ'' میں ہے

و اعلم يستحب ان يقال عند سماع الاولىٰ من الشهادة صلى الله عليك يا رسول الله وعند الثانيته منها قرة عيني بك يارسول الله ثم يقول اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع

ظفری الابہا مین علی العینین فانہ صلی اللہ علیہ ولم یکون لہ قائدًا الی الجنۃ

جان لے کہ بے شک اذان کی پہلی شہادت (اشہدان محمدا رسول اللہ) سننے پر صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسری شہادت کے سننے پر قرۃ عینی بک یا رسول اللہ کہنا مستحب ہے۔ پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن (چوم کر) اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

آپ ہیں عالی نسب اُمی لقب — آپ ہیں فخر عجم شاہِ عرب
آپ ہیں تخلیق عالم کا سبب — ہیں سراپا آپ خالق کا پیام
نبیوں کے سردار پہ لاکھوں سلام

علامہ شامی کا فیصلہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ "ردالمحتار شرح درمختار" میں مندرجہ بالا عبارت لکھ کر فرماتے ہیں۔

کذافی کنز العباد قہستانی ونحوہ فی الفتاوی الصوفیۃ وفی کتاب الفردوس من قبل ظفری ابہامیہ عند سماع اشہدان محمدا رسول اللہ فی الاذان انا قائدہ ومدخلہ فی صفوف الجنۃ وتمامہ فی حواشی البحر للرملی (ردالمحتار ص ۲۷۰ ج اول)

ایسا ہی کنز العباد امام قہستانی (علیہ الرحمۃ) میں اور اسی کی طرح فتاویٰ صوفیہ میں ہے اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جو شخص اذان میں "اشہدان محمدا رسول اللہ" سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے (اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ) میں اس کا قائد

بنوں گا اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا'' اور اس کی پوری بحث ''بحرالرائق'' کے حواشی رملی (علیہ الرحمتہ) میں ہے۔

محبوب خدا، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کی تعظیم وتوقیر، حضور ﷺ ہی کی تعظیم وتوقیر ہے اور حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر فرض عین ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''و تعزروہ وتوقروہ'' ''اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو''۔ (الفتح آیت ۹) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر کے لئے ہر وہ قول وفعل جس کی شرعاً ممانعت نہ ہو اس حکم خداوندی میں داخل اور جائز ومستحب ہے۔ باعثِ اجر وثواب اور موجب نجات ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک لکھے ہوئے پر بوسہ دینا حضور ﷺ کے نام مبارک کو سن کر انگوٹھے چومنا، آنکھوں سے مس کرنا بھی اسی حکم کے تحت مستحب ہے، باعث حصول رضائے خدا ورسول خدا ہے۔ حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔ مفسرین، محدثین، فقہاء، اولیاء اُمت اور علمائے حق اس کے استحباب پر متفق ہیں۔ ہر زمانہ اور ہر ملک کے مسلمان اس کو مستحب جانتے رہے اور جانتے ہیں۔

آپ ہیں صدر العلیٰ نور الہدیٰ ۔۔۔ آپ ہی بدرالدجیٰ شمس الضحیٰ
آپ ہیں محبوب ربّ دوسرا ۔۔۔ آپ کا مشتاق ہے ہر خاص و عام
آپ کی سرکار پہ لاکھوں سلام

بُری صحبت سے بچو

موجودہ دور پرفتن میں کچھ ایسے گستاخ وبے ادب لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں جو شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے نام اقدس پر بوسہ دینے کو ناجائز بلکہ حرام قرار دیتے ہیں۔ یہ نام نہاد محدثین، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اقدس کی تعظیم وتوقیر کرنے والوں اور حضور ﷺ کا اسم مبارک سن کر انگوٹھے چومنے والوں کو جہنمی ٹھہراتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ھفوات المنکرین

الضالین المضلین۔

مقامِ غور ہے کہ اگر محبت و تعظیم اور توقیر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار میں حضور ﷺ کے اسمِ مبارک پر بوسہ ناجائز ہوتا، انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں سے لگانا درست نہ ہوتا تو حضرت آدم علیہ السلام یہ عمل کیوں کرتے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح کیوں کرتے؟ اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو کیوں منع نہ فرمایا؟ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس لئے نہ روکا؟ جب اس عمل سے اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ روکا، نہ منع فرمایا تو ان گستاخ و بے ادب منکرین کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس سے روکیں اور منع کریں۔ کیا ان لوگوں کو اللہ و رسول سے بھی زیادہ حق اور اختیار حاصل ہے؟ نیز یہ کہ آیا جن بودے دلائل کے تحت یہ "خدائی فوجدار" تقبیل ابہامین کو ناجائز و حرام بتاتے ہیں۔ مفسرین ومحدثین، فقہاء، صلحاء اور علمائے کبار علیہم الرحمۃ ان سے بے خبر تھے؟ اس کا صاف جواب یہی ہے کہ نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ یہ لوگ ہی بمصداق ارشادِ خداوندی ومن یشاقق الرسول من م بعدما تبین له الهدٰی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولّی ونصله جهنم وسآءت مصیرًا (پ۵ ع۱۴) اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق کا راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی" یعنی جہنم کے مستحق بن چکے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے شر سے بچائے آمین۔

تا توانی دور شو از یار بد یار بد بدتر بود از مار بد

پس چہ باید کرد

بھولے بھالے سنی بھائیوں پر لازم ہے کہ ان (بدعقیدہ لوگوں) کی واہی تباہی باتوں پر کان نہ دھریں بلکہ ان کی باتیں سنیں ہی نہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے ایاکم وایاھم "نہ تم ان لوگوں کے قریب ہو نہ ان کو اپنے

قریب آنے دو۔'' تم ان سے دور رہو اور ان کو خود سے دور رکھو تا کہ یہ کہیں تم کو گمراہ نہ کر دیں۔ مفسر قرآن حضرت علامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدین صاحب علیہ الرحمۃ اس آیتِ مبارکہ کے تحت رقم فرماتے ہیں '' یہ آیت دلیل ہے اس کی کہ اجماع حجت ہے اور اس کی مخالفت جائز نہیں جیسے کہ کتاب وسنت کی مخالفت جائز نہیں'' (مدارک) اور اس سے ثابت ہوا کہ طریقِ مسلمین ہی ''صراط مستقیم'' ہے حدیث شریف میں وارد ہوا کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ ''سواد اعظم'' یعنی بڑی جماعت کی اتباع کرو جو جماعت مسلمین سے جدا ہوا وہ دوزخی ہے۔ اس سے واضح ہے کہ حق مذہب اہل سنت وجماعت ہے۔ (خزائن العرفان)

بعض سادہ لوح سنّی کہا کرتے ہیں کہ یہ تنگ نظری کی باتیں ہیں اگر ہم دوسروں کی بھی باتیں سن لیں، ان کی مجلسوں میں جائیں اور ان سے میل ملاپ رکھیں تو اس میں حرج ہی کیا ہے؟ لیکن ان کی اس رواداری کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ رفتہ رفتہ ایسے نادانوں پر ان ہی کا رنگ چڑھتا جاتا ہے اور بالآخر یہ نادان کلیتہً بدعقیدگی اور بدمذہبی کا شکار ہو جاتے ہیں اور اپنی عاقبت تباہ کر بیٹھتے ہیں۔

امام ربانی، مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی قدسنا اللہ باسرارہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:

''بمقتضائے آرائے صائبہ اہل سنت و جماعت کہ فرقہ ناجیہ اند، نجات بے اتباع ایں بزرگواراں متصور نیست واگر سرمو مخالفت است خطر در خطر است ایں سخن بکشف صحیح والہام صریح نیز بہ یقین پیوستہ است احتمال تخلف ندارد''

(دفتر اوّل مکتوب ۵۹)

اپنے عقائد اہل سنت و جماعت کے عقیدوں کے مطابق رکھنا ضروری ہیں کیونکہ صرف یہی فرقہ قیامت کے روز نجات پائے گا اور ان کے عقیدوں کی پیروی کے بغیر نجات ناممکن ہے۔ اگر ایک بال برابر بھی ان کے عقائد سے مخالفت واقع ہوگئی تو پھر خطرہ

ہی خطرہ ہے اور یہ بات بالکل صحیح کشف اور روشن الہام کے ذریعہ بھی یقیناً ثابت ہو چکی ہے۔ اس میں غلطی کا امکان نہیں۔ نیز دوسرے ایک مکتوب میں بھی اسی طرح عقیدۂ اہل سنت پہ مضبوطی سے کاربند رہنے کا ارشاد فرماتے ہیں۔ (دفتر اول مکتوب نمبر ۹۳)

عارف باللہ مولانا رومی قدسنا اللہ باسرارہ العزیز فرماتے ہیں:

دور شو از اختلاطِ یارِ بد . یارِ بد بدتر بود از مارِ بد

مارِ بد بر تن زند جانت برد . یارِ بد ہم جان وایمانت برد

یار بد (بے ادب، گستاخ، بدعقیدہ) سے اختلاط (میل جول رکھنے) سے دور رہو (بچتے رہو) یار بد زہریلے سانپ سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے یہ ہے کہ سانپ خواہ کتنا ہی زہریلا ہو اس کی زد تیرے جسم پر پڑتی ہے اور زیادہ سے زیادہ نقصان یہ ہوتا ہے کہ وہ تیری جان لے لیتا ہے لیکن یار بد کی زد تیرے دل ودماغ پر پڑتی ہے اور وہ تیرے عقیدے کو بگاڑ کر تیری جان بھی ہلاکت میں ڈال دیتا ہے اور تجھ کو بے ایمان بھی بنا دیتا ہے۔

اسم محمد ﷺ کی تعظیم وتوقیر

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر ازروئے قرآن وحدیث ہر مسلم پر فرض عین ہے اور مسلمان حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کے تحت حضور ﷺ کے نام پاک کو سن کر یا خود نام پاک کا ذکر کرتے وقت انگوٹھوں کے ناخن چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں تو منکرین جل بھن جاتے ہیں۔ مذاق اڑاتے ہیں اس عمل کو ناجائز وبدعت قرار دے کر اس سے منع کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس اس کی ممانعت پر کوئی بھی دلیل نہیں۔ جب کہ تقبیل ابہامین ازروئے حدیث اور ارشاداتِ سلف صالحین قطعاً جائز ومستحب اور بہت ہی باعث خیر وبرکت ہے بلکہ اس لحاظ سے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے، سنت ہے۔ چنانچہ محدث، امام علامہ مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قلت واذا ثبت رفعه الى الصديق رضى الله عنه فيكفى للعمل به لقوله عليه الصلوٰة والسلام عليكم بسنتى وسنة الخلفآء الراشدين (موضوعات کبیر ص ۶۴)

''میں کہتا ہوں کہ جب اس حدیث کا رفع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لئے کافی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تم پر میری سنّت اور میرے خلفاء راشدین کی سنّت (کی پیروی) لازم ہے۔''

نیز شیخ المشائخ، رئیس المحققین، سیّد العلماء الحنفیہ بمکۃ المکرمہ مولانا جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں

سئلت عن تقبيل الابهامين ووضعهما على العينين عند ذكر اسمه صلى الله عليه وسلم فى الاذان هل هو جائز ام لا اجبت بمانصه نعم بتقبيل الا بها مين ووضعهما على العينين عند ذكر اسمه صلى الله عليه وسلم فى الاذان جائز بل هو مستحب صرح به مشائخنا (منیر العینین فی تقبیل الابھامین)

''مجھ سے پوچھا گیا کہ اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ذکر کے وقت انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ میں نے ان لفظوں سے جواب دیا کہ ہاں اذان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے، ہمارے مشائخ نے اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی ہے''

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں سے

تو ثابت ہوا کہ منکرین ہی جہل مرکب میں گرفتار ہیں۔ متعصب ہیں۔ بے ادب ہیں، گستاخ ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے صدقے میں

مسلمانوں کو ان کے شرّ وفساد سے محفوظ رکھے۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد بلکہ آتش درہمہ آفاق زد

ہم اللہ تعالیٰ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں اس لئے کہ ''بے ادب'' اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے محروم رہتا ہے۔ بے ادب شخص صرف خود کو ہی بد نہیں بناتا اور اکیلا ہی برباد نہیں ہوتا بلکہ تمام آفاق میں آگ لگا دیتا ہے۔

ادب آموز کہ سرِ مشق جوانان ادب ست فرق مابین بنی آدم وحیواں ادب ست

اے انسان! ادب سیکھ کیوں کہ مردانِ راہِ خدا کے سلوک کی پہلی منزل ادب ہی سے شروع ہوتی ہے۔ بنی آدمی یعنی انسان اور حیوان کے درمیان ادب ہی کا فرق ہے اگر انسان مؤدب ہے تو انسان ہے ورنہ حیوان ہے بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر۔ پس جو شخص ادب سے عاری ہوتا ہے وہ عبادات وریاضات، اور اوراد ووظائف کی کثرت اور چلّہ کشی کی مشقتیں برداشت کرنے کے باوجود فیوض وبرکات سے کورارہ جاتا ہے۔ ہرگز ہرگز منزل مقصود تک نہیں پہنچتا۔ یارسول اللہ!

ترے رستے میں مرمٹنا شہادت اس کو کہتے ہیں
ترے کوچے میں ہونا دفن جنت اس کو کہتے ہیں
ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصور میں ترے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

توہین جس نے کی ہے محمد ﷺ کے نام کی

اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں کہ قرآن وسنت واجماع امت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والا واجب القتل ہے۔ رہا یہ امر کہ کونسی بات توہین کے زمرے میں آئے گی اور کونسی نہیں تو یاد رہے کہ ہر وہ بات جو عرف میں توہین آمیز کلمہ ہے اور اس سے کسی بھی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص کا پہلو نکلتا ہو وہ گستاخی

ہے چنانچہ چند قرآنی آیات اس پر درج کی جارہی ہیں۔

(۱) یا ایھا الذین امنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکافرین عذاب الیم (البقرہ۔ آیت ۱۰۴)

ترجمہ: ''اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔''

(کنزالایمان)

چونکہ یہود نے راعنا کا مشترک اور ذومعنی لفظ بول کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے کا راستہ اختیار کیا تھا' تو اللہ تعالیٰ نے راعنا کا لفظ بولنا ہی منع فرمادیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو بھی لفظ کسی معنی سے بھی اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سبب بنے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی تصور ہوگا جیسے ''ذلیل'' کا لفظ اگرچہ ''بے سروسامان'' کے معنی میں استعمال ہوتا ہے لیکن یہ ''حقیر'' اور ''گھٹیا'' کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے تو اس لفظ کا استعمال ''سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' میں شمار ہوگا۔

(۲) و منھم الذین یؤذون النبی ویقولون ھو اذن (التوبہ۔ آیت ۶۱)

ترجمہ: ''اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان کے کچے ہیں۔''

اس آیہ کریمہ میں حضور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کان کے کچے کہنے والے کو منافقین میں شمار کیا گیا۔ پس ایسے لفظ کا استعمال بھی ''سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' میں شمار ہوگا۔

تم مسلماں ہو کر کافر ہوگئے ہو

ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وایاتہ ورسولہ کنتم تستھزءون ○ لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم الخ (التوبہ۔ آیت ۶۶-۶۵)

ترجمہ: ''اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر'' الخ۔

یہ آیہ کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب غزوہ تبوک کے موقعہ پر بعض منافقین نے ایسی باتیں کیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت رسانی کا باعث تھیں مثلاً مجاہد کہتے ہیں کہ کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں ہے اس پر ایک منافق بولا کہ محمد غیب کیا جانیں تب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

(تفسیر درمنثور، الصارم المسلول تفسیر حسینی وغیرہم)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اقدس پر طعن کرنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی ہے اور علامت کفر ہے۔

(۴) یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ﷺ ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ○ (الحجرات ۔ آیت ۲)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرو اور نہ ان کے حضور بات چلا کر کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔''

اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چلا کر بات کرنا اور اپنی آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی کرنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص میں شامل ہے اور یہ بھی ''سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' (یعنی توہین وگستاخی) میں شمار ہوگا۔

؎ عرش و کرسی اور زمین و آسماں انبیاء و مرسلیں حور و جناں

اور سب جنّ و بشر کرّوبیاں مانتے ہیں آپ کو اپنا امام
آپ کے دربار پہ لاکھوں سلام

اہل علم وفضل کے ارشادات

قاضی ابوالفضل عیاض اندلسی لکھتے ہیں:

اعلم وفقنا اللہ وایاک ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصہ فی نفسہ او نسبہ او دینہ او خصلۃ من خصالہ او عرض بہ او شبھہ بشیء علی طریق السب لہ او الازراء علیہ او لتغیر لشانہ او الغض منہ والعیب لہ فھو ساب لہ والحکم فیہ حکم الساب، یقتل ۔

(الشفاء ج ۲ ص ۲۱۴ مطبوعہ بیروت۔ الصارم المسلول ص ۵۲۸)

ترجمہ: ”جان لو (اللہ تعالیٰ تمہیں اور ہمیں نیک توفیق دے) کہ جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے، یا آپ پر عیب لگائے، یا کسی نقص کی نسبت آپ کی ذات، نسب، دین یا آپ کی عادات میں سے کسی عادت کی طرف کرے یا آپ کو بطریق گستاخی کسی چیز سے تشبیہ دے یا آپ کو ناقص کہے یا آپ کی شان کو کم کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا آپ کی کسی بات پر عیب لگائے تو گویا وہ ساب النبی صلی اللہ علیہ وسلم (نبی کو گالی دینے والا) ہے اس کے بارے میں وہی حکم ہے جو آپ کو گالی دینے والے کا ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔“

بال اور چادر مبارک کی توہین

فقیہہ قاضی خان کہتے ہیں:

اذا عاب الرجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شیء کان کافراً وکذا قال بعض العلماء لو قال لشعر النبی صلی اللہ

علیہ وسلم شعیر فقد کفر وعن ابی حفص الکبیر من عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشعرۃ من شعرا تہ الکریمۃ فقد کفر (فتاویٰ قاضی خان ج۴ص۸۸۳)

ترجمہ: ''کسی شی ء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب لگانے والا کافر ہے اور اسی طرح بعض علماء نے فرمایا اگر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کوشعر کی بجائے شعیر (بصیغہ تصغیر) کہہ دے تو وہ کافر ہو جائے گا اور امام ابوحفص الکبیر سے منقول ہے کہ اگر کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایک بال مبارک کی طرف بھی عیب منسوب کیا تو وہ بھی کافر ہو جائے گا۔''

☆ علامہ ابن تیمیہ کی رائے ملاحظہ ہو۔

فیجب ان یرجع فی الاذی والسب والشتم الی العرف فماعدہ اھل العرف سبا وانتقاصًا او عیبا او طعنًا ونحو ذالك فھو من السب (الصارم المسلول ص۵۳۴)

ترجمہ: ''اذی، سب اور شتم کا مفہوم سمجھنے کے لئے عرف کی طرف رجوع کرنا پڑے گا اہل عرف کے نزدیک جو چیز گستاخی، تنقیص اور عیب شمار ہو گی اس کو ''سب'' کہا جائے گا۔''

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

روی ابن وھب عن مالك من قال ان رداء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وروی بردہ وسخ وا رادبہ عیبہ قتل

(الصارم المسلول ص۵۲۹)

ترجمہ: ''ابن وہب کہتے ہیں کہ حضرت امام مالک سے روایت ہے کہ جس نے توہین کی نیت سے یہ کہا کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر میلی ہے اسے قتل کر دیا جائے گا۔''

☆ علامہ شامی فرماتے ہیں:

و فی المحیط لو قال لشعر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم شعیر یکفر عند بعض المشائخ وعند البعض لا یکفر الا اذا قال ذالك بطریق الا ھانة (رسائل ابن عابدین شامی ص ۳۲۶ مطبوعہ لاہور)

ترجمہ: ''محیط میں ہے کہ بعض مشائخ کے نزدیک اگر کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شعر (بال) مبارک کو توہین کی نیت سے شعیر (بصیغہ تصغیر) کہا تو وہ کافر ہو جائے گا اور بعض کے نزدیک اگر توہین کی نیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شعر مبارک کو شعیر کہنے والا کافر ہو جائے گا۔''

مـوالی العوالم کلها بلغ العلٰی بکماله
مصباح منهاج الهدیٰ کشف الدجٰی بجماله
نادیٰ به قراننا حسنت جمیع خصاله
یا قومنا یا قومنا صلوا علیه وآله

کون کون سی بات توہینِ رسالت ہے

علامہ شہاب خفاجی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی کی علمی فضیلت ثابت کرتے ہوئے کہا فلاں اعلم منہ کہ فلاں شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ (نسیم الریاض ج ۴ ص ۳۳۴)

☆ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت مبارک کا حقارت سے تذکرہ کرنا بھی توہین رسالت متصور ہوگا۔

امام ابن بزاز حنفی فرماتے ہیں:

اگر کوئی شخص کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ کھانا کھانے کے بعد اپنی انگلیاں چاٹ لیتے تھے اور کوئی سننے والا حقارت کی نیت سے کہے ایں بے ادبی است۔ کہ یہ تو آداب کے منافی ہے تو وہ شخص کافر ہو جائے گا۔ (فتاوٰی بزازیہ ج ۶ ص ۳۲۸)

☆ اگر کسی نے کہا کہ ناخن ترشوانا سنت ہے دوسرے نے کہا ٹھیک ہے اگر چہ سنت ہے مگر اس کے باوجود میں ناخن نہیں ترشواتا۔ اس اسلوب کلام سے بھی وہ شخص کافر ہو جائے گا۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۸۶)

☆ اگر کسی نے کوئی حدیث سنی پھر حقارت کرتے ہوئے کہنے لگا اس طرح کی بہت سی حدیثیں میں نے سنی ہوئی ہیں۔ اس طرح کہنے سے بھی وہ شخص دائرہ اسلام سے نکل جائے گا۔ (فتاویٰ بزازیہ ج ۴ ص ۸۶)

مصطفیٰ ہے نائب ربّ جلیل ۔۔۔ اور سلطان جہان جود ہے
والضحیٰ حُسن رخش واللیل زلف ۔۔۔ ذات اس کی مظہر مسجود ہے
انبیاء و مرسلیں کا مقتداء ۔۔۔ ہر زمانے کا وہی مودود ہے
ہو نگاہ لطف تیری یا نبی ۔۔۔ ہر طرف نار حسد کا دود ہے

جس کا ایمان سلامت ہو وہ ایسی بات نہیں کرتا

☆ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

افتی ابو محمد بن زید بقتل رجل سمع قوما یتذاکرون صفة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اذمر بهم رجل قبیح الوجه واللحیة فقال لهم تریدون تعرفون صفة هی فی صفته هذا المار فی خلقه ولحیته قال ولا تقبل توبته وقد کذب لعنه الله ولیس یخرج من قلب سلیم الایمان ۔ (الشفاء ج ۲ ص ۲۳۹)

''امام محمد بن زید نے اس شخص کے قتل کا فتویٰ دیا جو ایک قوم کی باتیں سننے لگا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کا تذکرہ کر رہی تھی اچانک ایک قبیح چہرے، داڑھی والا شخص وہاں سے گذرا تو وہ شخص کہنے لگا کیا تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت جاننا چاہتے ہو؟ حضور ﷺ کی صفت، خلقت اور داڑھی مبارک اس گزرنے والے کی طرح (معاذ اللہ) امام محمد بن ابوزید نے فرمایا

اس کی توبہ قبول نہیں۔ یہ جھوٹا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ ایسی باتیں اس شخص کے دل سے نہیں نکلتیں جس کا ایمان سلامت ہو۔"

☆ امام احمد بن سلیمان فرماتے ہیں:

من قال ان النبی کان اسود یقتل (ایضاً)

"جس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سیاہ تھا اسے قتل کر دیا جائے گا۔"

☆ ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم میری فقیری کا مذاق اڑاتے ہو حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بھیڑ بکریاں چرائی تھیں امام مالک نے ایسے شخص کے خلاف فتویٰ دیا کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر موقع ومناسبت کے بغیر کیا تھا اس لئے ایسے شخص کو اس کی سزا دی جائے۔ (نفس مصدر ج۲ص۲۴۲)

☆ ایسے ہی کسی شخص کا نبوت کا دعویٰ کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی جھوٹ کو منسوب کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر طنز کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ تسلیم نہ کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فقر کو اضطراری کہنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سی جہالت کو منسوب کرنا وغیرہم سب چیزیں توہین رسالت کے زمرہ میں آئیں گی۔

آپ کے رتبے کو ہرگز کوئی پا سکتا نہیں
لامکاں تک ایک پل میں کوئی جا سکتا ہیں
ہے یہی نقوی کلام کبریا کا فیصلہ
مصطفیٰ کے بعد پیغمبر تو آ سکتا نہیں
(صلی اللہ علیہ وسلم)

اللہ نے اس پہ خوشبوئے جنت حرام کی

سورۂ حجرات کی آیت نمبر۲ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ بارگاہ نبوت میں اپنی آواز کو بلند کرنے پہ حبطِ اعمال کی وعید سنائی گئی جو صرف کفر وشرک اختیار کرنے پہ ہی سنائی

جاتی ہے اس پہ چند آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) سورۃ مائدہ آیت نمبر ۵ میں ارشاد ہوتا ہے

من یکفر بالایمان فقد حبط عمله

ترجمہ: جو ایمان کا منکر ہوا اس کا عمل ضائع ہوگیا۔

(۲) **ولو اشرکوا لحبط عنهم ماکانوا یعملون** (الانعام ۔ ۸)

ترجمہ: اور اگر وہ شرک کرتے تو ضائع ہو جاتا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

(۳) **والذین کذبوا بایاتنا ولقاء الاٰخرة حبطت اعمالهم**

(الاعراف ۔ ۱۴۷)

ترجمہ: اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کو، اُن کے اعمال ضائع ہوگئے۔

(۴) **اولئك لم یؤمنوا فاحبط الله اعمالهم** (الاحزاب ۔ ۱۹)

ترجمہ: یہ لوگ ایمان ہی نہیں لائے پس اللہ نے ضائع کر دیئے ان کے اعمال۔

(۵) **لئن اشرکت لیحبطن عملك** (الزمر ۔ ۶۵)

ترجمہ: اگر تو نے شریک مانا تو کارت جائے گا تیرا عمل۔

ان کے علاوہ اور بھی متعدد مقامات ہیں، یہاں حبط اعمال کی سزا سنائی گئی ہے لیکن ہر مقام پر کفر اور شرک پر ہی یہ سزا دی گئی ہے۔ یہ درست ہے کہ بعض گناہ بعض اعمال کو برباد کر دیتے ہیں جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے **یاایها الذین امنوا لا تبطلوا صدقتکم بالمن والاذی** (البقرہ) "اے ایمان والو! احسان جتلا کر اور اذیت دے کر اپنے صدقات باطل نہ کرو۔" لیکن پورے قرآن مجید میں کفر اور شرک اختیار کرنے کے لئے کسی گناہ پر بھی جملہ اعمال برباد کرنے کی وعید نہیں سنائی گئی تو جب بارگاہ نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں آواز اونچی کرنے پر ہی جملہ اعمال برباد ہونے کی سزا سنائی گئی ہے اگرچہ گستاخی کی نیت نہ بھی ہو چہ جائیکہ گستاخی کرنا تو اس اسلوب بیان سے واضح ہوا کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی کفر ہے اور پھر اس آیہ کریمہ کا اختتام جس شدید طریقے سے گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جس برے انجام کی خبر دیتا ہے۔

اونچی آواز ہوئی عمر بھر کا سرمایہ گیا

تفسیر ضیاء القرآن میں ہے "اس جملہ میں اس محرومی و بدنصیبی کا بیان ہے اس کو سن کر بھی علم وزہد کا خمار اگر نہ اترے۔ فضیلت و پارسائی کا طلسم اگر نہ ٹوٹے تو بدقسمتی کی انتہا ہے فرمایا جارہا ہے کہ تمہاری سارے اعمال غارت ہو جائیں گے۔ سب نیکیاں ملیامیٹ ہو جائیں گی اور تمہیں خبر تک نہ ہوگی تم اس غلط فہمی کا شکار رہو گے کہ تم بڑے نمازی اور غازی ہو، صائم الدہر اور قائم اللیل ہو، مفسر ہو، محدث ہو، واعظ آتش بیاں ہو، اور جنت تمہاری انتظار کر رہی ہے اور جب وہاں پہنچو گے تو اس وقت پتہ چلے گا کہ اعمال کا جو باغ تم نے لگایا تھا اسے تو گستاخی کی بادِ صرصر نے خاک سیاہ بنا کر رکھ دیا ہے اس وقت کف افسوس ملو گے، سر پیٹو گے لیکن بے سود، لا حاصل۔ (ج۴ص۵۸۰)

بارگاہ رسالت کی انہیں نزاکتوں کے پیشِ نظر کہنے والے نے کہا ہے

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اور حضرت خواجہ فخر الدین سیالوی نے اس بارگاہ نازنین کی انہی نزاکتوں کا تذکرہ اس محبت بھرے اور رقت انگیز اشعار میں کیا ہے

باب جبریل کے پہلو میں ذرا دھیرے سے — فخر کہتے ہوئے جبریل کو یوں پایا گیا
اپنی پلکوں سے در یار پہ دستک دینا — اونچی آواز ہوئی عمر بھر کا سرمایا گیا

اعمال کس وجہ سے برباد ہوتے ہیں؟

چنانچہ علامہ خفاجی شفا میں اسی آیہ کریمہ کے ضمن میں فرماتے ہیں:

ولا یحبط الاعمال الا الکفر، لان الاعمال انما تتقبل من

المؤمنین لان العمل المقبول ثمرۃ الایمان وھذا مذھب اھل السنتہ ان المحبط کفر اصلی او طار بردۃ (شرح شفاج ۴ص ۳۸۷)

ترجمہ: ''اور اعمال کفر کی وجہ سے ہی برباد ہوتے ہیں اور اعمال صرف مومن کے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوتے ہیں کیونکہ مقبول عمل ایمان کا نتیجہ ہوتا ہے اور یہ اہل سنت کا مذہب ہے کہ اعمال کفر یا ارتداد کی وجہ سے ہی برباد ہوتے ہیں۔''

ودع الکرٰی لوصالہ فرق القرٰی بمجالہ
وصل الا لہ بحالہ بلغ العلی بکمالہ
نفع الورٰی بمقالہ دفع الاذٰی بنوالہ
نشر الھدٰی بخلالہ کشف الدجٰی بجمالہ
عظمت شئون جلالہ کثرت صفات قتالہ
جملت جمیع فعالہ حسنت جمیع خصالہ
لذوا بذکر رجالہ ودوا جمیع عیالہ
ھنوا امین خیالہ صلوا علیہ وآلہ

(صلی اللہ علیہ وسلم)

نہیں دیکھی جاتی اذیت کسی کی

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والأخرۃ واعدلھم عذابا مھینا (الاحزاب۔۵۷)

ترجمہ: ''بے شک جو لوگ ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا کو

اپنی ایذاء کہا ہے جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معصیت کو اپنی نافرمانی کہا ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عند اللہ مقام و مرتبہ اور وجاہت پر دلالت کرتا ہے۔

اس آیہ کریمہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذ ء دینے والے کے کفر پر چند وجوہ سے استدلال ہوسکتا ہے۔ مثلاً

فرمایا: لعنهم الله في الدنيا والاخرة (ان پر اللہ نے دنیا اور آخرت میں لعنت فرمائی) قرآن مجید میں دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت کا عذاب صرف اور صرف کافر کے لئے بیان کیا گیا ہے۔ چند مقامات ملاحظہ ہوں:

و اتبعوا في هذه الدنيا لعنة ويوم القيامه ۔ (ھود۔۶۰)

ترجمہ: ''اور ان کے پیچھے لگی اس دنیا میں لعنت اور قیامت کے دن۔''

و اتبعوا في هذه لعنة ويوم القيامة ۔ (ھود۔۹۹)

ترجمہ: ''اور ان کے پیچھے پڑی اس جہاں میں لعنت اور قیامت کے دن۔''

و اتبعنا هم في هذه الدنيا لعنة ويوم القيامة هم من المقبوحين ۔ (القصص۔۴۲)

ترجمہ: ''اور اس دن میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگائی اور قیامت کا دن ان کا برا ہے۔''

تو جب دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت صرف اور صرف کافر کے لئے ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دینے والے پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے تو ثابت ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے والا کافر ہے۔

ذات ہے رحمت بیکراں آپ کی شان کیسے کروں میں بیاں آپ کی
دین و دنیا کی سب نعمتیں مل گئیں مہربانی ہے شاہِ جہاں آپ کی

(صلی اللہ علیہ وسلم)

ذلت کا عذاب

سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۵۷ کے آخر میں فرمایا گیا واعدلھم عذابا مھینا (اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے) قرآن مجید میں جہاں بھی عذاب کے لئے اعد (ماضی کا صیغہ) آیا ہے وہاں ہی اس کا مصداق کافر ہے یہ درست ہے کہ مومن گنہگار بھی دوزخ میں جائیں گے (نعوذ باللہ من ذالک) لیکن چونکہ دوزخ کافروں کے لئے بنائی گئی ہے، اس لئے جب بھی جہنم یا عذاب کے لئے ماضی کا صیغہ آیا ہے تو اس سے مراد کافر ہی ہے۔ ارشاد ہے۔

اعدللکافرین عذابا الیما ۔ (الاحزاب ۔ ۸)

ترجمہ: ''اور اس نے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

ان اللہ لعن الکافرین واعدلھم سعیرا ۔ (الاحزاب ۔ ۶۴)

ترجمہ: ''بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔''

غضب اللہ علیھم ولعنھم واعدلھم جھنم وساء ت مصیرا ۔

(الفتح ۔ ۶)

ترجمہ: ''اللہ نے ان پر غضب فرمایا اور انہیں لعنت کی اور ان کے لئے جہنم تیار فرمائی اور وہ کیا ہی برا انجام ہے۔''

و اتقو النار التی اعدت للکافرین ۔ (آل عمران ۔ ۳۱)

ترجمہ: ''اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کر رکھی ہے۔''

تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دینے والے کے لئے اعد (ماضی) کا صیغہ اس کے کفر پر واضح دلیل ہے اور کیوں نہ ہو کہ

محمد مالک کون و مکاں ہیں ۔ محمد رحمت ہر دو جہاں ہیں
انہی کے واسطے دنیا بنی ہے ۔ وہ تو باعثِ خلق زماں ہیں

کوئی محبوب ہو گا تو کسی کا
وہ محبوب خدائے دو جہاں ہیں
خدا خود ناز کرتا ہے انہی پر
وہی مہمان عرش و لامکاں ہیں
یہ ان کے پاک روضے کی ہے عظمت
جہاں جھکتے زمین و آسمان ہیں

عذاب مہین کس کے لیے ہے؟

قرآن مجید میں عذاب کا لفظ دیگر صفات مثلاً الیم اور عظیم وغیرہ سے کافر اور مومن عاصی دونوں کے لئے آیا ہے لیکن عذاب مہین (ذلیل کرنے والا عذاب) کی ترکیب صرف اور صرف کافر کے لئے آئی ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں۔

فباء وا بغضب علی غضب وللکافرین عذاب مہین۔

(البقرہ ۔ ۹۰)

ترجمہ: ''تو غضب پر غضب کے سزاوار ہوئے اور کافروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔''

☆ ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لا نفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما ولھم عذاب مہین (آل عمران ۔ ۱۷۸)

ترجمہ: ''اور ہرگز کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کے لئے بھلا ہے ہم تو اسی لئے ڈھیل دیتے ہیں کہ وہ گناہ میں بڑھیں اور کافروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔''

☆ و من یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا ولہ عذاب مہین ۔ (النساء ۔ ۱۴)

ترجمہ: ''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے۔''

معلوم ہوا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچانے والے کے لئے عذاب مھین کا تیار ہونا اس کے کفر پر واضح دلیل ہے۔

تفسیر معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں:

''مسئلہ: جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی طرح کی ایذاء پہنچائے آپ کی ذات یا صفات میں کوئی عیب نکالے خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً وہ کافر ہو گیا اور اس آیت کی رو سے اس پر اللہ کی لعنت دنیا میں بھی ہوگی اور آخرت میں بھی کذا قال القاضی ثناء فی التفسیر المظھری۔'' (تفسیر معارف القرآن ج ۷ ص ۲۲۹)

اے زمانے کے نبیٔ آخری　　آپ کی امت ہے فرقوں میں بٹی
متحد ہوں ایک مرکز پر سبھی　　آپ کا دنیا میں ہو جاری نظام
آپ کے گھر بار پہ لاکھوں سلام

عذاب عظیم اور بڑی رسوائی

سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۶۱ اور آیت نمبر ۶۳ کا ترجمہ یوں ہے۔

''ان میں سے بعض وہ ہیں جو اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان کے کچے ہیں تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لئے کان (کے کچے) ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے ساتھ رحمت ہیں اور جو رسول اللہ کو ایذاء دیتے ہیں ان کے واسطے دردناک عذاب ہے...... کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی رسوائی ہے۔''

ان آیات طیبات میں (العیاذ باللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کان کے کچے کہہ کر ایذاء دینے والے کو محاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم (رسول کا مخالف) کہا ہے کیونکہ اسی سلسلہ کلام میں فرمایا! یعلموا انه من یحادد اللہ...... (الخ)۔ اس سے ثابت ہوا کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دینا ''محاداۃ رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' ہے۔

اب محادر سول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن مجید کی ایک اور آیت ملاحظہ ہو

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کان اباء ھم او ابناء ھم او اخوانھم او عشیرتھم ...... الخ۔ (المجادلہ آیت ۔۲۲)

''تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں.....''

اس آیہ طیبہ سے معلوم ہوا کہ محادر سول صلی اللہ علیہ وسلم سے دوستی رکھنا بھی ایمان کے منافی ہے تو تصور فرمائیں محادر سول صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود کتنا بڑا کافر ہوگا۔ جب ایذاء رسول محاداۃ رسول ہے اور محاداۃ رسول کفر ہے تو نتیجہ یہی نکلا کہ ایذاء رسول کفر ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذلین (المجادلہ:۲۰)

ترجمہ: ''بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہے۔''

اس آیہ کریمہ سے وجہ استدلال یہ ہے کہ ''اذل'' ذلیل سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ یہ صرف کافر ہی ہوسکتا ہے کیونکہ مومن تو معزز ہوتا ہے اذل نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین** یعنی ''عزت اللہ اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے۔''

پس ثابت ہوا محادر سول اذل ہے اور اذل کافر ہے نتیجہ یہی نکلا کہ محادر سول صلی اللہ علیہ وسلم کافر ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچانے والے کو محادر سول صلی اللہ علیہ

وسلم کہا گیا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دینے والے کا کفر بالکل واضح اور عیاں ہوتا ہے۔

بے حق بے شک کملی والا اے | دو عالم دا رکھوالا اے
اے نقوی تیرا مولیٰ تے | ہر اعلیٰ کولوں اعلیٰ اے
اوہ دین اسلام دا بانی اے | لافانی اے لاثانی اے
اے نقوی سارے عالم لئی | رب پاک دی پاک نشانی اے

اللہ اور رسول سے ہنسی مذاق کرنا

سورۃ توبہ آیت نمبر ۶۶-۶۵ میں فرمایا

ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وایاتہ ورسولہ کنتم تستھزءون لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم...... الخ

ترجمہ: ''اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔''

یہ آیہ کریمہ غزوۂ تبوک کے موقعہ پر نازل ہوئی جب منافقین نے کچھ ایسی باتیں کہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت کا باعث بنیں مثلاً مجاہد کہتے ہیں کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں ہے اس پر ایک منافق بولا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب کیا جانیں تب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

(تفسیر در منثور۔ تفسیر حسینی۔ الصارم المسلول)

حضرت معمر قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ غزوہ تبوک کے لئے تشریف لے جا رہے تھے تو منافقین نے کہا اس شخص کا گمان ہے کہ یہ روم کے محل اور قلعے فتح کرے گا جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ہم تو مذاق کر رہے تھے اس

وقت یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ (الصارم المسلول ص ۳۴)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق توہین آمیز کلمات کہنا اگرچہ بطور مذاق ہی ہو، کفر ہے۔

محمد نیں حق دے بیاں اللہ اللہ — اوہ اسلام دے ترجماں اللہ اللہ

محمد حجازی تے مکی تے مدنی — او سچے تے سچے نشاں اللہ اللہ

محمد دی صورت ہے مولیٰ دی صورت — محمد دی سیرت عیاں اللہ اللہ

(جل جلالہٗ صلی اللہ علیہ وسلم)

مفسرین کرام کا فرمان

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ ان کے کفر کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

قال اهل التفسير كفر تم بقولكم في رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لا يليق بجنا به المكرم (شرح شفا لملا علی قاری ج ۳ ص ۴۰۴)

ترجمہ: ''اہل تفسیر بیان کرتے ہیں کہ ان کا کفر یہ تھا کہ انہوں نے آپ ﷺ کے بارے میں ایسے کلمات کہے جو آپ کے شایان شان نہ تھے۔''

علامہ ابن تیمیہ اس آیہ کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وهذا نص في ان الاستهزاء بالله وباياته وبرسوله كفر فالسب المقصود بطريق الاولى وقد دلت هذه الاية على ان كل من تنقص رسول الله صلى الله عليه وسلم جادا او هازلا فقد كفر (الصارم المسلول ص ۳۲)

ترجمہ: ''یہ آیت اس مسئلہ میں نص ہے کہ اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول کا مذاق اڑانا کفر ہے۔ پس گالی دینا تو بطریق اولیٰ کفر ہے۔ یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے خواہ سنجیدگی سے یا از راہ مذاق وہ کافر ہو جائے گا۔''

علامہ ابن عربی فرماتے ہیں:

المسئلة الثانيه لا يخلو ان يكون ما قالوه من ذالك جدا او هزلا وهو كيف ما كان كفر فان الهز بالكفر كفر لا خلاف فيه بين الائمة (احکام القرآن لابن عربی ج ۲ ص ۹۷۶ مطبوعہ دار الفکر)

ترجمہ: ''انہوں نے جو کچھ کہا وہ یا تو بطور مذاق کہا ہوگا یا سنجیدگی سے اور وہ جیسے بھی ہو کفر ہے پس کفر کے ذریعے مذاق کرنا کفر ہی ہے، آئمہ میں اس پر کوئی اختلاف نہیں۔''

علامہ خفاجی شرح شفا میں فرماتے ہیں:

فهو دليل على ان اذيته صلى الله عليه وسلم كفر وهذا قول المفسرين فى كفره (شرح شفا ج ۴ ص ۳۸۸)

''اس آیہ کریمہ میں دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دینا کفر ہے اور مفسرین نے اس آیت سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے والے کا کفر ثابت کیا ہے۔''

محمد نیں عرش خدا دے مسافر ‏ اوہ لولاک دے راز داں اللہ اللہ
محمد دا اے حق تعالیٰ ثنا خواں ‏ سوالی اے سارا جہاں اللہ اللہ
غریباں دے حامی یتیماں دے والی ‏ محبت دے نیں ضو فشاں اللہ اللہ
(جل جلالہٗ صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک سوال اور اس کا جواب

رہا یہ کہ آیت تو منافقین کے بارے میں اتری ہے جو پہلے سے ہی مسلمان نہ تھے پھر یہ فرمان کہ قد كفرتم بعد ايمانكم کیونکر درست ہوا؟

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں (قد كفرتم بعد ايمانكم) ...... يدل على احكام ...... الحكم الثالثه ...... يدل على

ان قولهم الذی صدر منهم کفر فی الحقیقة وان کا نوا منافقین من قبل وان الکفر یمکن ان یتجدد حا لاً فحالا (تفسیر کبیر ج ۴ ص ۴۶۹)

ترجمہ: ''قد کفر تم بعد ایمانکم آیہ کریمہ چند احکام پر دلالت کرتی ہے...... تیسرا حکم (قد کفر تم بعد ایمانکم) اس چیز پر دلالت کرتا ہے کہ ان کا قول جو ان سے صادر ہوا ہے وہ حقیقت میں کفر ہے' اگر چہ وہ اس سے قبل بھی منافق تھے بے شک ممکن ہے کہ کفر کا فر سے وقتاً فوقتاً تازہ ہوتا رہے۔'' مزید فرماتے ہیں:

قال الحسن المراد کفر تم بعد ایمانکم الذی اظهر تموہ قال الا خرون ظهر کفر کم للمؤمنین بعد ان کنتم عندهم مومنین (تفسیر کبیر ج ۴ ص ۴۶۹)

''حسن کہتے ہیں: کفر تم سے مراد یہ ہے کہ تم اس ایمان کے بعد کافر ہو گئے جس کا تم اظہار کرتے تھے بعض نے اس کا مطلب یہ بیان کیا کہ پہلے تم مومنوں کے نزدیک مومن تھے اب یہ بات کہنے کی وجہ سے ان کے نزدیک بھی کافر ہو گئے ہو۔''

صاحبِ تفسیر مظہری وروح البیان کا بیان ذی شان

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں مختصر مگر جامع الفاظ میں اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں قد کفر تم ای اظهر تم الکفر بایذاء رسول اللہ والطعن فیه بعد ایمانکم ای اظهار کم الایمان .

ترجمہ: ''قد کفر تم یعنی تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دے کر اور ذات رسول میں طعن کر کے کفر کا اظہار کیا بعد ایمانکم یعنی ایمان کا اظہار کرنے کے بعد۔''

(تفسیر مظہری ج ۴ ص ۲۶۱)

علامہ اسمٰعیل حقی اس آیہ کریمہ کی تفسیر یوں کرتے ہیں:

(قد کفر تم) الکفر باذی الرسول والطعن فیه (بعد ایمانکم)

ای بعد اظهارکم له فانه قط لم یکونوا مومنین ولکن کانوا منافقین ۔ (تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۴۵۹)

ترجمہ: ”(قد کفر تم) یعنی تم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دے کر اور ذات رسول میں طعن کر کے کفر کیا (بعد ایمانکم) یعنی اس سے پہلے تم ایمان کا اظہار کرتے تھے کیونکہ اس سے پہلے بھی وہ مومن نہ تھے بلکہ منافق ہی تھے۔“

صاحب تفسیر المنار نے بھی ج ۱۰ ص ۶۱۵ پر تقریباً یہی بات کہی ہے مفسرین کرام کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر چہ وہ پہلے ہی مومن نہ تھے بلکہ منافق تھے لیکن انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کان کے کچے کہہ کر ایسا جرم کیا جو کفر ہے اس طرح ان کا کفر مزید قوی ہو گیا جو وہ اپنے نفاق کو چھپا کر ایمان کا اظہار کرتے تھے یہ کفریہ کلمہ کہنے سے ان کا کفر ظاہر ہو گیا۔ اس گفتگو سے بخوبی واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں نازیبا کلمہ کہنا اگر چہ وہ بطور مذاق ہی کہے کفر ہے۔

؎ رسولاں دے سرور اصولاں دے بانی اوہ سارے جہاناں تے چھاں اللہ اللہ
ازل توں معلم نے سارے جہاں دے بنے لامکاں دے مکاں اللہ اللہ
(جل جلالہ، صلی اللہ علیہ وسلم)

اے پیارے! تیرے رب کی قسم

سورۃ النساء آیت نمبر ۶۵ میں ارشاد ہوتا ہے:

فلا وربك لا يؤمنون حتّٰى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما ۔

(النساء آیت ۔ ۶۵)

ترجمہ: ”تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو

اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں"۔

(کنزالایمان)

یہ آیہ کریمہ اس بات کو بالکل واضح کرتی ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو دل کی گہرائیوں سے تسلیم نہ کرے وہ مومن نہیں ہوگا حالانکہ فیصلے کو تسلیم نہ کرنے میں دنیاوی لالچ بھی سبب بن سکتا ہے تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے خلاف دل میں تنگی محسوس کرنا بھی کفر ہے کیونکہ یہ چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء رسانی کا باعث بنتی ہے تو پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کا ارتکاب کرنے والا کتنا بڑا کافر ہوگا۔

خدائی دی خدائی دے مختار و مالک عرب تے عجم دی اماں اللہ اللہ
اوہ سورج نوں موڑے تے چن نوں وی توڑے حجر کر دے اوہدا بیاں اللہ اللہ
(جل جلالہٗ صلی اللہ علیہ وسلم)

شانِ نزول

اس آیہ کریمہ کا شان نزول اس مفہوم کو مزید واضح کرتا ہے، تمام مفسرین کرام نے اس آیہ طیبہ کا شان نزول قریب قریب الفاظ میں یہی لکھا ہے۔

"حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک یہودی اور ایک (بظاہر) مسلمان میں کسی بات میں تنازعہ ہو گیا دونوں فیصلہ کروانے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پہنچے چونکہ یہودی اس مقدمہ میں سچا تھا اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ یہودی کے حق میں صادر فرما دیا جس سے وہ (نام نہاد) مسلمان راضی نہ ہوا' اس کے اصرار پر دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس وہی مقدمہ لے کر پہنچے آپ نے دونوں سے مقدمہ کی روئیداد سنی جب آپ کو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس یہودی کے حق میں فیصلہ فرما چکے ہیں تو آپ اندر تشریف لے گئے اور تلوار لے کر باہر تشریف لائے اور اس مسلمان کا سر اڑا دیا اور فرمایا ھکذا اقضی لمن لم

یرض بقضاء اللہ ورسولہ ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ سے راضی نہ ہو میں اس کا فیصلہ ایسے ہی کروں گا۔''

پھر مقتول کے ورثاء نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیخلاف قتل کا دعویٰ دائر کیا تو اللہ رب العزت نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔ (روح المعانی۔ درمنثور بالفاظ مختلفہ)

پس ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو دل سے تسلیم نہ کرنا کفر ہے تو سب وشتم اور تنقیص نبوت تو بدرجہ اولیٰ کفر ہوگی۔

بڑی شان والے بڑی آن والے   دو عالم دے نیں مہرباں اللہ اللہ
نہیں جتھے حاضر تے ناظر محمد   جہاناں چ کہڑی اے تھاں اللہ اللہ
جے اللہ دا ہے نام نقطے توں خالی   محمد تے نقطہ کہاں اللہ اللہ
(جل جلالہٗ صلی اللہ علیہ وسلم)

منافقین کا طعن

سورۃ توبہ ہی کی آیت نمبر ۵۷ میں فرمایا

و منھم من یلمزک فی الصدقات

ترجمہ: ''اور ان میں سے کوئی وہ ہے جو صدقے بانٹنے میں تم پر طعن کرتا ہے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا: ومنھم الذین یؤذون النبی۔ (التوبہ۔۵۷)

علامہ ابن تیمیہ ان آیات کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

''ان آیات سے معلوم ہوا کہ جو شخص بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو طعن دیتا یا ایذاء پہنچاتا ہے وہ ان (منافقین) میں سے ہے' اس لئے کہ الذین اور من کے الفاظ اسم موصول ہیں اور عموم کا مفہوم دیتے ہیں۔'' (الصارم المسلول ص ۳۴) اس سے واضح ہوا کہ ایذاء رسول کفر اور منافقت ہے۔

قرآن مقدس میں اور بھی متعدد آیات گستاخ نبوت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچانے والے کے کفر پر دلالت کرتی ہیں ہم نے اختصاراً انہیں آیات پر اکتفا کیا

ہے۔

اور جب بھی کوئی اسلام کا مدعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کا مرتکب ہوگا تو اسے بالاتفاق قتل کر دیا جائے گا اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں قاضی عیاض فرماتے ہیں۔

قال ابو سليمان الخطابی لا اعلم احدا من المسلمين اختلف في وجوب قتله اذا كان مسلما، وقال ابن القاسم عن مالك في كتاب ابن سحنون والمبسوط والعتبيه وحكاه مطرف عن مالك في كتاب ابن حبيب من سب النبي صلى الله عليه وسلم من المسلمين قتل ولم يستتب ۔ (الشفاج ۲ص ۲۱۶)

ترجمہ: ''ابو سلیمان خطابی کہتے ہیں کہ میرے علم میں کوئی ایسا مسلمان نہیں جس نے (نام نہاد) مسلمان شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب القتل ہونے میں اختلاف کیا ہو امام مالک کے حوالے سے مبسوط، عتبیہ اور کتاب ابن سحون میں ابن القاسم نے اور مطرف نے کتاب ابن حبیب میں امام مالک کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ جو (نام نہاد) مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سب وشتم کرے اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی بلکہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔''

اس سے بخوبی واضح ہوا کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ادنیٰ سی گستاخی بھی ایمان کو ضائع کر دیتی ہے اور اگر کوئی نام نہاد مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس کی گستاخی کا مرتکب ہوگا تو وہ کافر ہو جائے گا اور واجب القتل ہوگا۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست اگر باونہ رسیدی تمام بولہبیست

گستاخ رسول کوئی ہو واجب القتل ہے

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہ قبول کرنے والے نام نہاد مسلمان کو قتل فرمایا تو اس کے ورثاء حضور علیہ السلام کے پاس قصاص کا

مطالبہ لے کر آئے، جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات طیبات نازل فرمائیں۔

فکیف اذا اصابتھم مصیبۃ بما قدمت ایدیھم ثم جاء وک یحلفون باللہ ان اردنا الا احسانا وتوفیقا ○ اولئک الذین یعلم اللہ ما فی قلوبھم فاعرض عنھم وعظھم وقل لھم فی انفسھم قولا بلیغا (النساء ۶۲-۶۳)

ترجمہ: ''پس کیا حال ہوتا ہے جب پہنچتی ہے انہیں مصیبت بوجہ ان (کرتوتوں) کے جو آگے بھیجے ہیں ان کے ہاتھوں نے پھر حاضر ہوتے ہیں آپ کے پاس قسمیں اٹھاتے اللہ کی (کہتے ہیں بخدا) نہیں قصد کیا تھا ہم نے مگر بھلائی اور باہمی مصلحت کے یہ لوگ ہیں خوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) چشم پوشی فرمایئے ان سے اور نصیحت کرتے رہیے انہیں اور کہیے انہیں تنہائی میں ایسی بات جو موثر ہو۔''

فاعرض عنھم کے الفاظ سے (کہ آپ ان کے مطالبہ قصاص کو مسترد کر دیں) یہ واضح طور پر فرما دیا کہ وہ شخص قتل کا ہی مستحق تھا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ان الفاظ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ای عن اعتذارھم اوعن اجابتھم فی مطالبۃ دم المقتول فان دمہ ھدر۔ (تفسیر مظہری ج۲ص ۱۵۶)

''آپ ان کے عذر اور مطالبہ قصاص کو ہرگز قبول نہ فرمائیں کیونکہ وہ شخص مباح الدم ہونے کی وجہ سے قابل قصاص ہے ہی نہیں۔''

نہ ہویا نہ ہووے نہ ہے اوہدے ورگا　　صداقت عدالت دی جاں اللہ اللہ
تمنا اے دنیا تے عقبیٰ چہ نقوی　　پڑھے میرا دل تے زباں اللہ اللہ

(جل جلالہٗ صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ آیت کب نازل ہوئی؟

علامہ شوکانی لکھتے ہیں

ان سبب نزول الاية انه اختصم الى رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلان فقضى بينهما فقال المقضى عليه ردنا الى عمر فردهما فقتل عمر الذى قال ردنا ونزلت الاية فاهدر النبى صلى الله عليه وسلم دم المقتول واخرجه الحكيم الترمذى فى نوادر الاصول...... (فتح القدیر ج ا ص ۴۸۴)

ترجمہ: ''بے شک یہ آیہ کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب دو آدمی اپنا جھگڑا لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان فیصلہ فرمادیا تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا ہمیں اپنا جھگڑا لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جانا چاہیے۔ پس وہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے تو جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کا مطالبہ کیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا تو حضور ﷺ نے مقتول کے خون کو ھدر قرار دیا اس کو حکیم ترمذی نے نوادرالاصول میں روایت کیا......''

تو جب فیصلہ کو تسلیم نہ کرنے والا واجب القتل ہے تو گالی دینے والا تو بدرجہ اولی قابل گردن زدنی ہے۔ الغرض حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اس کو قتل کرنا اور ان کی تائید میں آیات قرآنیہ کا نازل ہونا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے مطالبہ قصاص کو رد فرما دینا اس حقیقت کو بالکل واضح کرتا ہے کہ اگر کوئی (نام نہاد) مسلمان گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ واجب القتل ہے۔ علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں

ان الساب ان كان مسلما فانه يكفر ويقتل بغير خلاف وهو مذهب الائمة الاربعة (الصارم المسلول ص ۵)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا اگر مسلمان ہوتو وہ کافر ہو جائے گا اور بغیر کسی اختلاف کے اس کو قتل کر دیا جائے گا ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے۔''

یہ مسئلہ چونکہ متفق علیہ ہے لہٰذا بیان صرف غیر مسلم شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بیان کرنے پہ اکتفا کرتے ہیں۔

غیر مسلم اگر گستاخی کرے تو......

غیر مسلم یا تو حربی ہوگا یا ذمی ہوگا حربی غیر مسلم تو پہلے ہی واجب القتل ہوتا ہے اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرتا ہے تو اس کا واجب القتل ہونا تو مزید موکد ہو جائے گا' اس لئے اس میں مزید تفصیل کی ضرورت نہیں۔

اگر غیر مسلم ذمی ہوگا تو جب وہ شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرے گا تو اس کا عہد ٹوٹ جائے گا اور وہ بھی واجب القتل ہوگا اس کی تائید میں قرآن مجید سے دلائل ملاحظہ ہوں۔

☆ و ان نکثوا ایمانهم من بعد عهدهم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمة الکفر انهم لا یمان لهم لعلهم ینتهون (توبہ آیت ۱۲)

ترجمہ: ''اور اگر عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعن کرنے لگیں تو ان کفر کے پیشواؤں سے جنگ کرو بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آ جائیں۔''

اس آیہ کریمہ سے ذمی شاتم رسول ﷺ کے واجب القتل ہونے پر وجہ استدلال یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سراپا دین اور جان ایمان ہے اس آیہ کریمہ میں فرمایا گیا کہ اگر وہ (ذمی) تمہارے دین میں طعن کریں تو ان کا عہد ٹوٹ جائے گا اور تم پر ان سے قتال کرنا واجب ہوگا ظاہر ہے جس سے قتال کرنا واجب ہو اگر ممکن ہو تو اس کا قتل کرنا واجب ہوتا ہے۔ پس اس آیہ کریمہ

سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی ذمی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کا ارتکاب کرے گا تو وہ ذمی نہ رہے گا بلکہ اس کا عہد ٹوٹ جائے گا اور وہ واجب القتل ہو گا۔

؎ چشم اقوام نظارہ ابد تک دیکھے　　رفعتِ شان ''رفعنا لک ذکرک'' دیکھے

مفسرین کرام کی آراء

مفسرین کی آراء ملاحظہ فرمائیں:

امام ابوبکر الجصاص اسی آیہ کریمہ کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

ثم لما ضم ذالك الطعن فی الدین ممنوعون من اظهار الطعن فی دین المسلمین وهو یشهد لقول من یقول من الفقهاء ان من اظهر شتم النبی صلی اللّٰه علیه وسلم من اهل الذمة فقدو جب قتله (احکام القرآن ج۳ص ۸۵مطبوعہ لبنان)

''جب عہد میں یہ چیز شامل تھی کہ وہ دین میں طعن نہیں کریں گے تو اگر انہوں نے دین میں طعن کیا تو اس کا عہد ٹوٹ جائے گا اس کی شہادت فقہاء کا یہ قول دے رہا ہے بے شک ذمی جس نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تو اس کا قتل واجب ہو جائے گا۔'' مزید فرماتے ہیں:

فاذا اثبت ذالك كان من اظهر سب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم من اهل العهد ناقضاً للعهد اذ سب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من اکثر الطعن فی الدین (احکام القرآن ج۳ص ۸۵)

''پس جب یہ ثابت ہو گیا تو جو ذمی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو وہ عہد کو توڑنے والا ہے کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا دین میں طعن کرنے سے زیادہ بُرا ہے۔''

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:

و ان نکث هولاء المشركين الذين عاهد تموه ايمانهم اى عهودهم ومواثيقهم (وطعنوا فى دينكم) عابوه وانتقصوه ومن ههنا اخذ قتل من سب الرسول او من طعن فى دين الاسلام او ذكره بنقص (تفسیر ابن کثیر جلد۲ص۱۲۸)

''اگر یہ مشرکین اپنے وعدوں اور قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین میں نقص ڈھونڈیں اور عیب لگائیں (تو ان سے قتال کرو) اور اسی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے یا دین اسلام میں طعن کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم اخذ کیا گیا ہے۔''

تفسیر خازن میں ہے:

و فى هذا دليل على ان الذمى اذا طعن فى دين الاسلام وعابه ظاهراً لا يبقى له عهد ۔ (تفسیر خازن ص۲۰۸)

''اس میں دلیل ہے کہ جب ذمی دین اسلام میں طعن کرے اور ظاہراً اس میں عیب نکالے تو اس کا عہد باقی نہیں رہے گا۔'' (یعنی وہ مباح الدم ہو جائے گا)

تفسیر مدارک میں ہے:

قالوا اذا طعن الذمى فى دين الاسلام طعنا ظاهرًا جاز قتله لان العهد معقود معه على ان لايطعن فاذا طعن فقد نكث عهده وخرج من الذمة (تفسیر مدارک حاشیہ خازن ص۲۰۸)

''علماء فرماتے ہیں کہ ذمی جب ظاہری طور پر دین اسلام میں طعن کرے تو اس کا قتل کرنا جائز ہوگا کیونکہ اس کا عہد اس شرط سے مشروط تھا کہ وہ دین میں طعن نہیں کرے گا جب اس نے دین میں طعن کیا تو اس کا عہد ٹوٹ گیا وہ ذمی نہ رہا۔'' (بلکہ مباح الدم ہو گیا)

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''مسئلہ، ابن الشیخ نے فرمایا کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ذمی اگر اسلام پر طعن و تشنیع یا اس کی تنقیص کرے تو اس کا قتل ضروری ہے اس لئے کہ اس کے ساتھ معاہدہ تھا کہ وہ اسلام پر طعن و تشنیع نہیں کرے گا لیکن اس نے اسلام پر طعن و تشنیع کی تو وہ اپنے معاہدے سے نکل گیا اس لئے اس کا قتل ضروری ہوا۔'' (روح البیان (اردو) (پارہ دسواں) ص ۱۰۷-۱۰۶)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کی رائے ملاحظہ ہو:

قال الزجاج هذا الاية تو جب قتل الذمي اذا اظهر الطعن في الاسلام لان عهده مشروط بان لا يطعن واذا طعن فقد نكث ونقض عهدهم (تفسیر کبیر مذکورہ آیت)

''زجاج نے کہا کہ ذمی جب دین اسلام پر طعن کرے گا تو اس کا عہد ٹوٹ جائے گا اور اس کو قتل کرنا واجب ہو جائے گا۔''

امام قرطبی فرماتے ہیں:

اكثر علماء على ان من سب النبي صلى الله عليه وسلم من اهل الذمة او عرض او استخف بقدره او وصفه بغير الوجه الذي كفر به فانه يقتل (تفسیر قرطبی ج ۸ ص ۸۳)

''مفہوم یہ ہے کہ اکثر علماء نے کہا ہے کہ ذمی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا کسی بھی طریقے سے آپ ﷺ کی قدر و منزلت کو کم کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا۔''

مفسرین کرام کے اقوال سے بخوبی واضح ہوا کہ اگر ذمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں طعن کرے گا تو وہ واجب القتل ہوگا۔

ایہہ احمد نور الٰہی اے قرآن دی صاف گواہی اے

اے نقوی تیرے آقا دی ہر دور دے اندر شاہی اے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

اہل کتاب کے ساتھ معاملہ

قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن یدوھم صغرون

(التوبہ۔ آیت ۲۹)

ترجمہ: ''جو لوگ اہل کتاب میں سے اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روز آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور نہ اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔''

اس آیہ کریمہ سے وجہ استدلال یہ ہے کہ جب تک ذمی ذلیل ہو کر جزیہ نہ دیں ان سے قتال کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے تو جو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں گستاخی کرنے کی جرات کرتا ہے ظاہر ہے وہ اپنے آپ کو ذلیل اور بے بس نہیں سمجھتا ورنہ وہ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی جسارت ہی کیسے کرتا؟ چونکہ وہ اپنے آپ کو ذلیل نہیں سمجھتا اس لئے اس سے قتال کرنا واجب ہوگا اور جس سے قتال کرنا واجب ہوا اس کا قتل کرنا واجب ہوتا ہے نتیجہ یہی نکلا کہ گستاخ رسول ذمی واجب القتل ہوگا۔

قاضی ثناء اللہ مظہری پانی پتی فرماتے ہیں۔

و ھذا البحث یوجب انہ اذا استعلی ذمی علی المسلمین علی وجہ صار مستمرا حل للامام قتلہ...... (تفسیر مظہری ج ۴ ص ۱۹۲)

مفہوم یہ ہے کہ جب ذمی کسی بھی طریقے سے مسلمانوں پر برتری کا خواہاں ہوں تو امام کے لئے اس کا قتل جائز ہو جائے گا......

امام یوسف بن اسمٰعیل النبہانی علیہ الرحمۃ اسی آیہ کریمہ کے تحت نقل کرتے ہیں:

و من المعلوم ان من اظهر سب نبينا صلى الله عليه وسلم في وجوهنا وشتم ربنا على رؤس الملاء منا وطعن في ديننا في مجا معنا فليس بصاغر لان الصاغر الذليل الحقير وهذا متعذر مرا غم بل هذا غايته مايكون من الا ذلال لنا وا لا هانة ۔ (جواہرالبحار، ج ۳ص ۲۰۲)

''اور یہ بات واضح ہے کہ جو شخص علانیہ ہمارے منہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اور برملا ہمارے رب کو بُرا کہے اور ہمارے دین میں طعنہ زنی کا مرتکب ہوا ایسا شخص الصاغر نہیں ہے کیونکہ صاغر تو ذلیل اور حقیر کو کہتے ہیں ایسے شخص کو تو مغرور اور متکبر کہتے ہیں بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ یہ شخص تو ہمیں ذلیل اور رسوا کر رہا ہے۔''

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم صاغرین (ذلیل و بے بس لوگ) میں سے نہیں ہے لہٰذا اس سے جنگ کرنا واجب ہے اور اس کو قتل کرنا لازم ہے۔

؎ حق تعالیٰ ہی مجھے مقصود ہے	ہر دو عالم پر اسی کا جود ہے
یا محمد قل ھو اللہ احد	نہ وہ والد ہے نہ وہ مولود ہے
مصطفیٰ ہے رحمۃ للعالمین	ہے یہ حامد اور وہ محمود ہے
لا نبی بعدہ عند الا لہ	ہے یہ شاہد اور وہ مشہود ہے
یا رسول اللہ انظر حالنا	آج حبّ باہمی مفقود ہے

لعنتی اور واجب القتل؟

ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخره واعدلهم عذابا مهينا والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبينا...... ملعو نين ايمنا ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتيلا (الاحزاب۔ آیات ۶۱-۵۸-۵۷)

ترجمہ: ''بے شک جو ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں۔ انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لے لیا...... پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں بھی ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے جائیں۔''

ان آیات طیبات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دینے والے (مسلمان ہو یا ذمی کیونکہ الذین عموم کے لئے ہے) کے قتل پر درج ذیل وجوہ سے استدال ہوسکتا ہے۔

پہلی وجہ: علامہ ابن تیمیہ کے الفاظ میں سنئے۔

انہ قرن اذاءہ باذاءہ کما قرن طاعتہ بطاعتہ ومن اذاءہ فقد اذی اللہ وفقد جاء ذالک منصوصاً عنہ ومن اذی اللہ فھو کافر حلال الدم ۔ (الصارم المسلول ص ۴۱)

''ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی اذیت کو اپنی اذیت قرار دیا۔ جس طرح اس نے حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کہا ہے اور یہ چیز نص سے ثابت ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی اذیت کا مرتکب ہو وہ کافر اور مباح الدم ہوتا ہے۔''

قاضی عیاض اندلسی فرماتے ہیں:

قرانہ تعالیٰ اذاہ باذانہ ولا خلاف فی قتل من سب اللہ وانما اللعن یستوجبہ من ھو کافر وحکم الکافر القتل لا نہ غیر معصوم الدم...... ومن کفربسبہ اشد من الکافر الاصلی

(شرح شفا ج ۴ ص ۳۸۴)

''ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت کو اپنی اذیت کہا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو گالی دے اس کو قتل کرنے میں کسی کو بھی اختلاف

نہیں اور (دنیا اور آخرت میں) لعنت اس کے کفر کو مستلزم ہے اور کافر کا حکم قتل ہی ہے کیونکہ اس کا خون محفوظ نہیں ہوتا اور جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی کی وجہ سے کافر ہو وہ تو اصلی کافر سے بھی بڑا کافر ہے۔"

ہر دل دا ارمان محمد ۔ خوشیاں دا سامان محمد
ایہہ کونین ہے جسم دے وانگوں ۔ اس کونین دی جان محمد
خود قرآن نے دسیا سانوں ۔ ہے مثل قرآن محمد
حاکم مکدی گل مکاواں ۔ ساڈا دین ایمان محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم)

دوسری وجہ

ان آیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت اور مومنین کو اذیت پہنچانے کی سزا مختلف بیان فرمائی گئی ہے مومنین کو اذیت پہنچانے والے کے بارے میں فرمایا فقد احتملو بهتانا واثما مبينا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے والے کے بارے میں فرمایا لعنهم الله فى الدنيا والاخره واعدلهم عذاب مهينا۔ اس فرق سے واضح ہوتا ہے کہ مومنین کو اذیت پہنچانا گناہ کبیرہ ہے جس کی سزا کوڑے مارنا بھی ہو سکتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے والا دنیا اور آخرت میں ملعون اور عذاب مہین کا مستحق ہے اگر مومنین کو اذیت پہنچانے والے کی سزا کوڑے ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت رسانی کی سزا کوڑوں سے بڑھ کر ہی ہونی چاہئے جو قتل ہی ہو سکتی ہے' کیونکہ ملعون فی الدنیا والاخرہ محفوظ الدم نہیں ہو سکتا۔

قاضی عیاض اندلسی رقمطراز ہیں:

فرق بين اذا هما واذى المؤمنين وفى اذى المؤمنين ما دون القتل بين الغرب والنكال فكان حكم موذى الله ونبيه اشد من ذالك وهو القتل (الشفاء ج۲ ص۲۲۰)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اذیت اور مومنوں کی اذیت میں فرق کیا گیا ہے' مومنوں کو اذیت پہنچانے کی سزا قتل سے کم ہے جیسے درے مارنا۔ پس اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے کی سزا اس سے شدید ہونی چاہئے' جو قتل ہی ہے۔''

علامہ خفاجی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

(و هو القتل) راجع لحكم الاشد وحاصله الا ستدلال على ان من سب النبى صلى الله عليه وسلم يقتل

(شرح شفاج ۴ص ۳۸۵)

ترجمہ: ''اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اس کو قتل کر دیا جائے گا۔''

کرم کے آشیانے کی کیا بات ہے ۔۔۔ آپ کے آستانے کی کیا بات ہے
پھول میں مسکراہٹ ہے اپنی جگہ ۔۔۔ آپ کے مسکرانے کی کیا بات ہے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

تیسری وجہ

اس مفہوم کی موید یہ حدیث پاک ہے جس میں حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من لكعب بن الاشرف فانه قد اذى الله ورسوله (بخاری) کہ کعب بن اشرف کی خبر کون لے گا اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔ حالانکہ وہ معاھد تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے سے اس کا عہد ٹوٹ گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جا کر اسے قتل کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایذاء رسول کی سزا قتل ہے۔ علامہ خفاجی اس حدیث پاک کی شرح میں لکھتے ہیں:

فدلت هذه القصة على ان من سب النبى صلى الله عليه وسلم واذاءه من الكفار يقتل (شرح شفاج ۴ص ۳۹۰)

ترجمہ: ''یہ واقعہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کفار میں سے جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دے اسے قتل کر دیا جائے گا۔''

چوتھی وجہ

اسی سلسلہ کلام میں پھر واضح طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے والے کی سزا بیان فرمائی

ملعونین اینما ثقفوا اخذوا و قتلوا تقتیلا

ترجمہ: ''پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں بھی ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے جائیں۔''

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

و فی البحر الظاهر ان المنافقین یعنی جمیع من ذکر فی الایة انتهوا عما کانوا یؤذون به الرسول صلی الله علیه وسلم والمؤمنین وتستتر جمیعهم و کفوا خوفا ان یقع بهم ما وقع القسم علیهم هو الاغراء والجلاء والقتل

(روح المعانی پارہ ۲۲ ص ۹۲)

ترجمہ: ''اور البحر المحیط میں ہے یعنی وہ تمام لوگ جن کا ذکر اس آیہ کریمہ میں آیا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کی ایذاء رسانی سے باز آ گئے وہ سب لوگ چھپ گئے اس سے خوف کھاتے ہوئے کہ کہیں وہ چیز واقع نہ ہو جائے جس کا اللہ تعالیٰ نے خلفاً ذکر کیا ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر مسلط کر دینا، ان کو جلاوطن کرنا اور قتل کیا جانا۔''

امام رازی اسی مفہوم کو یوں بیان کرتے ہیں:

...... ملعونین مطرودین من باب الله و بابك اذا خرجوا لا

ینفکون عن المذلة ولا یجدون ملجاء بل اینما یکونون یطلبون ویوخذون ویقتلون (تفسیر کبیر پارہ ۲۲)

ترجمہ: ''لعنت کئے گئے اور دھتکارے ہوئے اللہ کے در سے اور آپکے در سے تو جب نکل پائیں گے تو ذلت سے نہ بچ سکیں گے اور نہیں پائیں گے کوئی ٹھکانہ جہاں بھی ہوں گے طلب کئے جائیں، پکڑے جائیں اور قتل کئے جائیں۔''

علامہ خفاجی علیہ الرحمۃ کی رائے ملاحظہ ہو: اخذوا وقتلوا تقتیلا کی شرح میں فرماتے ہیں۔

والایة تدل علی ان معنی لعنة الدنیا هی القتل فتدل علی قتل من اذاه لان الله تعالیٰ لعنه فی الدنیا والاخرة ○

(شرح شفاج ۴ص ۳۸۴)

ترجمہ: ''یہ آیت اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ (رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے والے پر) دنیا میں لعنت سے مراد قتل ہے اور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دے اس کو قتل کر دیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر دنیا اور آخرت میں لعنت فرمائی ہے۔''

مذکورہ گفتگو سے بالکل واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے والا واجب القتل ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ منافقین جب تک صرف منافقین تھے تو ان کے قتل کرنے کا حکم نہیں آیا تھا' لیکن جب ان کا نفاق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء رسانی کا سبب بنا تو اب حکم آیا اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا ''یہاں بھی ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے جائیں''۔

رہزن کے پاس ہے نہ کسی رہنما کے پاس
ہر درد کی دوا ہے مرے مصطفیٰ کے پاس

حاکم بجز حضور کی چاہت کے با خدا
کچھ بھی نہ تھا لحد میں مجھ بے نوا کے پاس

اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے ڈرو

الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانهم وهموا باخراج الرسول وهم بدء وکم اول مرة اتخشونهم والله احق ان تخشوه ان کنتم مومنین (التوبہ ۱۳)

ترجمہ: ''کیا اس قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول کے نکالنے کا قصد کیا حالانکہ انہیں کی طرف سے پہل ہوتی ہے کیا ان سے ڈرتے ہو تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔''

وجہ استدلال یہ ہے کہ جن لوگوں نے اخراج رسول صلی اللہ علیہ وسلم (رسول کو نکالنے) کا قصد کیا ان سے جنگ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور جس سے مقاتلہ (جنگ) کرنے کا حکم دیا جائے اس کو قتل کرنا واجب ہوتا ہے مفہوم یہ بنتا ہے کہ جن لوگوں نے اخراج رسول کا قصد کیا انہیں قتل کر دو اور یہ بھی ایک حقیقت کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرنا تو اخراج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قصد سے بھی کہیں بڑا جرم ہے۔ کیا تاریخ کے اوراق اس پر شاہد نہیں کہ جن لوگوں کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تھی اور شہر مکہ کو الوداع کہا تھا انہیں تو معاف کر دیا گیا لیکن جن دریدہ دہن لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں تنقیص کی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء رسانی کا باعث بنے تھے انہیں چن چن کر قتل کیا گیا جیسے ابن خطل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت میں اشعار گانے والی لونڈیاں اور پھر دنیاوی مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر اس سزا کو نافذ کرنے کا حکم ان پر جلال الفاظ میں فرمایا: اتخشونهم فالله احق ان تخشوه ان کنتم مومنین ''اگر تم میں ایمان کی رمق باقی ہے تو اللہ تعالیٰ لوگوں کی نسبت اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔

ارباب اقتدار اس آیۃ کریمہ کوغور سے پڑھیں شاید ایمان کی حرارت محسوس ہو جائے لوگوں کے ڈر سے اور حیلوں بہانوں سے شاتمین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آزاد نہ کرنے کا حوصلہ نصیب ہو جائے۔

ہے خدا ہی عظمت للعالمین — مصطفیٰ ہیں رحمۃ للعالمین
ہے سراسر ذکر قرآن حکیم — دین حق ہے نعمۃ للعالمین
حضرت خیر الوریٰ کا عشق ہے — مذہب حق ملۃ للعالمین
عقل کی منزل ہے تنقید جہاں — عشق حق ہے وحدۃ للعالمین

اس آیت کے نزول کے بعد اہل ایمان کا عقیدہ یہ ہو گیا......

یا ایھا الذین امنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکافرین عذاب الیم ۔ (البقرہ۔آیت ۱۰۴)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! ''راعنا'' نہ کہو بلکہ ''انظرنا'' کہا کرو اور یہ کافر تو دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔''

یہ آیہ طیبہ اس وقت نازل ہوئی جب بعض یہودیوں نے ''راعنا'' کے مشترک اور ذو معنی لفظ کو گستاخی کی نیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ ناز میں بولنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ذو معنی لفظ کا استعمال ہی حرام فرما دیا اور اس کی جگہ ''انظرنا'' (ہم پر نظر کرم کیجئے) کا لفظ استعمال کرنے کا حکم دیا جس میں گستاخی کا شائبہ تک بھی موجود نہ تھا۔

اس آیہ کریمہ سے شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب القتل ہونے پر دلیل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول ہے کہ اس آیہ کریمہ کے نزول کے بعد مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہو گیا تھا کہ اگر کوئی شخص ایسا لفظ استعمال کرے جس میں توہین رسالت کا احتمال ہو تو وہ واجب القتل ہے۔

اخرجہ ابو نعیم فی الدلائل عنہ انہ قال المومنون بعد ھذہ الایۃ من سمعتھا یقولھا فاضربوہ عنقہ (فتح القدیر ج ا ص ۱۲۵)

ترجمہ: ''دلائل میں ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد اہل ایمان کا یہ عقیدہ ہوگیا تھا کہ جس کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں توہین آمیز کلمہ بولتے ہوئے سنو اس کو قتل کر دو۔''

اس قول کی تائید حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ہوتی ہے۔

روی ان سعد ابن معاذ سمع الیھود یقولونھا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا اعداء اللہ علیکم لان سمعتھا من رجل منکم یقولھا لرسول صلی اللہ علیہ وسلم لا ضربن عنقہ ......

(تفسیر صاوی جلد ا صفحہ ۴۷...... خازن ج اص ۷۲...... تفسیر غرائب القرآن ج اص ۳۵۷، تفسیر کبیر ج اص ۴۳۱، قرطبی ج اص ۵۶)

''اور مروی ہے کہ حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہود کو جب یہ لفظ (راعنا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کہتے ہوئے سنا تو انہوں نے فرمایا اے اللہ کے دشمنو! تم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ اگر میں نے تمہیں دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ لفظ کہتے ہوئے سنا تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر یہودی بھی لفظ مشترک بول کر (چہ جائیکہ صراحۃً) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ بھی واجب القتل ہے۔ مولانا محمد علی الصدیقی کاندھلوی اسی آیۃ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''گستاخی تو بڑی بات ہی شان نبوت میں تعریض بھی کفر ہے۔ حافظ ابن تیمیہ نے عذاب الیم کی تشریح کرتے ہوئے دنیا میں گستاخ نبوت کی سزا اس کے وجود سے زمین کو پاک کرنا بتایا ہے۔ اس پر تو آئمہ کا اتفاق ہے احناف موالک شوافع اور حنابلہ سب ایک زبان ہیں......''

(تفسیر معالم القرآن ج اص ۲۶۸)

قرآن مجید کی مذکورہ پانچ آیات سے یہ حقیقت آفتاب نیمروز کی طرح واضح اور بے نقاب ہوگئی کہ اگر کوئی غیر مسلم ذمی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور تنقیص کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کا عہد ٹوٹ جائے گا اور وہ واجب القتل ہوگا۔ الحمد للہ علی ذلک

زمیں ہو جائے کاغذ کی بنیں قلمیں شجر سارے
قیامت تک لکھا جائے نہ افسانہ محمد کا
تمہارے نام کی نسبت سے بخشا جاؤں محشر میں
ملائک بھی کہیں رحمت ہے دیوانہ محمد کا
(صلی اللہ علیہ وسلم)

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

کتب احادیث میں بے شمار مستند روایات میں سے چند روایات کو اُردو ترجمہ کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے جن میں پوری وضاحت کے ساتھ اس مسئلہ پہ روشنی پڑتی ہے کہ گستاخ رسول کی سزا صرف موت ہے وہ مباح الدم اور واجب القتل ہے۔

☆ عن عكرمة عن ابن عباس رضى الله عنهما ان اعمى كانت له ام ولد تشتم النبى صلى الله عليه وسلم وتقع فيه فينهاها فلا تنتهي ويزجرها فلا تنزجر فلما كان ذات ليلة جعلت تقع فى النبى صلى الله عليه وسلم وتشتمه فاخذ المعول فوضعه فى بطنها واتكأ عليها فقتلها فلما اصبح ذكر ذالك للنبى صلى الله عليه وسلم فجمع الناس فقال انشد رجلا فعل ما فعل لى عليه حق الاقام فقام الا عمى يتخطى الناس وهو يتدلدل حتى قصد بين يدى النبى صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله انا صاحبها كانت تشتمك وتقع فيك فانهاها فلا تنتهي وازجرها فلا تنزجر ولى منها ابنان مثل

اللؤلؤ و كانت بي رفيقته فلما كان البارحة جعلت تشتمك وتقع فيك فا خذت المعول فو ضعته في بطنها و اتكأت عليها حتى قتلتها فقال النبي صلى الله عليه وسلم اشهدان دمها هدر ۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۵۲ باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ دہلی، سنن نسائی ج ۲ ص ۱۷۰ کتاب المحاربہ باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: ''حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینے شخص کی ایک ام ولد تھی، جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیب جوئی کرتی تھی وہ اسے روکتا مگر وہ باز نہ آتی وہ ڈانٹتا مگر وہ نہ رکتی ایک رات اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا اور عیب جوئی کرنا شروع کیا تو اس نابینا صحابی نے ایک بھالا لے کر اس کے پیٹ میں پیوست کر دیا اور اسے زور سے دبایا اور اسے قتل کر دیا۔ صبح کو اس کا تذکرہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گیا گیا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا ''میں اس آدمی کو قسم دیتا ہوں جس نے کیا جو کچھ کیا میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے'' یہ سن کر وہ نابینا (صحابی) کھڑا ہو گیا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آپ ﷺ کے پاس آیا اور بیٹھ گیا وہ کانپ رہا تھا اس نے کہا یا رسول اللہ اسے میں نے قتل کیا ہے وہ آپ کو گالیاں دیا کرتی تھیں میں اسے روکتا مگر وہ باز نہ آتی تھی میں اسے ڈانٹ ڈپٹ کرتا مگر وہ پرواہ نہ کرتی۔ اس کے بطن سے میرے دو ہیروں جیسے بیٹے ہیں وہ میری رفیقہ حیات تھی گزشتہ شب جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے لگی تو میں نے بھالا لے کر اس کے پیٹ میں گاڑ دیا اور اسے زور سے دبایا یہاں تک کہ میں نے اسے قتل کر دیا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''خبردار'' گواہ رہو اس کا خون رائیگاں گیا''
(یعنی یہ مباح الدم تھی اس کا کوئی قصاص وغیرہ نہیں ہے)

دے رہا ہے خود شہادت یہ کلامِ پاک بھی
گفتگو ساری ہے ان کی عظمتوں کی شان کی

گفتہ آید در حدیث دیگراں

اس حدیث پاک سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کا مباح الدم ہونا بالکل واضح ہے۔ ظاہر ہے وہ مسلمان نہ تھی بلکہ اہل کتاب ہوگی جبھی تو وہ اس صحابی کی رفیقہ حیات تھی اور دو بیٹوں کی ماں تھی۔ پہلے صحابی نے صرف اسے ڈانٹا قتل نہ کیا کیونکہ شاید انہیں شاتم رسول کی سزا کا صحیح علم نہ ہو لیکن جب انہوں نے اجتہاد سے کام لے کر سے قتل کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو ''ھدر'' قرار دے کر اس پر مہر ثبت کر دی کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مباح الدم ہوتا ہے اور اس کے ناپاک وجود سے دھرتی کا سینہ پاک کرنا ہی تقاضائے ایمان ہے۔

اسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے شیخ خلیل احمد سہانپوری لکھتے ہیں:

قال الشوکانی وحدیث ابن عباس وحدیث الشعبی دلیل علی انه یقتل من شتم النبی صلی اللہ علیه وسلم۔

ترجمہ: ''شوکانی فرماتے ہیں کہ حدیث ابن عباس اور حدیث شعبی اس بات پر دلیل ہے کہ شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا جائے گا۔''

صاحب عون المعبود لکھتے ہیں:

وفیه دلیل علی ان الذمی اذا لم یکف لسانه عن الله ورسوله فلا ذمة له فیحل قتله قاله السدی (عون المعبود شرح ابی داؤد ج ۴ ص ۲۲۶)

''اس میں دلیل ہے کہ ذمی اگر اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین سے باز نہ آئے تو اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اور اس کا قتل جائز ہو جاتا

ہے۔''

مولانا محمد زکریا سہانپوری لکھتے ہیں۔

و قد نقل ابن المنذر الا تفاق علی ان من سب النبی صریحا وجب قتله بذل المجهود فی حل ابی داؤد ۔ (ج۱۷ص۳۰۰)

''ابن المنذر نے نقل کیا ہے کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صریحاً گالی دے اس کو قتل کر دیا جائے گا۔''

☆ عن علی ان یهودیة کانت تشتم صلی الله علیه وسلم وتقع فیه فخنقها رجل حتی ماتت فابطل النبی صلی اللّٰه علیه وسلم دمها

(مشکوٰۃ ج۲ص۶۵ ابابب قتل اھل الردۃ والسعاۃ بالفساد/ابوداؤد ج۲ص۲۵۲ مطبوعہ دہلی)

ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک یہودی عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی اور آپ کی عیب جوئی کیا کرتی تھی ایک آدمی نے اس کا گلہ گھونٹ کر اسے قتل کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو باطل قرار دیا۔ (یعنی اس کے ورثاء کو قصاص یا دیت کا حق دار قرار نہ دیا)

فرشتے حشر میں تولیں نہ آقا میرے عملوں کو
ہے تیری رحمتوں کا ہی سہارا یا رسول اللہ
ملی ہے مجھ کو عزت بھی تری ناموس کے صدقے
کرم مجھ پر بھی ہو جائے تمہارا یا رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم)

جو کسی بھی نبی (علیہ السلام) کو بُرا کہے اس کو قتل کر دو

عن حسین ابن علی عن ابیه ان رسول الله صلی الله علیه

وسلم قال من سب نبیا فاقتلوہ ومن سب اصحابہ فا ضربوہ

(الشفاج ۲ ص ۱۲۲ فتاوی خیریہ ج ا ص ۱۰۳)

ترجمہ: ''حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی بھی نبی کو گالی دے اسے قتل کردو اور جو میرے کسی صحابی کو گالی دے اسے (کوڑے) مارو۔''

یہ حدیث پاک کچھ مختلف الفاظ سے بھی منقول ہے۔ ایک روایت اس طرح ہے۔

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب الانبیاء قتل ومن سب اصحابی جلد

(کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۳۱، مجمع الزوائد ج ۶ ص ۲۶۰، رسائل ابن عابدین شامی ص ۳۱۸)

اور ایک اور روایت کے الفاظ یوں ہیں۔

من سب نبیا فا قتلوہ ومن سب اصحابی فا جلدوہ وفی روایۃ اخر من سب نبیا قتل ومن سب اصحابہ جلد

(الصارم المسلول ص ۹۲)

ترجمہ تقریباً وہی ہے جو پہلے کیا گیا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ اس حدیث پاک کے ضمن میں لکھتے ہیں

فھو دلیل علی وجوب قتل من سب نبیا من الانبیاء ظاھرہ یدل علی انہ یقتل من غیر استتابۃ وانہ یقتل حدا لہ

(الصارم المسلول ص ۱۹۲)

ترجمہ: ''اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ جو بھی کسی نبی کو گالی دے گا وہ واجب القتل ہوگا اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو بطور حد قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔''

ہمارے آقا علیہ السلام کی تعلیم ہر نبی علیہ السلام کی عزت و ناموس کا دفاع کرتی

ہوئی نظر آتی ہے۔

کشتیِ نوح میں، نارِ نمرود میں، بطنِ ماہی میں یونس کی فریاد پر
آپ کا نام نامی اے صلِ علیٰ ہر جگہ مصیبت میں کام آ گیا
(صلی اللہ علیہ وسلم)

کعب بن اشرف کا قتل

کعب بن اشرف کا قتل بھی گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مباح الدم ہونے پر واضح دلیل ہے۔ چونکہ حدیث کافی لمبی ہے اس لئے طوالت سے بچتے ہوئے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا جارہا ہے۔

ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من لکعب بن الاشرف فانہ قد اذی اللہ ورسولہ کہ تم میں سے کعب بن اشرف کی خبر کون لے گیا اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی ہے یہ سن کر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ فرماتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں فرمایا ''ہاں'' جس پر انہوں نے عرض کیا مجھے اجازت مرحمت فرمایئے میں اس سے نپٹنے کے لئے جس طرح مناسب سمجھوں معاملہ کروں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چاہو کہو اس کے بعد محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب کے پاس پہنچے اور کہا دیکھو یہ شخص (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے زکوٰۃ مانگتا ہے حالانکہ ہم خود تنگ دست ہیں میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ ہمارے لئے کچھ قرض کا انتظام کرا دو کعب نے کہا یہ شخص ابھی تو تمہیں اور بھی تنگ کرے گا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا بات یہ ہے کہ ہم ایک بار اس کی پیروی کر چکے ہیں اب یہ اچھا نہیں لگتا کہ ایک دم اس کو چھوڑ دیں مگر دیکھ رہے ہیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے خیر ہم

آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں ایک یا دو وسق کھجوریں قرض دے دیجئے سفیان کا بیان ہے کہ عمرو بن دینار نے کئی بار ہم سے یہ حدیث بیان کی لیکن ایک دو وسق کھجوروں کا ذکر نہیں کیا۔ جب میں نے ان سے کہا کہ اس حدیث میں ایک دو وسق کھجوروں کا ذکر ہے تو کہنے لگے میرے خیال میں اتنی کھجوروں کا ذکر ہے۔ کعب نے کہا اچھا اس کا انتظام ہو جائے گا مگر اس کے بدلے کچھ رہن رکھو۔ انہوں نے کہا کیا چیز ہم بطور رہن رکھیں کعب نے کہا اپنی عورتوں کو ہمارے پاس بطور رہن رکھو جس پر انہوں نے کہا: بھلا ہم کس طرح اپنی عورتوں کو تمہارے پاس رہن رکھ دیں' حالانکہ سارے عرب میں خوبصورت ترین آپ لوگ ہیں۔ اس نے کہا اچھا اپنے بیٹوں کو ہمارے پاس گروی رکھو انہوں نے جواب دیا اگر ہم اپنے بیٹوں کو رہن رکھیں گے تو لوگ ساری عمر طعنہ دیں گے کہ وسق یا دو وسق پر گروی ہوئے تھے۔ یہ بڑی شرم کی بات ہے البتہ ہم اپنے ہتھیار تمہارے پاس بطور رہن رکھ سکتے ہیں۔ اس گفتگو کے بعد محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ رات کو پھر آنے کا وعدہ کر کے چلے گئے۔ پھر رات کے وقت گئے تو ابونائلہ کو جو کعب کا رضائی بھائی تھا ساتھ لائے۔ کعب نے ان کو قلعہ کے پاس بلا لیا اور خود قلعہ سے اتر کر نیچے آ کر ان سے ملا۔ اس کی بیوی کہنے لگی اس وقت آپ کہاں جاتے ہیں اس نے جواب دیا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور اپنے بھائی ابونائلہ سے ملنے، عمرو بن دینار کے سوا دوسرے حضرات نے کہا کہ عورت نے یہ بھی کہا کہ اس آواز سے تو خون ٹپک رہا ہے وہ کہنے لگا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ گویا میرا حقیقی اور ابونائلہ رضائی بھائی ہے اور شریف آدمی کو رات کے وقت اگر نیزہ مارنے کے لئے بھی بلایا جائے تو اسے جانا چاہئے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو آدمی بھی تھے...... جب کعب سر سے چادر اوڑھے اترا (اس

خیال ہے کہ مسلمانوں کا اسلحہ اس کے پاس رہن ہو جائے گا) تو اس کے بدن سے خوشبو آ رہی تھی محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آج تک ایسی عطر بیز خوشبو نہیں سونگھی تھی۔ عمرو کے سوا دوسرے راویوں نے یوں بیان کیا کہ کعب نے اس کے جواب میں کہا میرے پاس عرب کی ایک ایسی عورت ہے جو سب سے زیادہ معطر رہتی ہے اور حسن و جمال میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہارا سر سونگھ لوں کعب نے کہا ہاں سونگھ لو۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کا سر خود بھی سونگھا اور ساتھیوں کو بھی سنگھایا۔ پھر کہا ایک مرتبہ اور اس نے کہا اچھا اس مرتبہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب کا سر زور سے تھام لیا اور ساتھیوں سے کہا ہاں اس کا سر لے لو اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی۔ (صحیح بخاری ج ۲، ص ۵۲۶ باب قتل کعب بن الاشرف)

اس حدیث پاک سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ کعب بن اشرف کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قتل کیا گیا اور اس کے قتل کی علت یہ بیان فرمائی: **فانه قد اذى الله ورسله** (کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے) امام نووی فرماتے ہیں۔

لا نه نقض عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهجاه وسبه

(شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۱۰)

''اس کو قتل اس لئے کیا گیا کہ اس نے معاہدہ توڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی اور آپ ﷺ کو گالیاں دیں۔'' انفرادی طور پر اس کے قتل کا حکم دینے کا سبب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو اور سب وشتم ہی تھا ورنہ اس کے دیگر جرائم میں تو دوسرے بھی کئی لوگ شامل تھے علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔

فی روایته محمد بن محمود بن مسلمه عن جابر عندا

لحاکم فی الاکلیل فقدا ذانا بشعرہ وقوی المشرکین

(فتح الباری ج ۷ ص ۲۸۹)

"کہ حاکم نے اکلیل میں لکھا ہے (فقد اذی اللہ ورسولہ کا مطلب یہ ہے)

کہ اس نے اپنے اشعار سے مشرکین کو قوت دے کر ہمیں اذیت دی ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے والا واجب القتل

ہے۔

نام لیوا ہوں میں اپنے خالق و غفار کا ہوں گدائے بے نوا ہوں سید ابرار کا

اُمت خیر الوریٰ کا خادم بے دام ہوں ہے یہی سب سے حسیں پہلو مرے کردار کا

ابو رافع یہودی کا قتل

صحیح بخاری میں ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ابو رافع یہودی کو قتل کرنے کے لئے بھیجا اس کے قتل کی علت یہ تھی کان ابو رافع یوذی رسول اللہ (کہ ابو رافع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچایا کرتا تھا) واقعہ کی تفصیلات ملاحظہ ہوں۔

"حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع یہودی کے لئے انصار سے چند حضرات کو بھیجا اور حضرت عبد اللہ بن عتیک کو ان پر امیر مقرر فرمایا وکان ابو رافع یوذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو رافع ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتا تھا اور سرزمین حجاز میں اس کا قلعہ تھا جب یہ حضرات وہاں پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے جانوروں کو لے جا رہے تھے حضرت عبد اللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ آپ اسی جگہ بیٹھ جائیں میں جاتا ہوں اور دربان سے کوئی بہانہ کر کے اندر جانے کی کوشش کروں گا۔ پس یہ دروازے کے نزدیک جا پہنچے اور اپنے کپڑے اس طرح سمیٹ کر بیٹھ گئے جیسے کوئی رفع حاجت کے لئے بیٹھا ہو۔ دوسرے لوگ اندر داخل ہو چکے تھے لہٰذا دربان نے انہیں آواز دی کہ اے اللہ کے

بندے اگر اندر آنا ہے تو آ جاؤ ورنہ میں دروازہ بند کرنے لگا ہوں۔ میں اندر داخل ہو کر ایک جانب چھپ گیا جب تمام لوگ داخل ہو گئے تو دربان نے دروازہ بند کر دیا اور چابیاں ایک کیل کے ساتھ لٹکا دیں حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں اٹھا چابیاں لیں دروازہ کھولا۔ ابورافع کے پاس بالا خانے پر قصہ خوانی ہو رہی تھی جب قصہ خواں اس کے پاس سے چلے گئے تو میں اس کی طرف چڑھنے لگا اور جس دروازے کو میں کھولتا اسے اندر سے بند کر دیتا تھا تا کہ کوئی دوسرا داخل نہ ہو سکے اور اگر لوگوں کو میرا پتہ لگ بھی جائے تو میں ان کے پہنچنے تک ابورافع کا کام تمام کر دوں آخر کار میں اس تک پہنچ گیا اور وہ ایک اندھیرے کمرے میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ محوِ خواب تھا گھر کے اندر مجھے یہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ وہ کدھر ہے پس میں نے آواز دی اے ابورافع! اس نے کہا: کون ہے؟ میں آواز کے مطابق تلوار سے وار کیا اور میرا دل دھڑک رہا تھا اس نے کوئی مقصد حاصل نہ ہوا اور وہ چلنے لگا تو میں کمرے سے باہر نکل آیا تھوڑی دیر کے بعد میں نے پھر اندر جا کر پوچھا اے ابورافع! یہ آواز کیسی تھی اس نے کہا تیری ماں تجھے روئے ابھی ابھی ایک آدمی نے گھر میں تلوار سے مجھ پر وار کیا تھا وہ فرماتے ہیں کہ آواز سنتے ہی میں نے تلوار کا بھرپور وار کیا لیکن وہ مرا نہ تھا پس میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر دبائی تو اس کی کمر سے پار نکل گئی اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے پس میں ایک ایک دروازے کو کھول کر باہر نکلتا رہا یہاں تک کہ ایک منزل سے اترتے ہوئے جب میں نے اپنا قدم آگے رکھا اور میں چاندنی رات میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ زمین پر آ پہنچا ہوں پس میں اوپر سے زمین پر گرا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے اسے عمامہ سے باندھ لیا اور دروازے پر بیٹھ گیا پھر اپنے دل میں کہا کہ آج کی رات اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک مجھے اس کے مرنے کا یقین نہ ہو جائے جب مرغ نے اذان دی تو ایک شخص قلعہ کی دیوار پر کھڑا ہو کر کہنے لگا لوگو! اہل حجاز کا تاجر ابورافع مر گیا ہے پس میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ اب ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہئے کیونکہ

اللہ تعالیٰ نے ابورافع کو جہنم واصل کر دیا ہے پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے پھیلا دیا تو آپ نے جب اس پر اپنا دست کرم پھیر دیا تو وہ ایسے ہو گیا جیسے اس میں سرے سے کوئی تکلیف ہی نہیں ہوئی تھی۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۲۹-۵۲۸ کتاب المغازی باب قتل ابی رافع)

شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب القتل ہونے میں یہ حدیث بھی قوی دلیل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کے قتل کرنے کے لئے آدمی بھیجے جب کہ اور بھی غیر مسلم وہاں رہ رہے تھے خصوصی طور پر ابورافع کو اسی لئے قتل کیا گیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتا تھا۔

کر دور ہر خوف و خطر ہو بندۂ اہل نظر
پی کر شراب بے خودی دنیا و عقبیٰ سے گزر
خناس کے وسواس سے دل کو ہمیشہ صاف کر
محو و فنا و نیستی ہر وقت ہو زادِ سفر
رکھ سامنے تصویر کو ہر فکر سے ہو بے خبر
پائے گا بے شک تو اسے جملہ صور میں جلوہ گر
اے نقوی گوشہ نشیں ہے خود شناس خوب تر

کعبہ کے پردوں میں چھپے ہوئے گستاخ کا قتل

حدثنا یحیی ابن قزعة حدثنا مالك عن ابن شهاب عن انس ابن مالك رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم دخل مكة یوم الفتح وعلی راسه المغفر فلما نزعه جاء رجل فقال ابن خطل متعلق با ستار الكعبة فقال اقتله ......

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۲۸ کتاب المغازی)

ترجمہ: ''ابن شہاب نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ المکرمۃ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر اقدس پر خود تھا۔ جب آپ ﷺ نے خود اتارا تو ایک شخص نے آ کر عرض کیا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے قتل کر دو......''

اس روایت سے واضح ہوا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ابن خطل کو قتل کیا گیا۔ ابن خطل کہاں اور کیسے قتل ہوا اس کے متعلق کنز العمال کی یہ روایات ملاحظہ ہو۔

(من مسند سائب ابن یزید) رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قتل عبد اللہ بن خطل یوم الفتح واخرجوہ من تحت استار الکعبۃ فضرب عنقه بین زمزم والمقام ۔ ثم قال لا یقتلن قرشی بعد ھذا صبراً (کنز العمال ج۱۰ص۵۰۳-۵۰۲ مطبوعہ حلب)

''سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ قتل کیا (یعنی آپ کے حکم سے) عبداللہ ابن خطل کو فتح مکہ کے دن اور اس کو نکالا کعبہ کے پردوں کے نیچے سے پس اس کو زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان قتل کیا گیا پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد کسی قریشی کو کھڑا کر کے قتل نہیں کیا جائے گا۔''

فتح مکہ کے دن جب ہر سو عفو عام کا اعلان گونج رہا تھا اور خون کے پیاسوں کو بھی لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا وانتم الطلقاء (آج تم پر کوئی گرفت نہیں تم سب آزاد ہو) کا مژدہ جانفزا سنا دیا گیا تھا' تو آخر ابن خطل کا وہ کون سا نا قابل معافی جرم تھا کہ اسے زم زم اور مقام ابراہیم کے عین درمیان قتل کیا گیا آیئے اس کا جواب قاضی ابوالفضل عیاض اندلسی سے سنئے وہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ میں فرماتے ہیں:

و کذا امره یوم الفتح بقتل ابن خطل وجاریتیه اللتین کانتا تغنیان بسبه صلی اللہ علیہ وسلم (الشفاء ج۲ ص۲۲۱)

(قاضی عیاض نے یہ روایت ان روایات میں نقل کی ہے جو شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر دلالت کرتی ہیں فرماتے ہیں) ''ایسے ہی فتح مکہ کے دن ابن خطل اور اس کی دولونڈیوں کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا جو ایسے اشعار گاتی تھیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھیں۔''

علامہ خفاجی فرماتے ہیں:

فانه صلی اللہ علیہ وسلم لما فتح مکه امن الناس الا اربعة رجال وامراتین امر بقتلهم ولو دخلوا تحت استار الکعبة مستجیرین بها لانهم کانوا اظهروا عداوته واکثروا من ذمه وهجوه صلی اللہ علیہ وسلم کان لابن خطل قینتان یغنیان بهجوه ۔ (شرح شفاء ج۴ ص۳۹۲)

''بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن سب لوگوں کو امن دے دیا مگر چار مردوں اور دو عورتوں کو امن نہ دیا ان کے بارے میں فرمایا اگرچہ وہ پناہ ڈھونڈتے ہوئے کعبہ کے پردوں کے نیچے چھپے ہوئے ہوں تب بھی انہیں قتل کردو' کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کا علانیہ اظہار کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر ہجو اور مذمت کرتے تھے اور ابن خطل کی دولونڈیاں تھیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہجویہ اشعار گایا کرتیں تھیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ ابن خطل اور اس کی لونڈیوں کو قتل کرنے کا حکم اسے لئے دیا گیا تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین آمیز کلمات استعمال کیا کرتی تھیں۔

قارئین محترم! یہ درست ہے کہ ابن خطل نے سب رسول کے علاوہ بھی دو جرم کئے

تھے وہ ایک آدمی کا قاتل بھی تھا اور وہ مرتد بھی ہوا تھا' لیکن اگر اسے محض ارتداد کی وجہ سے قتل کیا جاتا تو اسے توبہ کرنے کا موقع بھی دیا جاتا جیسا کہ مطلق ارتداد میں دیا جاتا ہے اور اگر ایک آدمی کو قتل کرنے کی وجہ سے اسے قصاص میں قتل کیا جاتا تو اسے مقتول کے ورثاء کے حوالے کیا جاتا وہ چاہتے تو معاف کر دیتے اور چاہتے تو قصاص میں قتل کر دیتے' لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً فرمایا کہ اسے قتل کر دو اگر چہ وہ کعبہ کے پردوں سے ہی چمٹا ہوا ہو' تو معلوم ہوا کہ مطلقاً قتل کا حکم دینے کا سبب صرف اور صرف یہ تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کیا کرتا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

تعلق ہے مرا اہلِ نظر کے اس قبیلے سے
خدا کو جس نے پہچانا محمد کے وسیلے سے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

کون ہے جو میرے دشمن کا علاج کرے؟ فرمان مصطفیٰ ﷺ

ان رجلا کان یسبه صلی اللہ علیه وسلم فقال من یکفینی عدوی فقال خالدانا فبعثه النبی صلی اللہ علیه وسلم فقتله .
و روی ابن قانع ان رجل جاء النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال یا رسول اللہ سمعت ابی یقول قولا قبیحا قتلته فلم یشق ذالك علی النبی صلی اللہ علیه وسلم .

(الشفاء ج۲ ص۲۲۳-۲۲۲)

ترجمہ: ''ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اس دشمن کو کون کیفر کردار تک پہنچائے گا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ اس کام کے لئے میں حاضر ہوں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھیجا تو حضرت خالد بن ولید نے اسے قتل کر دیا۔

ابن قانع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اپنے باپ کو آپ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے سنا پس میں نے اسے قتل کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے باز پرس نہیں فرمائی۔''

کس طرح عظمت مصطفیٰ ہو بیاں ۔۔۔ وہ آقا ہمارا شہِ دو جہاں
ذکر جس نے کیا با وضو آپ کا ۔۔۔ پا گیا وہ وہیں رحمت بے کراں

اس عورت سے کون نمٹے گا؟

روی عن ابن عباس رضی اللہ عنه قال هجت امراة من خطمة النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال من لی بها فقال رجل من قومها انا یا رسول اللہ فنهض فقتلها فاخبر النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال لا ینطح فیها عنزان و ذکر بعض اصحاب المغازی وغیرهم قصتها مبسوط (الصارم المسلول لابن تیمیہ ص ۹۴)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ خطمہ قبیلے کی ایک عورت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت سے کون نمٹے گا اس کی قوم سے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ یہ کام میں انجام دوں گا چنانچہ اس نے جا کر اسے قتل کر دیا پس اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' دو بکریاں اس میں سینگوں سے نہیں ٹکراتی'' بعض اصحاب مغازی اور دیگر اہل علم نے اس واقعہ کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔''

آگے علامہ موصوف نے اصحاب مغازی کے حوالے سے اس واقعہ کی جو تفصیل بیان کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

عصماء بنت مروان یزید بن زید بن حصن خطمی کی بیوی تھی یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کو ایذاء دیا کرتی تھی اسلام میں عیب نکالتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لوگوں کو بھڑ کاتی تھی۔ عمیر بن عدی الخطمی رضی اللہ عنہ کو جب اس کی باتوں اور اشتعال انگیزی کا علم ہوا تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں تیرے حضور نذر مانتا ہوں کہ اگر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (بخیر و عافیت) مدینے لوٹا دے تو میں اس عورت کو قتل کر دوں گا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بدر میں تھے جب آپ بدر سے واپس آئے تو عمیر بن عدی آدھی رات کے وقت اس عورت کے گھر میں داخل ہوئے اس کے اردگرد اس کے بچے سوئے ہوئے تھے۔ ایک بچہ اس کے سینے سے چمٹا دودھ پی رہا تھا حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اس عورت کو ٹولا تو معلوم ہوا کہ وہ بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے بچے کو الگ کیا پھر اپنی تلوار کو اس کے سینے پر رکھا اور اس کی پشت کے پار کر دیا۔ پھر صبح کو نماز رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو عمیر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا ''کیا تم نے بنت مروان کو قتل کر دیا'' میں نے عرض کیا جی ہاں۔ میرا باپ آپ پر قربان ہو حضور، عمیر رضی اللہ عنہ ڈرے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف یہ کام نہ کیا ہو۔ انہوں عرض کیا یا رسول اللہ اس ضمن میں مجھ پر کوئی چیز واجب ہے؟ فرمایا نہیں۔ دو بکریاں اس میں سینگوں سے نہیں ٹکرا تیں (یعنی اس سے فتنہ پروری کا ظہور نہیں ہوگا) حضرت عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اردگرد دیکھا اور فرمایا اذا احببتم ان تنظروا الی رجل نصر اللہ ورسولہ با لغیب فا نظروا الی عمیر ابن عدی اگر تم ایسا شخص دیکھنا چاہو جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی مدد کی ہے تو عمیر ابن عدی کو دیکھ لو۔

جب حضرت عمیر رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوٹ کر آئے تو دیکھا کہ اس عورت کے بیٹے لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ اسے دفن کر رہے تھے انہوں نے حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کہا اے عمیر رضی اللہ عنہ! کیا تو نے اسے

قتل کیا ہے حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نعم فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون والذی نفسی بیدہ لو قلتم با جمعکم ما قالت لضربتکم بسیفی حتی اموت او اقتلکم ''ہاں تم نے جو کرنا ہے کرلو مجھے ڈھیل نہ دو مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر تم سب وہ بات کہو جو وہ کہا کرتی تھی تو میں اپنی تلوار سے تم پر وار کروں گا یہاں تک کہ میں مارا جاؤں یا تمہیں قتل کردوں۔''

(ملخص از الصارم المسلول ص ۹۵-۹۴)

جہاں کی شاہی سے بھی فزوں تر ہے ملے گدائی جو مصطفیٰ کی
اسی کو منصب عطا ہوا ہے خدا سے جس نے یہی دعا کی

عورت کا خون رائیگاں گیا

شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مباح الدم ہونے پر یہ واقعہ بھی واضح دلیل ہے کیونکہ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے عصماء بنت مروان کو صرف اس لئے قتل کر دیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو گوئی کرتی تھی حالانکہ وہ معاہدتھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمیر رضی اللہ عنہ پر قصاص وغیرہ واجب نہ کیا بلکہ ''اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی مدد کرنے والا کہا اور پھر حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے اس کے بیٹوں سے کہا کہ اگر تم بھی وہ کہو جو یہ کہتی تھی (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو) تو میں تمہاری گردنیں بھی اڑا دوں گا۔'' اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ یہ تھا کہ جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے وہ واجب القتل ہے اس کا سر قلم کرنا ہی تقاضائے ایمان ہے۔

علامہ خفاجی اس روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک لا ینتطح فیھا عنزان (کہ دو بکریاں اس میں سینگوں سے نہیں ٹکراتیں) کا مطلب یہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ای ذھب دمھا ھدر۔ یعنی ''اس عورت کا خون رائیگاں گیا۔''

صورت محبوب ہے ام الکتاب جس سے اُٹھتا ہے خودی کا ہر حجاب
اس کی صورت صورتِ رحمان ہے وہ محبت کے جہان کا انتخاب
تو نے سمجھا ہے اسے حق سے جدا ہے نہیں جس کا زمانے میں جواب
جس نے پہچانا ہے اپنے آپ کو ہے وہی دونوں جہاں میں کامیاب

ایک سو بیس سالہ گستاخ کا قتل

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

بنی عمرو بن عوف میں ایک شیخ تھا جس کو ابو عفک کہتے تھے نہایت بوڑھا تھا اس کی عمر ایک سو بیس سال تھی یہ شخص مدینہ آ کر لوگوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر بھڑکایا کرتا تھا۔ اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح و کامرانی سے نوازا تو وہ حسد کرنے لگا اور بغاوت پر اتر آیا اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہ کی مذمت میں ایک ہجویہ قصیدہ کہا......

''حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے نذر مانی کہ میں ابو عفک کو قتل کر دوں گا یا اسے قتل کرتا ہوا مارا جاؤں گا حضرت سالم رضی اللہ عنہ غفلت کی تلاش میں تھے۔ موسم گرما کی ایک رات تھی ابو عفک قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے صحن میں سو رہا تھا۔ اندریں اثناء سالم بن عمیر اندر آئے اور تلوار اس کے جگر پر رکھ دی دشمن خدا بستر پر چیخنے لگا اس کے ہم خیال بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئے پہلے اسے اس کے گھر میں لے گئے اور پھر قبر میں دفن کر دیا کہنے لگے اس کو کس نے قتل کیا ہے؟ بخدا اگر ہمیں قاتل کا پتہ چل جائے تو ہم اسے قتل کر دیں گے۔'' پھر علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔

ترجمہ: ''محمد بن سعد نے ذکر کیا ہے کہ وہ یہودی تھا ہم قبل ازیں ذکر کر چکے ہیں کہ مدینہ کے تمام یہودی معاہد تھے مگر جب اس نے ہجو کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت کی تو اسے قتل کر دیا گیا...... اس واقعہ میں اس امر کی

واضح دلیل ہے کہ معاہد اگر علانیہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اور اسے دھوکے سے قتل کیا جا سکتا ہے مگر یہ اہل مغازی کی روایت ہے اور بلاشبہ دوسری روایات کی موید اور موکد ہو سکتی ہے۔'' (الصارم المسلول ص ۱۰۴)

میں گستاخ نبوت کو مٹا کر خاک کر دوں گا

اس ضمن میں ان روایات میں سے تین روایات نقل کی جاتی ہیں جن کو محدث عبد الرزاق نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''المصنف'' میں نقل کیا ہے۔

(۱) عن عكرمة مولى ابن عباس ان النبى صلى الله عليه وسلم سبه رجل فقال من يكفينى عدوى فقال الزبير انا فبارزه فقتله الزبير......

(۲) ان امراة كانت تسب صلى الله عليه وسلم فقال من يكفينى عدوى فخرج اليها خالد بن وليد فقتلها۔

(۳) وروى ان رجل كذب على النبى صلى الله عليه وسلم فبعث عليا والزبير ليقتلاه (المصنف عبدالرزاق ج ۵ ص ۳۰۸-۳۰۷)

ترجمہ: (۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام حضرت عکرمہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اس دشمن کی خبر کون لے گا تو حضرت زبیر نے عرض کیا میں حاضر ہوں۔ پس حضرت زبیر رضی اللہ عنہ گئے اور اسے قتل کر دیا۔

(۲) ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اس دشمن کو کون کیفر کردار تک پہنچائے گا پس حضرت خالد بن ولید تشریف لے گئے اور اسے قتل کر دیا۔

(۴) مروی ہے کہ ایک دریدہ دہن آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا تا کہ وہ اسے قتل کر دیں۔"

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ نگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا قتل کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ وللہ الحمد علیٰ ذٰلک۔

آپ ہیں سارے جہاں کے آسرا آپ ہر درد و الم کی ہیں دوا
آپ ہیں مشکل کشا حاجت روا آپ ہی ہیں شافعِ روزِ قیام
آپ کے دیدار پر لاکھوں سلام

التجا ہے آپ سے اپنی حضور عشق و ایماں کا عطا ہو مجھ کو نور
بخشوا دیں حشر کو میرے قصور ہے یہ نقوی آپ کا ادنیٰ غلام
آپ کے دیدار پر لاکھوں سلام

صحابہ کرام کا عمل

بہت سارے ایسے واقعات ہیں کہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے خود بخود گستاخِ رسول ﷺ کو قتل کر دیا پھر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے تحسین فرمائی، مقتول کے خون کو باطل قرار دیا اور بعض دفعہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بھیجا کہ فلاں گستاخ کو کیفر کردار تک پہنچا آؤ اور پھر جب تعمیل ارشاد کی گئی تو آپ ﷺ نے خوشی کا اظہار فرمایا جیسا کہ گذر چکا۔ چند صحابہ کرام کا اس بارے میں عمل بھی ملاحظہ ہو تا کہ ہمارا دعویٰ کہ گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف قتل ہے۔ مزید پختہ ہو جائے۔

نماز اچھی روزہ اچھا، حج اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

(مولانا ظفر علی خان)

افضل البشر بعد الانبیاء

حضرت صدیق اکبر کا نقطہ نظر جاننے کے لئے یہ روایت ملاحظہ ہو۔

عن عبد الله ابن مطرف عن ابی برزه قال كنت عند ابی بكر رضی الله عنه فتغيظ على رجل فاشتد عليه فقلت تأذن لی يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اضرب عنقه قال فاذهبت كلمتی غضبه فقام فدخل فارسل الی فقال ما الذی قلت انفا قلت ائذن لی ان اضرب عنقه قال اكنت فا علا لو امرتك قلت نعم قال لا والله ما كانت لبشر بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد استدل به على جواز قتل ساب النبی جماعات من العلماء منهم ابوداؤد واسماعيل ابن اسحاق القاضی وابو بكر ابن عبد العزيز والقاضی ابويعلی وغير هم من العلماء وهذا الحديث يفيدان سبه النبی صلى الله عليه وسلم فی الجملة يبيح القتل ويستدل بعمومه على قتل الكافر والمسلم۔

(جواہر البحار ج ۳ ص ۲۱۱ - الشفاء ج ۲ ص ۲۲، بالفاظ مختلفہ)

یہ روایت سنن ابی داؤد میں بھی موجود ہے۔

ترجمہ: ''حضرت مطرف بن عبداللہ حضرت ابو برزہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک آدمی پر ناراض ہوئے پس وہ آدمی بھی آپ سے سختی سے پیش آیا (یعنی

اس نے گستاخانہ گفتگو کی) پس میں نے عرض کیا اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں اس کی گردن اڑادوں حضرت ابو برزہ کہتے ہیں کہ میرے ان الفاظ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غصے کو ختم کر دیا۔ پس آپ رضی اللہ عنہ اٹھے اور وہاں سے چلے گئے پھر ایک آدمی میری طرف بھیجا اور مجھ سے پوچھا کہ تم نے بھی کیا کہا تھا میں نے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردن اڑادوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں تمہیں اس کی اجازت دے دیتا تو کیا تم ایسا کر دیتے تو میں نے عرض کیا ہاں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم یہ حکم صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بشر کے لئے بھی نہیں (کہ اس کے گستاخ کو قتل کیا جائے) اس روایت سے علماء کی ایک جماعت نے شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مباح الدم ہونے پر استدلال کیا ہے ان میں ابوداؤد، اسماعیل ابن اسحاق القاضی، ابوبکر ابن عبد العزیز، قاضی ابویعلی اور دیگر بہت سے علماء شامل ہیں اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا مباح الدم ہوتا ہے اور حدیث پاک کا عموم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گستاخِ مصطفیٰ مسلمان ہو یا کافر اسے قتل کیا جائے گا۔'' ایک اور روایت ملاحظہ ہو:

بلغ المهاجر ابن امية امير اليمن لا بى بكر رضى الله عنه ان امرء ة هناك فى الردة غنت بسب النبى صلى الله عليه وسلم فقطع يدها ونزع ثنيتها فبلغ ابا بكر فقال له لو لا ما فعلت لا مرتك بقتلها لان حد الانبياء ليس يشبه الحدود .

(الشفاء ج ۲ ص ۲۲۲ - الصارم المسلول ص ۱۹۴)

روایت کا مفہوم یہ ہے کہ والی یمن حضرت مہاجر بن امیہ کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ وہاں ایک عورت تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت میں اشعار گاتی تھی تو حضرت مہاجر بن امیہ نے اس کے ہاتھ کاٹ دیئے ہیں اور اس کے اگلے دانت نکال دیئے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم نے اسے یہ سزا نہ دی ہوتی تو میں تمہیں حکم دیتا کہ اس عورت کو قتل کر دو کیونکہ انبیاء کرام کی گستاخی کی حد دوسرے لوگوں کو (گستاخی کی) حدود کے مشابہ نہیں ہوتی۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا قتل ہی ہے۔

سب سے اونچا نام پایا حضرت صدیق نے
دین نافذ کر دکھایا حضرت صدیق نے
مار کر ختم نبوت کے لٹیرے آپ نے
یوں نبوت کو بچایا حضرت صدیق نے

مظہر جلال نبوت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک روایت تو پہلے گزر چکی ہے کہ آپ نے اس منافق کا سر قلم کر دیا تھا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم نہ کیا تھا اور پھر وحی الٰہی سے حضرت فاروق اعظم کے اس عمل کی حقانیت پر گواہی دی فـــلا وربک لا یؤمنون..... الخ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور بارگاہ نبوت سے ''فاروق'' کا لقب ارزانی ہوا۔ ایک اور روایت ملاحظہ ہو:

روی حرب فی مسائله عن لیث ابن ابی سلیم عن مجاهد قال اتی عمر رضی برجل سب النبی صلی الله علیه وسلم فقتله ثم قال عمر رضی الله عنه من سب الله تعالیٰ او سب احدا من

الانبیاء فاقتلوہ ۔ (جواہر البحار ج ۳ ص ۲۴۰ - الصارم المسلول ص ۱۹۵)

ترجمہ: ''مجاہد سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسے (بدبخت) آدمی کو لایا گیا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تھی پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کو یا انبیاء میں سے کسی کو گالی دے اسے قتل کر دو''

ہے تیری شان بڑی فاروق اعظم
تجھ پہ راضی ہے رحمان فاروق اعظم
تھے لرزاں بہت تجھ سے شاہانِ دنیا
تو تھا حق کا طوفان فاروق اعظم
رُکی تھی امین کی اسی وقت جنبش
پڑا کوڑا جس آن ' فاروق اعظم
ترا نام سنتے ہی ہے بھاگ جاتا
یہ مردود شیطان ' فاروق اعظم

باب مدینۃ العلم

شہنشاہ ولایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک روایت تو پہلے پیش ہو چکی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک ایسے آدمی کو قتل کرنے کے لئے بھیجا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی تھی۔

(الشفاء ج ۲ ص ۲۲۲)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ ایک عورت نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا تھا تو ایک شخص نے اسے قتل کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۵۲ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۶۵)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث پاک بھی بیان کی جا چکی ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من سب نبیا فاقتلوہ ومن سب اصحابی فاجلدوہ کہ جو کسی نبی کو گالی دے اسے قتل کردو اور جو کسی صحابی کو گالی دے اسے درّے مارو۔

مصنف عبدالرزاق کی یہ روایات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

عن عبد الرزاق عن ابی تیمی عن ابیہ ان علیا قال فیمن کذب علی النبی یضرب عنقہ ۔ (المصنف عبدالرزاق ج ۵ ص ۳۰۸-۳۰۷)

ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرے اسے قتل کر دیا جائے۔'' ان روایات سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موقف بالکل واضح ہے۔

علی اہلِ محبت کا رامعینے — علی درسِ وفا شہر یقینے
علی نفس و اَخِ شاہِ رسالت — دریں دنیا و دیں او را امینے
علی ماہِ سخاوت' مہرِ الفت — شہ ہر آسماں پدرِ زمینے
شُدم محوِ خیال روئے پاکش — ندارم حاجت تاج و نگینے
سوائے عشق او خیرے ندارم — دریں دنیا و در اقلیم دینے
نسیما سوئے درگاہش گزر کن — بگو اور اسلام ایں حزینے
کرم کن یا علی بر حالِ نقوی — سپردِ تو دل گوشہ نشینے

دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر جاننے کے لئے ایک روایت کا مفہوم ملاحظہ فرمائیں جب آپ کوفہ کے قاضی تھے تو آپ کی عدالت میں پیروان مسیلمہ کذاب کو ارتداد کے جرم میں پیش کیا گیا جن لوگوں نے توبہ کر لی آپ نے انہیں معاف کر دیا لیکن ایک شخص عبداللہ ابن نواحہ کو آپ نے باوجود توبہ کے سزائے موت دی لوگوں نے پوچھا کہ ایک ہی جرم پر دو مختلف سزائیں کیوں دی گئیں تو آپ نے فرمایا یہ عبداللہ

بن نواحہ اور حجر بن وثال دونوں مسیلمہ کذاب کے سفیر کی حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ کیا تم دونوں گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو ان دونوں نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے (یعنی گستاخانہ جواب دیا) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سفیروں کو قتل کرنا جائز ہوتا تو میں تمہیں قتل کروا دیتا۔ اب چونکہ ابن النواحہ گرفتار ہو کر آیا ہے اس لئے اسے قتل کروا دیا گیا۔ (طحاوی باب استتابۃ المرتد)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے کی سزا قتل ہے اگرچہ گستاخی کا مرتکب توبہ ہی کیوں نہ کرلے۔

☆ حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کے متعلق پہلے باب میں گزر چکا کہ انہوں نے یہود سے فرمایا تھا کہ اگر تم نے دوبارہ بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں راعنا کا لفظ بولا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ (صاوی ج ۱ ص ۴۷ خازن ج ۱ ص ۷۲ وغیرھم)

☆ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ایک گستاخ عورت کو قتل کیا۔ (الشفاء ج ۲ ص ۲۲۲)

جس آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کیا تھا اس کو قتل کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ہی بھیجا تھا۔ (الشفاء ج ۲ ص ۲۲۲)

مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کو اس لئے قتل کیا تھا کہ اس نے اثنائے گفتگو یہ کہا تھا۔ **یقول صاحبکم** کہ تمہارے ساتھی (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) یوں کہتے ہیں۔ (الشفاء ج ۲ ص ۲۱۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ انداز گفتگو استعمال کرنے کی وجہ سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا تھا۔

مجھے تو ان کے مقدر پہ رشک آتا ہے یہ لوگ کیا تھے جو حبیب کبریا سے ملے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ روایت ملاحظہ فرمائیں۔

من ذالك ما استدل به الامام احمد ورواه عن هشيم ثنا حصين عمن حدثه عن ابن عمر قال مربه راهب فقيل له هذا يسب النبي صلى الله عليه وسلم فقال ابن عمر لو سمعته لقتلته انا لم نعطهم الذمة على ان يسبو انبيا صلى الله عليه وسلم۔

(جواہر البحار ج ۳ ص ۲۴۱ - تفسیر مظہری ج ۴ ص ۱۹۱ - احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۸۵)

عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس سے ایک راہب گزرا۔ جس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان قدس میں گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر میں اس سے گستاخانہ کلمات سن لیتا تو اس کی گردن اڑا دیتا۔ ہم نے ان کو ذمی اس لئے تو نہیں بنایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخ کریں۔

چونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس نصاب شہادت پورا نہیں تھا' اس لئے اسے قتل نہ کیا، لیکن یہ وضاحت فرما دی کہ اگر میں اسے گالیاں دیتے ہوئے سن لیتا (یعنی اس کا جرم ثابت ہو جاتا) تو میں اسے قتل کر دیتا۔

☆ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل میں ایک ایسے شخص کو قتل کیا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تھی۔ (المصنف عبدالرزاق ج ۵ ص ۳۰۷)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی یہ روایت گزر چکی کہ ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی ام ولد کو اس لئے قتل کیا تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون هدر قرار دیا۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۲۵۲ - سنن نسائی ج ۲ ص ۱۷۰)

☆ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی ترغیب پر کعب بن اشرف کو قتل کیا کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتا تھا اس روایت کے راوی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۲۶ کتاب المغازی)

☆ حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے ایک گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہودی ابورافع کو قتل کیا۔ یہ روایت حضرت براابن عاذب سے مروی ہے۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۲۹)

☆ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے ایک گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابوعفک کو قتل کیا۔ (الصارم المسلول ص ۱۰۴)

☆ حضرت موذ اور معاذ رضی اللہ عنہم نے جو ابوجہل کو قتل کرنے کا عزم مصمم کر رکھا تھا اس کی وجہ انہوں نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو یہی بتائی تھی اخبرت انہ یسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہم نے سنا ہے کہ وہ رسول کریم رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی)

حفیظ جالندھری نے اس کا کیا خوب ترجمہ کیا ہے۔

قسم کھائی ہے مرجائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوبِ باری کو

حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور حکومت میں

یہ تو تھا صحابہ رضی اللہ عنہم کا نقطۂ نظر' آیئے اب اس خلیفہ اسلام سے گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا دریافت کریں جنہیں دنیا بجا طور پر ''عمر ثانی'' کے پرشکوہ لقب سے یاد کرتی ہے۔ میری مراد حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ ہیں جن کے دور خلافت کو بجا طور پر اسلام کا سنہری زمانہ کہا جاتا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔

عن خلیدان رجلا سب عمر بن عبد العزیز فکتب عمر انہ لا یقتل الا من سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن اجلدہ

علی راسه اسواطاً...... (الصارم المسلول ص ۱۹۹)

''خلید سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو گالی دی۔ (اس کی سزا کے استفسار پر) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کو ہی قتل کیا جائے گا' لیکن میں اس کے سر پر کوڑے ماروں گا......''

قاضی عیاض اندلسی لکھتے ہیں:

و من ذالك كتب عمر بن عبد العزيز الى عامله بالكوفة وقد استشاره في قتل رجل سب عمر رضي الله عنه فكتب اليه عمر انه لا يحل قتل امرئ يسب احد من الناس الا رجلا سب رسول الله فمن سبه حل دمه (الشفاء ج ۲ ص ۲۲۳)

''ان (گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب القتل ہونے کے دلائل) میں سے وہ خط ہے جو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے کوفہ کے والی کو اس وقت لکھا تھا جب اس نے ایسے آدمی کو قتل کرنے کے بارے میں مشورہ طلب کیا تھا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالی دی تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب میں لکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاتم علاوہ اور کسی کو قتل نہیں کیا جائے گا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے' وہ مباح الدم ہو جاتا ہے اور اسے قتل کر دیا جائے گا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول یہ متعدد روایات اور متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم کا شاتمین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا اور کسی صحابی کا بھی شاتم رسول کے قتل پر اختلاف نہ کرنا۔ اس حقیقت کو اظہر من الشمس کرتا ہے کہ نجوم ہدایت اور معلم کائنات کے سینہ نبوت سے بلاواسطہ اکتساب فیض کرنے والے اولین شاگردوں کا اس بات پر اجماع تھا

کہ جو بھی حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس بد بخت کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ اس کی گردن اڑا دینا ہی تقاضائے ایمان ہے۔

علامہ ابن تیمیہ شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب القتل ہونے پر اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

رسول پاک کے اصحاب سارے ... رہ صدق و صفا کے ہیں دلارے
جنہوں نے رات دن آلِ نبی کی ... محبت سے غلامی میں گزارے
رہے باہم صحابہ شیر و شکر ... کہاں ان میں کدورت کے شرارے
بنے خاتم خلافت کے علی ہیں ... ہیں ختم الانبیاء آقا ہمارے
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر ... حسن ہیں ملک وملت کے سہارے
عقیدہ ہے یہی اپنا کہ پانچوں ... فرازِ مصطفیٰ کے ہیں منارے
مٹا ڈالے شہیدِ کربلا نے ... جہانِ کفر و باطل کے ادارے
زبان طعن کو خاموش رکھو ... کہاں وہ اور کہاں شکوے تمہارے
خدا ان سے ہے راضی، وہ خدا سے ... بہشتی جنتی سارے کے سارے
محمد مصطفیٰ ہیں ماہِ طیبہ ... صحابہ آپ کے روشن ستارے
کہاں میں اور کہاں شانِ صحابہ ... خدا جن کو ستائش سے پکارے
ثنا خوانِ ابوبکر و علی ہو ... کیا کہنے ہیں اے نقوی تمہارے

اجماع صحابہ کرام علیہم الرضوان

واما اجماع الصحابة فلان ذالك نقل فی قضایا متعددة ینتشر مثلها ویستفیض ولم ینکرها احد فصارت اجماعاً

(الصارم المسلول ص ۱۹۴)

''اس مسئلہ (شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وجوب قتل) پر اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کا ثبوت یہ ہے کہ ان سے یہ بہت سے فیصلوں میں منقول ہے

اور ایسی بات منتشر اور مشہور ہو جاتی ہے لہٰذا ان صحابہ میں سے کسی نے بھی اس پہ انکار نہ کیا اس طرح یہ اجماع صحابہ ہو گیا۔"

علامہ خفاجی حضرت ابو برزہ سے منقول روایت (تفصیل پہلے گزر چکی ہے) پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فدل علی ان قتل من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتفقت علیہ الصحابة (شرح شفاج ۴ص ۳۵۸)

"پس اس سے ثابت ہو گیا کہ جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اس کے قتل کرنے پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے۔"

اگر بدلا گیا قانون توہین رسالت ﷺ کا
تو پھر توہین مرسل کی حکومت مرتکب ہو گی
کھڑے ہوں گے کٹہرے میں سبھی قاتل عقیدت کے
کہ ناموس رسالت ﷺ کی یہ امت محتسب ہو گی

(مظفر وارثی)

اجماع امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

قرآن وسنت اور عمل صحابہ کے بعد گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب القتل ہونے پہ پوری امت کے اس مؤقف پہ اجماع کے چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

قاضی ابو الفضل عیاض مالکی اندلسی لکھتے ہیں۔

ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابه او الحق به نقصافی نفسه او نسبه او دینه او خصلته من خصاله او عرض به او شبهه بشیء علی طریق السب له او الازراء علیه والتغیر لشانه او الغض منه والعیب له فهو ساب له والحکم فیه حکم الساب یقتل...... وکذالك من لعنه او دعا علیه او

تمنی مضرة له او نسب اليه مالا يليق بمنصبه على طريق الذم او عبث فی جهته العزيزة بسخف من الكلام وهجر ومنكر من القول وزور او عيره بشیء مما جری من البلاء والمحنة عليه او غمصه ببعض العوارض البشرية الجائزة والمعهودة لديه وهذا كله اجماع من العلماء وائمة الفتوی من لدن الصحابة رضوان الله عليهم الی هلم جرا

(الشفاء ج ۲ ص ۲۱۴ - الصارم المسلول ص ۵۲۸)

ترجمہ: ''جو شخص بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ پر عیب لگائے یا کسی نقص کی نسبت آپ کی ذات، نسب، دین یا آپ کی عادات میں سے کسی عادت کی طرف کرے یا آپ کو بطریق گستاخی کسی چیز سے تشبیہ دے یا آپ کو ناقص کہے یا آپ کی شان کو کم کرے یا آپ پر یا آپ کی کسی بات پر عیب لگائے وہ آپ کو گالی بکنے والا شمار ہوگا اس کے بارے میں وہی حکم ہے جو آپ کو (صراحۃً) گالی دینے والے کا ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے گا......اور ایسے ہی جو آپ پر لعنت کرے یا آپ کے حق میں بددعا کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضرر کی آرزو کرے یا آپ کی طرف ایسی شیء کی نسبت کرے جو آپ کی شان کے لائق نہ ہو اور اس کا مقصد آپ کی برائی یا عیب لگانا ہو یا آپ کی شان میں بیہودہ کلام کرے۔ آپ کو برا کہے یا بری بات بکے یا جھوٹ کہے یا آپ پر جو سختیاں یا مصیبتیں آئیں ان کی بناء پر عار دلائے یا بشریت کی وجہ سے عادۃً جو عارضے (بھوک، بیماری وغیرہ) آپ کو لاحق ہوئے ان کی بنا پر آپ کی قدر کم کرے (تو اس آدمی کو بھی قتل کر دیا جائے گا) اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک سب کا اتفاق واجماع ہے۔''

قاضی عیاض مالکی ہی چند سطور کے بعد لکھتے ہیں۔

ولا نعلم خلافاً فی استباحۃ دمہ بین علماء الامصار وسلف الامۃ وقد ذکر غیروا حدالاجماع علی قتلہ وتکفیرہ

(الشفاء ج ۲ ص ۲۱۵)

ترجمہ: ''ہمارے علم کے مطابق اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ایسا شخص مباح الدم (جس کا مارڈالنا جائز ہو) ہے سلف امت اور تمام دیار وامصار کے علماء اس بات پر متفق ہیں بہت سے علماء نے لکھا ہے کہ ایسے شخص کے قتل وتکفیر پر اجماع ہے۔''

ازل سے ہے سخی تیرا دوارا یا رسول اللہ
مجھے بھی بھیک مل جائے خدا را یا رسول اللہ
زبور، انجیل، توریت مقدس اور قرآں میں
ہے تیری نعت و مدحت آشکارا یا رسول اللہ

خلاصۂ کلام

ان من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مسلم او کافر فانہ یجب قتلہ ھذا مذھب علیہ عامۃ اھل العلم قال ابن منذر اجمع عوام اھل العلم علی ان حد من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم القتل (الصارم المسلول ص ۴ - ردالمحتار للشامی ج ۳ ص ۲۹۰)

ترجمہ: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا مسلمان ہو یا کافر اس کو قتل کرنا واجب ہے تمام اہل علم کا یہی مذہب ہے ابن منذر کہتے ہیں تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سب وشتم بکے اس کو بطور حد قتل کیا جائے گا۔''

چند سطور کے بعد پھر علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

وقد حکی ابوبکر الفارسی من اصحاب الشافعی اجماع المسلمین علی ان حد من سب النبی صلی الله علیه وسلم القتل کما ان حد من سب غیره الجلد (الصارم المسلول ص ۴)

ترجمہ: ''اصحاب شافعی رحمۃ اللہ علیہ میں سے ابوبکر فارسی نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی بکنے والے کو بطور حد قتل کیا جائے گا اس پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو گالی دینے والے کو بطور حد کوڑے لگائے جاتے ہیں۔''

وقال بعض علماء نا اجمع العلماء علی ان من دعا علی نبی من الانبیاء بالویل او بشیء من المکروہ انه یقتل بلا استبابة

(الشفاء ج ۲ ص ۲۱۵)

ترجمہ: ''بعض علماء نے کہا ہے کہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جو بھی انبیاء کرام علیہ السلام میں سے کسی نبی کے لئے تباہی کی بددعا کرے یا کسی ناپسندیدہ چیز کی۔ اس کو بغیر توبہ کا مطالبہ کئے قتل کر دیا جائے گا۔''

ہو خوف مجھ کو کس لیے نارِ جحیم کا — شیدا ہوں میں جمالِ رسولِ کریم کا
کہنا انا النبی عدو سے بوقت جنگ — یہ حصہ آپ ہی کے ہے عزم صمیم کا
مختاریٔ حضور کی دوں اور کیا دلیل — مشکل وہاں گزر ہے لعین و رجیم کا

متفق علیہ مؤقف یہی ہے

وقد اتفقت نصوص العلماء من جمیع الطوائف علی ان التنقص له کفر مبیح الدم ۔ (الصارم المسلول ص ۵۲۰)

ترجمہ: ''تمام مکاتب فکر کے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تنقیص کرنا کفر ہے اور ایسا کرنے والا مباح الدم ہے۔''

قاضی ثناء اللہ المظہری الحنفی لکھتے ہیں۔

وقال الخطابی لااعلم احدا خالف فی وجوب قتله ۔

(تفسیر مظہری ج ۷ ص ۳۸۲)

ترجمہ: ''خطابی فرماتے ہیں میں کسی بھی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب القتل ہونے میں اختلاف رکھتا ہو۔''

قال ابن عتاب: الکتاب والسنته موجبان ان من قصد النبی صلی اللہ علیه وسلم باذی او نقص معرضا او مصرحا وان قل فقتله واجب فهذا الباب کله مما عداه العلماء سبا او تنقصا یجب قتل قائله لم یختلف فی ذالك متقدمهم ولا متأخرهم

(الشفاء ج ۲ ص ۲۱۹)

ترجمہ: ''امام ابن عتاب مالکی فرماتے ہیں کہ قران وحدیث اس بات کو واجب کرتے ہیں کہ جو بھی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء کا ارادہ کرے یا آپ کی تنقیص کرے اشارۃً یا صراحۃً اگر چہ وہ توہین معمولی سی ہی کیوں نہ ہو تو اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ اس باب میں جن جن چیزوں کو علماء کرام نے سب اور تنقیص شمار کیا ہے بالاتفاق اس کے قائل کا قتل واجب ہے۔ اس میں متقدمین یا متاخرین علماء میں سے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔''

قال محمد ابن سحنون اجمع العلماء علی ان شاتم النبی صلی اللہ علیه وسلم والمتنقص له کافر والو عیدجار علیه بعذاب اللہ له وحکمه عندالامة القتل ومن شك فی کفره وعذابه فقد کفر ۔

(جواہر البحار ج ۳ ص ۲۰۰ - الصارم المسلول ص ۵ - الشفاء ج ۲ ص ۲۱۶ - ۲۱۵)

ترجمہ: ''محمد ابن سحنون فرماتے ہیں کہ تمام علماء امت کا اس بات پر اجماع

ہے کہ شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا وہ شخص جو آپ ﷺ میں نقص نکالے کافر اور وعید عذاب کا مستحق ہے، جو شخص ایسے شخص کے کافر اور مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔"

یہاں تک تو مطلق اجماع امت کا ذکر تھا کہ شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان ہو یا غیر مسلم واجب القتل ہے۔ اگرچہ ائمہ اربعہ کا موقف بھی اسی ضمن میں سمجھا جا سکتا ہے لیکن اب کچھ تفصیل سے ائمہ اربعہ کا موقف بیان کیا جاتا ہے۔

شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا ذمی ہوگا یا مسلمان پہلے میں ذمی شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بیان کرتا ہوں پھر مسلمان کا۔

جو حرمت پر پیمبر کی مٹا ہو کر امر چمکا
لحد کی تیرگی میں اس کا چہرہ اس کا سر چمکا
ہوئے جب اپنے شیدائی کی جانب ملتفت آقا
نظر سے آپ کی پھر عالم قلب و نظر چمکا

نوٹ: ائمہ اربعہ کے نزدیک اگر ذمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سب وشتم کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا یاد رہے کیونکہ حربی کافر تو ویسے ہی مباح الدم ہوتا ہے اس جرم سے تو وہ بدرجہ اولی واجب القتل ہو جائے گا اس لئے اس بحث میں صرف ذمی کافر پر بحث کی جائے گی۔

فقہائے احناف

امام علاؤ الدین حصکفی الحنفی لکھتے ہیں:

و یؤدب الذمی ویعاقب علی سب دین الاسلام او القران او النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیخنا...... قال العینی واختیاری فی السب القتل وتبعه ابن همام وبه افتی شیخنا الخیر الرملی وهو قول الشافعی...... والحق انه یقتل عندنا اذا اعلن

بشتمه عليه السلام صرح به في سيرا لذخيرة حيث قال واستدل محمد لبيان قتل المراة اذا اعلنت بشتم الرسول بما روى ان عمر ابن عدى لما سمع عصماء بنت عمران تؤذى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقتلها ليلا مدحه صلى الله عليه وسلم على ذالك (درمختار ج۳ ص۲۸۰-۲۷۹)

ترجمہ: ذمی اگر دین اسلام یا قران یا نبی علیہ السلام کو گالی دے تو اسے سزا دی جائے گی اور زدوکوب کیا جائے گا...... علامہ عینی نے فرمایا سب وشتم کی صورت میں میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ اس ذمی کو قتل کیا جائے گا امام ابن ہمام نے بھی اس کا اتباع کیا ہے میں (صاحب درمختار) کہتا ہوں کہ ہمارے شیخ الرملی نے بھی یہی فتوی دیا ہے اور امام شافعی کا بھی یہ قول ہے...... اور ہمارے نزدیک حق یہ ہے کہ اس ذمی کو قتل کیا جائے گا جبکہ وہ علی الاعلان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سب وشتم کرتا ہو سیر الذخیرہ میں بھی اس کی تصریح ہے جس طرح کہ امام محمد نے اس عورت کے قتل کے بارے میں فرمایا جو علانیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا کہ جب حضرت عمر بن عدی رضی اللہ عنہ نے عصماء بنت مروان کے بارے میں سنا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (گالیاں دے کر) اذیت پہنچاتی ہے تو انہوں نے اسے رات کو قتل کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل پر حضرت عمر بن عدی رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

و ذكره (الامام محمد) في السير الكبير فيدل على جواز قتل الذمي المنهي عنه عن قتله بعقد الذمة اذا اعلن بالشتم

ایضا واستدل بذالك فی شرح السیر الکبیر بعدة احادیث منها حدیث ابی اسحق الهمدانی قال جاء رجل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال سمعت امرة من یهود وهی تشتمك والله یا رسول الله انها لمحسنة الی فقتلتها فاهدر النبی صلی الله علیه وسلم دمها (ردالمحتار ج۳ ص۲۸۰)

ترجمہ: امام محمد علیہ الرحمۃ نے السیر الکبیر میں لکھا ہے کہ اس میں اس پر دلالت ہے کہ ذمی جس کو بوجہ عہد ذمہ قتل سے امان مل چکی ہے جب علانیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں سب وشتم بکے تو اس کو قتل کرنا جائز ہے اور شرح السیر الکبیر میں اس کے قتل کے جواز پر بہت سی احادیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک ابواسحٰق الہمدانی کی بیان کردہ حدیث ہے کہ ایک آدمی حضور نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نے ایک یہودیہ عورت کو آپ کو گالیاں دیتے ہوئے سنا خدا کی قسم وہ مجھ پر بہت احسان کرنے والی تھی۔ (اس کے باوجود بھی) میں نے اسے قتل کر دیا پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو ھدر قرار دے دیا۔

(یعنی اس کے قاتل پر کوئی قصاص وغیرہ نہیں ہے کیونکہ وہ عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے کی وجہ سے مباح الدم ہو چکی تھی)۔

علامہ شامی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

......فلو اعلن بشتم او اعتاده قتل ولو امراة وبه یفتی الیوم

(ردالمحتار ج۳ ص۲۱۸)

ترجمہ: ''جب ذمی علانیہ (کیونکہ شریعت کا حکم ظاہر پر جاری ہوتا ہے۔ مولف) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم بکے یا اس چیز کا عادی ہو تو اسے

قتل کر دیا جائے گا اگرچہ وہ عورت ہی کیوں نہ ہو آج کل اسی قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے......"

قاضی ثناء اللہ المظہری الحنفی لکھتے ہیں:

وفی الفتاوی من مذهب ابی حنیفته ان من سب النبی صلی الله علیه وسلم یقتل ولا تقبل توبة سواء کان مومنا او کافراً بهذا یظهر انه ینتقض عهده ویؤیده ماروی ابویوسف عن حفص ابن عبد الله بن عمران رجلا قال له سمعت راهبا سب النبی صلی الله علیه وسلم فقال له لو سمعته لقتلته انا لم نعطهم العهود علیٰ هذا (تفسیر مظہری ج ۴ ص ۱۹۱۔ فتح القدیر ج ۴ ص ۳۸۱)

ترجمہ: فتاویٰ میں امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا مذہب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جس نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی وہ قتل کیا جائے گا برابر ہے کہ وہ مومن ہو یا کافر اس سے واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرنے سے ذمی کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اس کی موید وہ روایت ہے جس کو امام ابویوسف علیہ الرحمۃ نے حفص بن عبداللہ بن عمر سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے ان سے کہا کہ میں نے ایک راہب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا اگر میں اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہوئے سن لیتا تو اسے قتل کر دیتا ہم نے ان (ذمیوں) کو اس لئے عہد وایمان نہیں دی کہ وہ شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سب وشتم بکتے رہیں۔

علامہ ابن تیمیہ ذمی شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب القتل ہونے پر احناف کا موقف لکھتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں:

ز لهذا افتی اکثرهم بقتل من اکثر من سب النبی صلی الله

علیہ وسلم من اهل الذمة وان اسلم بعد اخذه وقالوا يقتل سياسة وهذا متوجه على اصولهم ۔ (الصارم المسلول ص ۱۲)

ترجمہ: اسی وجہ سے اکثر حنفیہ نے فتویٰ دیا ہے کہ جو ذمی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر گالیاں دے اسے قتل کر دیا جائے گا اگر چہ وہ گرفتار ہونے کے بعد مسلمان ہی کیوں نہ ہو جائے وہ کہتے ہیں کہ اسے سیاستہً قتل کیا جائے گا یہ بات حنفیہ کے سابق الذکر اصول پر مبنی ہے۔

علامہ شامی الحنفی علامہ ابن تیمیہ کی یہی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فقد افاد انه يجوز عندنا قتله اذا تكرر منه ذالك واظهره وقوله ان اسلم بعد اخذه لم ارمن صرح به عندنا لكنه نقله عن مذهبنا وهو ثبت فيقبل ۔ (ردالمحتار ج ۳ ص ۲۷۹)

ترجمہ: اس سے ثابت ہوا کہ جب کوئی ذمی بار بار یا علانیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو اس کو قتل کرنا جائز ہے اور ان کا یہ قول وان سلم بعد اخذہ (اگر چہ وہ گرفتار ہونے کے بعد اسلام قبول کرے) میں (علامہ شامی) نے اپنی کسی کتاب میں نہیں دیکھا لیکن چونکہ انہوں نے (علامہ ابن تیمیہ نے) اسے ہمارے مذہب سے نقل کیا ہے اور وہ (اس معاملے میں) قابل اعتبار ہیں اس لئے ان کی بات قبول کی جائے گی (کہ ذمی شاتم رسول مباح الدم ہے)۔

علامہ ابن تیمیہ ہی دوسرے مقام پر امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا موقف یوں بیان کرتے ہیں۔

ان الذمي اذا سبه لا يستتاب بلا تردد فانه يقتل لكفره الاصلى كما يقتل الاسير الحربي (الصارم المسلول ص ۳۳۱)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ذمی رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو اس سے توبہ کا مطالبہ کئے بغیر اسے قتل کر دیا جائے گا جیسے کہ حربی قیدی کو قتل کیا جاتا ہے۔

امام ابن ہمام فرماتے ہیں:

والذی عندی ان سبه علیه السلام او نسبته الی مالا ینبغی الی الله ان کان مما لا یعتقدونه کنسبة الولد الی الله تعالیٰ الذی یعتقده النصاری والیهود اذا اظهر یقتل به وینتقض عهده

(تفسیر مظہری ج ۴ ص ۱۹۱ - ردالمختار ج ۳ ص ۲۷۹)

ترجمہ: میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ ذمی نے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی یا غیر مناسب چیز کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا۔ اگر وہ ان کے معتقدات سے خارج ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹے کی نسبت کرنا جیسا کہ یہود و نصاریٰ کا عقیدہ ہے جب وہ ان چیزوں کو ظاہر کرے گا تو اس کا عہد ٹوٹ جائے گا اور اسے قتل کیا جائے گا۔

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

نعم وقد یقتل الکافر ولو امراۃ اذا اعلن بشتمه صلی الله علیه وسلم

ترجمہ: کافر کو بھی قتل کیا جائے گا اگرچہ وہ عورت ہی ہو۔ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلانیہ گالیاں دیں۔

ایک اور حنفی فقیہ مولانا گل محمد لکھتے ہیں:

و من سب نبیا او اهل الشریعة او اهان الکلام المجید او عاف او الحق نقصافی دینه او نسبه او خصلته من خصاله سواء کان الشاتم من امة محمد صلی الله علیه وسلم او من غیره سواء کان من اهل الکتاب او غیره لقد کفر و استحق

القتل و علیه الفتوی (فتاویٰ نور الهدی ص ۱۳۱)

ترجمہ: جس نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا اہل شریعت کو گالی دی یا قرآن مجید کی توہین کی یا حضور ﷺ کے دین، آپ کے نسب یا کسی عادت میں عیب نکالا یا تنقیص کی' برابر ہے وہ حضور ﷺ کا امتی ہو یا نہ ہو' اہل کتاب ہو یا نہ ہو۔ وہ کافر ہو جائے گا اور قتل کا مستحق ہوگا۔ اسی پر فتویٰ ہے مگر ہائے افسوس

کرب کے عالم میں جملہ عالم اسلام ہے
امت مرحوم کی کب ختم ہو گی ابتلاء
جسم وروحِ ملت بیضا ہوئی ہے زخم زخم
آتش وآہن نے بربادی کا یوں ساماں کیا
بے حمیت ہیں مسلماں حکمراں اس دور کے
چھو کے گذری ہی نہیں ہے ان کو غیرت کی ہوا

فقہاء حنابلہ

قاضی عیاض اندلسی مالکی نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف لطیف الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ میں جگہ جگہ اس کی وضاحت کی ہے کہ شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان ہو یا ذمی واجب القتل ہے جیسا کہ کچھ حوالے پہلے گزر چکے' جن کو دہرانے سے طوالت کا خطرہ ہے۔ قاضی عیاض امام مالک کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

و من روایة ابی المصعب و ابن ابی اویس سمعنا مالکا یقول من سب رسول الله او شتمه او عابه او تنقصه قتل مسلما کان او کافرا ولا یستتاب وفی کتاب محمد اخبرنا اصحاب مالك انه قال من سب النبی صلی الله علیه وسلم او غیره من النبیین من مسلم او کافر قتل ولم یستتب (الشفاج ۲ ص ۲۱۷)

ترجمہ: ابی مصعب اور ابن ابی اویس سے منقول ہے کہ ہم نے امام مالک کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرے یا کوئی آپ کی طرف عیب منسوب کرے یا کسی بھی طرح آپ کی تنقیص کرے وہ مسلمان ہو یا کافر اسے قتل کر دیا جائے گا۔ امام محمد علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب میں اصحاب مالک سے امام مالک علیہ الرحمۃ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کو سب وشتم کرے وہ مسلمان ہو یا کافر اسے قتل کر دیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

وروی بعض المالکیۃ اجماع العلماء علی ان من دعا علی نبی من الانبیاء بالویل او بشیء من المکروہ انہ یقتل بلا استتابۃ (الصارم المسلول ص ۵۲۹)

ترجمہ: بعض مالکیہ نے اس پر علماء کا اجماع روایت کیا ہے کہ جو بھی انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کے لئے تباہی یا کسی ناپسندیدہ چیز کی دعا مانگے (مسلمان ہو یا کافر) اس کو توبہ کا مطالبہ کئے بغیر قتل کر دیا جائے گا۔

اصحاب مالک کا مزید موقف سمجھنے کے لئے (اجماع امت) والا باب ملاحظہ فرمائیں۔

محمد سید الکونین والثقلین والفریقین من عرب ومن عجم

فقہائے حنبلیہ

علامہ ابن تیمیہ حنبلی امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کا موقف ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں

قال الامام احمد فی روایۃ حنبل کل من شتم النبی صلی اللہ

علیہ وسلم تنقصہ مسلماً کان او کافرا فعلیہ القتل واری ان یقتل ولا یستتاب (الصارم المسلول ص ۲۹۶)

ترجمہ: ''حنبل کی روایت کے مطابق امام احمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا' جو شخص بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ کی شان میں تنقیص کرے' وہ مسلمان ہو یا کافر اسے قتل کر دیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ اسے توبہ کا مطالبہ کئے بغیر قتل کر دیا جائے گا۔''

علامہ موصوف مزید لکھتے ہیں:

و فی روایۃ ابی طالب سئل احمد عمن شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یقتل قد نقض العہد (الصارم المسلول ص ۶)

ترجمہ: ''ابی طالب سے مروی ہے کہ امام احمد علیہ الرحمۃ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو آپ نے فرمایا: اس کو قتل کر دیا جائے' اس کا عہد ٹوٹ گیا ہے۔''

علامہ ابن تیمیہ حنبلی ہی حنبلیہ کے موقوف کا خلاصہ ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں:

و الذی علیہ عامۃ المتقدمین من اصحابنا ومن تبعہم من المتاخرین اقرار نصوص احمد علی حالھا وھو قد نص فی مسائل سب اللہ ورسولہ علی انتقاض العہد فی غیر موضع وعلی انہ یقتل (الصارم المسلول ص ۹)

ترجمہ: ''ہمارے اصحاب میں سے متقدمین نے جس موقف کو اختیار کیا ہے اور متاخرین نے بھی اس کی پیروی کی ہے وہ یہ کہ امام احمد کی تصریحات کو علی حالھا رہنے دیا جائے اور امام احمد نے متعدد جگہ اس بات کی تصریح کی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے سے عہد ٹوٹ جاتا ہے اور ایسے شخص کو قتل کر دیا جائے گا۔''

ایک اور روایت ملاحظہ ہو:

قال ابو الصفرا سالت ابا عبد اللہ عن رجل من اهل الذمة شتم النبی صلی اللہ علیه وسلم ماذا علیه قال اذا قامت البینته علیه یقتل من شتم النبی صلی اللہ علیه وسلم مسلماً کان او کافراً رواهما الخلال وقال فی روایة ابی عبد اللہ وابی طالب وقد سئل عن شتم النبی صلی اللہ علیه وسلم قال یقتل قیل له فیه احادیث قال نعم احادیث ...... (الصارم المسلول ص ٦-٥)

ترجمہ: ''ابو الصفرا، کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ (امام احمد) سے ایک ذمی شخص کے بارے میں دریافت کیا' جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے' اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جب ایسے شخص کے خلاف شہادت مل جائے تو اسے قتل کر دیا جائے گا خواہ وہ مسلم ہو یا کافر، دونوں اقوال کو خلال نے روایت کیا۔ عبد اللہ اور ابو طالب نے امام احمد سے روایت کیا ہے کہ ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: اسے قتل کر دیا جائے گا۔ پھر ان سے پوچھا گیا کہ آیا اس ضمن میں کچھ احادیث منقول ہیں؟ فرمایا ہاں احادیث منقول ہیں۔''

اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے' انہیں حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں ان سے واضح ہوا کہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کے نزدیک جو ذمی بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے' اس کا عہد ٹوٹ جائے گا اور وہ واجب القتل ہو گا۔

فقہائے شافعیہ

علامہ علاؤ الدین حصکفی امام شافعی کا موقف ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں۔

و یؤدب الذمی ویعاقب علی سبه دین الاسلام او القران او

النبی صلی اللہ علیہ وسلم..... وقال العینی واختیاری فی السب ان یقتل وتبعه ابن همام قلت وبه افتی شیخنا الخیر الرملی وهو قول الشافعی (درمختار ج۳ ص۲۷۹)

ترجمہ: ذمی کو ادب سکھایا جائے گا اور اس کو سزا دی جائے گی جب وہ دین اسلام یا قرآن یا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرے......

علامہ عینی کہتے ہیں: جب بھی (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو) گالی دیں تو اسے قتل کر دیا جائے گا امام ابن ہمام نے بھی یہی کہا ہے ہمارے شیخ خیر الدین رملی کا بھی یہی فتویٰ ہے اور امام شافعی کا بھی یہ قول ہے۔

قاضی عیاض اندلسی لکھتے ہیں:

قال ابوبکر ابن المنذر اجمع عوام اهل العلم علی ان من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقتل وممن قال ذالك مالك ابن انس واللیث واحمد واسحاق وهو مذهب الشافعی

(الشفاج ۲ ص۲۱۵)

ترجمہ: ''ابوبکر بن منذر فرماتے ہیں: اس پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ جو بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے (وہ مسلمان ہو یا کافر) اسے قتل کر دیا جائے گا۔ امام مالک بن انس اللیث، احمد، اسحاق کا یہ موقف ہے اور امام شافعی کا مذہب بھی یہی ہے۔''

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

و قد حکی ابوبکر الفارسی من اصحاب الشافعی اجماع المسلمین علی ان حد من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم القتل کما ان حد من سب غیره الجلد (الصارم المسلول ص۴)

ترجمہ: ''اصحاب شافعی میں سے ابوبکر فارسی نے نقل کیا ہے کہ اس پر تمام

امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کو بطور حد قتل کیا جائے گا' جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو گالی دینے والے کو بطور حد کوڑے لگائے جائیں گے۔"

علامہ ابن تیمیہ ہی ائمہ اربعہ کا موقف لکھتے ہوئے امام شافعی کے متعلق لکھتے ہیں:

اما الشافعی فالمنصوص عنه نفسه ان عهده ینتقض بسب النبی صلی الله علیه وسلم وانه یقتل وقد حکاه ابن المنذر والخطابی وغیرهما (الصارم المسلول ص۹)

ترجمہ: "امام شافعی سے صراحۃً منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے سے عہد ٹوٹ جاتا ہے اور ایسے شخص کو قتل کر دیا جائے گا' ابن المنذر خطابی اور ان کے علاوہ دیگر علماء نے ان سے اسی طرح نقل کیا ہے۔"

علامہ مذکور ہی اس بحث کے آخر میں نتیجۃً امام شافعی کا مسلک یوں بیان کرتے ہیں:

و فی کتب الخلاف ان سب النبی صلی الله علیه وسلم ینتقض العهد ویوجب القتل کما ذکرناه عن شافعی نفسه

ترجمہ: "انہوں نے (عراقی اصحاب) اپنی کتب خلاف میں جس چیز کی تائید کی ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے سے عہد ٹوٹ جاتا ہے اور ایسے شخص کو قتل کرنا واجب ہے جیسا کہ ہم نے خود امام شافعی سے نقل کیا ہے۔"

فرزندان اسلام! ائمہ اربعہ کا موقف آپ کے سامنے ہے۔ خدا لگتی کہیے کہ ان اقوال کی روشنی میں ذمی شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر واجب القتل نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے۔ اگر بالفرض کوئی قول ان اقوال کے خلاف بھی ملتا ہے' تو قرآن وحدیث کی

نصوص قطعیہ، اقوال اجماع اور اقوال ائمہ کی موجودگی میں اسے شاذ قرار دے کر فتویٰ انہی اقوال پر دیا جائے گا۔

آیئے اب اس ضمن میں دوسری بحث چھیڑیں۔ اگر کوئی شقی القلب مسلمان اسلام کا مدعی ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کرے، تو اس کے بارے میں ائمہ اربعہ کیا فرماتے ہیں؟

مسلمان شاتم رسول کے بارے میں ائمہ اربعہ کا موقف

اگر کوئی (نام نہاد) مسلمان (نعوذ باللہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں سب و شتم کا مرتکب ہو تو اس کا یہ جرم اتنا بڑا ہو گا کہ اس کی سزا قتل اور صرف قتل ہے اگر کوئی مسلمان ویسے ہی مرتد ہو جائے تو اسے توبہ کا موقع دیا جانا چاہئے لیکن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ارتداد پیدا ہوتا ہے اسے ہم ''ارتداد مغلظ'' کہہ سکتے ہیں اس میں اگرچہ وہ توبہ ہی کرے۔ عند اللہ اس کی توبہ قبول ہو یا نہ ہو یہ اللہ تعالیٰ اور بندے کا معاملہ ہے لیکن توبہ کرنے سے اس کا قتل ساقط نہ ہو گا۔ اس موقف کی تائید میں فقہائے امت کا نقطہ نظر ملاحظہ فرمائیں۔

اصولی طور پر گزشتہ بحث میں اس مسئلہ کے بارے میں کافی دلائل کا ذکر ہو چکا ہے یہاں مسلما کان او کافراً (کہ گستاخ رسول واجب القتل ہے وہ مسلما ہو یا کافر) کے الفاظ آئے ہیں تاہم چند اور دلائل ملاحظہ ہوں تاکہ حقیقت بے نقاب ہو کر سامنے آ جائے۔

فقہائے احناف کثرھم اللہ تعالیٰ

امام ابوبکر احمد بن علی الرازی فرماتے ہیں:

وقال الليث في المسلم يسب النبي صلى الله عليه وسلم انه لا يناظر ولا يستتاب ويقتل مكانه وكذالك اليهودي والنصاري (احکام القرآن زیر آیت وان نکثوا الخ)

ترجمہ: ''اور لیث نے ایسے مسلمان کے بارے میں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کو گالی دیتا ہو فرمایا بے شک اس سے نہ مناظرہ کیا جائے گا، نہ اسے مہلت دی جائے گی اور نہ ہی اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا اور اسے اسی جگہ پر قتل کر دیا جائے گا اور ایسے ہی (شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم) یہود ونصاریٰ کا بھی حکم ہے۔''

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: ولا خلاف بین المسلمین ان من قصد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذالك فھو ممن ینتحل الاسلام انه مرتد یستحق القتل (احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۱۰۶)

ترجمہ: ''اس مسئلہ میں کسی مسلمان کو بھی اختلاف نہیں کہ جس شخص نے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی اور آپ کی اذیت کا قصد کیا (اگر چہ) وہ مسلمان کہلاتا ہو وہ مرتد ہے مستحق قتل ہے۔''

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اندلسی امام سرخسی الحنفی کی کتاب المبسوط للسرخسی سے نقل کرتے ہیں:

و فی المبسوط عن عثمان ابن کنانة من شتم النبی صلی اللہ علیه وسلم من المسلمین قتل او صلب حیا ولم یستتب والامام مخیر فی صلبه او قتله (الشفاء ج ۲ ص ۲۱۶)

ترجمہ: ''مبسوط میں عثمان ابن کنانہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں میں سے جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اسے قتل کر دیا جائے تو زندہ سولی پر لٹکا دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے امام کو اختیار ہے کہ وہ اسے زندہ سولی پر لٹائے یا قتل کر دے۔''

علامہ انور شاہ محدث کاشمیری الحنفی لکھتے ہیں:

شاتم رسول کافر و مرتد قرار دیا جائے گا اور اس کا قتل واجب ہے اور اسے کوئی معافی نہیں دی جائے گی اور علماء کا اس پر اتفاق ہے اور جو شخص گستاخ نبوت کے کفر وعذاب

میں شک کرے وہ بھی حد کفر میں داخل ہو جائے گا (مزید لکھتے ہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ اپنے گستاخ کو معاف فرما دیں یا اسے قتل کر دیں چنانچہ یہ دونوں باتیں واقع ہوئیں لیکن امت پر شاتم رسول کا قتل واجب ہے اور شاتم کی توبہ قابل قبول نہیں۔ (اکفار الملحدین)

امام ابن ہمام الحنفی فرماتے ہیں:

کل من ابغض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقلبہ کان مرتدا فا لساب بطریق الاولٰی ثم یقتل حدا عند نا۔

(فتح القدیر ج ۳ ص ۴۰۷)

ترجمہ: ''جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دل میں بھی بغض رکھے وہ مرتد ہے آپ کو گالی دینے والا تو بطریق اولٰی مرتد ہو گا پھر ہمارے نزدیک اسے بطور حد قتل کیا جائے گا۔''

امام مالک علیہ الرحمۃ کا موقف

قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں:

قال ابن القاسم عن مالك فی کتاب ابن سحنون والمبسوط والعتبیہ وحکاہ مطرف عن مالك فی کتاب ابن حبیب من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المسلمین قتل ولم یستتب (الشفاء ج ۲ ص ۲۱۶)

ترجمہ: ''امام مالک کے حوالے سے کتاب ابن حبیب میں مبسوط، عتبیہ اور کتاب ابن سحنون میں ابن القاسم نے بیان کیا ہے اور مطرف نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ جو مسلمان نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرے اسے قتل کر دیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی۔''

اس ضمن میں امام مالک کے کافی اقوال ''ذمی شاتم رسول کے متعلق فقہائے مالکیہ کا

موقف'' والی بحث میں گزر چکے ہیں جن میں امام مالک فرماتے ہیں کہ شاتم رسول واجب القتل ہے مسلما کان او کافراً (وہ مسلمان ہو یا کافر) طوالت کے خوف سے ان کا اعادہ نہیں کرتا وہاں ملاحظہ فرمالیں: محمد ابن سحنون مالکی فرماتے ہیں:

قال محمد ابن سحنون اجمع العلماء علی ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمتنقص لہ کافر والوعید جار علیہ بعذاب لہ وحکمہ عند الامۃ القتل ومن شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر

(نسیم الریاض ج۴ص ۳۳۸-الصارم المسلول ص ۵-الشفاء ج۲ص ۲۱۵)

ترجمہ: ''محمد ابن سحنون کہتے ہیں کہ اس پر تمام علماء کا اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا کافر ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید ہے اور پوری امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے اور جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔''

اور یہ روایت بھی امام مالک کے نقطہ نظر کو واشگاف الفاظ میں واضح کرتی ہے۔

سأل الرشید ما لکافی رجل شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذکر لہ ان فقھاء العراق افتوہ بجلدہ فغضب مالک وقال یا امیر المومنین ما بقاء الامۃ بعد شتم نبیھا من شتم الانبیاء قتل ومن شتم اصحاب النبی جلد (الشفاء ج۲ص ۲۲۳)

ترجمہ: ''خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالک علیہ الرحمۃ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے ہارون نے لکھا تھا کہ عراق کے علماء نے شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوڑوں کی سزا تجویز کی ہے آپ کا اس سلسلہ میں کیا فتویٰ ہے تو امام مالک علیہ الرحمۃ نے غضبناک ہو کر فرمایا وہ امت کیسے زندہ رہے گی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی شان میں سب وشتم پر خاموش رہے جو کسی بھی نبی کو گالی دے اسے قتل کر دیا جائے گا جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دے اسے کوڑے مارے جائیں گے۔''

اس کے بعد قاضی عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام عراقی فقہاء نے شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا ہے ہم نہیں جانتے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے کن فقہاء کا ذکر کیا ہے شاید کسی غیر معروف مفتی نے یہ کہا ہو یا کسی نے خواہش نفس کے تحت ایسا فتویٰ دے دیا ہوگا بہرکیف فقہاء عراق کے نزدیک شاتم رسول واجب القتل ہی ہے۔ (الشفاء ج۲ص۲۲۳)

امام شافعی علیہ الرحمۃ کا مذہب

قاضی عیاض فرماتے ہیں:

قال ابن المنذر اجمع عوام اهل العلم علی ان من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقتل وممن قال ذالك مالك ابن انس واللیث واحمد واسحاق وهو مذهب الشافعی .

(الشفاء ج۲ص۲۱۵ - ردالمحتار ج۳ص۲۹۰)

ترجمہ: ''ابن منذر کہتے ہیں کہ اس پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ جو بھی (مسلمان ہو یا کافر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اسے قتل کر دیا جائے گا مالک رحمۃ اللہ علیہ، ابن انس رحمۃ اللہ علیہ اللیث رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا یہی موقف ہے اور امام شافعی کا مذہب بھی یہی ہے۔''

امام احمد بن حنبل اور ان کے اصحاب کا مؤقف

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ اور ان کے اصحاب کا موقف اس بارے میں وہی ہے کہ شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان واجب القتل ہے علامہ ابن تیمیہ حنبلی کی کتاب

''الصارم المسلول'' اس دعویٰ کی منہ بولتی دلیل ہے انہوں نے جگہ جگہ امام احمد کا یہی موقف بیان کیا ہے' ایک مقام پر فرماتے ہیں:

قال الامام احمد کل من شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم او تنقصہ مسلما کان او کافر فعلیہ القتل واری ان یقتل ولا یستتاب (الصارم المسلول ص ۵۲۷)

ترجمہ: ''امام احمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے وہ مسلمان ہو یا کافر اسے قتل کر دیا جائے گا اور میری رائے میں اسے توبہ کا مطالبہ کئے بغیر قتل کیا جائے گا۔'' مزید لکھا:

وقال اصحابنا التعریض بسب اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم ردۃ وھو موجب للقتل کا لتصریح (الصارم المسلول ص ۵۲۷)

ترجمہ: ''ہمارے اصحاب (حنابلہ رحمۃ اللہ علیہم) کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تعریضاً (اشارۃً) گالی دینا بھی مرتد ہونا ہے اور اس سے وہ آدمی ایسے ہی واجب القتل ہو جاتا ہے جیسے صراحۃً گالی دینے والا۔'' مزید لکھا:

وقال مالک واحمد کل من شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم او تنقصہ مسلما کان او کافرا فانہ یقتل ولا یستتاب

(الصارم المسلول ص ۵۳۴)

ترجمہ: ''امام مالک اور امام احمد فرماتے ہیں کہ جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ کی تنقیص کرے وہ مسلمان ہو یا کافر اسے بغیر توبہ کا مطالبہ کئے قتل کر دیا جائے گا۔''

؎ وہی ہیں عابد وہی ہیں زاہد نماز ان کی قبول ہو گی
جو بندے اپنے نبی کے در پر سدا کٹانے کو سر گئے ہیں

اس پر پوری امت کا اجماع ہے

کہ جو بد بخت مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرے گا واجب القتل اور مباح الدم ہے۔

قال ابو سليمان الخطابي لا اعلم احدا من المسلمين اختلف في وجوب قتله اذا كان مسلماً ۔ (الشفاء ج۲ ص۲۱۶)

ترجمہ: ''ابو سلیمان خطابی کہتے ہیں کہ میں مسلمانوں میں سے کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو مسلمان شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب القتل ہونے میں اختلاف رکھتا ہو۔''

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

ان الساب ان كان مسلما فانه يكفر ويقتل بغير خلاف وهو مذهب الائمة الاربعة (الصارم المسلول ص۵ جواہر البحار ج۳ ص۲۰۰)

ترجمہ: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا اگر مسلمان ہو تو کافر ہو جائے گا اور بلا اختلاف اسے قتل کر دیا جائے گا ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے۔''

امام مالک کا قول نقل کرتے ہوئے ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

وقال اجمعت الامة على قتل متنقصه من المسلمين وسابه وكذا حكى عن غير واحد الاجماع على قتله وتكفيره

(الصارم المسلول ص۵)

ترجمہ: ''امام مالک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مسلمان شاتم رسول کے واجب القتل ہونے پر پوری امت کا اتفاق ہے بہت سے علماء نے نقل کیا ہے کہ شاتم رسول مسلمان کافر ہو جائے گا اور واجب القتل ہوگا۔''

علامہ شامی الحنفی لکھتے ہیں:

و الحاصل لا شك ولا شبهة في كفر شاتم النبي صلى الله عليه وسلم وفي استباحة قتله وهو المنقول عن الائمة الاربعة

(شامی ج ص ۳۲۱)

ترجمہ: ''اور حاصل کلام یہ ہے کہ شاتم رسول ﷺ کے کافر اور مباح الدم ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور یہی ائمہ اربعہ کا موقف ہے۔''

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

وقد اتفقت نصوص العلماء من جميع الطوائف على ان التنقص له كفر مبيح للدم . (الصارم المسلول ص ۵۳۰)

ترجمہ: ''تمام مکاتب فکر کے علماء نے صراحتاً اس پر اتفاق کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کرنا کفر ہے اور ایسا کرنے والا مباح الدم ہو جاتا ہے۔''

مذکورہ بالا گفتگو سے یہ حقیقت بخوبی واضح ہوگئی کہ تمام ائمہ فقہ کے نزدیک شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا قتل کے سوا کچھ نہیں وہ مسلمان ہو یا کافر۔

اپنی مثال آپ ہے تو کائنات میں ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے

یاد رہے اس بارے میں امامیہ (شیعہ) حضرات کا بھی یہی موقف ہے بلکہ بائبل میں بھی یہی موقف بیان کیا گیا ہے دیکھئے استثناء آیات ۸ تا ۱۳۔ کلام مقدس ص ۱۸۳ انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا ج ۱۱ ص ۴۷۔ بحوالہ ناموس رسول طوالت کے خوف سے ان تمام حوالہ جات کو نقل نہیں کیا گیا۔ اب حرف آخر کے طور پہ چند حوالے اس اہم مسئلہ پہ کہ گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم والا ارتداد مطلق ارتداد سے بڑا جرم ہے یہی وجہ ہے کہ اس مرتد کی توبہ بھی قبول نہیں ہے۔

تمدن کے آداب سکھانے والا جہاں میں فقط ہے نظامِ محمد
بنی نوع انساں کو امن و اماں سے بسا دینے والا ہے نامِ محمد

عبادت ہے نعت محمد کا پڑھنا عبادت درود اور سلامِ محمد
زبان محمد زبان خدا ہے کلامِ خدا ہے کلامِ محمد
خدا کو پیارے ہوئے ہیں ترنم خدا کو ہیں پیارے غلامِ محمد
خدائے محمد ترنم کو بخشے! سناتے تھے ہم کو پیامِ محمد
بہشت بریں ہو عطا ان کو مولا سراپا تھے خوبی غلامِ محمد
یہ ساقی پلاتا تھا بادہ کشوں کو مے عشق مولا بجامِ محمد
پلائے خدا حوضِ کوثر سے اس کو بدست محمد بجامِ محمد
ترنم تھا گلزار احمد کا بلبل کہ گاتا تھا ہر دم کلامِ محمد
ترنم تھا باغِ محمد کا درباں ترنم تھا دل سے غلامِ محمد

(صلی اللہ علیہ وسلم)

گستاخِ رسول کی توبہ کیوں قبول نہیں؟

علامہ ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں

لا فرق بین ردۃ وردۃ من انہ اذا اسلم ویستثنیٰ منہ مسائل الاولی الردۃ بسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(بحرالرائق ج۵ص۱۳۵)

ترجمہ: ''ہر ارتداد برابر ہوتا ہے اگر اسلام کی طرف راغب ہو جائے تو اسے چھوڑ دیا جائے گا'' لیکن بعض مسائل اس سے مستثنیٰ ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ اگر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے کر مرتد ہو (تو اسے قتل ہی کیا جائے گا)۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

لیس سبہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لا رتداد القبول فیہ التوبۃ لان الارتداد معنی ینفرد بہ المرتد لا حق فیہ لغیرہ من الادمیین فقبلت توبتہ ومن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او

احدا من الانبیاء صلوات اللہ علیھم وسلامہ فانہ یکفر ویجب قتلہ ثم ان ثبت علی کفر ولم یتب ولم یسلم یقتل کفراً بلا خلاف وان تاب واسلم اختلف فیہ والمشھور من المذھب القتل حداً (تنقیح حامدیہ ج ا ص ۱۵۴)

ترجمہ: ''شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارتداد دوسرے ارتداد کی طرح نہیں ہے کیونکہ دیگر ارتداد انفرادی عمل ہوتا ہے۔ اس میں کسی دوسرے کا حق متعلق نہیں ہوتا' اس لئے اس کی توبہ قابل قبول ہوتی ہے مگر جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر انبیاء میں سے کسی کو گالی دی وہ کافر ہو جائے گا اور اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ اگر وہ توبہ نہ کرے پھر تو بلا اختلاف کفر کی وجہ سے اسے قتل کیا جائے گا اور اگر توبہ کرے تب بھی صحیح مذہب کے مطابق اسے بطور حد قتل کیا جائے گا۔''

علامہ علاؤالدین حصکفی لکھتے ہیں:

(وکل مسلم ارتدفتوبتہ مقبولۃ الا) جماعۃ من تکررت ردتہ علی مامر (الکافر بسب النبی) من الانبیاء فانہ یقتل حداً ولا تقبل توبتہ مطلقا...... (درمختار ج ۳ ص ۲۹۰)

ترجمہ: ''ہر مسلمان جو مرتد ہو جائے تو اس کی توبہ مقبول ہو گی مگر وہ لوگ جو بار بار مرتد ہو جائیں جیسے کہ پہلے گزرا جو کسی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے کی وجہ سے کافر ہو جائے تو اس کو بطور حد قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ مطلق قبول نہ ہو گی۔''

علامہ شامی لکھتے ہیں:

وکل مسلم ارتد فتوبتہ مقبولۃ الا احد عشر من تکررت ردتہ وساب النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ردالمحتار ج ۳ ص ۲۹۸)

ترجمہ: ''اور کوئی بھی مسلمان اگر (معاذ اللہ) مرتد ہو جائے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی مگر گیارہ آدمیوں کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ (اور وہ واجب القتل ہی ٹھہریں گے ان میں سے ایک وہ) جو بار بار مرتد ہو اور (دوسرا) جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے......''

قاضی عیاض مالکی، قاضی ابو محمد نصر کی رائے یوں لکھتے ہیں۔

و لیس سبہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لا رتداد المقبول فیہ التوبۃ لان الارتداد معنی ینفرد بہ المرتد لا حق فیہ لغیرہ من الادمیین فقبلت توبتہ ومن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم تعلق فیہ حق لادمی فکان کالمرتد یقتل حین ارتدادہ او یقذف فان توبتہ لا تسقط عنہ حدا لقتل و القذف

(الشفاء ج ۲ ص ۲۵۶ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی دیگر ارتداد کی طرح نہیں کیونکہ مرتد ارتداد کے معنی میں منفرد ہوتا ہے۔ اس میں کسی اور شخص کا حق متعلق نہیں ہوتا لہٰذا اس کی توبہ قبول کی جا سکتی ہے' لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کا معاملہ دوسرا ہے' کیونکہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق بھی متعلق ہو گیا اور یہ بات اس طرح سمجھی جائے گی کہ جس نے اپنے ارتداد کے وقت کسی کو قتل کیا ہو یا کسی کو تہمت لگائی ہو تو اس طرح اس کے توبہ کر لینے سے قتل اور تہمت کی حد ساقط نہیں ہوگی۔''

علامہ ابن تیمیہ حنبلی لکھتے ہیں:

ترجمہ: ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا کفر و قتال کی جنس میں سے ہونے کے باوجود تنہا ارتداد سے بھی عظیم تر جرم ہے' اس لئے ایک مسلمان کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا ارتداد بھی ہے اور اس سے بڑھ کر جرم

بھی۔ جب دین میں داخل ہو کر اس سے نکل جانے کی وجہ سے مرتد کا کفر دو بالا ہو گیا ہے' تو اس کا قتل کرنا عین واجب ہوتا ہے۔ بنا بریں شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس نے اللہ اور اس کے رسول اور اس کے تمام مومن بندوں کو اذیت دی' اس کے کفر کا شدید تر ہونا اولی ہے اور اسی لئے وہ متعین طور پر قتل کا مستحق ہے اس لئے کہ کفر کی انواع میں گالی کا فساد ارتداد سے بھی عظیم تر ہے۔'' (الصارم المسلول ص ۲۹۳-۲۹۴)

فقہاء کرام کی آراء سے بخوبی واضح ہو گیا کہ سب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا شدہ ارتداد مطلق ارتداد سے بہت بڑا جرم ہے جس کی سزا ہر حال میں قتل ہے۔ مطلق ارتداد میں توبہ کا مطالبہ کیا جاتا ہے جبکہ اس ارتداد میں اس کو قتل ہی کیا جاتا ہے۔ اس کی تائید میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عمل ملاحظہ فرمائیں۔

گلشن عالم کے گوشوں میں گونج رہا ہے نامِ محمد
ڈالی ڈالی پتا پتا دیتے ہیں پیغامِ محمد
طیبہ کے مے خانے میں ہے نور و مستی کیف و نکہت
بادہ عرفاں مہکا مہکا روشن روشن جامِ محمد
نور صداقت روحِ دیانت ایک بصیرت ایک حقیقت
بستی بستی صحرا صحرا پھیلا ہے اسلامِ محمد
نیر رخشاں انجم تاباں ماہِ فروزاں صبحِ درخشاں
طور بداماں جلوہَ ساماں نورِ مجسم بامِ محمد
ذہن ہمارے باغی باغی دل ہیں ہمارے داغی داغی
پھر بھی سہارا بن جائیں گے محشر میں اکرامِ محمد
ذرّوں میں تنویر وحدت پھولوں میں مہتاب رنگت
اللہ اللہ ان کا زمانہ صبح سے روشن شامِ محمد

نگہ ترحم ' لہر ترنم ایک بہار افروز تبسم
برسوں سے ہے جانِ تکلم خلق کی عظمت نامِ محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم)

صحابہ کرام کا عمل مبارک

مظہر جلال نبوت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے کہ انہوں نے اس (نام نہاد) مسلمان کو بغیر توبہ کا مطالبہ کیے قتل کر دیا تھا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم نہ کیا تھا اور بارگاہ نبوت سے ''فاروق'' کا لقب پایا تھا لیکن مطلق مرتد کے متعلق یہ روایت ملاحظہ فرمائیں۔ صرف ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

''محمد بن عبداللہ بن عبد القاری سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی حضرت ابوموسیٰ اشعری کی جانب سے آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے اس بارے میں بتایا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کوئی عجیب واقعہ تو پیش نہیں آیا اس نے کہا کہ پیش آیا ہے اور وہ یہ کہ ایک آدمی اسلام لانے کے بعد کافر ہو گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تو تم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا کہ ہم نے اس کی گردن اڑا دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے اسے تین دن کے لئے قید و بند میں کیوں نہ رکھا کہ ہر روز اسے روٹی کھلاتے اور توبہ کا مطالبہ کرتے رہتے۔ ممکن تھا وہ توبہ کر لیتا اور اللہ کے دین کی طرف لوٹ آتا۔ پھر فرمایا اے اللہ میں اس وقت حاضر نہ تھا اور نہ ہی میں نے اس بات کا حکم دیا اور نہ ہی اسے سن کر راضی ہوا۔''

(الصارم المسلول ص ۳۲۰)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ مسلمان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کا مرتکب ہو وہ تو فوراً واجب القتل ہے لیکن مطلق مرتد پر اسلام پیش کیا

جائے گا۔

فرزندان توحید صحابہ کرام کا عمل آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ فقہاء امت کا نقطہ نظر آپ نے پڑھ لیا۔ اس سے بخوبی واضح ہوا کہ مطلق ارتداد میں توبہ قابل قبول ہے لیکن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا شدہ ارتداد کی سزا توبہ کے باوجود بھی قتل ہی ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان الحنفی القادری اس مسئلہ پر گفتگو فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزار ہا ائمہ دین کے نزدیک اصلاً قبول نہیں اور اسی کو ہمارے علمائے حنفیہ سے امام بزازی، وامام محقق علی الا اطلاق ابن الہمام وعلامہ مولیٰ خسرو، وصاحب درر، وعلامہ زین ابن نجیم صاحب بحر الرائق وعلامہ عمر بن نجیم صاحب نہر الفائق، وعلامہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزلی صاحب تنویر الابصار، وعلامہ خیر الدین رملی صاحب فتاویٰ خیریہ وعلامہ شیخ زادہ صاحب مجمع الانہر، وعلامہ مدقق محمد بن علی حصکفی صاحب درمختار وغیرھما عمائد کبار علیہم رحمۃ اللہ العزیز الغفار نے اختیار فرمایا بیدان تحقیق المسئلۃ فی الفتاوی الرضویہ اس لئے کہ عدم قبول توبہ صرف حاکم اسلام کے یہاں ہے کہ وہ اس معاملہ میں بعد توبہ بھی سزائے موت دے ورنہ اگر توبہ صدق دل سے ہے تو عند اللہ مقبول ہے کہیں یہ بدگو اس مسئلہ کو دستاویز نہ بنالیں کہ آخر توبہ قبول نہیں پھر کیوں تائب ہوں؟ نہیں نہیں توبہ سے کفر مٹ جائے گا۔ مسلمان ہو جاؤں گے، جہنم ابدی سے نجات پاؤں گے اس قدر پر اجماع ہے کما فی ردالمحتار وغیرہ واللہ تعالیٰ اعلم۔'' (تمہید الایمان ص ۴۲، ۴۱ مطبوعہ سکھر)

مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

''مرتد اگر ارتداد سے توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول ہے مگر بعض مرتدین مثلاً کسی

نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا کہ اس کی توبہ مقبول نہیں توبہ قبول کرنے سے مراد یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد بادشاہ اسلام اسے قتل نہ کرے گا۔" (بہارشریعت حصہ نہم ص ۱۴۴)

اس صدی کے عظیم حنفی سکالرِ غزالی زمان علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی فرماتے ہیں۔

"کتاب وسنت اجماع امت اور تصریحات ائمہ دین کے مطابق توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا صرف قتل ہے......"

(گستاخ رسول کی سزا مطبوعہ لاہور)

سب اہل محبت اہلِ وفا سنیں غور کے ساتھ اک عشق نوا
ہے فیصلہ ساری اُمت کا اور ہر دلِ مسلم کی ہے صدا
گستاخِ نبی کی ایک سزا
سر تن سے جدا سر تن سے جدا

گو پشت پہ اُس کے بیٹھی ہے گستاخِ نبی تو بزدل ہے
وہ جرم سے پہلے سوچے گا قانون نہیں اب بدلے گا
گستاخِ نبی کی ایک سزا
سر تن سے جدا سر تن سے جدا

اس پر ہی تھا عمل صحابہ کا یہی فعل ہمارے آباء کا
یہی حکم ہے ربّ کعبہ کا نہیں اس میں لچک اے دوست ذرا
گستاخِ نبی کی ایک سزا
سر تن سے جدا سر تن سے جدا

(بشکریہ: بنتِ لیاقت' کراچی)

آخری بات

شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ چاروں ائمہ فقہ کے ہاں قبول نہیں۔

اس کی وجوہات کیا ہیں، اس موقف پہ اعتراضات اوران کے جوابات کیا ہیں یہ سب کچھ اوراس کے علاوہ اور بہت کچھ ابھی رہتا ہے جو پھر کسی مقام پہ بیان ہوگا۔انشاء اللہ اس بارے میں مزید تفصیلات ''توہین رسالت کی سزا'' پروفیسر حبیب اللہ چشتی صاحب کی کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔یہ مضمون بھی اکثر اسی کتاب سے لیا گیا ہے۔اب صرف ایک حوالہ اور اگلا عنوان شروع۔علامہ ابن تیمیہ نے امام اسحاق بن راہویہ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

اجمع المسلمون علی ان من سب اللّٰہ او سب رسوله او رفع شیئا بما انزل اللّٰہ عزوجل او قتل نبیا من انبیاء اللّٰہ انه کافر بذالك وان کان مقر ابکل ما انزل اللّٰہ (الصارم المسلول ص ۴)

امت مسلمہ کا اس بات پراجماع ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی یا اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کسی چیز کا انکار کیا یا اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے کسی کو قتل کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اگر چہ وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ چیزوں کا اقرار کرنے والا ہی ہو۔

میرا پیار حوالہ تم ہو — سب نبیوں سے اعلیٰ تم ہو
جس کا کوئی نہیں ہے ثانی — داناؤں سے دانا تم ہو
نازاں آپ خدا ہے جس پر — رحمت کا وہ دریا تم ہو
چہرہ ایسا نورانی ہے — نور کا گویا ہالہ تم ہو
جسم ترا گو بے سایا ہے — میرے سر پر سایا تم ہو
آپ خدا یہ فرماتا ہے — سب عالم سے ارفع تم ہو
میں تجھ پر قرباں ہو جاؤں — میرے دل کی آشا تم ہو
رحمت کا دل یہ کہتا ہے — میرے پیارے آقا تم ہو

زہے عزت و اعتلائے محمد ﷺ — کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد ﷺ

مکان عرش ان کا فلک عرش اُن کا — ملک خادمانِ سرائے محمد ﷺ

خدا کی رِضا چاہتے ہیں دو عالم — خدا چاہتا ہے رِضائے محمد ﷺ

عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر — خدائے محمد(عزوجل) برائے محمد ﷺ

محمد(ﷺ) برائے جنابِ الٰہی — جنابِ الٰہی برائے محمد ﷺ

بسی عطر محبوبی کبریا سے — عبائے محمد قبائے محمد ﷺ

بہم عہد باندھے ہیں وصل ابد کا — رضائے خدا اور رِضائے محمد ﷺ

دم نزع جاری ہو میری زباں پر — محمد محمد خدائے محمد ﷺ

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا — گروں کا سہارا عصائے محمد ﷺ

میں قربان کیا پیاری پیاری ہے نسبت — یہ آنِ خدا وہ خدائے محمد ﷺ

محمد کا دم خاص بہر خدا ہے — سوائے محمد برائے محمد ﷺ

خدا اُن کو کس پیار سے دیکھتا ہے — جو آنکھیں ہیں محو لقائے محمد ﷺ

جلو میں اجابت خواصی میں رحمت — بڑھی کس تزک سے دعائے محمد ﷺ

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا — بڑھی ناز سے جب دعائے محمد ﷺ

اُجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا — دُلہن بن کے نکلی دعائے محمد ﷺ

رضا پل سے اب وجد کرتے گزریے
کہ ہے رَبِّ سَلِّمْ صدائے محمد ﷺ

زیادہ نام زیادہ شان

علماء کرام اور صوفیاء عظام میں سے بعض فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار اسمائے گرامی ہیں اور حضور ﷺ کے بھی ایک ہزار اسماء گرامی ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ

اسماء کی کثرت مسمّی کی عظمت ورفعت پہ دلالت کرتی ہے کیونکہ ہر نام ایک علیحدہ شان رکھتا ہے ایک شخص کا ذاتی نام مثلاً محمد وحید ہے تو یہ تو اس کی ذات کا تعارف ہو گیا لیکن اگر وہ حافظ بھی ہے تو یہ اس کی ایک شان ہے ساتھ مفتی بھی ہے تو دوسری شان ہوئی، سخی بھی ہو تو تیسری شان علیٰ ھذا القیاس جیسے جیسے نام بڑھتے جائیں گے ہر نام پہ عظمت و شان کا ایک نیا پہلو سامنے آتا جائے گا تو جس ہستی کے ایک ہزار نام ہوں اس کی عظمتوں اور شانوں کا حال کون بیان کر سکتا ہے؟ ہمارے آقا ﷺ کے ذاتی ناموں محمد واحمد کی تمام تر تفصیلات بیان نہیں ہو سکتیں، نام ہزار ہوں تو ہوں لیکن حضور ﷺ کی عظمتوں کی، کمالات کی، معجزات کی تو کوئی حد ہی نہیں ورفع بعضھم درجات، یہاں درجات کی حد متعین نہیں فرمائی کیونکہ اہل محبت کے نزدیک اس معاملہ میں حد متعین کرنا عیب ہے اور ہمارے آقا علیہ السلام تو وہ ہیں کہ شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے سامنے عرض کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

خلقت مبرأ من کل عیب   کانک قد خلقت کما تشاءُ

اس کا ترجمہ حضرت سعدی نے یوں فرمایا:

دفتر تمام گشت بپایاں رسید عمر   ماہمچناں دراول وصف تو ماندہ ایم

اور امام عشق ومحبت نے یوں فرمایا:

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری   حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

کسی نے اس کو آسان لفظوں میں یوں بیان کر دیا۔

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلمدان ٹوٹ گئے   تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

کیونکہ حضور (ﷺ) محمد ﷺ ہیں یعنی بے حد تعریف والے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خصوصیت دی ہے کہ آپ ﷺ کے اسماء کے ضمن میں آپ کی تعریف فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کے ذکر کے اثنا میں آپ ﷺ کے بڑے شکر کا ذکر مخفی رکھا ہے۔ اس اسم شریف میں جو بر وزن مفعّل ہے کثرت حمد میں مبالغہ ہے۔ یعنی حضور ﷺ حمد کرنے

والوں میں سب سے بڑھ کر ہیں اور اُن سب سے افضل ہیں جن کو تعریف کی جاتی ہے۔
اسی لئے کائنات کا ذرہ ذرہ آج تک حضور ﷺ کا ثنا گستر و مدح خواں ہے اور ان کے پیارے نام کی نوبت شاہانہ رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں پانچ مرتبہ مساجد کے بلند ترین میناروں سے سامعہ نواز ہے اور قیامت کے دن بھی حمد کا جھنڈا حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہوگا' تا کہ کمالِ حمد آپ ﷺ کے لئے پورا ہو اور اس میدان میں آپ ﷺ حمد کی صفت سے مشہور ہو جائیں۔ آپ ﷺ کا رب آپ کو مقام محمود پر بٹھائے گا۔ اس مقام میں آپ ﷺ سب کی شفاعت فرمائیں گے اور آپ ﷺ پر تعریفوں کے وہ دروازے کھلیں گے جو کسی پر نہ کھلے ہیں اور نہ کھولے جائیں گے۔

جو طلوع صبح سے پیشتر اٹھیں اور رب کی ثنا کریں
ہے انہی سے میری یہ التجا مرے حق میں اتنی دعا کریں
کروں رب کے بعد جو حمد تو وہ رسول پاک ﷺ کی حمد ہو
ہو زباں پہ اسماء **محمود** ﷺ تو درود اشک پڑھا کریں

الغرض یہ سلسلہ تو لامتناہی ہے ہم یہاں اسم محمد ﷺ کے بارے میں نو نکات بیان کر کے آگے بڑھتے ہیں اور باقی اسماء مبارکہ کے بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں۔ نو نکات اس لئے کہ پہلے رجسٹر کے شروع میں آپ نے بابا گرونانک کا بیان کیا ہوا نکتہ پڑھا جس میں اسم محمد کے اعداد کے حوالے سے ثابت کیا کہ

ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

چونکہ یہ دوسرا رجسٹر شروع کر رہا ہوں تو پہلے کے آغاز میں نظر پڑی تو سوچا کہ دوسرے کا آغاز بھی پہلے کے مماثل ہو جائے ویسے بھی نام محمد ﷺ کے عدد بانوے ہیں جس کی دہائی نو بنتی ہے اور نو کی خصوصیت ہے کہ اس کی شان ہمیشہ قائم و دائم رہتی ہے مثلاً نو سے پہلے آٹھ ہے اور پہلا عدد ایک تو آٹھ کو ایک سے ملاؤ تو بن گئے نو۔ آٹھ کے بعد سات ہے ادھر ایک سے آگے دو ہے سات اور دو نو، پھر سات کے بعد چھ ہے ادھر دو

سے آگے تین ہے' چھ اور تین نو، پھر چھ سے نیچے پانچ ہے اور ادھر تین کے اوپر چار تو پانچ اور چار نو۔

تیرے نام میں جو فنا ہوا وہ فنا سے نو کا عدد بنا
جو اسے مٹائے وہ خود مٹا وہ ہے باقی اس کو فنا نہیں

ایک دوسری طرح بھی غور کر لیں کہ نو کو ضرب دیں تو عام سادہ سی دیسی زبان میں یوں کہیں گے۔ نو اکم نو، نو دونی اٹھارہ اور اٹھارہ لکھنے میں ایک آٹھ ہے اور دوسرا عدد ایک ہے تو آٹھ اور ایک نو۔ پھر نو تیاں ستائیس، ستائیس میں ایک عدد سات ہے اور دوسرا دو، تو سات اور دو کتنے ہوئے؟ نو۔ پھر نو چوکا چھتیس چھ اور تین نو۔ نو پانچ پینتالیس، چار اور پانچ نو۔ نو چھیکا چون، پانچ اور چار نو۔ نو ساتا تریسٹھ چھ اور تین نو۔ نو آٹھا بہتر سات اور دو نو۔ نو نایاں اکاسی، آٹھ اور ایک نو

تیرے نام میں جو فنا ہوا وہ فنا سے نو کا عدد بنا
جو اسے مٹائے وہ خود مٹا وہ ہے باقی اس کو فنا نہیں

محمد کو ہیں نعت و مدح و درود محمد ہیں محمودِ رب و حمور
محمد پہ ہوں رب کے بیحد درود

محمد ہیں مقصودِ رب جلی محمد کو ہے عرش حق پر قعود
محمد پہ ہوں رب کے بیحد درود

محمد بشر ہیں محمد بشیر محمد کے دم سے عدم ہے وجود
محمد پہ ہوں رب کے بیحد درود

محمد تو ہیں عبدہ نورہ نہ ہیں وہ وددو نہ غیر ودود
محمد پہ ہوں رب کے بیحد درود

محمد کے رتبے کی کچھ حد نہیں محمد ہیں بیرونِ حد حدود
محمد پہ ہوں رب کے بیحد درود

محمد کے ہیں یوں تو دشمن بہت مگر بد سے بد تر ہے قوم یہود

محمد پہ ہوں رب کے بیحد درود

بہت فرق ہندو میں مسلم میں ہے ہیں مسلم تو ستھرے ہیں گندے ہنود

محمد پہ ہوں رب کے بیحد درود

نہیں رب کے بندوں کی گنتی مگر محمد کے بندے ہیں حق کے عمود

محمد پہ ہوں رب کے بیحد درود

محمد محمد کہو دم بدم محمد ہیں نقوی سعید و سعود

محمد پہ ہوں رب کے بیحد درود

آمدم بدسر مطلب

وہ چند معاملات جو اسم محمد (ﷺ) کے ساتھ حاصل ہیں اور میں ان کو نکات کہہ رہا ہوں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) کافر جب تک نام محمد اپنی زبان سے نہ کہے گا اس کا اسلام معتبر نہ ہوگا یعنی محمد رسول اللہ میں احمد (ﷺ) نام کفایت نہ کرے گا تاہم امام حلبی نے کافی سمجھا ہے لیکن ساتھ فرماتے ہیں کہ ابوالقاسم یعنی سرکار ﷺ کی کنیت ملالی جائے۔

(۲) تشھد میں نام محمد (ﷺ) ہی چلے گا کوئی اور نام نہیں، یہی حال خطبہ کا ہے کہ نام احمد (ﷺ) کفایت نہیں کرے گا۔ (شرح المھذب، التحقیق)

(۳) یہ اسم پاک محمد (ﷺ) اسم جلالت (اللہ جل جلالہ) کے موافق ہے چار حروف میں اور تشدید میں۔

(۴) حضرت آدم علیہ السلام جنت میں باقی اولاد کو چھوڑ کر آپ ﷺ کے نام سے اپنی کنیت اختیار کریں گے، جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

(۵) حضرت ابن عماد رحمۃ اللہ علیہ نے ''کشف الاسرار'' میں فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے شیطانوں کی تسخیر آپ ﷺ کے ذکر کے باعث ہوئی۔

۲) اللہ تعالیٰ نے یہ نام اپنے اسم مبارک ''محمود'' سے مشتق فرمایا ہے جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

ضم الا لہ اسم النبی الی اسمہ　　اذا قال فی الخمس المؤذن اشھد

شق لہ من اسمہ لیجلہ　　فذو العرش محمود و ھذا محمد

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم مبارک کے ساتھ اپنے نبی ﷺ کے نام کو ملا دیا ہے، اس کے لئے غور کرو جب موذن پانچ وقتوں میں ''اشھد'' کہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کے اعزاز کی خاطر اپنے نام سے اسے مشتق فرمایا لہٰذا عرش کا مالک ''محمود'' ہے اور یہ ''محمد'' ہیں۔ ﷺ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تاریخ صغیر'' میں حضرت علی بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ابوطالب کا شعر یوں ہے:

شق لہ من اسمہ لیجلہ　　فذو العرش محمود و ھذا محمد

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لئے اپنے نام سے نام مشتق فرمایا تو صاحب عرش محمود ہیں اور یہ محمد ہیں ﷺ۔

اس نام سے کسر اور بسط کو ضرب دینے سے رسولوں کی تعداد مستخرج ہوتی ہے۔ رسولوں کی کل تعداد تین سو تیرہ ہے اور یہ اس طرح کہ:

ایک میم اول میں ہے اور درمیان میں میم مشدد دو میمیں ہیں اور ''م'' کی تکسیر ''م+ی+م'' ہے ہر میم کے تکسیر کے اعتبار سے نوے عدد بنتے ہیں' کیوں کہ میم کے اعداد چالیس ہیں اور یا کے اعداد دس ہیں۔ اس طرح تین میموں کے اعداد (۹۰×۳=۲۷۰) دو سو ستر بنتے ہیں۔

''د'' کی تکسیر سے اس کے اعداد پینتیس ہیں کیوں کہ 'دال' میں دال کے چار الف کا ایک اور لام کے تیس عدد ہیں۔

''حاء'' کے اعداد آٹھ ہیں اس میں تکسیر نہیں اس طرح کل اعداد:

۲۷۰ + ۳۵ + ۸ = ۳۱۳ بنتے ہیں۔

نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق بخشیا

محمد کے صدقے سے ہے ہر وجود محمد کو ہے علم غیب و شہود
محمد پہ ہر دم کروڑوں درود

محمد ہیں معبود حق کی دلیل محمد ہیں مخدوم بود و نبود
محمد پہ ہر دم کروڑوں درود

محمد زمین و فلک کے رسول محمد ہیں گنجینۂ نفع و سود
محمد پہ ہر دم کروڑوں درود

محمد ہیں دور طلب کے سرور محمد ہیں سب کے لئے فیض وجود
محمد پہ ہر دم کروڑوں درود

محمد ہیں کونین کے دستگیر محمد ہیں مقصودِ رب ودود
محمد پہ ہر دم کروڑوں درود

محمد ہیں کنز علوم و فنون محمد رہِ معرفت کے صعود
محمد پہ ہر دم کروڑوں درود

محمد بصورت، بسیرت حسین محمد بدور نبوت سعود
محمد پہ ہر دم کروڑوں درود

محمد ہیں جن و بشر کے نصیر محمد سے ہے مشکلوں کی کشود
محمد پہ ہر دم کروڑوں درود

محمد کی کرسی ہے عرش بریں محمد ہیں فرش زمیں کے عمود
محمد پہ ہر دم کروڑوں درود

محمد کو ہرگز نہ تم رب کہو محمد کی مدحت کے ہیں کچھ حدود

محمد پہ ہر دم کروڑوں درود
محمد کی عظمت کے ہیں منکریں قلوب ہنود و یہود و حسود
محمد پہ ہر دم کروڑوں درود
محمد ہی بے عیب و بے غیب ہیں محمد سے نقوی ہے رب کی نمود
محمد پہ ہر دم کروڑوں درود

السلام اے میم، ح اور میم دال

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ میم کا معنی ہے: محق الكفر بالا سلام

(اسلام کے ذریعہ سے کفر کو مٹا دینے والا)۔

یا اس کا معنی ہے: محيي سيئات من اتبعه ۔

(جس نے آپ ﷺ کی اتباع کی اس کے گناہوں کو مٹانے والے)

بعض نے فرمایا کہ میم کا معنی ہے: من الله على المؤمنين بمحمد ۔

(اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل ایمان والوں پر احسان فرمایا)۔

ارشاد باری تعالیٰ بھی اس پر دلالت کرتا ہے:۔

لقد من الله على المؤمنين ۔ (آل عمران، آیت / ۱۶۴)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان فرمایا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ میم کا معنی ہے: ملك امته به ۔

(آپ ﷺ کی امت کی بادشاہت آپ ﷺ کے طفیل ہے)

اور بعض نے فرمایا: اس سے مراد مقام محمود ہے۔

"حاء" کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد ہے:

حكمه بين الخلق بحكم الله تعالىٰ ۔

(مخلوق میں آپ ﷺ کا حکم اللہ تعالیٰ کے حکم کے باعث ہے)

اور دوسرا قول ہے کہ اس سے مراد ہے: احياء الله تعالىٰ امته به ۔

(اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے طفیل آپ کی امت کو زندگی بخش دی)۔

دوسری "میم" سے آپ ﷺ کی امت کے لئے اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی طرف اشارہ ہے۔اور "دال" سے مراد ہے: الداعی الی اللہ تعالیٰ ۔

(اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: و داعیا الی اللہ باذنہ ۔(الاحزاب آیت ۴۶)

ترجمہ: اور آپ (ﷺ) اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے اذن سے بلانے والے ہیں۔

اس خاص شکل میں حروف کے واقع ہونے میں بھی حکمتِ الٰہیہ کارفرما ہے، بعض علماء نے اس سلسلہ میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو محمد (ﷺ) کی شکل پر پیدا فرمایا۔

"میم" انسان کے سر کی شکل پر ہے۔

"حاء" دو ہاتھوں کے قائم مقام ہیں۔حاء کا اندرونی حصہ پیٹ کی مانند اور بیرونی حصہ پیٹھ کی مانند ہے۔ پیٹھ (دوسری) میم کی طرح اور "دال" کے دونوں کنارے دو پاؤں کی مانند ہیں۔

محمد مؤخر، محمد مقدم محمد مبلغ، محمد مسلم
محمد مذکر، محمد مبشر محمد مصدق، محمد محرم
محمد مکمل، محمد مدلل محمد مفضل ہے نور مجسم
محمد ممجد، محمد مؤید محمد مشرف، محمد مکرم
محمد ہیں محمود و مشہود و طیب محمد مدرس، محمد معلم
محمد ہیں معلوم و معصوم و مرسل محمد ہیں برحق محمد ہیں مکرم
محمد ہیں بے عیب و بے غیب بیشک محمد ہیں محسن محمد ہیں منعم
محمد ہیں رحمت محمد ہیں برکت محمد ہیں دولت محمد ہیں محکم
محمد ہیں عظمت محمد ہیں رفعت محمد ہیں نعمت محمد ہیں مبرم
محمد ہیں سید، محمد ہیں جید محمد مطہر، محمد معظم

محمد ہیں محبوب و مطلوب نقوی . محمد مقدس، محمد مکمل

السلام اے بے نظیر و بے مثال

لوگوں نے اس سلسلہ میں اشعار بھی کہے ہیں کسی نے یوں فرمایا:۔

لہ اسم صور الرحمن ربی خلائقہ علیہ کما تراہ

ترجمہ: اس کا پاؤں ہے پاؤں کے اوپر پیٹھ اور سر کے نیچے اس کے ہاتھ پیدا کیے گئے ہیں۔لیکن اس میں تکلف ہے۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سرور کائنات ﷺ کا محمد ﷺ نام رکھے جانے میں عجیب نشانات اور بے مثل خصوصیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے زمانہ اقدس سے پہلے کسی اور کو محمد یا احمد نام سے موسوم ہونے سے بچائے رکھا۔

احمد نام پہلی کتابوں میں موجود ہے انبیاء کرام علیہم السلام نے اس کی خوش خبریاں بھی دیں، اس لئے اللہ تعالیٰ مجدہ نے اپنی حکمت کی بنا پر کسی اور کو اس نام سے موسوم ہونے سے روک دیا۔ آپ ﷺ سے قبل کسی نے اس نام کا دعویٰ تک نہ کیا، تاکہ کمزوردلوں میں التباس یا شک پیدا نہ ہونے پائے۔

اور یہی حال محمد نام کا ہے، اس نام سے نہ کوئی عرب موسوم ہوا نہ ہی کوئی عجمی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی پیدائش مبارک سے پہلے مشہور ہو گیا کہ ایک نبی کی بعثت قریب ہے جس کا نام محمد (ﷺ) ہو گا جیسا کہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عدی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ:

انہوں نے اپنے والد سے پوچھا کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں ان کا نام محمد کیوں رکھا؟ تو انہوں نے جواب دیا میں بنو تمیم کی ایک جماعت کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا ہم نے پانی کے ایک حوض پر پڑاؤ ڈالا، ایک راہب نے ہم پر جھانک کر کہا: عنقریب تمہارے درمیان ایک نبی مبعوث ہو گا تو اس کی اطاعت کی طرف جلدی کرنا۔ ہم نے پوچھا اس کا نام کیا ہو گا تو اس نے کہا ان کا نام محمد (ﷺ) ہو گا۔ جب ہم واپس آئے تو ہم میں سے

ہر ایک کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اس بناء پر میرے باپ نے میرا نام محمد رکھا تھا۔

نور الھدیٰ کہوں انہیں شمس الضحیٰ کہوں
پھوٹی صبح الست سے جو وہ ضیا کہوں

سب غایتوں کی غایت اولیٰ حضور ہیں
حیراں ہوں میں کیا انہیں اس کے سوا کہوں

حیرت میں پڑ گئے ہیں مرے خامہ وزباں
سوچوں میں گم ہوں مدحت آقا میں کیا کہوں

مدحت گری حضور ﷺ کے فیض نظر سے ہے
ہو آپ کا کرم تو میں حرف ثنا کہوں

دائم رہے وظیفہ درود و سلام کا
ہر آن اُٹھتے بیٹھتے (صل علیٰ) کہوں

اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی (ﷺ)

دور جاہلیت میں جن افراد کا یہ نام رکھا گیا ان کی تعداد بیس سے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس طور سے نگہبانی فرمائی، ان میں سے کسی نے بھی نبی ہونے کا دعویٰ نہ کیا اور نہ ہی کسی دوسرے نے ان کے حق میں یہ دعویٰ کیا اور نہ ہی نبوت کی علامات یعنی معجزات و خوارق عادات ان سے ظاہر ہوئیں۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ کے لئے یہ تمام معاملات ثابت ہو گئے۔

محمد ہیں رب کے لئے عبدہ
یہی ہیں حقیقت، یہی عین ہیں

محمد مہ شرق و غرب و جنوب
محمد ہی تنویرِ ثقلین ہیں

محمد ہیں سب ہمدموں کی طلب
محمد ہی مقصود شیخین ہیں

محمد کے بندے ہوئے سُرخرو
عدو محمد ہی بے چین ہیں

نہیں کچھ بھی نقوی میں خوبی مگر
سگِ درگہِ نسلِ حسنین ہیں

اللہ تعالیٰ نے عرش معلیٰ پہ اپنے نام کے ساتھ ملا کر حضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ لکھا۔

امام ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور امام بزار رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

لما عرج بی الی السماء ما مررت بسماء الا وجدت اسمی فیھا مکتوبا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ۔

(التاریخ الخطیب ۵/۴۴۴، الدارالمنثور السیوطی ۴/۱۵۲)

ترجمہ: جب مجھے آسمان کی معراج عطا کی گئی تو جس آسمان پر سے میرا گذر ہوا وہاں میں نے اپنے نام کو یوں لکھا ہوا پایا: "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"۔

اس حدیث کے کئی طرق ہیں لیکن ان کی سندیں کمزور ہیں۔

حضرت شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کثرت طرق کے باعث یہ حدیث حسن ہے، اس میں موجود ضعف وغیرہ امور کو میں نے "اتحاف اللبیب ببیان ما وضع فی معراج الحبیب" میں بیان کیا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مکتوب علی باب الجنۃ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

ترجمہ: جنت کے دروازے پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا ہے۔ (العلل، ابن جوزی ۱/۲۳۵۔ الضعفاء، العقیلی ۱/۳۳۔ مجمع الزوائد، الھیثمی ۹/۱۱۴)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت جسے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت جسے امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے مرفوعاً نقل کیا یوں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری کا نگینہ آسمانی تھا اللہ تعالیٰ نے اسے آپ علیہ السلام پر اتارا تھا اور آپ نے اپنی انگلی میں پہن رکھا تھا اس کا نقش یہ تھا۔

انا اللہ لا الہ الا انا ، محمد عبدی و رسولی ۔

ترجمہ: میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ۔ کے

الفاظ ہیں۔

نامِ محمد ﷺ کے حسین مناظر

محمد ربِ کعبہ کی طلب ہے ۔۔۔ محمد سرورِ ملکِ عرب ہے
محمد مشعلِ بزمِ نبوت ۔۔۔ محمد عدلِ سب ہے فضلِ رب ہے
محمد نورِ وحدت، حسنِ کثرت ۔۔۔ محمد زینتِ حسب و نسب ہے
محمد خِلقتِ خَلقت کی علت ۔۔۔ محمد دُور مسکینوں سے کب ہے؟
محمد مخزنِ ہر جود و بخشش ۔۔۔ محمد سے حصولِ ہر سبب ہے
محمد کے فقیروں کے عدو پر ۔۔۔ ہمیشہ کے لئے قہر و غضب ہے
بہت خوش بخت ہوں نقوی کہ میرے ۔۔۔ محمد ہی محمد وردِ لب ہے

حضرت ابوالزبیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی جیسا کہ امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کے کندھوں کے درمیان یوں لکھا ہوا تھا: **محمد رسول اللہ خاتم النبیین** ۔

امام بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے، امام خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "قمع الحرص" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ خزانہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ٹھوس سونے کی ایک تختی ہے جس پر یہ لکھا ہوا ہے: ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو تقدیر پر یقین رکھتا ہے پھر وہ دشمنی رکھتا ہے، مجھے تعجب ہے اس شخص پر جسے دوزخ یاد ہے پھر ہنستا ہے، مجھے تعجب ہے اس پر جسے موت یاد ہے پھر غافل ہے، **"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"**۔

حضرت ابن ظفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کو عبرانی رسم الخط میں ایک پتھر پر تحریر یوں ملی: ۔

(ترجمہ) اے اللہ! تیرے نام سے آغاز ہے۔ تمہارے رب کی طرف سے

واضح عربی زبان میں حق آ گیا" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

اسے موسیٰ بن عمران نے تحریر کیا۔

حضرت ابن طغریل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "النطق المفہوم" میں بعض سے نقل کیا کہ اس نے ایک جزیرہ میں ایک بہت بڑا درخت دیکھا جس کے پتے بڑے بڑے تھے ان کی خوشبو بہت اچھی تھی اس میں سرخی اور سفیدی سے سبز رنگ میں واضح کتابت میں لکھا ہوا تھا یہ تحریر پیدائشی طور پر تھی، اللہ تعالیٰ نے تین سطروں میں اپنی قدرت سے اسے تین سطروں میں اختراع فرما رکھا تھا:۔

پہلی سطر میں "لا الہ الا اللہ" تھا۔

دوسری سطر میں:"محمد رسول اللہ" لکھا تھا۔

اور تیسری سطر میں:ان الدین عند اللہ الاسلام تحریر تھا۔

؎ زباں پہ بارِ خدا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لیے

پھولوں کی مہک میں نامِ مصطفیٰ ﷺ

علامہ ابن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ بردہ کی شرح میں حضرت عبداللہ بن مرجان رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا کہ ہمیں تیز آندھی نے آلیا جب کہ ہم بحرِ ہند کی موجوں کے تھپیڑوں میں گھرے ہوئے تھے۔ ہم ایک جزیرہ میں لنگر انداز ہوئے۔ وہاں ہم نے خوشبودار سرخ رنگت کا ایک پھول دیکھا جس میں سفید رنگت سے یہ لکھا ہوا تھا:۔"لا الٰــــہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ایک سفید رنگ کا پھول تھا جس میں زرد رنگ سے یوں تحریر تھا:۔ بڑی مہربانی اور نہایت رحم فرمانے والی ذات کی طرف سے نعمتوں والی جنت کی طرف آزادی"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"۔

بعض لوگوں سے مروی ہے کہ ایک مچھلی اس کے پاس لائی گئی تو اس نے اس کے کان کے گوشت کے ایک ٹکڑے پر"لا الہ الا اللہ" اور دوسرے پر"محمد رسول

اللہ" لکھا ہوا دیکھا۔

ایک جماعت سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک زرد رنگ کا تربوز پایا جس پر قدرتی طور پر مختلف سفید لکیریں تھیں ان خطوط سے عربی رسم الخط میں ایک طرف لفظ "اللہ" لکھا ہوا تھا اور دوسری طرف "عزاحمد"۔ (حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ عزت والے ہیں) واضح انداز میں لکھا ہوا تھا، اس طرح کہ تحریر سے واقفیت رکھنے والا اس میں شک نہ کر سکتا تھا۔

۸۰۷ھ یا ۸۰۹ھ میں انگور کا ایک دانہ پایا گیا اس میں نہایت حسین انداز سے سیاہ رنگت کے ساتھ "محمد" لکھا ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس شاعر پر جس نے یوں کہا ہے:۔

بدا مجده من قبل نشاة آدم و اسماءه فی العرش من قبل تکتب

ترجمہ: حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے بھی آپ ﷺ کی عظمت واضح ہو چکی تھی اور ان سے پہلے آپ ﷺ کے اسمائے گرامی عرش باری تعالیٰ پر لکھے ہوئے تھے۔

نہ ابتداء کا پتا نہ انتہا معلوم "مال زندگی ان کا" ہے کیا خدا کو معلوم
ہمارے علم کی بس اس قدر حقیقت ہے ہمیں تو کچھ نہیں معلوم یہ ہوا معلوم

مظاہر تھے یہ سارے رحمۃ للعالمینی کے

مولا کریم جل وعلا شانہٗ نے حضور علیہ السلام کے اسماء شریفہ ہر مرتبے کے مطابق جدا گانہ اس لئے بیان فرمائے کہ تصدیق کرنے والوں اور ایمان کے متلاشیوں کو تردد نہ پیدا ہو اور محبوبیت و شان رسالت و نبوت کا ہر پہلو ایسا واضح نظر آئے کہ ایک حاسد آنکھ کے سوا (جو اعجاز کو بھی ہذا سحر مبین کہہ کر انکار کر دے) ہر شخص اس پر گواہی دے سکے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس کی ہزار ہا مثالیں احادیث سے ملتی ہیں۔ مگر فی زمانہ عقائد کفار کا تو جھگڑا ہی نہیں مخالفانہ نظریئے کے ماتحت اہل اسلام کہلانے والے ہوئے وہ لوگ میدان میں آرہے ہیں جن کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی بلندی شان کا تذکرہ

ایک نیک عقیدہ مسلمان کا سب سے بڑا گناہ ہے۔ جہاں کہیں یہ آواز کانوں میں آئی' ان کے کفر و بدعت کے فتوے فوراً حرکت میں آ گئے۔ گویا وہ نہیں چاہتے کہ محبوب خدا ﷺ کو ان کے تمام فضائل ومحاسن کے ساتھ ذکر کیا جائے' کیونکہ ہر وہ حمد ونعت ان کے عقائد کے خلاف ہو گی جس میں آنحضور علیہ السلام کی ذات باری تعالیٰ سے لفظی مطابقت ومشابہت پائی جائے۔ حالانکہ ان کا یہ عقیدہ خود رب العزت کے ارشاد وسنت کے خلاف ہے۔ جب خالق الکل خود ہی وہ اوصاف بیان فرمائے جو اس کی اپنی ذات کے لئے خاص اور حضور علیہ السلام کے لئے عام اس کی عطا فرمودہ ہوں تو پھر ان کی یہ بیجا منطق اور لغو تاویل سازی کیا معنی رکھتی ہے۔ کیا آنحضرت ﷺ کے تمام اسماء مبارکہ حضور ﷺ کی شانِ بلند پر من کل الوجوہ دال نہیں۔ اگر نہیں تو نعوذ باللہ ان اسماء کو محض پکار کے لئے حضور ﷺ کی جانب منسوب فرمایا گیا ہے اور اگر یہی عقیدت ہے کہ حضور علیہ السلام میں یہ اوصاف جمع نہ تھے تو معاف فرمایئے گمراہی اور بے دینی دوسری کس شے کا نام ہوگا؟

معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگ ابھی تشبیہ الوہیت ونبوت یا مولا کریم جل شانہ، ونبی کریم عزاسمہ کے مسئلہ مماثلت کو سمجھنے سے عاری ہیں، جو بات بات میں اڑ کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ ان عاشقوں نے نبی علیہ السلام کو رب العزت سے ملا دیا ہے۔ حالانکہ جمیع علماء کرام اہلسنت و جماعت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مولا کریم خالق' نبی علیہ السلام مخلوق اللہ کریم کا علم اور جمیع صفات ذاتی اور حضور علیہ السلام کی عطائی' خداوند عالم جل شانہٗ کا علم ناممکن التغیر اور رسول اکرم ﷺ کا ممکن التبدل' اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کا علم غیر ممکن الفناء حضور ﷺ کا ممکن الفناء' مماثلت و برابری کو شرک و کفر کہا جا سکتا ہے جو کہ یہاں بالکل نہیں ہے۔

رسولِ خدا' ہادیٔ جن و انساں — زخِ تو عالم درخشاں درخشاں
بہر شاخ نازک بہر برگ رنگیں — بہار زمانہ ثنا خواں ثنا خواں

نگاہ ' شافع روزِ محشر خرابم خرابم' پریشان ' پریشاں
فتادم سر رہ بہ امید جلو سوئے من گذر خراماں خراماں
نثار حزیں در غمِ تو تپیدہ
خدارا نگاہے گل افشاں گل افشاں

مسئلہ کا حل

قاضی ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو فرماتے ہیں، جو معترضین کے ذہن میں ہے۔ ایسا واضح بیان فردیا ہے کہ اس کے پڑھنے کے بعد کوئی شخص تشبیہ کے چکر اور ملمع ساز مخرب ایمان باتوں میں نہیں پڑ سکتا فرماتے ہیں کہ اللہ کریم جل مجدہٗ اپنی عظمت بڑائی، حکومت عمدہ ناموں اور بڑی صفات میں اس حد تک ہے کہ مخلوقات کے قطعاً مشابہ نہیں اور نہ کسی مخلوق کو اس سے تشبیہ ممکن ہے اور بلا شبہ جو لفظ شرع میں خالق و مخلوق پر بولا گیا ہے۔ ان دونوں میں حقیقی معنوں کے لحاظ سے کوئی مشابہت نہیں، کیونکہ قدیم کی صفات حادث کے خلاف ہوتی ہیں۔ پس جس طرح خداوند عالم کی ذات مخلوق کی ذاتوں کے مشابہ نہیں ایسا ہی اس کی صفات بھی مخلوق کی صفات کے مشابہ نہیں کیونکہ مخلوق کی صفات اعراض واغراض سے جدا نہیں ہوتیں اور باری تعالیٰ اس سے پاک ہے بلکہ وہ ہمیشہ اپنی صفات واسماء کے ساتھ ہے اور اس بارے میں خداوند عالم کا یہ قول کافی ہے۔ لیس کمثلہ شیء ۔ یعنی اس کی مثل کوئی نہیں اور یہ حقیقت تمام تر مسائل توحید کو شامل ہے۔ علماء عارفین و محققین نے فرمایا ہے کہ توحید اسی ذات کے ثابت کرنے کا نام ہے جو کہ اور ذاتوں سے مشابہ نہیں اور نہ صفات سے معطل ہے۔ غرضیکہ نہ اس کی ذات کیطرح کوئی ذات ہے اور نہ اس کی صفات کی طرح کوئی صفت اور نہ اس کے نام کی طرح کوئی نام اور نہ اس کے کام کی طرح کوئی کام ہے مگر صرف لفظ کی لفظ کے ساتھ مطابقت و مشابہت کی وجہ سے ہے اور ذاتِ قدیمہ اس سے بری ہے کہ اس کی صفت حادث ہو جیسا کہ یہ محال ہے کہ ذات محدثہ کی صفت قدیم ہو اور یہی مذہب جمہور حضرات اہل الحق کا ہے۔ پھر اس

جس کے ہاں بچہ پیدا ہو، وہ میری محبت اور میری نام سے برکت حاصل کرنے کی غرض سے اس کا نام محمد رکھے تو وہ (نام رکھنے والا) اور اس کا بیٹا (دونوں) جنت میں ہوں گے۔ (کشف الخفاء، العلجونی ۲/۲۹۳۔ الموضوعات ابن جوزی ۱/۱۵۷۔ اللالی المصنوعہ السیوطی ۱/۵۵۔ تذکرہ الموضوعات الفتنی ۸۹)

(۲) حضرت عبداللہ بن ابی رافع سے روایت ہے جسے انہوں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سُنا۔

اذا سميتموه محمدا فلا تضربوه و لا تحرموه

جب تم اس (بچے) کا نام محمد رکھو تو نہ اس کو مارو اور نہ محروم رکھو (کشف الخفا للعجلونی، ۱/۹۴)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: **تسمونهم محمدا ثم تسبونهم.**

تم اپنے بچوں کا نام محمد تو رکھ لیتے ہو پھر انہیں گالیاں بھی دیتے ہو۔

(المجمع الزوائد للهيثمی، ۸/۵۱)

(۴) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً حدیث ہے

ما اطعم الطعام على مائدة و لا جلس عليها و فيها اسمي الا قد سوا كل يوم مرتين.

جس دسترخوان پہ کھانا کھلایا گیا اور اس پہ لوگوں کو بٹھایا گیا، جن میں میرا اہم نام بھی ہو تو ان کو روزانہ دو بار برکت عطا کی جاتی ہے۔

(۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

من ولد له ثلاثة اولاد فلم يسم احد هم محمد افقد جهل

جس کے ہاں تین لڑکے پیدا ہوں اور وہ ان میں سے کسی ایک کا نام بھی محمد

نہ رکھے تو وہ شخص جاہل ہے۔

(۶) حضرت جہم بن عثمان بن جشیب نے اپنے باپ سے اور ان کے باپ نے حضور ﷺ سے روایت کی ہے

من تسمی باسمی یرجو برکتی غدت علیه برکتی و راحت الی یوم القیامة ۔

جس نے میرے نام پہ نام رکھا اس امید پر کہ اسے برکت حاصل ہو، اس پہ میری برکت ضرور نازل ہو گی اور قیامت تک نازل ہوتی رہے گی۔ (ابن عدی، ابن مندہ وغیرہ۔ بحوالہ اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم مفتی محمد علیم الدین نقشبندی)

جو بھی دامن تھے آئے بھر کے وہ دامن گئے
نور کی برسات میں سیراب تشنہ جاں ہوئے

ظلم وکفر وشرک کی تاریک شب رخصت ہوئی
چار سو یوں مہر بطحا کے اُجالے چھا گئے

چادر رحمت میں اپنی ڈھانپیے آقا حضور
روح وجان ودل سبھی ہیں چور زخموں سے ہوئے

امت مرحوم پہ ہو جائے نگہ التفات
التجائے نیر حسنہ یہی ہے آپ سے

ایک وضاحت

اس کائنات آب وگل میں ہر پیدا ہونے والے انسان کا کوئی نہ کوئی ایک نام پیدائشی اور زیادہ بھی بطور کنیت وخطاب کے مشہور ہوتے ہیں جن میں بعض سے محض ایک وقتی فوقیت وفضیلت کی تشہیر مراد ہوتی ہے اور بعض سے صرف پکارنے کا کام لیا جاتا ہے مگر ان افراد میں ناموں کے لحاظ سے معنوی واقعیت وحقیقت بہت کم پائی جاتی ہے بلکہ یوں سمجھئے کہ ہوتی ہی نہیں۔ آج ناموں کے لحاظ سے تو لاکھوں علی۔ حسین۔ حسن۔ احمد۔ خالد۔ طارق وغیرہ وغیرہ نظر آئیں گے۔ مگر ان کے یہ اسماء محض شناخت تک محدود ہوں گے اور اپنی صفات عملیہ سے جو اس نام سے متعلق ہیں کوسوں دور ہیں۔

چونکہ یہ بات زبان زد خلائق ہے کہ اچھے ناموں میں بلحاظ اپنی تاثیرات کے ہزاروں برکات سے انسان بہرہ مند ہوتا ہے اس لئے نام اچھے رکھنے چاہئیں مگر ان کی

حقیقت معنوی کا ورود اور تاثیرات کا ظہور بہت کم پایا جاتا ہے۔ سعادت ازلی اور چیز ہے اور نام نہاد تفوق اور کتب تاریخ میں لکھا ہے کہ آنحضور سرور کائنات۔ مفخر موجودات۔ مختار شش جہات ﷺ کی پیدائش سے قبل جب یہ بات مشہور ہوگئی کہ ایک نبی رحمت آخر الزمان عنقریب دنیا میں تشریف لانے والے ہیں جن کا اسم پاک محمد ﷺ ہوگا' تو عرب میں بعض لوگوں نے اپنے بچوں کا نام محمد رکھنا شروع کر دیا کہ شاید وہ وجود باجود' ہمیں میں سے پیدا فرما دیا جائے۔ مثلاً چند بچوں کے نام حضور ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل رکھے جا چکے تھے' جو یہ ہیں۔ محمد بن احیحہ بن الجلال الاوسی' محمد بن سلمہ انصاری' محمد بن براء بکری محمد بن سفیان بن مجاشع' محمد بن حمران جعفی' محمد بن خزاعی سلمی۔ مگر اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے' جہاں اس نے اپنے انعام رسالت کو رکھنا ہوتا ہے اور یہ راز معرفت صرف محمد بن عبداللہ اور محمد رسول اللہ ﷺ ہی میں رکھا' جو ازلی و ابدی طور پر اس کے لئے حقیقتاً منتخب تھے۔

یہ تھی رمز جو اس کا سایہ نہ تھا ۔۔۔ کہ رنگِ دوراں تک آیا نہ تھا
نہ ہونے کا سایہ کے تھا یہ سبب ۔۔۔ ہوا صرف پوشش میں کعبہ سبب
وہ قد اس لئے تھا نہ سایہ فگن ۔۔۔ کہ تھا گل وہ اک معجزہ کا بدن
بنا سایہ اس کا لطیف اس قدر ۔۔۔ نہ آیا لطافت کے باعث نظر
عجب کیا جو اس گل کا سایہ نہ ہو ۔۔۔ کہ تھا وہ گل قدرتِ حق کی بو
نہ ہوتا زمیں گیر کیا فرش پر ۔۔۔ قدم اس کے سایہ کا تھا عرش پر
جہاں تک کہ تھے یاں کے اہلِ نظر ۔۔۔ سمجھ مایہ نور کحل البصر
سبھوں نے لیا پتلیوں پر اٹھا ۔۔۔ زمین پر نہ سائے کو گرنے دیا
سیاہی کی پتلی کا ہے یہ سبب ۔۔۔ وہی سایہ آنکھوں میں پھرتا ہے اب
وگرنہ یہ تھی چشم اپنی کہاں ۔۔۔ اسی سے یہ روشن ہے سارا جہاں
نظر سے جو غائب وہ سایہ رہا ۔۔۔ ملائک کے دل میں سمایا رہا

فروغ نور احمد سے رُخ شمس و قمر چمکا

اس باب میں صرف سرور عالم ﷺ ہی کی ایک جامع صفات ہستی ہے۔ جس کے اسماء گرامی جہاں بھر کے موسوم افراد سے زیادہ اور جس کی ذات بابرکات ہر اپنے اسم کی کلی مصداق اور اس کی حقیقت صوری و معنوی کی صحیح حامل و عامل ہے۔ اللہ کریم نے جو اسم مبارک اپنے محبوب ﷺ کے لئے خاص کرنا چاہا۔ اس کے ارشاد فرمانے سے قبل اپنے محبوب بے عیوب کو اس کی خصوصیتوں کا حامل اور حقیقتوں کا اہل کر کے پھر اس نام کے ساتھ موسوم فرمایا۔ وہ محبوب خدا صرف اسماء عالیہ سے موسوم ہی نہیں بلکہ تمام اسماء طیبہ کے حقائق حضور ﷺ کی ذات گرامی میں مجتمع ہیں۔ وہ عوام کی طرح محض اسماء مبارکہ کی فہرست ہی نہیں رکھتے بلکہ وہ حضور ﷺ کی ذات پر ہر لحاظ سے منطبق اور صادق آتے ہیں اور یہ ایک وہ خوبی ہے' جو جہاں بھر کے اولین و آخرین افراد میں اسماء کی اس بہتات کے ساتھ قطعاً نہیں پائی جاتی اور نہ پائی جائے گی بلکہ اکثر انبیاء علیہم السلام کو بھی جو اسماء کی ایک ایک بزرگی کے ساتھ خاص کیا گیا ہے' مثلاً ابراہیم علیہ السلام کا اسم شریف حلیم، نوح علیہ السلام کا شکور۔ عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام کا بز وسید، موسیٰ علیہ السلام کا کریم وقوی۔ یوسف علیہ السلام کا حفیظ وعلیم۔ ایوب علیہ السلام کا صابر اور اسماعیل علیہ السلام کا صادق الوعد۔ ان سب پر بھی آنحضرت ﷺ کو زیادتی اسماء میں فضیلت تامہ حاصل ہے۔

الغرض! ہر اہل محبت کو چاہیے کہ حضور علیہ الصلوات والتسلیمات کے تمام اسماء مبارکہ کو یکجا جمع کر کے حضور ﷺ ہی کے علم وعمل کی روشنی میں اس خلق خدا تک ذرا تفصیل کے ساتھ پہنچا دے جو ابھی تک ظلمت کدۂ جہان میں آفتاب و مہتاب کی پرستار' دیوتاؤں اور طاغوتی طاقتوں کی شکار' تثلیث کے عقیدہ کی دلبند' شجر و حجر کی عبادت میں پابند' رینگنے والے جانوروں سے مرغوب' جگالی کرنے والے معبودوں کی مرغوب' اگنی دیوی سے پُرخوف اور نسل و رنگ کے امتیاز میں بالعوف دنیا کے مبلغ اعظم کی تعلیم سے نا

آشنا رہ کر معبود حقیقی کی معرفت سے محروم ہے۔ وباللہ التوفیق۔

انہی کے عارض پرنور سے ضوگیر ہے عالم فروغِ نور احمد سے رُخ شمس و قمر چمکا

اسماء النبی ﷺ

یہاں سے ہم اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر اسماء گرامی میں سے بعض کا تذکرہ کر رہے ہیں، سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے ذاتی نام اسم احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں۔ **وما توفیقی الا باللہ۔**

سَیِّدُنَا اَحْمَدُ ﷺ

اپنے اللہ کی بے حد تعریف فرمانے والے۔

سورۃ صف میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے اس طرح حضور علیہ السلام کی اس کائنات میں جلوہ گری کو بیان فرمایا

و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (الصف: ۶)

اور میں بشارت دیتا ہوں ایک عظیم الشان رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔

چونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے زیادہ عرصہ آسمانوں پہ رہنا تھا اور آسمانوں پہ حضور ﷺ کا نام نامی احمد ﷺ مشہور ہے لہٰذا یہی نام اپنی امت کے سامنے ذکر فرمایا، حضور ﷺ کی پیدائش سے پہلے کسی کا نام احمد نہ رکھا گیا، نہ ہی آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد سب سے پہلے امام سیبویہ کے استاذ خلیل نحوی کے والد کا نام احمد رکھا گیا، ابوالنصر سعید بن احمد کے نام سے اس دعویٰ پہ حافظ اور ابوالفضل عراقی نے اعتراض کیا ہے، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ سعید بن احمد نہیں بلکہ سعید بن محمد ان کا نام تھا، امام ابن معین نے یحمد سے احمد بتایا ہے علامہ ابن دحیہ کہتے ہیں یہ ایسا علم ہے

جوصفت سے نقل کیا گیا ہے اور وہ صفت افعل کا صیغہ ہے جس سے تفضیل مراد ہوتی ہے۔

خوب نام محمد ہے اے مومنو! | جس میں نقطہ بھی رب کو گوارا نہیں
جو نبی کی محبت سے منہ موڑ لے | دونوں عالم میں اس کا گزارا نہیں
ان کے جلووں سے روشن ہے دَیر وحرم | کس جگہ پر نہیں ہے نبی کا کرم
عرش سے طور تک طور سے دور تک | یہ وہ دریا ہے جس کا کنارا نہیں
نسبت مصطفیٰ بھی بڑی چیز ہے | جس کو نسبت نہیں اس کی بخشش نہیں
خود خدا نے نبی کو یہ فرما دیا | جو تمہارا نہیں وہ ہمارا نہیں
دیکھو قرآن میں جا بجا مومنو | کس طرح اب نے ان کو مخاطب کیا
کبھی یٰسین کہا کبھی طٰہٰ کہا | نام لے کر خدا نے پکارا نہیں
ظلم پر ظلم سہہ کے یہ بولے بلال | ظالمو! یہ تمہارا غلط ہے خیال
دامن مصطفیٰ کو میں کیوں چھوڑ دوں | اتنا کمزور ایماں ہمارا نہیں

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں

علامہ ابن قیم نے اپنی دونوں کتابوں ”جلاء الافہام“ اور ”زاد المعاد“ میں ذکر کیا لیکن یہ ”زاد المعاد“ کے الفاظ (کا ترجمہ) ہیں:۔

علماء کا اختلاف ہے کہ یہ لفظ آیا اسم فاعل کے معنوں میں ہے یا اسم مفعول کے معنوں میں؟

علماء کی ایک جماعت کا قول یہ ہے یہ لفظ اسم فاعل کے معنوں میں ہے، اس کا معنی ہے یعنی آپ ﷺ اپنے سوا اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والوں سے زیادہ حمد فرمانے والے ہیں۔

علماء کے دوسرے گروہ کا کہنا ہے کہ یہ لفظ اسم مفعول کے معنوں میں ہے اس کا معنی ہے کہ ”لوگوں میں سب سے زیادہ اس امر کا مستحق اور حق دار اس بات کا کہ اس کی تعریف کی جائے“ تو اس صورت میں یہ لفظ معنی کے اعتبار سے محمد ﷺ کی مانند ہوگا، اور دونوں

میں فرق یہ ہوگا کہ محمد کا معنی ایسا محمود جس کی یکے بعد دیگرے حمد کی جائے یہ لفظ آپ کے لئے حمد کرنے والوں کی حمد کی کثرت پر دلالت کرتا ہے اور اس کے لئے لازم ہے کہ آپ ﷺ کی ایسی عادات مبارکہ کثیر ہوں جن پر آپ کی حمد کی جائے اور احمد وہ ذات ہے جس کی سب سے افضل وہ تعریف کی جائے جو اوروں کی کی جاتی ہے، تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ محمد کا لفظ کثرت اور مقدار کے اعتبار سے، جب کہ احمد کا لفظ حالت اور کیفیت کے لحاظ سے حمد و تعریف کی مستحق ذات پر دلالت کرتا ہے جس میں یہ استحقاق اوروں سے زیادہ پایا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی حمد ہر اس حمد سے افضل ہے اور اکثر بھی ہے جس سے کسی انسان کی تعریف کی گئی ہو۔ یہ دونوں اسماء اسم مفعول کے معنوں میں واقع ہوئے ہیں اور یہ انداز آپ ﷺ کی تعریف میں ابلغ ہے اور معنوی اعتبار سے اکمل بھی اور پھر فرمایا یہی مختار اور راجح ہے، اگر اس لفظ یعنی احمد سے اسم فاعل کا معنی مراد ہوتا تو آپ ﷺ کو احمد کی بجائے حماد کے نام سے موسوم کیا جاتا جس کا معنی ہے کثرت سے حمد و ثنا بیان کرنے والا اور چوں کہ آپ اور لوگوں کی نسبت سے اپنے پروردگار کی زیادہ حمد کرنے والے ہیں۔ آپ ﷺ کا اسم گرامی احمد آپ کی اپنے پروردگار کی تعریف کے اعتبار سے ہوتا تو اس سے زیادہ مناسب لفظ حماد تھا جیسا کہ آپ ﷺ کی امت کو اس نام سے موسوم کیا گیا ہے، علاوہ بریں حضور رسالت مآب ﷺ کے یہ دونوں اسماء آپ ﷺ کے ان اخلاق اور خصائل مبارکہ کی بدولت مشتق کئے گئے ہیں جن کے باعث وہ اس امر کے مستحق ٹھہرے کہ انہیں محمد اور احمد کے نام سے موسوم کیا جائے۔ علامہ ابن قیم نے اس پر مبسوط کلام کیا ہے اس مقام کی تحقیق سے کلام طویل ہو جائے گا آپ اسے علم نحو کی مطول کتابوں میں تلاش کر لیں۔

محمد نبی ہیں محمد ولی ہیں   محمد خفی ہیں محمد جلی ہیں
محمد ہیں توحیدِ حق کے مبلغ   محمد کے جن و بشر مقتدی ہیں
محمد ہیں نبیوں رسولوں کے سرور   محمد ہی ہر دور کی روشنی ہیں

محمد سے روشن ہیں شمس و قمر بھی — محمد ہی کونین کی سروری ہیں
محمد ہیں ہر روز و شب کے وظیفہ — محمد بلندی، محمد علی ہیں
محمد ہیں مطلوب و محبوب خلقت — محمد ہی مقصود رب غنی ہیں
محمد ہیں فیض محبت کے مخزن — محمد رہ معرفت میں جلی ہیں
محمد نہ ہوتے تو خلقت نہ ہوتی — محمد ہی مخلوق کی زندگی ہیں
محمد محمد محمد محمد — محمد ہی نقوؔی کی ہر برتری ہیں

جس کی خدا بھی تعریف کرے اور خدائی بھی

علامہ ابن قیم نے بیان کیا کہ نبی پاک ﷺ کا نام محمد اور احمد اس لئے رکھا گیا کہ ان دونوں لفظوں کا معنی یعنی ''حمد'' آپ ﷺ کو احاطہ کئے ہوئے ہے، نبی پاک ﷺ کے ہاں بھی محمود ہیں اور فرشتوں کے نزدیک بھی محمود اور انبیائے کرام علیہم السلام کے ہاں بھی محمود ہیں، روئے زمین کے تمام باشندوں کے ہاں بھی محمود ہیں اگر چہ ان میں سے بعض آپ کا انکار کرتے ہیں کیوں کہ آپ ﷺ کی ذات بابرکات میں جو صفات موجود ہیں وہ ہر عقل مند کے نزدیک تعریف کے قابل ہیں اگر چہ کوئی اس کا انکار عداوت کے باعث یا آپ ﷺ کے ان صفات سے متصف ہونے سے لاعلم ہونے کی بدولت سرکشی سے کرے لیکن جب بھی اسے یقین حاصل ہو جائے گا کہ آپ ﷺ ان صفات سے موصوف ہیں وہ آپ کی حمد کرنے لگے گا' کیوں کہ جو شخص صفاتِ کمال سے متصف شخص کی تعریف کرتا ہے اور اسے معلوم نہیں کہ آپ ﷺ ان صفات کے حامل ہیں تو ایسا شخص حقیقت میں آپ ﷺ کی تعریف کر رہا ہوتا ہے۔

الحمد للہ الاکبر — نعت نبی قرآن کے اندر
آپ کہے مولائے برتر — صلی اللہ علیہ وسلم
فائز روزِ ازل سے ﷺ — خلق کے درجہ اعلیٰ پر
خلق نہ ہی احسان [illegible] — صلی [illegible] علیہ وسلم

ہنگام میثاق سے لے کر — سارے نبی، رسول، پیامبر
مانیں آپ ﷺ کو اپنا رہبر — صلی اللہ علیہ وسلم
سارے انسانوں کی خاطر — آئے سراجِ منیرا بن کر
نورِ خدا وندی کے مظہر — صلی اللہ علیہ وسلم
رفعتِ اَوْ اَدْنٰی پا کر — واپس آئے فرش زمین پر
بہبود امت کی خاطر — صلی اللہ علیہ وسلم
رحمتِ عالم شافعِ محشر — ختمِ رسولاں، اوّل و آخر
تاجِ شہی لولاک کا سر پر — صلی اللہ علیہ وسلم

خصوصیت نام مصطفیٰ ﷺ

حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حمد سے موسوم ہونے کی نبی پاک ﷺ کو اس قدر خصوصیت حاصل ہے جو کسی اور ذات میں جمع نہیں۔ دیکھئے آپ ﷺ کا اسم گرامی احمد بھی ہے اور محمد بھی۔ آپ کی امت کا نام حمادون ہے جو تکلیف اور راحت میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے رہتے ہیں، آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کی نماز کا آغاز سورۃ الحمد سے ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کے خطبہ کی ابتداء حمد سے ہوتی تھی، آپ ﷺ کا مکتوب بھی حمد سے شروع ہوتا تھا، کھانے اور پینے کے بعد حمد آپ ﷺ کے لئے مشروع ہے، اس طرح دعا کے بعد اور سفر سے واپسی پر بھی حمد بجالانے کا حکم ہے، قیامت کے روز لواء الحمد آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں ہوگا مخلوق کی شفاعت کے لئے جب آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ فرمائیں گے اور آپ کو اذنِ شفاعت عطا ہو جائے گا تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد بیان کریں گے جو اس وقت آپ ﷺ کا پروردگار آپ ﷺ کو القاء فرمائے گا۔ آپ ﷺ صاحب مقامِ محمود ہیں جس کی بدولت اولین و آخرین آپ پر رشک کریں گے، جب آپ ﷺ [illegible]

ہوں گے یا ایمان والے، خواہ وہ پہلے والے ہوں گے یا بعد میں آنے والے غرضیکہ سارے کے سارے آپ ﷺ کی تعریف کریں گے۔

محمد ہیں محبوب ربّ صمد — محمد ہیں فضل و کرم کی سند
محمد کی رحمت ہے کونین پر — نہیں ہے محمد کی بخشش کی حد
محمد کو ہر دور کی ہے خبر — نہیں ہے نبی کے لئے کوئی سد
محمد پیمبر ہیں وہ بے مثل — کسی کی نہیں جن کی جد جیسی جد
محمد کی ہے معتبر گفتگو — ہے ہمت کسے کہ کرے دل سے رد
مرے ربّ معبود کی سمت سے — محمد پہ ہوں رحمتیں بے عدد
نہ ہوں سہل کیوں میری سب مشکلیں — میسّر ہے مجھ کو نبی کی مدد
رہے مجھ پہ محبوبِ حق کی نظر — ہوں میں دہر میں گرچہ ہر بد سے بد
ہے یہ ربّ کعبہ سے میری طلب — نبی کی رہے قلب تقوی میں مد

کتب سابقہ میں نام محمد ﷺ

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت رسول کریم ﷺ احمد یعنی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والے پہلے تھے اور محمد یعنی بار بار تعریف کئے گئے بعد میں قرار پائے۔ خارج میں ایسا ہی تھا، کیوں کہ آپ ﷺ کا احمد نام کتب سابقہ میں واقع تھا، اور محمد نام قرآن مجید میں وارد ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے پروردگار کی اور لوگوں سے پہلے حمد و ثنا بیان کی امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ احمد ہونے سے پہلے محمد نہیں تھے، آپ ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کی حمد کی تو اس نے آپ ﷺ کی نبوت کا اعلان فرمایا اور بزرگی میں اضافہ فرمایا لہٰذا آپ کے لئے احمد نام محمد نام سے پہلے کا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب آپ ﷺ کا ذکر کیا تو فرمایا: اسمہ احمد ترجمہ: آپ کا نام احمد ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام ... آپ ﷺ کے پروردگار نے فرمایا: ...

احمد (پاک ﷺ) کی امت ہے، تو آپ نے عرض کی اے اللہ! مجھے حضرت احمد ﷺ کی امت سے بنا دے۔

اس سے پتہ چلا کہ محمد کے نام سے پہلے آپ ﷺ کو احمد نام سے ذکر کیا گیا، کیوں کہ آپ ﷺ کی ولادتِ باسعادت اور بعثت مبارکہ ہوئی تو آپ ﷺ بالفعل محمد ﷺ تھے اسی طرح شفاعتِ عظمیٰ کے موقع پر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریف بیان فرمائیں گے جو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو القاء فرمائے گا، اس طرح آپ ﷺ تمام حمد بیان کرنے والوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کہیں گے، پھر آپ ﷺ شفاعت کریں گے اور شفاعت کے باعث مخلوق آپ ﷺ کی تعریف کرے گی۔ ذرا غور کرو کہ کس طرح اس اسم (محمد) سے پہلے اس اسم (احمد) کو ذکر اور وجود میں دنیا اور آخرت میں ترتیب سے رکھا گیا، اس طرح نبی کریم ﷺ کو ان دو اسماء سے مخصوص کرنے کی حکمتِ الٰہیہ تم پر واضح ہو جائے گی۔

پیدا کیا محبوب کو اپنے — انسانی صورت میں رب نے
باطن میں وہ نور ہیں حق کے — صلی اللہ علیہ وسلم
کوئی اندر عالم فانی — رحمتِ عالم کا نہیں ثانی
ہیں دارین میں جو لاثانی — صلی اللہ علیہ وسلم
رحمتِ حق، شافعِ اُمت — احسنِ تقویم کی عظمت
سب دیکھیں گے روزِ قیامت — صلی اللہ علیہ وسلم
رحمتِ عالم شان سوا ہے — مالم تعلم رب کی عطا ہے
کنت نبیا راز خدا ہے — صلی اللہ علیہ وسلم

نامِ احمد، نامِ محمد سے بھی پہلے ہے ﷺ

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ احمد نام محمد نام سے پہلے [illegible] فتح [illegible] علماء کرام نے اس کو

برقرار رکھا ہے۔

علامہ ابن قیم نے "جلاء الافهام" اور "زاد المعاد" دونوں کتابوں میں اس کی تردید کی ہے اور اس کے قائل کو غلطی کی طرف منسوب کیا ہے، پھر انہوں نے تورات کی عبارت نقل کی ہے جسے اہلِ کتاب میں سے ایمان دار لوگ پڑھا کرتے تھے اس میں ماذ ماذ کے قریب حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر ہے اس کے بعد یوں ذکر فرمایا کہ ان کی اولاد سے بارہ عظیم انسان پیدا ہوں گے ان میں سے ایک عظیم ہستی کا نام ماذ ماذ ہو گا۔ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ الفاظ اہل کتاب کے اہل ایمان علماء کے نزدیک نبی پاک ﷺ کے نام کی صراحت ہے، پھر انہوں نے فرمایا میں نے تورات کی بعض شروحات میں دیکھا جیسا کہ ہم نے اس کو اس متن کے بعد نقل کر دیا ہے، کہ یہ دو حرف دو مقامات پر ہیں یہ دونوں حضور اکرم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نام نامی کو متضمن ہیں، شارح نے اس پر مبسوط کلام کیا ہے اور بھرپور دلیل دی ہے۔

علامہ ابن قیم نے ایک اور شارح سے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا نام نامی تورات میں اس سے ظاہر تر انداز میں موجود ہے جس کا ذکر پہلے شارح نے کیا ہے۔ علامہ ابن قیم نے اس کے کلام کو نقل بھی کیا ہے' جو اسے معلوم کرنا چاہے اسے "جلاء الافهام" کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

بہت سے ایسے آثار بھی وارد ہیں جو علامہ ابن قیم کے قول کے حق میں شہادت دیتے ہیں۔

اور علامہ ابن قیم نے بیان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ کا نام احمد ذکر فرمایا جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ کیوں کہ نبی پاک ﷺ کا اسم گرامی احمد تورات میں محمد نام سے بعد میں مندرج ہے اور قرآن مجید میں احمد نام آپ کے محمد نام سے پہلے درج ہے۔ اس طرح آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ دونوں ناموں کے درمیان گھری ہوئی پائی جاتی ہے۔

پہلے ذکر ہو چکا کہ یہ دو اسمائے مبارکہ آپ ﷺ کے حق میں دو صفتیں ہیں اور ان دونوں اسماء کا وصف ہونا ان کی علمیت کے منافی نہیں ہے، اور ان دونوں کا لفظی معنی مقصود ہے، اس طرح نبی کریم ﷺ ہر امت میں اپنی ان دو صفات سے معروف تھے جو اس امت میں معروف ترین تھیں۔

محمد نبی ہیں محمد رسول	رسولوں کے سرور ہیں عقل عقول
محمد کی منزل ہے قوسین تک	محمد ہیں شمع طریق وصول
محمد معلم ہیں ہر دور کے	محمد سے ہے رونق ہر سکول
بتول و علی ہیں نبی کی مہک	نبی ہیں مگر گلشنِ حق کے پھول
محمد تو ہیں میرے دل میں بسے	محمد کو بھولوں یہ ہے تیری بھول
ہمیشہ رہے میرے مقسوم میں	علی کی محبت، مدیحِ رسول
مِری دونوں چشموں کی سرمہ بنے	نجف کی، مدینے کی، مکے کی دھول
وہی رحمتِ ربِّ کل سے ہے دُور	محمد سے ہے جس کے دل میں عدول
حسین و حسن کے تصدق کریں	محمد تری نعت نقوی قبول

ایک اہم نکتہ

امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت رسالت مآب ﷺ کے لئے خصوصیت کے ساتھ اس نام کو ذکر کیا اس کے علاوہ آپ کی باقی صفات ذکر نہ کیں اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ علیہ السلام لوگوں کو تنبیہ کرنا چاہتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ آپ سے اور آپ سے قبل تمام مخلوق سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے والے ہیں۔ کیوں کہ یہ اسم مبارک ان عادات مبارکہ اور اخلاق حسنہ پر مشتمل ہے جو آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور کو اس کمال کے ساتھ حاصل نہیں ہوئے۔ مولانا روم حضور علیہ السلام کی شان احمدیت کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

احمد ار بکشاید آں [illegible] ہوش ، ماند جبرئیل

یعنی؛ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو جبریل علیہ السلام کو اصلی حالت میں دیکھ لیا لیکن اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر اپنے نورانی پردوں میں سے ایک بھی ہٹا دیئے تو قیامت تک جبریل علیہ السلام بے ہوش جاتے۔

الغرض! ہمارے حضور احمد ہیں: اور یہ آپ کا وہ اسم مبارک ہے، جو پہلی کتابوں میں آ چکا ہے اور انبیاء علیہم السلام سوابق نے اسی اسم مبارک کی خوشخبریاں دی ہیں آپ سے پہلے کوئی اس نام سے نہیں پکارا گیا' تا کہ کسی ضعیف قلب پر اس سے اشتباہ یا شک نہ پڑے۔ مسیح علیہ السلام کا ارشاد قرآن پاک میں بھی اسی اسم شریف کے ماتحت ذکر ہوا ہے۔ مبشر برسول یاتی من بعدی اسمه احمد اور اسی اسم مبارک سے آپ تمام حمد کرنے والوں میں ممتاز ہیں۔

ازل سے پہلے بھی تھا نور ان ﷺ کا دو جہانوں میں
ابد کے بعد بھی ہوں گے خدا کے مدح خوانوں میں
نہیں کوئی کہ جس نے ان ﷺ سے بڑھ کر حمدِ ربّ کی ہو
اسی باعث تو ٹھہرے اَحْمَدُ ﷺ وہ آسمانوں میں

اسم احمد کے بارے میں ایک پہیلی

عربی زبان میں ''احمد'' غیر منصرف کے طور پر استعمال ہوتا ہے اس پر نہ کسرہ آتا ہے اور نہ ہی تنوین، اس میں علمیت اور وزنِ فعل غیر منصرف ہونے کے دو اسباب پائے جاتے ہیں، کسی شخص نے اس اسم کے بارے میں یہ پہیلی نظم کی ہے۔

و راکعة فی ظل غصن منوطة بلولوة نیطت بمنقار طائر

ترجمہ: ایک ٹہنی کے سایہ میں ایک حرف بحالت رکوع ہے جو ایک موتی سے جڑا ہوا ہے اور وہ موتی پرندے کی ایک چونچ کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔

(اس پہیلی کا حل یہ ہے کہ) حرف بحالت رکوع سے مراد دال ہے اور ٹہنی جس کے سایہ میں وہ ہے اس سے مراد الف ہے موتی سے مراد میم اور پرندے کی چونچ سے مراد

جاء ہے۔

محمد نبی ہے محمد غنی ہے — محمد سخی ہے، محمد سنی ہے
محمد ہے تخلیقِ خلقت کی علت — محمد کے صدقے سے ہر شے بنی ہے
شریعت، طریقت، حقیقت محمد — محمد رہِ معرفت میں دھنی ہے
نجوم و مہ و مہر و لوح و قلم میں — محمد کی ہی سو بسو روشنی ہے
زمیں پر، فلک پر غرض ہر جگہ پر — محمد ولی ہے، محمد ہنی ہے
کیئے جس نبی نے ہیں ٹکڑے قمر کے — وہی نورِ وحدت کی روشن کنی ہے
رسول مکرم کے فضل و کرم سے — یہ نقوی فقیرِ درِ پنج تنی ہے

سَیِّدُنَا حَامِدٌ ﷺ

یہ اسم مبارک بھی حمد سے ہے اور اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریف کرنے والے جس تعریف کا وہ مستحق ہے۔

ہمارے حضور حامد ہیں:۔ جنہوں نے چار دانگ عالم میں اپنے مالک و خالق رب کی وہ حمد وثنا پھیلائی جس کی ماقبل میں مثال نہیں اور مابعد میں قیامت تک نہ ہو سکے گی۔ ساری کائنات ارضی وسماوی میں اپنے معبود برحق کے ذکر کو بلند کرنا صرف حضور ﷺ ہی کا حصہ ہے۔ غلام تو غلام اغیار بھی معترف ہیں کہ مسلمانوں کے نبی ﷺ کو خدا سے پیار ہے۔ کوئی بلندی ایسی نہیں جہاں وہ چڑھتا ہوا لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کے نعرے نہیں مارتا اور کوئی پستی ایسی نہیں جہاں وہ اُترتا ہوا اللّٰھم لبیك اور سبحان اللہ نہیں پکارتا۔

علامہ ابن دحیہ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کے اس بابرکت نام کا ذکر حضرت کعب علیہ الرحمتہ نے کیا ہے۔ امام ابن اسحاق فرماتے ہیں۔

''حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ کو خواب آیا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ آپ کے بطن مبارک میں ایسی ہستی جو تمام مخلوقات سے اعلیٰ و افضل ہے اور تمام

جہانوں کی سردار ہے جب آپ ﷺ کی ولادت ہو تو آپ کا نام محمد (ﷺ) رکھنا، کیونکہ تورات میں ان کا نام حامد ہے اور انجیل میں محمد ہے۔ ﷺ

جمال مصطفیٰ شہکار ہے خالق کی قدرت کا
تحیّر میں ہے ڈالے سب کو جلوہ حسن صورت کا
تیرے تشریف لانے سے بہاریں مسکرا اُٹھیں
سراپا تھا عجب آمیختہ رنگ لطافت کا

سَیِّدُنَا مَحْمُوْدٌ ﷺ

اس اسم مبارکہ کو قاضی عیاض، ابن دحیہ اور علامہ عزفی علیہم الرحمتہ نے ذکر کیا ہے اور اس کا معنیٰ ہے وہ ذات جو اپنی کثیر عادات حمیدہ کے باعث تعریف کی مستحق ہو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فاصبح محمود الی اللہ راجعاً یبکیہ حق المرسلات و یحمد
و شق لہ من اسمہ لیجلہ فذو العرش محمود و ھذا محمد

حضور ﷺ محمود اور اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ارسال کردہ لوگوں کو آپ ﷺ پہ رلاتی ہیں اور آپ کی تعریف کی جاتی ہے۔

آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے حضور ﷺ کا نام نکالا، عرش والا محمود ہے اور حضور (مدینے والے) محمد ہیں ﷺ

ادراک بھلا کیسے کرے اس کا احاطہ رحمت تری بے پایاں ہے محدود نہیں ہے
بندے ہیں ترے ہم ہیں ترے در کے بھکاری جز تیری کوئی گوہر مقصود نہیں ہے
ہر چیز کی تخلیق کا مقصد ہے نمایاں اس دنیا کا ذرّہ کوئی بے سود نہیں ہے
ہو کیوں نہ دلِ وجاں سے گہر تیرا ثناء خواں حق یہ ہے کہ تجھ سا کوئی محمود نہیں ہے

گہر قریشی اعظمی

تو حضور ﷺ محمود ہیں: جن کی حمد و ثنا پر تمام انبیاء علیہم السلام نے آدم علیہ السلام

سے لے کر مسیح علیہ السلام تک یکتائی۔ اولوالعزمی کی مہر لگا دی ہے حضور ﷺ ہی وہ بلند مرتبہ رسول ہیں جن کی نسبت یوم میثاق میں تمام رسولوں سے اتباع کا عہد لیا گیا اور قیامت کے دن حضور ہی عرش معلّٰے کی دائیں جانب قیام فرما کر (جہاں کوئی اور نہیں کھڑا ہو سکے گا) اپنی امت کی اور سب لوگوں کی شفاعت فرمائینگے یہ مقام مقام محمود ہوگا جس پر اوّلین و آخرین رشک کریں گے۔

درود ان ﷺ پر سدا بھیجو کہ یہ فرمان سچا ہے
قیامت میں ان ﷺ کی حمد ہوگی رب کا وعدہ ہے
انہیں ﷺ بخشا گیا حمد و ستائش کا مقام اعلیٰ
وہی ﷺ تو ہیں کہ مَحْمُوْدْ ﷺ کا جن ﷺ پہ نام سجتا ہے

سَیِّدُنَا قَاسِمْ ﷺ

یہ قسم سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، حدیث شریف میں ہے انـــا قـــاســـم و اللہ المعطی میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے۔ قاضی عیاض، ابن دحیہ اور عبدالباسط بلقینی علیہم الرحمتہ نے اس کا معنیٰ ''وہ ذات جو مختلف معاملات کو ان کی مناسب جسامت میں تقسیم کرتی ہو، عطا فرمانے والی ہستی'' کیا ہے۔

حضور ﷺ قاسم ہیں جن کے دست تصرف میں رب العزت کے خزانوں کی چابیاں ہیں۔ گو ہر شخص کو ہر وقت ہر شے دینے والا اللہ کریم ہی ہے مگر تقسیم حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ کے درِ دولت سے کبھی کوئی سائل خالی نہیں گیا۔ آپ ﷺ کا خدا کے خزانوں پر قبضہ ہے۔ قدموں میں اشرفیوں کے ڈھیر ہیں۔ جسے چاہتے ہیں مالا مال فرما دیتے ہیں۔ مگر ایسا قاسم کون ہوگا جو دوسروں کو تقسیم کر کے خود خالی ہاتھ رہنا پسند فرمائے' جو کی روٹی پر قانع ہو۔ گھر والے پانی اور کھجوروں پر گذارا کریں۔ پورا پورا مہینہ چولہا گرم نہ ہو۔ پھر بھی شان و اللہ یعطی انما انا القاسم میں فرق نہ آنے دے اور کنیت ابوالقاسم ہی مشہور ہو

غرب سے ہے عجم سے ہے کوئی ہندی کہ شامی ہے
انہی ﷺ سے فیض پائے گا کہ فیض ان ﷺ کا دوامی ہے
خدا نے نعمتوں کی کر دی ہے تکمیل جب ان ﷺ پر
وہ ﷺ رحمت کیوں نہ بانٹیں قاسمؐ ﷺ اسم گرامی ہے

سیّدُنا نبیؐ ﷺ

حضور نبی ﷺ ہیں جن کا مرتبہ اللہ کریم کے نزدیک نہایت بلند ہے۔ آپ (ﷺ) کو علوم غیبیہ پر ایسا مطلع کیا گیا ہے کہ آپ (ﷺ) کے اقوال، افعال اور ارشادات و اخبار نے لامکان سے تحت، الثریٰ اور اِن کے علاوہ اسرار الٰہی و کائنات از ماہ تا ماہی کو طشت از بام کر دیا ہے۔ آفتاب و مہتاب کو تہ و بالا فرمانا حضور ﷺ کی نبوت تامہ اور مدارج عامہ کی ایک ادنیٰ سی دلیل ہے اور حضور ﷺ ہی وہ نبی غیب دان ہیں جن کی تعلیم کامل نے امت کے غلاموں کو بھی مغیبات پر مطلع ہونے کا اہل بنا دیا ہے اور یہی اس نبوت کی خصوصیات میں سے ایک وہ دلیل ہے جو ختم نبوت کا ثبوت بہم پہنچاتی ہے۔

سلام ان ﷺ پر کہ جن کے دم سے دنیا میں اجالا ہے
وہی ﷺ سب سے زیادہ باخبر ہوں رب نے چاہا ہے
خبر اللہ کی جن ﷺ کے وسیلے سے ملی ہم کو
نبی ﷺ کہہ کر انہیں ﷺ ربّ نے قرآں میں پکارا ہے

نبی الرحمة، نبی الراحة، نبی صالح (مرحبا بالنبی الصالح حدیث معراج) نبی الاحمر، نبی الاسود، نبی التوبة، نبی الحرمین، نبی زمزم، نبی المرحمة، نبی الملحمة، نبی الملاحم اور نبأ (عم یتساء لون عن النبا العظیم بھی ایک قول کے مطابق) حضور ﷺ کا اسم گرامی ہے۔ ﷺ

سَیِّدُنَا رَسُوْلٌ ﷺ

حضور ﷺ رسول بلکہ رسولِ اعظم ﷺ ہیں' جو مولا کریم کی طرف سے منشاوایزدی کا مخلوق پر اظہار فرمانے کے لئے بھیجے گئے اور وہ حکم پہنچانے کے لئے تشریف لائے جو آپ ﷺ کو راہنمائی کی صورت میں پہنچا بحیثیت مستقل کتاب وقانون کے حامل۔ مستقل شریعت میں کامل اور نبوت تامہ کے مالک ہونے کے۔ آپ ﷺ وہ رسول ہیں جن پر رسالت ونبوت ختم کی گئی ہے اور آپ سے بعد کوئی نبی ورسول نہیں آسکتا۔ آپ ﷺ کو نفس کی لغزش سے حفاظت کی ہمیشگی کی سند حاصل ہے۔ آپ ﷺ کے ارشاد فرمائے ہوئے جملے آج تک محفوظ ہیں اور قیامت تک محفوظ رہیں گے۔

انہی ﷺ کا فیض ہی دونوں جہاں کے رخ سجاتا ہے
انہی ﷺ کے ہی وسیلے سے خدا بگڑی بناتا ہے
وہ جن و انس ہوں حیواں ہو یا پتھر شجر کوئی
رَسُوْلٌ ﷺ کو جو دیتا ہے صدا، انعام پاتا ہے

رَسُوْلُ الْمَلَاحِمِ (جمع ملحمة، اسم ظرف قتال وجنگ کا مقام بعض کے نزدیک لحم سے ہے) جہاد وتلوار کے ساتھ مبعوث ہونے کی وجہ سے یہ اسم گرامی رکھا گیا یعنی جہاد والا رسول۔ یہ بھی آپ ﷺ کا نام ہے۔ رسول الرحمة جیسا کہ ابن ماجہ شریف کی حدیث میں ہے اللهم اجعل...... علی ...... رسول الرحمة......

اور رسول اللہ بھی حضور ﷺ کے اسماء مبارک ہیں۔

محمد رفیق و محمد شفیق — محمد خلیق ولیق و طلیق
محمد حسین و کریم و جمیل — محمد جلیل وعظیم و رشیق
محمد رؤف و محمد رحیم — محمد محبت کے کنزِ دقیق
محمد حبیب و نجیب و طبیب — محمد ہیں رحمت کے بحرِ عمیق
محمد رشید و فریدِ عصر — محمد حمید و کلید طریق

محمد لطیف و نظیف و حنیف — محمد ہیں شمع رہ ہر فریق
محمد ہیں تقوی رسولِ مجید — محمد ہیں بحرِ عمل کے غریق

سَیِّدُنَا شَفِیۡعٌ ﷺ

یہ مبالغہ کا صیغہ ہے بہت زیادہ شفاعت فرمانے والے حضور ﷺ شفیع ہیں اور شفاعت کبریٰ کی خصوصیت سے ممتاز ہیں۔ میدانِ قیامت روزِ محشر' اعمال کے حساب کا دن' جہاں بڑے بڑے اولوالعزم لرزتے ہوں گے' وہاں حضور ﷺ عرش کا پایہ پکڑ کر اور بارگاہ خداوندی میں سربسجود ہو کر گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے اور اپنی اُمت عاصی کو بخشوائیں گے۔

انہی ﷺ سے عشق کے سانچے میں تو خود کو اگر ڈھالے
ہر اک عصیاں سے بچ جائے نجات اخروی پالے
شفاعت حشر میں ان ﷺ کی ملے گی بالیقین تجھ کو
شَفِیۡع ﷺ ہے لقب جن ﷺ کا گر ان کی سیرت اپنا لے

یار ہے۔ اسی سے شافع، مشفع اور مشفعوع بھی حضور علیہ السلام کا اسم پاک ہے (انا اول شافع و اول مشفع)

سَیِّدُنَا شَاھِدٌ ﷺ

یہ شہود بمعنی حضور سے اسم فاعل کا صیغہ ہے علم و اطلاع رکھنے والا۔ قرآن مجید میں ہے انا ارسلنك شاھدا (الاحزاب/۴۵) ہم نے آپ ﷺ کو شاہد بنا کر بھیجا یعنی جن لوگوں کی طرف آپ ﷺ کی بعثت ہوئی ان کے بارے میں حضور علیہ السلام کا قول اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل مقبول ہے جس طرح کہ عادل گواہ کی بات مانی جاتی ہے۔

ہر اک شے کیوں نہ دیکھی ہو کہ ہے یہ کائنات ان ﷺ کی
گواہی دیں خدا کی ذات پر ساری صفات ان ﷺ کی

انہی ﷺ پہ فخر موجودات عالم کا لقب ثابت
وہی ﷺ تو شاھدٌ بھی ہیں شہیدٌ ﷺ بھی ہے ذات ان ﷺ کی

سَیِّدُنَا شَہِیْدٌ ﷺ

قرآن پاک میں ہے. و یکون الرسول علیکم شھیدا (البقرہ:۱۴۳) اور رسول تم پر گواہ ہیں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ایک دن تشریف لائے تو آپ نے احد کے شہداء پہ اس طرح نماز ادا فرمائی جس طرح کہ میت پہ نماز پڑھی جاتی ہے پھر منبر کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا انا فرطکم و انا شھید علیکم۔ میں تمہارے آگے جا کر قیام کا سامان مہیا کرنے والا ہوں، میں تمہیں قابل اعتماد گواہ قرار دینے والا ہوں (بخاری:۳/ ۲۴۸، کتاب الجنائز ۱۳۴۴)

شہید اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے بھی ہے اس کا معنیٰ ہوگا وہ ذات جس سے کوئی شیء غائب نہ ہو۔

ابن اثیر بیان کرتے ہیں یہ اسم فاعل کے معنیٰ میں فعیل کے وزن پہ مبالغہ کے اوزان سے ہے، جب مطلق علم کا اعتبار کیا جائے تو اس کے لئے علیم ہے جب باطنی امور کی نسبت سے کہا جائے تو لفظ خبیر کہا جائے گا اور جب ظاہر کی طرف نسبت کے اعتبار سے بولا جائے تو لفظ شہید بولا جاتا ہے، اس سے پتہ چلا کہ ہر شہید وخبیر، علیم ہوتا ہے لیکن اس کا عکس نہیں بعض نے کہا اس کا معنیٰ ہے قیامت کے دن اپنے علم کے مطابق گواہی دینے والا امام بخاری نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

''قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا، ان سے کہا جائے گا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچا دیئے؟ وہ عرض کریں گے ہاں۔ پھر آپ کی قوم کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا انہوں (نوح علیہ السلام) نے تمہیں تبلیغ کی، وہ کہیں گے ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا (نبی) نہیں آیا پھر نوح علیہ السلام سے پوچھا

جائے گا۔ من یشھدلك آپ کا گواہ کون ہے؟ وہ کہیں گے محمد و امتہ۔محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی امت۔قرآن مجید کی اس آیت وکذلك جعلناکم امۃ وسطا (البقرہ:۱۴۳) کا یہی مطلب ہے اور ہم نے اسی طرح تم کو اعتدال پہ رکھا (اے امت مصطفیٰ ﷺ) یعنی تم اعتدال والی امت ہو، انصاف کرنے والی (کتاب التفسیر ۴۴۸۷، ۲/۴۸)

ہے زمین و آسماں پر بادشاہی آپ ﷺ کی
سایہ رحمت بنی عالم پناہی آپ ﷺ کی
روز محشر اپنی امت بخشوانے کے لئے
ہیں شَھِیْدٌ آپ ﷺ لازم ہے گواہی آپ ﷺ کی

تو ہمارے حضور ﷺ شہید ہیں جن پر حقائق مخفیہ کو آشکار فرمایا گیا اور سب پر گواہ رکھا گیا حضور ﷺ نے اپنے وفات سے پیشتر لاکھوں بندگان خدا کو نہ صرف اس شہادت پر قائم کیا بلکہ آئندہ نسلوں پر گواہ بنا دیا۔ بلاشبہ حضور ﷺ رب العزت کی طرف سے شاہد ہیں، تاکہ قیامت کو سب پر گواہ ہو سکیں۔قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ قیامت میں جب انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں میں جھگڑا ہوگا۔اُمتیں اپنی معصیت کاری پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ کہیں گی کہ ہمارے پاس کوئی داعی الی اللہ نہیں آیا تو اور انبیاء علیہم السلام فرمائیں گے کہ ہم گئے۔اس وقت اُن پر حجت قائم کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ کو گواہ گذارا جائے گا۔

ما کان تا ما یکون درجہ علم نبی پہچانو
فوق کل ذی علم بھی مانو صلی اللہ علیہ وسلم
علم القرآن بھی دیکھو علمک فرمان بھی دیکھو
اول، آخر شان بھی دیکھو صلی اللہ علیہ وسلم
علم نبی کے شاہد و راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ بھی
اور خود آپ بھی حق کے ہادی ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم

مظہر عزمِ نبوت قامت فاستقم شاہد ہے آیت
لا تجعلوا تعظیمِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کو اے ﷺ تزئین مناقب کرتا ہے موسوم و مخاطب
اپنے مقدس اسماء سے رب صلی اللہ علیہ وسلم

سَیِّدُنَا بَشِیْرٌ ﷺ

ایک لفظ ہے بشر بفتح الشین۔ اصل میں یہ لفظ انسان پہ بولا جاتا ہے کیونکہ اس کی جلد بالوں کے نیچے سے ظاہر ہوتی ہے جبکہ باقی حیوانات کی جلد بالوں، صوف اور ریشم کی وجہ سے ڈھکی ہوئی ہوتی ہے حضور ﷺ بشر اس لئے ہیں کہ آپ تمام نبی نوع بشر سے افضل واعلیٰ ہیں تو یہ گویا تسمیة الخاص باسم العام کے قبیل سے ہے۔

نبوت کا فریضہ ہے، خدا کا دین پھیلا دیں
ملے نعمت تو رب کا شکر کرنا سب کو سمجھا دیں
نہ مانندِ نصاریٰ جھوٹ کوئی آپ پر باندھے
وحی آئی کہ بشر ﷺ مثلکم امت سے فرما دیں

اور ہمارے حضور ﷺ بشیر ہیں۔ یعنی فرمانبرداروں کو اُن کے حق وصلہ کی اور نافرمانوں کو اُن کے ابدی وسخت عذاب کی خوشخبری دینے والے ہیں' جو ایک ہادی کے اوصاف میں لابدی وصف ہے کہ جس جماعت یا قوم کی جانب آئے اپنی ہدایت کے قبول کرنے یا ٹھکرانے والوں کو اُن کی آخری منزل کا پتہ دے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے اہل ایمان کو خوشخبری اور بشارت دی اور بے ایمانوں ونافرمانوں کو ابدی عذاب جہنم کی خبر دی۔

انہی ﷺ کے ہی وسیلے سے خبر پائی، خدا تو ہے
وہی ﷺ ہیں شافع محشر، بشر کو آسرا تو ہے
ہر اک مومن کو جنت کی جنہوں ﷺ نے دی ہے خوش خبری
بُشِیر ﷺ بھی انہی ﷺ کا ایک وصف دلکشا تو ہے

سَیِّدُنَا نَذِیْرٌ ﷺ

فعیل بمعنی فاعل ہے۔ معاملات کے انجام سے ڈرانے والا، رسول و نذیر کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے کیونکہ دوسروں کے بارے میں خوفناک خبر دینے کے بارے میں دونوں جمع ہیں اور رسول دوسروں کو بغیر خوف دلائے خبر دینے میں منفرد ہے اور نذیر اپنے بارے میں دوسرے کو ایسی خبر دینے میں منفرد ہے جو خوف دلانے والی ہو۔ حضور علیہ السلام کا یہ نام اس لئے ہے کہ آپ لوگوں کو عذاب سے ڈرانے والے اور بُرے حساب سے انہیں محتاط رہنے کی تلقین فرمایا کرتے۔ کبھی حضور علیہ السلام کی شریعت میں ہر مبلغ کو یہ نام دیا گیا ہے **فلما قضٰی و لوا الٰی قومھم منذرین** (الاحقاف: ۲۹) جب قرآن پاک کی تلاوت ختم کردی گئی تو وہ جن اپنی قوم کی طرف ڈر سنانے والے بن کر پلٹ گئے۔ رسول کو بھی نذیر کہا گیا **مبشر او نذیرا**۔ خوشخبری سنانے والا (اطاعت گذاروں کو) اور ڈر سنانے والا (گناہ گاروں کو)

تو ہمارے حضور ﷺ نذیر ہیں کیونکہ حق بات کہہ کر ڈراتے ہیں تاکہ وہ گمراہی اور بداعمالی کی جزا سے بچ جائیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے عرب کے نفس پسندوں، بُت پرستوں اور خونخوار وحشیوں کو یہ کہہ کر ڈرایا کہ تمہارے بُت تم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے، یہ جہنم کا ایندھن ہیں ان کو چھوڑ دو اور ایک خدا کی پرستش کرو۔

جو خود پر ظلم کرتا ہے وہی ظالم ہے جاہل ہے
جسے ہے گمراہی پیاری جہنم ہی کے قابل ہے
وہ ﷺ ایسوں کو ڈراتے ہیں کہ شاید باز آ جائیں
نَذِیْر ﷺ بھی مرے پیارے نبی ﷺ کا وصف کامل ہے

سَیِّدُنَا سِرَاجٌ ﷺ

سراجا منیر۔ سورۃ الاحزاب میں حضور ﷺ کا نام بیان فرمایا گیا ہے۔ اس کا معنی دلیل و حجت بھی ہے ہدایت کرنے والا چراغ و سورج بھی ہے۔ حضور ﷺ کے نور

سے زمانہ روشن ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے کفر و شرک کی تاریکی دور ہو گئی، سورج کے ساتھ تشبیہ اس لئے دی ہے کہ سورج تمام نورانی اجسام سے بڑھ کر روشن ہے۔ بعض نے کہا اس وجہ سے کہ آپ کا دین باقی ادیان میں ایسا ہے جیسا کہ تاریک رات میں چراغ جل رہا ہو۔ بعض نے کہا نور نبوت کے ساتھ بصیرتوں کے انوار کو اس طرح بہم مدد پہنچائی جس طرح کہ چراغ آنکھوں کے نور کے لئے مددگار بنتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج سے تشبیہ دی گئی اس سے زیادہ منور اشیاء اگرچہ موجود ہیں ان سے تشبیہ نہ دی گئی جیسا کہ سورج۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر سراج سے مراد سورج ہی ہے یا اس وجہ سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اس زمانہ میں ہوئی جو اپنے کفر اور جہالت کی تاریکیوں کے باعث شب کے مشابہ تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت اور یقین کے نور کے ساتھ ان تاریکیوں کو دور فرما دیا ہے۔

قاضی ابوبکر بن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے علماء نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سراج ہونے کا سبب یہ ہے کہ جس طرح ایک چراغ سے بہت سے چراغ روشن کئے جا سکتے ہیں اور اس سے اس کی روشنی کچھ بھی کم نہیں پڑتی۔ اسی طرح طاعات کے سارے چراغ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ سے روشن ہیں لیکن اس عمل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہے۔

انہوں نے کہا سورج کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تشبیہ دینے کی چند وجوہات درج ذیل ہیں:

۱- اس کی طلوع سے پہلے فجر اوّل (صبح کاذب) اور فجر ثانی (صبح صادق) اس کے طلوع کی خوش خبری دیتی ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے انبیاء و مرسلین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوش خبری سنائی اور آسمانی کتابوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کئے۔

۲- سورج میں جلانے کا وصف اور روشنی ہوتی ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے

نور سے آپ ﷺ کے اولیاء کے دل منور ہو گئے اور آپ ﷺ کی تلوار وہ آگ تھی جس سے آپ ﷺ کے دشمنوں کے دل جل گئے۔

۳- سورج میں راہنمائی اور ہدایت ہوتی ہے۔ اسی طرح حضرت رسول اکرم ﷺ نے گمراہی سے ہدایت دی اور رشد و ہدایت کی طرف راہنمائی کی۔

۴- سورج آسمانی انوار کا سردار ہے اسی طرح حضور اکرم ﷺ انبیائے کرام علیہم السلام کے سردار ہیں اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کی صفت منیر بیان کی ہے اور جب سورج کا نام سراج رکھا تو یہ صفت اس کے لئے بیان نہ فرمائی' اس کا باعث یہ ہے کہ سورج کو سرکارِ دو عالم ﷺ کے نور سے پیدا کیا گیا ہے۔ نیز سورج کی حکومت صرف دنیا میں ہے اور نبی کریم ﷺ کا نور اور آپ ﷺ کی حکمرانی دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں اس سے بڑھ کر ہوگی۔

منیر "انار" "ینیر" انارۃً سے اسمِ فاعل کا صیغہ ہے یہ نور کی طرف راجع ہے۔ تو ہمارے حضور ﷺ سراج ہیں جن کا وجود مقدس کمالات انسانی کا وہ روشن چراغ تھا جس نے ظلمتکدہ دنیا میں اپنی ضیا پاشی سے تمام اجسام کی جسمانی و روحانی تاریکیوں کو دُور کر کے اس قابل بنا دیا کہ وہ رب العزت کی تجلیات سے کسب ضیاء کر سکیں اور اس سے لو لگا سکیں۔

فقط لطف و کرم ان ﷺ کا رضائے عمر فانی ہے
وہ ﷺ جن کے نور سے تیرہ شبی نے ہار مانی ہے
شعور و آگہی نور ہدایت سے ہوئے روشن
سِرَاجٌ ﷺ نام ہے جن ﷺ کا انہی ﷺ کی مہربانی ہے

سَیِّدُنَا دَاعٍ ﷺ

یہ نام سرکار ﷺ کو اس لئے دیا گیا کہ آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی طرف دعوت دیتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وداعیا الی اللہ باذنہ۔ (الاحزاب) ما

داعی الی اللہ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے بھلائی کے حصول کے لئے اس کی بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ رغبت کرنے والے اور استغاثہ کرنے والے۔ یاد رہے: اللہ تعالیٰ نے دعوت کے ساتھ اپنا وصف بھی بیان فرمایا ہے و اللہ یدعوا الی دار السلام ' تو اس طرح یہ اسم مبارک اسماء الٰہیہ سے بھی ہوا جس کے ساتھ اللہ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو موسوم فرمایا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ: فرشتے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے جبکہ آپ ﷺ خواب استراحت میں تھے وہ فرشتے آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے اس کی مثال بیان کرو، اس پر دوسرے فرشتے نے کہا: اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے گھر بنایا، اس میں دسترخوان لگایا اور دعوت دینے والے کو بھیجا جس نے دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کر لیا وہ گھر میں داخل ہوا اور دسترخوان سے کھایا اور جس نے اس کی دعوت کو قبول نہ کیا نہ گھر میں داخل ہو سکا اور نہ ہی دسترخوان سے کھا سکا دوسرے نے کہا: اس کی تعبیر بیان کرو تا کہ یہ سمجھ لیں، تو وہ کہنے لگے گھر سے مراد جنت ہے، دعوت دینے والے سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں لہٰذا جس نے حضرت محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

الغرض ہمارے حضور ﷺ داعِ ہیں۔ یعنی وہ اللہ کی جانب بلانے والے اور روح الحق ہیں، جن کا عام منصب ہی تمام سچائیوں کی طرف دعوت دینا تھا۔ جن کے حیات افزا اور زندگی بخش پیغام سے بے شمار مردہ دل اور مردہ روح زندہ ہوئے اور رہتی دنیا تک ہوتے رہیں گے۔ ان کے بیان کی فصاحت خوش بیانوں پر بھی وجد طاری کرتی تھی اور زبان کی طلاقت آنکھوں سے آنسو جاری۔ ان کی نظر کی احساس آفرینی دلوں کو درد آشنا اور کلام کی بلاغت کفر کو خدا کرتی۔

خدا کی سمت آ جاؤ ہر اک کافر سے کہتے تھے
وہ ﷺ ان کے شر سے بے خوف رہتے تھے

تکیں مکہ کے اور طائف کی گلیاں اس پہ شاہد ہیں
وہ داعِ ﷺ اپنے مقصد کے لئے ہر ظلم سہتے تھے

سَیِّدُنَا مُبَشِّرٌ ﷺ

یہ بشارت سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے مسرت بخش خبر، قرآن مجید میں فبشـر هم بعذاب الیم ۔ میں یہ لفظ بطور استعارہ استعمال ہوا ہے یعنی ایک خاص مقصد کے لئے انذار کو بشارت کی جنس میں داخل کیا گیا ہے۔

زمانے کو سکوں بخشا انہی ﷺ کی تاجداری نے
خبر پھیلائی ان ﷺ کی ہر طرف بادِ بہاری نے
بشارت خود ﷺ بھی ہیں اور بشارت دیے ﷺ والے بھی
مُبَشِّرٌ ﷺ کہا ان ﷺ کو مکرر ذات باری نے

سَیِّدُنَا مُنْذِرٌ ﷺ

قرآن مجید میں ہے: انـمـا انت منذر ۔ الرعد آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں۔ یہ حصر خاص ہے یعنی آپ کفار کی ہدایت پہ از خود قادر نہیں نہ کہ حصر عام کیونکہ آپ ﷺ کے اور بھی بے شمار اوصاف ہیں۔ منذر، انذار سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی ابلاغ یعنی پہنچا دینا اور یہ خوف دلائے بغیر نہیں ہوتا۔ مطلب یہ ہوا کہ آپ، نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے والے ہیں۔

کھرا کھوٹا سمجھنے کی عطا کی ہے نظر ہم کو
گناہوں اور باطل سے سکھایا ہے حذر ہم کو
عذاب اخروی کی زد میں ہے ہر کافر و مشرک
نہ ہوتے مُنْذِرٌ ﷺ تو کون دیتا یہ خبر ہم کو

سَیِّدُنَا هَادِیٌ ﷺ

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس اسم مبارک کا ذکر فرمایا۔ هدی، هدایة سے اسم فاعل

کا صیغہ ہے۔ اگر حرف جر کے ساتھ متعدی ہو تو معنی ہوتا ہے دلالت اور راہنمائی اور اگر خود بخود متعدی ہو تو معنی ہوگا وصول، ارشاد باری تعالیٰ ہے و انک لتھدی الی صراط مستقیم بے شک آپ سیدھے راستے کی طرف راہنمائی فرماتے ہیں۔

(الشوریٰ:۵۲)

یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں بھی شامل ہے اس صورت میں معنی ہوگا وہ ذات جو اپنے بندوں کو اپنی معرفت کے راستے کی بصیرت عطا کرتی ہے تا کہ وہ اس کی ربوبیت کا اقرار کرے یا معنی یہ کہ وہ ذات جو اپنی مخلوق میں سے ہر کسی کی راہنمائی ان امور کی طرف کرتی ہے جو اس کی معیشت کے لئے ضروری ہیں۔ ہدایت کا اطلاق خلق ہدایت پر بھی ہوتا ہے یہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص وصف ہے اور یہ آیت انک لا تھدی من احببت (القصص ۵۶) انہی معنوں میں ہے یعنی آپ ہدایت تخلیق نہیں کر سکتے۔ اگر ہدایت کا اطلاق بیان اور مہربانی کے ساتھ راہنمائی پہ ہو تو اس سے اللہ بھی موصوف ہے اور رسول اللہ بھی۔ کبھی ہدایت کا اطلاق فقط دعوت (بلانا) پر بھی ہوتا ہے و لکل قوم ھاد (الرعد:۷)

تو ہمارے حضور ﷺ ہادی ہیں جن کی ہدایت کا مخاطب ہر ذرہ کائنات ہے' اس لئے کہ آپ کی ہدایت تامہ ہر اسود و احمر ہر زرد و سفید کے لئے قیامت تک کو حاوی ہے۔ اس جہاں میں جس قدر ہادی آئے ان کا دائرہ ہدایت اُن کی تعلیم کے تحت ایک ایک قوم' ایک ایک گروہ یا جماعت کے لئے محدود تھا۔ مگر حضور ﷺ کافۃ للناس کے لئے یومِ محشر تک غیر محدود دائرہ رکھتے ہیں۔ نہ تعیین تعلیم۔ نہ تعیین وقت۔ نہ تعیین قوم۔ انی رسول اللہ الیکم جمیعا اسی ہادی کی شان ہے۔

وہ جن ﷺ کی پیروی میں ہے شفاعت ۔۔۔ مکمل راہبر ہے ان ﷺ کی سیرت
انہی ﷺ پر ہے کتاب خیر اتری ۔۔۔ ملی ھادِ ﷺ سے ہی کامل ہدایت

سَیِّدُنَا مُہْدِی ﷺ

بضم المیم و بکسر ... اسم فاعل بمعنی ایسا مرشد جو نیکی کی راہ پہ

دلالت کرے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے وصال پر بلال پہ کہا۔

جزعًا علی المهدی اصبح ثاویا ۔ یا خیر من وطی الحصا لا تبعد

ہم ہدایت یافتہ ہستی پر اظہار غم واندوہ کرتے ہیں جو وصال فرما گئے، اے زمین پہ چلنے والی بہترین ہستی! کاش آپ یہ دوری اختیار نہ فرماتے۔

ہمارے حضور مہدی ہیں۔ یعنی وہ ہدایت والا جس کو ہدایت کی توفیق بھی حاصل ہو اور اس کی ہدایت کے غلغلے عرش وفرش کی پنہائیوں اور سمندر کی گہرائیوں میں ہیجان برپا کر دیں جس پر نظر ڈال دے قطرے کو دریا اور کافر کو باخدا بنا دے۔

یاد رہے کہ ہمارے حضور مہدی بھی ہیں۔ یعنی آپ صراط مستقیم کی طرف ہدایت فرماتے ہیں۔ جس کے معنی اللہ کی طرف اس کے حکم کے تحت بلانے والے کے بھی ہیں۔ معمورۂ عالم جب عصیان وطغیان کی تاریکیوں میں گھرا ہوا تھا۔ انسان انسانوں کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے۔ اس ظالمانہ ماحول میں ہدایت کا وہ نور چمکایا' کہ دلوں کو جوڑ کر سب کو بھائی بھائی بنا دیا۔ نسل و رنگ کی تمیز مٹا کر مساوات کی حقیقت کھول دی عورت نہایت ذلیل ترین حالت میں تھی۔ کوئی شخص لڑکی کا باپ بننا گوارا نہیں کرتا تھا۔ عورت کو وہ بلندیٔ مراتب عطا فرمائی کہ عزت وحرمت میں مردوں کے برابر بنا دیا۔ غلاموں پر عرصۂ حیات تنگ تھا ان سے وہ وحشیانہ سلوک ہوتے جن کا بیان بھی روح کو لرزا دیتا ہے مگر حضور ﷺ نے انکو صرف مساوات کی سطح پر ہی لا کر کھڑا نہیں فرما دیا بلکہ تخت وتاج بھی ساتھ ہی بخش دیئے اور شرف وبزرگی کی مسندیں اُن کے لئے بھی ودیعت فرما دیں۔

ذات رسول عالمین ہی ہے مدار کائنات
آپ ہی کے نور سے ضوگیر ہے شمع حیات
آپ کے آنے سے، جو سر پہ تھی صدیوں محیط
چھٹ گئی وہ ظلم وکفر وشرک کی تاریک رات

سَیِّدُنَا حَقّ ﷺ

حق کا معنی ہے واقع کے مطابق ہونا، حق کو ثابت یا ظاہر کرنے والی ذات۔ قد جاء کم الحق ۔ قرآن مجید کو بھی حق فرمایا گیا فقد کذبوا بالحق ۔ اس میں دونوں قول ہیں بعض نے قرآن مجید مراد لیا اور بعض نے صاحب قرآن علیہ السلام ۔ ان الرسول حق ۔ حدیث شفاعت میں ہے ومحمد حق۔ یہ اسماء حسنیٰ کے اندر بھی ہے یعنی وہ ذات واجب الوجود جس کا حکم والوھیت برحق ہے یا یہ کہ اپنی حکمت کے تقاضا کے مطابق کسی شیء کو وجود عطا فرمانے والا اور محمد حق کا معنی ہوگا جنکی صداقت ونبوت ثابت ہے۔ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمتہ نے صدق اور حق میں فرق کیا ہے، شیء کی واقع کی طرف نسبت کو صدق اور واقع میں جو کچھ ہے اس کی شیء کی طرف نسبت کو حق کہتے ہیں، تو ہمارے حضور ﷺ حق ہیں۔ مولا کریم نے فرمایا ہے کہ جھٹلانے والوں کی طرف حق آیا۔ مگر انہوں نے اس کو جھٹلایا۔ اس سے حضور ﷺ کا صدق وامر ثابت ہے۔ وہ حق ہے اور حق کے ساتھ حق لے کر آیا ہے' تاکہ جھوٹوں پر اس کو ظاہر فرمائے۔ لوگوں نے مخالفت کی مگر انجام کار حق کی فتح ہوئی۔ خلافت الٰہیہ کے قیام سے سارا عرب اس کا مطیع ہو گیا اور قیصر وکسریٰ کے تاج اس کے قدموں میں آگرے۔ اس عظیم الشان کامیابی کے باوجود اس کی حقیقت میں فرق نہ آیا اور قیامِ حق کے سبب فخر وغرور اس پر اپنا عکس نہ ڈال سکے۔

نہ کر کوئی بہانہ کوئی حیلہ ترا چاہے مخالف ہو قبیلہ
زباں رکھ دور کذب و افترا سے ہے گر مقصود حَقّ ﷺ کا وسیلہ

سیدنا مبلغ ﷺ

وہ ذات جو پیغام کو اسی طرح پہنچائے جس طرح اسے حکم دیا گیا ہو اس کو مبلغ کہتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك، اسی سے اسم فاعل کا صیغہ مبلغ ہے۔ آیت کا ترجمہ ہے اے پیارے رسول جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر اتارا گیا اسے پہنچا دیجئے۔

تو ہمارے حضور ﷺ مبلغ ہیں جنہوں نے شریعت مطہرہ کے احکام کھول کھول کر خلقِ خدا کو پہنچائے۔ جنسی اور نسلی تعصبات کروڑوں انسانوں کو پامالِ جور و ستم بنائے ہوئے تھے۔ ہر قوم جو طاقت رکھتی تھی۔ روئے زمین کی ہر چیز کو صرف اپنے ہی لئے سمجھتی تھی۔ باہمی رواداری اور اتحاد و یگانگت کا کوئی مستحکم رشتہ موجود نہ تھا۔ آخر اس مبلغ اعظم و تاجدار اخوت و مساوات نے انسانیت کی شیرازہ بندی کے لئے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ایک اسلامی رشتہ قائم کیا اور منتشر دلوں کو باہم جوڑ کر بھائی بھائی بنا دیا۔ اس کا سب سے زندہ اعجاز اور ابدی سبق قرآن کریم ہے جو انہی الفاظ میں اب تک موجود ہے جو بذریعہ وحی تقریباً ۲۳ برس کی مدت میں نازل ہوا تھا۔

ستم ڈھانا ہر اک دشمن کی عادت تھی ۔۔۔ مگر تبلیغ کی شیدا نبوت تھی
نہ بک پائی نہ جھک پائی کسی صورت ۔۔۔ مُبَلِّغ ﷺ میں ہی ایسی استقامت تھی

سَیِّدُنَا سَیِّدٌ ﷺ

سید کا معنی، ایسا سردار جس کی اتباع کی جائے، اور جس کی بات کو حرف آخر مانا جائے ☆ جس کی پناہ لی جائے، لوگ اپنی ضرورتوں میں اس کے محتاج ہوں۔ ☆ اپنے رب کا مطیع۔ ☆ فقیہ عالم۔ ☆ علم، عبادت اور تقویٰ میں ممتاز۔ ☆ ہر معاملہ میں اپنے ہم عصروں سے فائق۔ ان تمام معانی کے اعتبار سے حضور علیہ السلام سید ہیں، ہمارے حضور ﷺ سید ہیں جو تمام انسانوں سے مکرم اور تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اور سیادت ہی کے لئے مبعوث فرمائے گئے ہیں۔

انہی ﷺ کے حکم کے تابع یہ مہر و ماہ و انجم ہیں
وہی ﷺ تو اقتدار رب کا استدلال محکم ہیں
شہنشاہوں سے ہے بہتر جو ان ﷺ کے درکار درباں ہے
لقب ہے سَیِّدٌ ﷺ ان کا وہ سرور ﷺ دو عالم ہیں

یہ اسم بھی اسماء باری تعالیٰ میں ۔۔۔ لیکن ۔۔۔ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

کے علاوہ باقی مخلوق پہ یہ نکرہ کے طور پہ استعمال ہوتا ہے۔امام نووی نے فرمایا: زیادہ واضح امر یہ ہے کہ اس کا اطلاق لام تعریف کے ساتھ اور بغیر لام تعریف کے اس ذات پہ ہے جو علم وصلاح میں شہرت رکھتی ہو،اس کے بغیر اس کا استعمال ناپسندیدہ ہے۔امام حاکم وغیرہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اذا قال الرجل للفاسق یا سید اغضب ربه (المستدرک ۴/۳۱۱)

جب کوئی شخص کسی فاسق کو سید کہہ کر پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے۔

حضور ﷺ نہ صرف سید ہیں بلکہ سید الثقلین بھی ہیں سید الکونین بھی ہیں اور سید ولد آدم بھی ہیں۔فرمایا میں قیامت کے دن تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔

حق ، نور ، عزیز ، رحیم — رؤف ، کریم ، شہید ، عظیم
خبیر ، مبین ، ولی ، علیم — صلی اللہ علیہ وسلم
عفو شکور ہادی پہچانو — مومن اور مہیمن جانو
فاتح قاسم خاتم مانو — صلی اللہ علیہ وسلم
فلک پہ سورج چاند اور تارے — مدھم نور نبی کے آگے
حور وملائک آپ ﷺ کے بردے — صلی اللہ علیہ وسلم
صدق و یقین کے پیکر کامل — یعنی کل نبی و مرسل
لطف حبیب حق کے سائل — صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کی اک طلعت پہ واری — حسن یوسف کی زیبائی
اور جمال حور جناں بھی — صلی اللہ علیہ وسلم

تمام اولادِ آدم کے سردار (ﷺ)

انا سید الناس یوم القیامة هل تدرون مم ذالك یجمع الله الاولین والاخرین فی صعید و احد ۔قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا۔کیا تم [illegible] کا کیا مطلب [illegible] اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کو ایک

زمین میں جمع فرمائے گا (اور میری سرداری کا اعلان کیا جائے گا) جن احادیث میں حضور علیہ السلام کو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پہ فضیلت نہ دینے کا حکم ہے۔ مثلاً لاتفضلونی علی موسیٰ۔ مجھے موسیٰ علیہ السلام پہ فضیلت نہ دو یہ یا تو اس زمانہ کے ساتھ خاص ہے جب آپ ﷺ کو سید الناس ہونے کا ابھی علم نہ دیا گیا تھا یا ادب وتواضع کے پیش نظر فرمایا یا پھر ایسی تفضیل مراد ہے جس سے دوسرے نبی کی تنقیص کا پہلو نکلتا ہو اور بات جھگڑے تک پہنچ جائے یا اس سے مراد نفس نبوت میں تفضیل ہے نہ کہ خصائص وکمالات میں جو کہ خود قرآن پاک نے بیان فرمائی ہے تلك الرسل فضلنا بعضهم علی بعض۔ امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام میں باہمی فضیلت کا اعتقاد ضروری ہے۔

حرم مقام ہے وہ، جس جگہ جہاں ٹھہرے — تو اس مقام سے ہٹ کر نظر کہاں ٹھہرے
اساس دین ہے حب حضور ہی لا ریب — محبت آپ کی ایماں کا امتحاں ٹھہرے
نصیب جس کو ہوا لمس جسد اطہر کا — وہ خاک طوف گہِ حملہ قدسیاں ٹھہرے
وہی روح رواں جسم دھر کا نیّر — وجود آپ کا ہی جانِ خاکداں ٹھہرے

سَیِّدُنَا مُزَّمِّلٌ ﷺ

یہ لفظ دراصل متزمل تھا تا کو زا سے بدل کر ادغام کر دیا کیونکہ یہ باب تفعل سے ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے یا ایها المزمل قم اللیل اے چادر اوڑھنے والے، رات کو (میرے حضور) قیام کیا کر۔ سبحان اللہ۔

ہمارے حضور ﷺ مزمل ہیں۔ وہ شہنشاہ کونین جن کے اختیار میں سب کچھ تھا جو چاہتے کر سکتے مگر وہ سادہ زندگی بسر کی کہ رب العزت نے ان کی سادگی ہی کی تعریف فرمانے میں محبوبیت ومحبت کا راز منکشف فرما دیا۔ اسلام چونکہ محبوب کی اداؤں ہی کے مجموعے کا نام ہے اس لئے محبوب کی کملی پوشی ایسی پسند آئی کہ کملی والے کہہ کر پکارا اور اس کملی میں وہ کمال بھرے کہ تمام خدائی کے کمالات [illegible] اور ساری خدائی اسی

کملی پر سے قربان و نثار کر دی۔ اسی کملی کی طفیل تمام خاصانِ خدا کو گلیم پوشی۔ مقبولان بار گاہ کو صفا کوشی اور سلاطین کار فرما کو حق نیوشی نصیب ہوئی۔

عبادت کی جو حد کر دی عبودیت کے پیکر نے
وحی آنے کو ہے، دے دی خبر جبریل کے پر نے
جو تھی محبوب ﷺ نے اوڑھی وہ کملی بھا گئی اتنی
خطاب ان ﷺ کو مُزَّمِّل ﷺ کا بخشا رب اکبر نے

سَیِّدُنَا مُدَّثِّر ﷺ

سورۃ مدثر میں ارشاد ہوتا ہے **یا ایھا المدثر** اے کمبل اوڑھنے والے۔ حضور علیہ السلام نے خود وقفہ وحی کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

''میں چل رہا تھا کہ اچانک آسمان سے میں نے ایک آواز سُنی، میں نے اپنی نظر اوپر اُٹھائی تو وہی فرشتہ موجود تھا جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا وہ آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پہ بیٹھا ہوا تھا اس سے میں مرعوب ہو کر لوٹا تو میں نے کہا **دثرونی دثرونی و فی روایتہ زملونی زملونی** ۔ مجھے کمبل یا چادر اُڑھا دو اس پہ سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔

(بخاری ۲۸۴/۶، کتاب التفسیر (۴۹۲۵) مسلم ۱۴۳/۱ کتاب الایمان ۲۵۵-۱۶۱)

مدثر ایسا اسم ہے جو اس حالت سے مشتق ہے جس حالت میں حضور ﷺ ان آیات کے نزول کے وقت تھے۔ دثار سے ہے جس کا معنی ہے کپڑوں میں لپٹے ہوئے۔ اصل میں متدثر تھا اور یہ تدثر سے مشتق ہے تا کو دال کر کے دال کو دال میں ادغام کیا گیا۔

حضرت ابوالقاسم بن ورد نے کہا سرکارِ دو عالم ﷺ کے زملونی (مجھے چادر اوڑھاؤ) ارشاد فرمانے کے بعد اللہ رب العزت نے: **یا ایھا المدثر** ۔ ترجمہ: اے کمبل اوڑھنے والے۔ آیت مبارکہ نازل فرمائی اس کی وجہ یہ ہے کہ اس: تزمل (چادر اوڑھانے) سے مراد ... کمبل ... پہنانا ہے، جو خوف کے باعث

آپ ﷺ کولاحق ہوگئی تھی کیونکہ اس وقت آپ ﷺ کی حالت بخار والے انسان کی سی ہوگئی تھی گویا: تزمل (چادر اوڑھانے) سے جو معنی (کمبل اوڑھانا) مراد ہے اس سے خطاب کیا گیا ہے۔ یعنی اے چادر یعنی کمبل اوڑھنے والے محبوب۔ اس کمبل کو اتار دیجیے۔ لوگوں کو ڈرانے میں مصروف ہو جائیے۔ خوف سے دور ہٹ جائیے اور جو حکم آپ ﷺ کو دیا گیا ہے اس کے بجالانے پر چست ہو جائیے، جیسے تم اس آدمی کو کہتے ہو جسے تم کسی کام کے لئے بھیجو وہ خوف زدہ ہو جائے اور اپنے گھر میں جا بیٹھے۔ اے خوف زدہ ہونے والے! جاؤ جدھر میں نے تمہیں بھیجا ہے۔ اگر تم کہو۔ ارے اپنے گھر میں بیٹھنے والے! تو یہ بھی درست ہے لیکن آغازِ کلام اس وجہ سے کرنا جس کے باعث وہ گھر میں جا بیٹھا ہے اس کے لیے زیادہ انس دلانے والا، خوف سے زیادہ نڈر کرنے والا اور اسے چست کرنے کے لئے زیادہ بلیغ ہے۔

مرتبہ دانِ سید والا	کوئی نہیں جز حق تعالیٰ
بندہ عاجز شیدا و والہ	صلی اللہ علیہ وسلم
خلق سے اپنے ختمِ رسل نے	ظلم کے سب دستور مٹائے
بت کعبے سے دور ہٹائے	صلی اللہ علیہ وسلم
کل درختوں اور پودوں کے	دستِ شوق جو قلم بنائے
سب پانی سیاہی ہو جائے	صلی اللہ علیہ وسلم
صبح شام ابد تک ان سے	جملہ نوع بشر گر لکھے
رقم نہ نعت نبی کر پائے	صلی اللہ علیہ وسلم
انا اعطینٰک الکوثر	بے شک شانِ حبیب داور
زمان و مکاں سے فزوں تر	صلی اللہ علیہ وسلم
آپ پہ خوب درود و تحیت	بے حساب صلوٰۃ و برکت
بھیجے خود بھی رب العزت	صلی اللہ علیہ وسلم

آل، اصحاب، ازواج مطہرہ اور کرم کی سائل امہ
سب پہ ہو رحمتِ خاص زیادہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور ﷺ مدثر ہیں، جو خاندان نبوت ورسالت کا آخری تاجدار ہوتے ہوئے اپنی پاک وسادہ زندگی کا ایک ایک لمحہ آفتاب عالمتاب کی طرح ایسا روشن رکھتے ہیں جس کی ہر شام صبح کی طرح مسکراتی اور ہر رات دوپہر کی طرح چاک دامن ہے۔ اس نور بارونور پاش زندگی کی کوئی کرن اور کوئی ادا ایسی نہیں جو اس چادر کی لپیٹ سے نکل کر اہل دنیا کی آنکھوں کو چندھیا نہ دے، اس لئے محبوب کی روا پوشی بھی عشاق کی نگاہوں میں مستور فرما دی، تا کہ تخت وتاج کی تمنا نہ رہے۔

وہ ﷺ ہر انداز میں کامل ہیں دنیا سے نرالے ہیں
دلوں میں بسنے والے بت انہوں ﷺ نے توڑ ڈالے ہیں
سنوارا ہے انہی ﷺ کے فیض نے کاشانۂ عالم
مُدَثِّر ﷺ بھی ٹھہرے ہیں جو کالی کملی ﷺ والے ہیں۔

سَیِّدُنَا سَابِقُ ﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث میں ہے ''چار افراد سبقت لے جانے والے ہیں۔ (۱) میں عرب سے سبقت لے جانے والا ہوں۔ (۲) صہیب روم والوں سے آگے بڑھ جانے والے ہیں۔ (۳) سلمان ایران والوں سے آگے بڑھ جانے والے ہیں۔ (۴) بلال حبشیوں میں سے سبقت لے جانے والے ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔'' سبق بمعنی تقدم ہے اور اسی سے سابق اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ کبھی حصول فضیلت میں پہل کر جانے کے معنی پہ مجازاً اس کا استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قران پاک میں ہے والسابقون السابقون (واقعہ) علماء فرماتے ہیں کہ لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) جس نے آغاز کار ہی نیکی کو اپنا لیا ہو اور اس پہ مداومت اختیار کی اس کو سابق کہتے

(۲) جس نے اپنی زندگی کا ابتدائی حصہ گناہ اور غفلت میں گذارا پھر توبہ کر کے نیکی کی طرف پلٹ آیا ایسوں کو اصحاب الیمین کہا گیا۔

(۳) جو ساری زندگی برائیوں میں رہا اور اسی حال میں مرا یہ اصحاب الشمال میں سے ہے۔ حضور علیہ السلام کا اسم گرامی سابق بالخیرات بھی ہے نیکیوں میں سب سے آگے بڑھ جانے الے۔ ایک معنی سابق کا یہ بھی کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ جنت کا دروازہ کھولنے میں تمام مخلوق سے آگے ہوں گا جیسا کہ آپ نے خود فرمایا:

انا اول من یحرك حلق الجنة فیفتح اللہ لی...... (مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

اے شہہ دیں! اے سرورِ عالم — شان ہے آپ کی رحمتِ عالم
آپ کے در کا سائل اسلم — صلی اللہ علیک وسلم
باہمہ جرم و خطا و معاصی — رحمت و بخشش کا ہے آسی
آنکھیں اس کی دید کی پیاسی — صلی اللہ علیک وسلم
آپ کا جود برستا بادل — عاجز کی امید کا حاصل
نور فزائے دیدہ و دل — صلی اللہ علیک وسلم
آپ کا ہے شیوۂ عالی — در سے کوئی نہ جائے خالی
گرچہ آئیں لاکھ سوالی — صلی اللہ علیک وسلم
عاجز کی امید کا دامن — بھرے گا انشاء اللہ اک دن
اٹھے کی دوری کی چلمن — صلی اللہ علیک وسلم

قرآن کی گواہی

الغرض! ہمارے نبی علیہ السلام سابق ہیں جن کی سبقت پر قرآن کریم گواہ ہے۔ تیسرے پارے میں ذکر ہوتا ہے کہ روز میثاق ایک مجلس ہوئی اس میں رب العزت تمام انبیاء علیہم السلام سے عہد لیتا ہے کہ تمہاری نبوت و رسالت کے زمانہ میں اگر میرے رسول آ جائیں تو کیا تم ان پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے؟ جمیع انبیاء کرام علیہم

السلام عرض کرتے ہیں کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ایسا ہی کریں گے۔ چنانچہ اس عہد کی پابندی میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے دور میں اسی رسول علیہ السلام کی پیشینگوئی فرماتے رہے کیونکہ آپ سردار انبیاء اور نبی آخر الزمان ﷺ ہیں، چنانچہ اس وقت بھی جسقدر صحف سماوی و کتب الہامی موجود ہیں وہ اپنی تمام تر تحریفوں اور ترمیموں کے باوجود بھی حضور ﷺ نبی کریم رؤف رحیم کی تشریف آوری کے تذکار سے بھری ہوئی نظر آتی ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعاء نوید مسیحاء سلیمان علیہ السلام کی بشارت موسیٰ کی ہدایت۔ یہ تمام تر حضور ﷺ کی اولیت وسابقیت پر روشن دلائل ہیں اور خود حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اور کائنات اور انبیاء کا تو ذکر ہی کیا میں تو اس وقت بھی نبی ہی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام کا ابھی مٹی اور پانی سے آپ کا پتلا بنانے کے لئے اکٹھا کیا جا رہا تھا۔

حشر میں سبقت سبھی پر آپ ﷺ ہی لے جائیں گے
انبیاء کی بھی سفارش آپ ﷺ ہی فرمائیں گے
اہل دنیا کو نظر آئے ہیں سب سے بعد میں
سابقؐ ﷺ روز قیامت سب سے پہلے آئیں گے

سَیِّدُنَا اَکْرَمُ ﷺ

دوسروں کی بہ نسبت صفت کرم کے ساتھ زیادہ متصف ذات۔ سنن دارمی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: انا اکرم الاوّلین والاخرین علی اللہ ولا فخر۔ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام پہلوں، پچھلوں سے زیادہ عزت والا ہوں اور فخر نہیں ہے۔ یہ اسم بھی اسماء الٰہیہ میں سے ہے وربك الاکرم۔ (العلق) اور آپ کا پالنے والا سب سے زیادہ عزت والا ہے یعنی وہ ہستی جس کو ہر کرم پہ کرم کی زیادتی میں فوقیت و کمال حاصل ہے یا وہ ہستی جو اپنے بندوں پر لاتعداد انعامات فرماتی ہے پھر ان سے نرمی کا برتاؤ کرتی ہے اور ان کی ناشکری کی وجہ سے سزا میں جلدی نہیں کرتی۔

میرا اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم
دو کریموں میں گناہ گار کی بن آئی ہے
سب اندھیروں سے آئے روشنی کی کرنوں میں
کام وہ کیا پل میں جو نہ ہو گا صدیوں میں
ابن آدم خاکی کو شرف انہی ﷺ سے ہے
اَکْرَمُ ﷺ وہی ﷺ ٹھہرے الملک کی نظروں میں

حضور ﷺ کا اسم پاک اکرم الناس بھی ہے یعنی تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عزت وکرم وسخاوت والے، اسی طرح حدیث شفاعت میں اکرم ولد ادم بھی آیا ہے یعنی اولادِ آدم علیہ السلام میں سب سے زیادہ کریم

خیرات شاہا آپکے در سے مجھے ملے — مجھ پر حضور آپ کی رحمت کا در کھلے
قرب حبیب، کبریا مجھ کو خدا ملے — ہے التجا کہ بارگہِ حق سے ہو عطا

سَیِّدُنَا کَامِلٌ ﷺ

خلق وخلق کے اعتبار سے مکمل ہستی کو کامل کہا جاتا ہے۔ ہمارے آقا علیہ السلام کا خُلق تو قرآن ہے کان خلقه القراٰن ۔ و انك لعلٰی خلق عظيم اور خلق ایسی کہ جس کو خود رب نے جمیل فرمایا۔

تیرے خلق کو حق نے عظیم کیا — تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شاہا — تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

حضرت حسان رضی اللہ عنہ شاعر بارگاہ رسالت نے کیا خوب کہا ہے۔

واحسن منك لم ترقط عينی — واجمل منك لم تلد النساءُ
خلقت مبراً من كل عيب — كانك قد خلقت كما تشاءُ

کمال نور و نکہت ہے جو رب کے برگزیدہ میں
کہاں وہ رنگ و بو خوشبوئے گل نو آفریدہ میں

سبھی احوال، سب افعال اور اخلاق ہیں شاہد
وہی ﷺ تو کامل ﷺ ہیں سارے اوصاف حمیدہ میں

سَیِّدُنَا طٰہٰ ﷺ

امام ابن مردویہ نے یہ اسم پاک بسند ضعیف حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور بعض علماء نے طا سے مراد یا طاھر من العیوب و الذنوب ۔(اے عیوب و معاصی سے پاک ہستی) اورھا سے یا ھادی الی کل خیر (اے ہر بھلائی کی طرف راہ نمائی کرنے والے) مراد لیا ہے۔

حبیب ﷺ کبریا کی سب عطا ہے یہ جاری نور کا جو سلسلہ ہے
کہوں میں کیوں نہ ان ﷺ کو بدر کامل خدا نے خود انہیں طٰہٰ ﷺ کہا ہے

سَیِّدُنَا یٰسٓ ﷺ

یہ امام مردویہ علیہ الرحمۃ نے حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس کو حضور ﷺ کے اسماء میں سے شمار کیا ہے اور اس حدیث کو امام بیہقی نے حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت کیا ہے

نگاہ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

ہمارے حضور ﷺ طٰہٰ ویٰسین ہیں۔ یعنی یہ وہ راز دارانہ اسماء شافیہ ہیں جن میں محبوب و محب کی ایسی رموز پوشیدہ ہیں جن کو صرف آپ کی پکار کے لئے خاص کرلیا گیا ہے۔ غیر کو اس راز داری میں دخل نہیں اور یہ بلندئ تعلق ہے جو ماقبل میں کسی رسول و نبی۔ جن و ملائکہ کسی کو حاصل نہیں اور مابعد میں تو یہ اہلیت ہی محال و ناممکن ہے۔ ان تمام اسماء و دیگر حروف مقطعات کی تاویلات کتب میں مذکور ہیں۔ مگر صحیح حقیقت علم والا ہی جانتا ہے' نااہل اس کو کیا بیان کرے۔

جو مخزن خاص ہیں صدق و صفا کے وہی ﷺ سردار ہیں خلق خدا کے
تصرف میں انہی ﷺ کے ہے دو عالم وہی ﷺ یٰسین ﷺ ہیں کل انبیاء کے

خطاب اس نے کیا ''یٰسین'' فرما کر محمد ﷺ سے
کیا اظہار ایسے اس نے ان ﷺ کی شان و شوکت کا
بسائے حور و غلماں اس نے سالک باغِ جنت میں
کیا سودا اسی نے مومنوں سے باغِ جنت کا

(عبدالغنی سالک)

سَیِّدُنَا قَرِیْبٌ ﷺ

اس اسم پاک کا معنی امام ابن دحیہ نے یہ کیا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک مستحق'' اور اس میں کیا شک ہے کہ حضور علیہ السلام سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی نہیں، اس قدر قریب، اس قدر قریب کہ فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ دو کمانوں بلکہ اس سے بھی تھوڑا فاصلہ ملے خدا سے تو ایسے ملے کہ مل ہی گئے ۔ تمہارے قرب کا عالی جناب کیا کہنا
قرب کی دو قسمیں ہیں (۱) بندے کا اپنے رب سے، (۲) رب کا اپنے بندے سے پہلی قسم کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی عبادت و ہمہ وقتی اطاعت کے ذریعے بندہ اپنے رب کا قرب تلاش کرے یا بندے کا اللہ پہ ایمان اس کی تصدیق کے ساتھ پھر اس کے احسان اور اس کی تحقیق کا قرب۔ دوسری قسم کا مفہوم یہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو دنیا میں عرفان اور آخرت میں دیدار و مشاہدہ کے ساتھ خاص فرمالے۔ حضرت عبداللہ بن حنیف علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں، تیرا قرب ذات باری سے یہ ہے کہ تو اس کے موافقات کو لازم پکڑے اور ذات باری کا قرب تجھ سے یہ ہے کہ وہ ہمیشہ تجھے توفیق سے نوازتا رہے یہ اسم قریب اسماء الٰہیہ میں سے ہے۔

وہ جن ﷺ کی چاہتوں سے ہے منور دنیا و عقبیٰ
انہی ﷺ سے ہم نے سیکھا تو کیا اللہ کو سجدہ
وہ ﷺ مخلوقات کے دل سے بھی اقرب ہیں یقیں رکھو
دیا قرب الٰہی نے قریبٌ ﷺ کا جنہیں رتبہ

سَیِّدُنَا مُنِیْبٌ ﷺ

''انابة'' مصدر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی اطاعت کرنے والا۔

یاد رہے، منیب، تائب اور اوّاب میں یہ فرق ہے کہ تائب وہ ہے جو عذاب الٰہی کے خوف سے منہیات شرعیہ سے رُک جائے اور منیب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہوئے مخالفات شرعیہ سے باز آئے جبکہ اوّاب وہ ہے جو اوصاف حمیدہ کی خاطر واپس پلٹے' اس لئے انابت مقرب لوگوں کی صفت ہوتی ہے وجاء بقلب منیب (ق:۳۳) اور وہ اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے والا دل لے کر آیا۔

پھر توبہ اہل ایمان کی صفت ہے توبوا الی اللہ جمیعا ایھا المؤمنون اور اوبۃ انبیاء کرام اور رسل عظام کی صفت ہے نعم العبد انہ اواب ۔ (ص:۱۷) تو ہمارے آقا علیہ السلام قریب بھی ہیں اور منیب بھی یعنی رب العزت کے حضور میں سب سے آگے جنت میں سب سے آگے' خلقت میں سب سے آگے اور شفاعت میں سب سے آگے ہیں۔ وہ زندگی کے ہر شعبے میں بنی نوع انسان کی مکمل راہنمائی فرماتے ہیں اور رجوع الی اللہ کا یہ عالم ہے کہ دین کے ساتھ دنیا کو بھی لے چلنا حضور ﷺ کی ایک خصوصیت ہے۔ فطری طور پر ایک گمراہ' پابند ہوا و ہوس اور زمانہ ناشناس' تہذیب و تعلیم سے گری ہوئی قوم کے لئے دین و دنیا کو یکجا کر کے انتہائی ترقی کے زینہ پر کیسے جا سکتی تھی؟ یقیناً حضور ﷺ ہی کا معجزہ ہے۔ جن کی تبلیغ کی گہرائی میں ساری دُنیا سما گئی۔

ذکرِ شمائل و صورتِ زیبا	معناً ہے دیدارِ نبی کا
سرمایہ ہے خیر و بقا کا	صلی اللہ علیہ وسلم
حلیۂ پاک حبیب الٰہ کا	پڑھنے اور پڑھانے والا
خود محبوب ربّ علا کا	صلی اللہ علیہ وسلم
وہ خانہ وہ مقام جہاں پر	ہو یہ دستاویز منور
برکت' غیر و شر سے	صلی اللہ علیہ وسلم

اس گھر میں بہ رحمت یزداں — نیز بہ فیضانِ شہِ دوراں
آ نہیں سکتا ظالم شیطاں — صلی اللہ علیہ وسلم
عاشق ہے جو حسنِ نبی کا — آسان اس پہ دنیا و عقبیٰ
شاہد آیت وصدق — صلی اللہ علیہ وسلم
اسے نصیب ہے دل کی رقت — شوقِ الٰہی، شانِ معیت
او شہِ خوباں کی زیارت — صلی اللہ علیہ وسلم

سَیِّدُنَا عَزِیْزٌ ﷺ

عزیز بمعنی قوی بروزن فعیل صیغہ اسم فاعل از عزیعز عزا و عزة و عزازة ایسی حالت جو انسان کو مغلوب و مقہور ہونے سے بچائے۔ کہا جاتا ہے ارض عزاز یعنی سخت اور ناممکن الوصول زمین۔ معنی یہ ہوا کہ وہ باعظمت انسان جو نادر الوجود ہو اور اس سے فائدہ وجود کثرت سے ہو؟ ایک معنی اس کا غالب بھی ہے یہ معنی عربی محاورہ مَنْ عَزَّ بَزَّ' جو غالب آیا اس نے چھین لیا۔ سے کیا گیا ہے۔ ان العزة لله جميعا ۔ و لله العزة ولرسوله و للمؤمنين۔ یہ بھی اسماء الٰہیہ میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ عزیز ہے کہ اس کے پاس عزت کاملہ ہے، جس میں معبود ہونے' پیدا کرنے، زندہ کرنے، مارنے، ہمیشہ باقی رہنے کی عزت اور ان کے مشابہہ عزتیں شامل ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان تک رسائی ناممکن ہے، سب کو عزتیں عطا فرماتا ہے' وہ غالب ہے۔ لا مثل له و لا مثال له و لا مماثل له ۔

قصہ مختصر یہ کہ حضور ﷺ عزیز ہیں' جن کو ہر حال میں غلبہ ہوا اور جن کی پیدائش ہی غلبہ کے لئے تھی۔ آپ ﷺ کی کامل عقل و ذکاوت۔ قوت حواس۔ قبول دعا۔ فصاحت زبان۔ اعتدال حرکات۔ حُسن شامل۔ خلق عظیم۔ تدبر، سیاست عامہ و خاصہ۔ زیادتی علم الٰہی۔ وہ خصائص ہیں۔ جن کو شرع نے ثابت کیا ہے اور جن کے غلبہ میں بمقابلہ عوام اہل جہاں کے کوئی شبہ نہیں۔ حضو[illegible] ز[illegible] اعدا علیہم

السلام کی منزل من اللہ اکہتر (۷۱) کتابوں میں پڑھا ہے کہ نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ افضل، عقلمند اور سب پر غلبہ ظاہری و باطنی رکھنے والے ہوں گے' کیونکہ حضور ﷺ کو جوامع الکلم۔ لواء الحمد۔ مقام محمود، دشمنوں پر دو ماہ کی راہ پر غلبہ اور تمام زمین مسجد برائے عبادات الٰہی۔ شفاعت کبریٰ و حوض کوثر سے سرفراز فرمایا گیا ہے۔

مرے حضور ﷺ نبوت کے تاج ہیں لا ریب
وہ ﷺ کل تھے کل بھی وہی ﷺ ہوں گے آج ہیں لا ریب
سراپا رحمت وشفقت برائے امت ہیں
ازل سے وہ ﷺ تو عَزِیْزٌ مزاج ہیں لا ریب

سَیِّدُنَا حَرِیْصٌ ﷺ

یہ لفظ حرص مصدر سے فعیل بمعنی فاعل کے وزن پر اسم ہے۔ حرص کا معنی ہے مطلوب کی طرف شدید ارادہ، قرآن مجید میں حضور علیہ السلام کا یہ اسم گرامی موجود ہے حریص علیکم۔ یعنی میرے نبی ﷺ، اے لوگو! تمہارے ایمان اور تمہاری ہدایت کی شدید خواہش رکھنے والے ہیں۔ چنانچہ حریص علی الایمان بھی آپ کا اسم گرامی بیان ہوا ہے۔

تو ہمارے حضور ﷺ حریص ہیں کیونکہ حضور ﷺ کو ہر اس شخص پر ایمان لانے کی حرص ہے' جو خدا کی نافرمانی سے اپنے آپ کو عذاب الٰہی کا مستحق بنا لے اور آپ ﷺ کو ہمیشہ وہ باتیں ناگوار معلوم ہوتی ہیں جو اُمت کو دُکھ دینے والی ہوں۔ آپ ﷺ تکلیف دینے والوں اور دشمنوں کے لئے بھی یہ دُعا فرمایا کرتے کہ الٰہی ان کو ہدایت فرما تاکہ یہ مجھے پہچان کر اپنے آپ کو جہنم کے عذاب سے بچالیں اور آپ نے کبھی کسی کے لئے بددعا نہیں فرمائی۔

کبھی نہ مانگی کوئی شے بڑائی کی خاطر

گواہی دیتا ہے قرآں خدا کی نظروں میں
وہی ﷺ تو ٹھہرے حَرِیصٌ ﷺ بھلائی کی خاطر

سَیِّدُنَا رَؤُفٌ ﷺ

حضور ﷺ رؤف ہیں' جو اُمت کے لئے انتہائی شفقت فرماتے۔ کسی کو کوئی تکلیف ہوتی تو آپ ﷺ اُس سے زیادہ اس کی تکلیف کو خود محسوس فرماتے۔ یہاں تک کہ کسی بچے کا رونا۔ کسی غریب کی غربت۔ کسی مسافر کی تنگی کسی قرضدار کی قرضداری آپ ﷺ کو بے چین کر دیتی۔ اگر حضور ﷺ کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز کو مختصر فرما دیتے رات کی نماز۔ وصال کا روزہ۔ تراویح۔ تہجد۔ ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنا۔ وغیرہ اعمال کے متواتر کرنے سے لوگوں کو بچا دیا' تاکہ فرض نہ ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ مولا کریم میری گالی اور لعنت کو اگر میں کسی کے حق میں کروں' تو تُو اُس کو اس کے لئے رحمت بنا دے۔ آپ ﷺ اپنے ہر مخالف کو توبہ کے لئے ڈھیل دیا کرتے۔ ظالموں نے طرح طرح کی ایذائیں دیں۔ مجنون اور دیوانہ کہا۔ جسم اطہر پر نجاست پھینکی۔ آب و دانہ بند کر دیا۔ شعب ابو طالب میں محصور رکھا۔ راستے میں کانٹے بچھائے، گلے میں پھندے ڈالے۔ پتھر برسائے۔ دانت مبارک شہید کئے گھر اور وطن سے نکالا۔ مگر حضور ﷺ کی جبین اقدس پر شکن تک نہ آیا اور ہر وقت ایسے لوگوں کے لئے رحمت ہی طلب کی اور اپنے رحمت مجسّم ہونے کا ثبوت دیا۔

یتامیٰ اور مساکین کے رفیق ہیں وہ ﷺ
کوئی پکارے جواباً بڑے خلیق ہیں وہ ﷺ
خدا گواہ ہے امت کے ہر بشر کے لئے
ہے جن ﷺ کا اسم رؤفٌ ﷺ بڑے شفیق ہیں وہ

سَیِّدُنَا رَحِیْمٌ ﷺ

علیہ السلام کو عطا فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ رؤف و رحیم ہے ان اللہ بالناس لرؤف رحیم ۔ اللہ کے محبوب ﷺ رؤف و رحیم ہیں و بالمومنین رؤف رحیم ۔ مندرجہ بالا چاروں نام ایک ہی آیت میں سورۃ توبہ کے اندر نازل فرمائے ۔ لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم (آیت نمبر ۱۲۸) روایت کا معنی ہے شدید اور انتہائی رحمت ۔ علامہ ابن دحیہ کہتے ہیں رأفت کی خاصیت یہ ہے کہ یہ ناپسندیدہ امور اور سختیوں کو دور کرتی ہے اور رحمت پسندیدہ امور کی طلب کرتی ہے اس وجہ سے قرآن میں ہر جگہ رؤف پہلے ہے اور رحیم بعد میں ہے ۔ سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ان الفاظ کو بولنے کا کیا مطلب ہے' کیونکہ رأفت ہو یا رحمت دونوں میں قلبی میلان ہوتا ہے جو کہ حضور ﷺ کے لئے تو سمجھ آتا ہے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ معنی کس طرح ہوگا؟ تو جواب یہ ہے کہ تاویل کر کے اس کا لازم مراد لیا جائے گا اور وہ ہے مرحوم کے لئے بہتری کا ارادہ، بندہ کو وہ ثواب و جزاء عطا کرنا جس کا وہ مستحق نہ ہو اور سزا کی مستوجب چیز کو اس سے دور کرنا۔

شیخ عبدالباسط بلیقینی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں رأفت و رحمت میں فرق یہ ہے کہ رأفت کی ابتداء ایسے احسان سے ہوتی ہے جو احسان کرنے والے کی شفقت کا نتیجہ ہوتا ہے اور رحمت کا آغاز ایسے احسان سے ہوتا ہے جس کا باعث مرحوم کی ضرورت و احتیاج ہوتا ہے۔

تو ہمارے حضور ﷺ رحیم ہیں جنہوں نے ہر دشمن پر رحم و کرم فرمایا اور کسی سے بھی اپنے اوپر ہونے والے کسی ظلم کا کبھی بدلہ نہیں لیا۔ ہبار ابن الاسود جس نے حضور ﷺ کی لختِ جگر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو نیزہ مار کر شہید کیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل وحشی۔ آپ ﷺ پر حملہ کرنے والا دعثور جادو کرنے والا لبید بن الاعصم ۔ گوشت میں زہر دینے والی یہودیہ عورت اور عبداللہ بن ابی منافق وغیرہ وغیرہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال قابل بخشش نہ تھے ۔ مگر حضور ﷺ نے باوجود قدرت و طاقت کے سب پر رحم فرمایا اور معاف کر دیا اور ساتھ ہی مخالفین کے لئے ہدایت و عافیت کی دعا فرمائی کہ اللہ کریم اِن کو شناخت کی آنکھیں

عطا فرماتا کہ یہ مجھے پہچان جائیں۔

برائے جن و بشر فیض عام ہے ان ﷺ کا
بہت ہی ارفع و اعلیٰ مقام ہے ان ﷺ کا
سراپا رحمت و رأفت ہیں مومنوں کے لئے
اسی لئے تو رَحِیْم ﷺ بھی نام ہے ان ﷺ کا

سَیِّدُنَا خَلِیْلٌ ﷺ

خلیل اور خلیل الرحمٰن دونوں نام امام سخاوی علیہ الرحمتہ نے بیان کئے ہیں۔ خلیل اللہ بھی حضور ﷺ کا اسم شریف ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

لو کنت متخذا خلیلا لا تخذت ابا بکر خلیلا و ان صاحبکم خلیل اللہ۔ (مسند احمد ۱/۴۶۲)

اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن تمہارا ساتھی (محمد رسول اللہ ﷺ) اللہ کا خلیل ہے، خلیل خلت سے ہے جس کا معنی ہے ایسی دوستی جو دل کے اندر جاگزیں ہو جائے۔

بعض نے خلت بضم الخاء کی بجائے بفتح الخاء کے مانا ہے جس کا معنی ضرورت و حاجت ہے، تو اب حضور ﷺ کے لئے خلیل کے لفظ کا معنی یہ ہوگا کہ آپ ﷺ نے ہر طرف سے قطع تعلق کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑ لیا اور اپنی حاجات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں، مگر پہلا قول امام واحدی کے نزدیک زیادہ صحیح ہے کیونکہ صرف حضور علیہ السلام ہی اللہ تعالیٰ کے خلیل نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ بھی حضور علیہ السلام کا خلیل ہے اس طرح خلت بفتح الخاء والا معنی اللہ تعالیٰ کے لئے صحیح نہ ہوگا۔ محبت عام ہے اور خلت خاص، خلت صرف ایک سے ہوتی ہے اور محبت ایک سے زائد سے' تو خلت انتہائی محبت کا نام ہے ہمارے آقا علیہ السلام اللہ کے خلیل بھی ہیں اور محبوب بھی اور

ہمارے حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے ایسے خلیل ہیں کہ جن کے لئے محبت کے تمام مراتب وقف کر دیئے گئے ہیں۔ وہ ہر میدان ابتلاء میں پورے اترنے والے۔ مغفرت کی حدِ طمع تک امید رکھنے والے۔ سچی زبان اور سچے کردار کے حامل۔ خداوند جل وعلا شانہٗ کے سوا تمام دنیا و مافیہا سے علیحدہ، غیر کی پرستش سے دُور رہ کر اپنی خلّت کی حقیقت ان اشارات میں پیش فرماتے ہیں۔ اگر خداوند عالم تو مجھ سے راضی ہے تو مجھے تکلیفوں کی پرواہ نہیں۔ میرے لئے تیرے چہرے کے نور کی پناہ کافی ہے۔ میں اسی پناہ میں آتا ہوں۔ جس کے سامنے ساری تاریکیاں نابود ہو جاتی ہیں اور جس کی بدولت دنیا اور آخرت کے تمام امور اصلاح پذیر ہوتے ہیں۔

تھے کفار عرب رب کی نظر میں گونگے اور بہرے
بٹھائے آپ ﷺ کی خاطر جنہوں نے موت کے پہرے
نہ گھبرائے خدا کی راہ میں ہر آزمائش سے
اسی اخلاص کے باعث خَلِیْل ﷺ آپ ﷺ بھی ٹھہرے

سَیِّدُنَا حَبِیْبٌ ﷺ

حضور ﷺ کا اسم گرامی حبیب اللہ بھی ہے اور حبیب الرحمٰن بھی، ثانی الذکر امام بزار اور دوسرے ائمہ حدیث نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث معراج میں ذکر کیا ہے اور اوّل الذکر کا بیان کچھ اس طرح ہے کہ حبیب محبت 'حب' سے فعیل کے وزن پر اسم ہے جو اسم مفعول (محبوب) یا اسم فاعل (محبّ) کے معنوں میں ہے۔ یہ نام بہت سی احادیث مبارکہ میں آیا ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محبت کا اصل معنیٰ ہے اس چیز کی طرف میلان، جو محبّ کے موافق ہو، لیکن یہ معنیٰ اس ذات کے حق میں درست ہے جس سے میلان اور نرمی سے نفع اندوز ہونے کا صدور درست ہو اور یہ مخلوق کا درجہ ہے، خالق تعالیٰ شانہ تو اعراض سے منزہ ہے تو اس کی طرف سے بندے کے ساتھ محبت کا معنیٰ یہ ہے کہ اسے

سعادت، گناہوں سے حفاظت اور توفیق عطاء فرمانا، قرب کے اسباب اس کے لئے مہیا فرمانا، اپنی رحمت کی نسبت اس کے ساتھ کرنا، اور اس کا سب سے بلند مقام یہ ہے کہ بندے کے دل سے حجابات کو دور کر دینا یہاں تک کہ بندہ اپنی دل کی نگاہ سے اس کا دیدار کرے، اپنی بصیرت کے ساتھ اسے دیکھ لے اور زبان کے ساتھ اس کا ترجمان ہو جائے تو اس کی کیفیت درج ذیل حدیث کی مانند ہو جائے:

فاذا احببته كنت سمعه الذى يسمع به و بصره الذى يبصر به و لسانه الذى ينطق به ۔ (الصحیح البخاری ۱۱/۳۴۰، کتاب الرقاق ۶۵۰۲)

ترجمہ: جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی نگاہ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ گفتگو کرتا ہے۔

حلیہِ اقدس کی برکت سے ۔۔۔ جان سزا وار رحمت ہے
اور جاں دنیا ابدیت ہے ۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم
شوق رسول اللہ میں مر کر ۔۔۔ عاشق زندہ سے زندہ تر
بے خوف و غم روزِ محشر ۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم
عالم نزع آساں اس پر ۔۔۔ لحد میں بھی اکرام میسر
جیسے باغ جناں کے اندر ۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم
حلیہ اقدس پڑھنے والا ۔۔۔ ہے مقرب حق تعالیٰ
پائے خاص مراتب اعلیٰ ۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم
پل صراط کو شاہراہ پائے ۔۔۔ دوزخ اس سے دور ہو جائے
جنت میں اعزاز سے جائے ۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کے ساتھ محبت کا معنیٰ

اصطفاء میں فرمایا کبھی اس کی وضاحت میں ویسی تقریر کی جاتی ہے جیسا کہ شرح

المواقف میں ہے:۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہماری محبت ایسی روحانی کیفیت کا نام ہے جو اس ذات کے لئے کمال مطلق کے مسلسل تصور کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے، اس کے ثمرہ میں فتور کے بغیر پختگی کے ساتھ اس کی پاک بارگاہ میں توجہ تام حاصل ہو جاتی ہے، ذاتِ باری تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کے لئے ہماری محبت کا مفہوم یہ ہے کہ یہ ایک ایسی کیفیت ہے جو اس شخصیت کے بارے میں کمال کے تخیل سے پیدا ہوتی ہے جس سے ہمیں لذت حاصل ہو یا اس کے ساتھ شفقت کا تعلق ہو یا مشاکلت کا تعلق ہو، جیسا کہ عاشق اپنے معشوق سے، انعام پانے والا انعام عطاء کرنے والے سے، اور باپ بیٹے سے محبت کرتا ہے: پھر یہ ہمارے نزدیک ترکِ اعتراض، رضا اور ارادت وغیرہ کے ساتھ ہوتی ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ محبت صرف ارادہ کا نام ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکلا جیسا کہ ''الارشاد'' میں ہے کہ فی الحقیقت محبت اللہ تعالیٰ سے نہیں ہو سکتی کیوں کہ یہ ارادہ ہے اور ارادہ صرف نئی چیز کے ساتھ قائم ہو سکتا ہے جس ذات کی قدامت ثابت ہو اور جس پر عدم کا طاری ہونا محال ہو ارادہ کا تعلق اس کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔

خالق روز گار بھی تو ہے — سب کا پروردگار بھی تو ہے
تو ہی کرتا ہے لطف کی بارش — رحمتِ بے شمار بھی تو ہے
تو ہی ہے باعثِ سکون نظر — جان و دل کا قرار بھی تو ہے
تو ہی شام و سحر کی رعنائی — زینتِ لالہ زار بھی تو ہے
کیوں مجھے مشکلات کا غم ہو — جب مرا غم گسار بھی تو ہے
کس کو معلوم ہے مرے دل کا — راز تو، راز دار بھی تو ہے
بالیقیں تو ہی ابتدا ٹھہرا — بے گماں تو ہی انتہا ٹھہرا

(مقبول شارب)

حبیب اور خلیل میں فرق

حبیب اور خلیل کے درمیان فرق یہ ہے کہ خلیل وہ ہوتا ہے جس سے امتحان لیا جائے پھر محبت کی جائے۔

اور حبیب وہ ہوتا ہے جس کو آزمانے کی ضرورت نہ ہو بغیر امتحان کے اس سے محبت کی جائے۔

اس بارے میں اختلاف ہے کہ محبت اور خلت میں سے ارفع کون سا درجہ ہے؟

ایک قول یہ ہے کہ دونوں برابر ہیں خلیل وہی ہوگا جو حبیب ہے اور حبیب وہی ہوگا جو خلیل ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ محبت کا درجہ بلند تر ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو اکثر علماء سے نقل کیا ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ حبیب کا درجہ ہمارے نبی ﷺ کا درجہ ہے جو حضرت خلیل علیہ السلام کے درجہ سے برتر ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ مقامِ خلت ارفع ہے اس کی دلیل یہ حدیث پاک ہے۔

لو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لا تخذت ابا بکر خلیلا ۔

ترجمہ: اگر میں اپنے پروردگار کے سوا کسی اور کو خلیل بناتا تو ابوبکر صدیق کو خلیل بناتا۔

اس حدیث سے پتہ چلا کہ آپ ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی اپنا خلیل نہیں بنایا تھا، جب کہ نبی کریم ﷺ نے خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لئے محبت کا اثبات فرمایا ہے۔

لیجو محمد نام بگڑے بنیں سب کام

مہک اُٹھا اِک اِک گھر آنگن ۔ ان کے نام سے صبح روشن
جگمگ ان سے شام ۔ لیجو محمد نام ۔ ﷺ
روپ سروپ اروپ نیارا ۔ باتیں جیسے نور کی دھارا
سب کا بھروسہ سب کا سہارا ۔ ان پہ درود و سلام
لیجو محمد ۔ نام ۔ ﷺ
ان کی ہر سو امت ساری ۔ ان کی خوشبو پیاری پیاری
دو جگ میں ان کی سرداری ۔ سب چاکر بے دام
لیجو محمد نام ۔ ﷺ

اہل محبت (صوفیاءِ کرام) کے ہاں محبت کیا ہے؟

صوفیائے کرام نے محبت کی فضیلت میں بہت خوبصورت گفتگو کی ہے اُنہوں نے فرمایا: خلیل کو واسطہ سے وصل میسر آتا ہے۔

وکذالك نری ابراهيم ملكوت السموات والارض ۔

(الانعام، آیت /۷۵)

ترجمہ: اور ہم نے اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت دکھلائی۔ جب کہ حبیب کو بغیر واسطہ کے وصل کی دولت نصیب ہوئی ہے۔

فكان قاب قوسين او ادنی (النجم، آیت/۹)

ترجمہ: تو تھا فاصلہ دو قوسوں کا یا اس سے بھی کم۔

خلیل وہ ہوتا ہے جس کو مغفرت کی خواہش ہوتی ہے۔

والذی اطمع ان يغفر لی خطيئتی يوم الدين ۔ (الشعراء، آیت/۸۲)

ترجمہ: وہ ذات جس سے میں خواہش کرتا ہوں کہ وہ میری خطا قیامت کے دن معاف فرما دے۔ جبکہ حبیب ﷺ کے غلاموں کی مغفرت کی یقین دہانی ہو رہی ہے۔

لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر ۔ (الفتح، آیت/۲)

ترجمہ: تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے طفیل آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دے خلیل علیہ السلام نے مشقت اٹھائی اور کہا: حسبی اللہ ۔

ترجمہ: میرے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ اور حبیب ﷺ کو یوں خطاب کیا جاتا ہے:

یا ایھا النبی حسبک اللہ ۔ (الانفال، آیت/۶۴)

ترجمہ: اے نبی! اللہ تعالیٰ آپ کے لئے کافی ہے۔ خلیل علیہ السلام نے عرض کی:

و اجعل لی لسان صدق ۔ (الشعراء، آیت/ ۸۴)

ترجمہ: مجھے اچھی شہرت عطاء فرما۔ اور حبیب پاک ﷺ سے یوں فرمایا گیا۔

و رفعنا لک ذکرک ۔ (الانشراح، آیت/۴)

ترجمہ: ہم نے تمہاری خاطر تمہارے ذکر کو بلند کر دیا۔ اور یہ نعمت بن مانگے آپ ﷺ کو عطاء کی گئی۔

حضرت خلیل علیہ السلام نے عرض کی: و اجنبنی و بنی ان نعبد الاصنام (ابراہیم، آیت/ ۳۵)

ترجمہ: الٰہی مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی عبادت سے بچا۔

اور اپنے حبیب پاک ﷺ سے یوں فرمایا: انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا ۔ (الاحزاب، آیت/۳۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ صرف چاہتا ہے کہ اے اہل بیت! تم سے ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں خوب پاک وصاف فرما دے۔

زمانے میں چمکا ہے نام محمد ہوئی روکش صبح و شامِ محمد
میرا منہ لیا چوم روح الامین نے لیا میں نے جس وقت نامِ محمد
نہ پہنچے وہاں جبرائیل امین بھی بلند اس قدر ہے مقامِ محمد

پلائے ہیں بھر بھر کے ساقی نے مجھ کو
خدا کے خمستان سے جامِ محمد
فقط دو عقائد پہ دنیا ہے قائم
بقائے خدا و دوامِ محمد
(جل جلالہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم)

انصاف کا تقاضا

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا امور کے خلاصہ کا تقاضا یہ ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکات حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ذات پاک سے افضل ہے۔ اس سلسلہ میں یوں نہ کہا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے وصف خلت ثابت کے لحاظ سے ایسا لازم آیا ہے، کیوں کہ ہم کہتے ہیں کہ ان ہر دو حضرات گرامی کے لئے دو اوصاف یعنی محبت اور خلت کا وصف ثابت ہیں اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات سے وصف محبت مسلوب نہیں ہے اور خلت محبت کی نسبت سے اخص ہے اور حضور اکرم ﷺ سے خلت کی صفت مسلوب نہیں شبِ معراج کے بارے میں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں نبی کریم ﷺ کے لئے وصف خلت کا اثبات ہے، حدیث کے الفاظ یوں ہیں: **قد اتخذتك خليلاً** ۔

ترجمہ: اے محبوب! ہم نے آپ کو اپنا خلیل بنالیا ہے۔

رسولِ مجتبیٰ کہیے محمد مصطفیٰ کہیے
خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہیے

شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء کہیے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوبِ خدا کہیے

جب اُن کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش ہو جائے۔
جب ان کا نام آئے مرحبا صل علیٰ کہیے

غبارِ راہِ طیبہ سرمۂ چشمِ بصیرت ہے
یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاکِ شفا کہیے

مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رُکتے
میری آنکھوں کو ماہر چشمۂ آبِ بقا کہیے

اجماعی مسئلہ

اس مسئلہ پر اجماعِ امت قائم ہے کہ ہمارے رسولِ اکرم ﷺ تمام انبیائے کرام سے افضل ہیں بلکہ آپ ﷺ کی ذاتِ والا صفات تو مطلقاً تمام مخلوقاتِ الٰہیہ سے افضل ہے۔

یہ کہنا ''حضرت خلیل علیہ السلام کو واسطہ سے وصل میسر آیا ہے'' اس دلیل سے وہ مدعا ثابت نہیں ہوتا جس کو قائل ثابت کرنا چاہتا ہے اس سے قطعی طور پر صرف وصول الی المعرفت ہی مراد ہے کہ کیوں کہ ذاتِ باری تعالیٰ تک وصول حسی ممتنع ہے۔

اور یہ کہنا کہ ''حبیب اس ذات تک واصل ہے'' اللہ تعالیٰ تک وصول خواہ حبیب ہو ﷺ خواہ خلیل ہو علیہ السلام اسی معرفت کے ساتھ ہوگا۔

اور پھر یہ کہنا کہ ''حضرت خلیل علیہ السلام کو اپنی مغفرت کی خواہش تھی'' تو یہ خواہش اس بنا پر نہ تھی کہ یہ لفظ خلیل کے معنی کی تفسیر پر مبنی ہے اس کا اس لفظ کے معنوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جو کچھ انہوں نے ذکر کیا اس کا آخری اور انتہائی نتیجہ یہ ہوسکتا ہے کہ یہ گفتگو نبی کریم ﷺ کی ذاتی فضیلت کا فائدہ دیتی ہے نہ اس محبت اور خلت کے وصف کی بنا پر جسے مدعی نے اس بارے میں حقیقی علت قرار دیا ہے۔

قصہ مختصر ہمارے حضور حبیب ہیں اور آپ کو رب العزت جل وعلا شانہ، نے اپنی محبت کے ساتھ خاص کیا ہے۔ یعنی حبیب کسی اور کو نہ فرمایا نہ پیدا کیا۔ حبیب کی شان یہ ہے کہ جس کی مغفرت میں کوئی کلام نہ ہو بلکہ حدِ یقین سے بڑھ کر ہو کیونکہ حبیب اس کی جانب بذاتہٖ پہنچتا ہے اور باقی بالواسطہ اور وہ جو چاہتا ہے ہوتا ہے۔ رب العزت کو اس کی مرضی مطلوب ہوتی اور اس کو بغیر سوال کے

خدا بھی کب کسی پر آپ ﷺ جیسا مہربان ہو گا
زمیں کی گود میں ایسا کوئی کب آسمان ﷺ ہو گا
خدا کو آپ ﷺ کا ہر اک عمل محبوب اتنا
حَبِیْبٌ آپ ﷺ ہیں جیسے کوئی ایسا کہاں ہو گا

سَیِّدُنَا کَلِیْمٌ ﷺ

حضور ﷺ کلیم ہیں۔حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنی قدرت کا سماں دکھا کر معراج اور ایقان کے بلند درجہ تک پہنچایا۔یعنی ایک رات کے بعض حصہ میں مسجد حرام سے لے کر بیت المقدس اور پھر وہاں سے اجرام سماوی اور بہشت و دوزخ کی سیر کرائی اور اسے اپنے قرب میں اس مقام پر بلا کر جہاں حضور ﷺ سے پہلے کوئی نہیں پہنچ سکا اور نہ کوئی پہنچے گا۔راز و نیاز کی گفتگو فرمائی اور عالم غیب کے اسرار اُن پر آئینہ کیے۔

حبیب کبریا ہیں آپ ﷺ دنیا ہو کہ ہو عقبیٰ
خدا سے ہم کلامی کا شرف پایا شب اسریٰ
وہاں بھی اپنی امت کے لئے بخشش ہی چاہی ہے
اسی چاہت سے پایا ہے کَلِیْمٌ ﷺ کا مقام اعلیٰ

سَیِّدُنَا مُنِیْرٌ ﷺ

یہ اسم گرامی انار سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے روشن و منور کرنے والا حضور ﷺ نے اہل ایمان کے دلوں کو نورانیت عطا فرمائی اس شریعت کے ذریعے جو آپ ﷺ لے کر تشریف لائے۔

ہاں ہاں ہمارے حضور ﷺ منیر ہیں جنہوں نے تمام کائنات رنگ و بو کو ایسا روشن فرمایا کہ فضائے ہستی اس شعلۂ طور سے وادیٔ ایمن بن گئی اور اپنی ضیا باری کا وہ جلوہ دکھایا کہ نور ازلی بھٹکی ہوئی مخلوق کے قلوب قاسیہ میں بھی لہریں لینے لگا اور صرف انہی

وہ ﷺ کامل نور ہیں ان ﷺ سے ہوئی ہے زندگی، روشن
حقیقت میں اگر پوچھو، ہے ان ﷺ سے روشنی، روشن
کئی تاریک گوشے فطرتِ انساں میں مخفی تھے
"مُنیرؔ" ﷺ نے کیے ہیں ظاہر و باطن سبھی روشن

سَیّدُنَا مَاحِ ﷺ

آپ ﷺ نے فرمایا انا الماحی الذی یمحو اللہ بہ الکفر ۔ میں ہی مٹانے والا ہوں، اللہ تعالیٰ میرے ہی ذریعے کفر کو مٹا دے گا (بخاری شریف ۵/۲۴، کتاب المناقب ۳۵۳۲) حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس سے مراد مکہ مکرمہ، بلادِ عرب، اور وہ زمین ہے جو آپ ﷺ کے لئے سمیٹ دی گئی اور وعدہ آپ ﷺ سے کیا گیا کہ آپ ﷺ کی امت کی حکومت وہاں تک پہنچ جائے گی، ان تمام جگہوں سے کفر کو مٹانے والے۔ یہاں محو کا معنی ''ظہور اور غلبہ'' ہے جیسا کہ قران مجید میں ہے: لیظھرہ علی الدین کلہ ۔ (الفتح آیت ۲۸) ترجمہ: تا کہ اسے غالب فرما دے تمام دینوں پر اور ایک دوسری سند کے ذریعے سے حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جسے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے جس کی سند حسن ہے یہ روایت حضرت ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے مختلف ہے جو یوں ہے۔ انا ماحی ترجمہ: میں مٹانے والا ہوں۔ آپ ﷺ کو ماحی کہنے کی ایک توجیہہ یوں بھی ہو سکتی ہے کہ آپ ﷺ اپنے پیروکاروں کے گناہوں کو مٹا ڈالتے ہیں۔

المختصر ہمارے حضور ماحی ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے ذریعے اور واسطے سے آپ ﷺ کے غلاموں کے گناہ یا جہان والوں سے کفر مٹایا گیا ہے اور اس کے معنی بعض اہل اللہ نے غلبہ دین مراد لیا ہے۔ یعنی حضور ﷺ کی برکت سے کفر کمزور اور اسلام غالب ہوگا۔ جس سے وعدہ خلافی جھوٹ بولنا۔ بدی کی حمایت۔ ظالموں کا ظلم، ضعیفوں کا

ادیان پر حضور ﷺ کے دین اسلام کو غلبہ ہوگا۔

ہے ذکر آپ ﷺ کا ہر دل ہر اک زباں کے لئے
حصار امن و محبت ہر ایک جاں کے لئے
مٹایا آپ ﷺ نے ہی کفر و شرک کا غلبہ
حضور ﷺ آپ ﷺ ہی مَاحِیْ ﷺ ہوئے جہاں کے لئے

سَیِّدُنَا حَاشِرٌ ﷺ

حضور ﷺ نے فرمایا: **انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی** (بخاری ٥/٢٤، کتاب المناقب ٣٥٣٢، مسلم ١٨٢٨/٤ رقم ١٢٤–٢٣٥٤، الطبقات لابن سعد ١/١/٦٥، التمہید لابن عبد البر ٩/١٥١، ١٥٢، الدلائل للبیہقی ١/١٥٤) میں حاشر (جمع کرنے والا ہوں میرے ہی قدموں پہ لوگوں کو جمع کیا جائے گا۔ایک روایت میں قدمی کی بجائے عقبی ہے قدمی اور عقبی واحد بھی آئے ہیں اور تثنیہ بھی اور ایک روایت میں الناس کے بعد معی کا اضافہ ہے قاضی عیاض علی قدمی کے معنی میں علماء کے اختلاف یوں بیان کرتے ہیں (١) میرے زمانے (٢) میرے عہد میں۔دوسرے قول کے مطابق معنی یہ ہوگا کہ میرے سامنے لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے **و یکون الرسول علیکم شهیدا** (البقرہ: ١٤٣) علامہ خطابی اور ابن دحیہ رحمہم اللہ علیہما کے مطابق اس کا معنی ہے میرے پیچھے پیچھے۔یعنی میدان محشر میں سارے لوگ میرے پیچھے پیچھے ہوں گے اور حضور علیہ السلام سب سے آگے آنگے ہوں گے اس معنی کی تائید عقبی کے لفظ سے ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ خود بھی حاشر ہے جیسا کہ فرمایا: **و یوم یحشرهم ۔ و حشرنا هم** لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہی نام اپنے محبوب علیہ السلام کو بھی عطا فرمادیا۔

تو حضور علیہ السلام حاشر ہیں۔یعنی آپ بروز قیامت سب سے پہلے اُٹھیں گے اور تمام لوگ آپ کے قدم پر حشر کریں گے۔یعنی حضور ﷺ کے سامنے قبروں سے

[illegible]

لئے حضور ﷺ کے گرد یا حضور ﷺ کی جانب جمع ہوں گے۔

مرا اللہ مجھ سے کیوں خفا ہو — اگر لب پر یہ روز و شب صدا ہو
کہیں روزِ قیامت رہ جاؤں — مجھے یَا حَاشِرُ ﷺ سایہ عطا ہو

سَیِّدُنَا عَاقِبُ ﷺ

فرمایا انا العاقب الذی لیس بعدہ نبی میں عاقب (آخر میں آنے والا) ہوں جس کے بعد کوئی نیا نبی نہ ہوگا۔ (ایضاً) ایک روایت میں ہے و انا العاقب یعنی الخاتم (رواہ البیہقی عن محمد بن میسرہ) میں عاقب ہوں یعنی خاتم الانبیاء ہوں۔ ﷺ

حضور ﷺ عاقب ہیں۔ یعنی سب سے پیچھے آئے ہیں اور یہ بھی ایک ایسی فضیلت ہے جو کسی نبی کو حاصل نہیں، کیونکہ حضور ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد آئے ہیں۔ حدیث شریف میں خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں وہ عاقب یعنی تمام انبیاء علیہم السلام سے پیچھے آنے والا ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبوت کے محل کی وہ آخری اینٹ جس سے اس کی تکمیل ہوئی میں ہوں۔

خدا نے جب عطا کی حکمرانی — لٹا دی ان ﷺ پہ ساری مہربانی
نبی کوئی نہ ہو گا بعد ان ﷺ کے — ہے اسمِ عَاقِبْ ﷺ واضح نشانی

سَیِّدُنَا مُصْطَفٰی ﷺ

یہ لفظ دراصل مُصْتَفَوْ تھا کیونکہ صفوۃ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے خالص کرنا۔ وا متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل گئی تائے افتعال کو طا کر دیا کیونکہ صاد (حرف مستعلیہ) کے بعد واقع ہے تو حضور ﷺ مصطفےٰ ﷺ ہیں جن کو مولا کریم نے اپنے دیدار بے حجابانہ اور مکالمہ بالمشافہ کے لئے ازل سے ہی خاص کر لیا تھا۔ اُم الکتاب کے پانے اور عرش معلےٰ پر جانے۔ اللہ کا آخری کلام پہنچانے۔ حسن بے پناہ کا قدیمی روپ دکھانے۔ خلق خدا کو گناہ سے بچانے میں آپ کو ابتدا ہی سے معصوم و مصطفےٰ

فرمایا گیا گویا حضور ﷺ جمال ازل کا ایک جلوہ ہیں جس کی تابش سے پتھروں میں گداز پیدا ہوا اور مشتاقین جمال کے قلوب کو ابد کے نور سے معمور ہونا نصیب ہوا۔

بدر کامل بھی وہی ﷺ اور وہی ﷺ شمس الضحیٰ
ظاہری و باطنی اوصاف کی ہیں انتہا
وہ ﷺ نگاہ عاشقاں میں ہیں پسندیدہ بہت
اور ہیں محبوب خدا وہ مصطفیٰ ﷺ ہیں مصطفیٰ ﷺ

سَیِّدُنَا مُرْتَضٰی ﷺ

''وہ ہستی جس پر اس کا مولیٰ راضی ہو چکا ہو'' خدا کا پسندیدہ، محبوب، چنا ہوا، منتخب۔

حضور ﷺ مرتضےٰ ہیں' اس لیے کہ آپ عالم ما کان و ما یکون و جمیع اسرار و علوم ہیں آپ ﷺ کا سینہ انوار الٰہی کا گنجینہ و معارف ربانی کا خزینہ ہے۔ آپ ﷺ کے رُخ انور، پاکیزہ زندگی و مسکن پاک کی اللہ کریم نے قسمیں ارشاد فرمائی ہیں۔ آپ ﷺ کا پیشاب پاک۔ پاخانہ خوشبودار و پسینہ معطر تھا۔ آپ ﷺ کی زبان خدا کی زبان آپ کی گفتگو خدا کی گفتگو آپ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ۔ آپ ﷺ کا لعاب دہن ہر مرض کی دوا۔ آپ کا بال بال برکت و رحمت اور آپ ﷺ کا وجود مقدس سرتاپا برہان تھا۔ ایک ایک عضو میں ایسے الگ الگ اعجاز پوشیدہ تھے کہ دیکھنے والے صرف چہرۂ انور پر ایک نگاہ ڈالتے ہی کہہ اُٹھتے کہ یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں۔

جو مخزن انوار کا حامی ہوا
وہ شہیدوں میں ہے یا غازی ہوا
رب کی رضا جن ﷺ کی رضا سے منسلک
وہ ﷺ مرتضیٰ ﷺ ہیں ان ﷺ سے رب راضی ہوا

سَیِّدُنَا مُجْتَبٰی ﷺ

یہ اجتباء مصدر سے اسم مفعول کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے چن لینا، انتخاب کر لینا، صحاح میں ہے اجتباہ کا معنی ہے اس نے اسے برگزیدہ کر لیا۔

حضور ﷺ مجتبے ہیں جن پر سل تعطیٰ۔ یعنی مانگ جو مانگے گا دیا جائے گا کے شرف اجابت سے نوازش فرمائی گئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام انسانوں میں مکرم اور تمام انبیاء علیہم السلام میں معظم ہیں۔

جن ﷺ کی خاطر المصور نے سنواری کائنات
بس رضا ان ﷺ کی میں پنہاں ہے ہماری کائنات
چن لیا ہے رب نے جن ﷺ کو خاص اپنے واسطے
مجتبیٰ ﷺ ان ﷺ کو کہے کیونکر نہ ساری کائنات

سَیِّدُنَا مُخْتَارٌ ﷺ

اختیار کا وہی معنی ہے جو اصطفاء کا ہے مختار مصطفیٰ کی طرح اسم مفعول کا صیغہ ہے امام دارمی نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سِفرِ اوّل میں ہے حضور ﷺ کا یہ نام (مختار) مذکور تھا۔

حضور ﷺ مختار ہیں۔ ہر اس معاملہ میں جو رب العزت کی طرف نے آپ کو بحیثیت محبوب ودیعت ہوا۔ جس کو چاہا جنتی فرما دیا اور جسے چاہا جہنمی کر دیا اور اس کی بے شمار مثالیں تو آیات واحادیث میں پائی جاتی ہیں۔ استن حنانہ کا جنت میں گاڑ دینا۔ اکیلے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دینا۔ (ایک صحابی کو جو مانگتا ہے مانگ لے) کے اختیارات سے اجازت فرمانا۔ چاند کے دو ٹکڑے کر دینا۔ غروب سورج کو لوٹانا۔ آپ ﷺ کے اختیارات کے معمولی دلائل میں سے ہیں کیونکہ حضور ﷺ صاحب امر ونہی ہیں۔

شجر ہوں یا حجر کہتے ہیں سب ہی تاجدار ان ﷺ کو
سلامی دینے آتی ہے ہر اک فصل بہار ان ﷺ کو
تصرف میں انہی ﷺ کے کائنات اللہ نے دے دی
وہ ﷺ مُختار ﷺ ہیں ہر شے پر ملا ہے اختیار ان ﷺ کو

سَیِّدُنَا صَادِقٌ ﷺ

یہ اسم گرامی صدق سے اسم فاعل کا صیغہ ہے امام بخاری اور دیگر محدثین نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جوان اخبار کے پہنچانے میں سچے ہیں اور انہیں اس معاملہ میں سچا قرار دیا گیا۔ ابن دحیہ علیہ الرحمتہ نے فرمایا: صادق اور مصدوق حضور ﷺ کا ایسا واضح نام ہے جو کہ اسم علم کے قائم مقام ہے۔ یہاں تک کہ ابوجہل بھی کہنے لگا کہ ہم آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن جو آپ لائے ہیں (قرآن) وہ (نعوذ باللہ) جھوٹا ہے۔ اس پہ قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی۔

فانهم لا یکذبونك و لكن الظالمين بايت الله يجحدون ۔ پس بے شک وہ آپ کو نہیں جھٹلاتے لیکن ظالم اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔ یہ نام بھی اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں سے ہے **و من اصدق من الله حديثا ۔ و من اصدق من الله قيلا ۔**

تو ہمارے آقا علیہ السلام صادق ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی بعثت کے بعد جن زہرہ گداز مظالم میں گھری رہی اور ان کا مقابلہ جس فوق العادۃ استقلال وثبات کے ساتھ حضور ﷺ نے کیا۔ حقیقتاً وہ ایک صادق ہی کا کام تھا۔ ورنہ تمام شیطانی قوتیں جب اپنے ابلیسی جنود اور تمام ہولناکیوں کے ساتھ سچائی کو مٹانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں تو وہاں جھوٹے اور ریاکار و مکار کا کیا کام کہ مقابلہ کر سکے۔ پتھر برسائے گئے۔ آب و دانہ بند کیا گیا۔ گرم ریت پر لٹایا گیا۔ قتل کے منصوبے کئے گئے اور لالچ دیئے گئے۔ پھسلایا گیا۔ ستایا گیا۔ بہکایا گیا۔ بڑے بڑے توبہ شکن حُسن اور بڑے بڑے استقلال سوز جواہرات [illegible] کی چٹان صد ہزار تموج میں بھی

نہ ہلی اور اپنی صداقت پر قائم رہی اور اس کے اس قیام نے نہ صرف چراغِ توحید کو بجھنے سے بچالیا بلکہ ساری دنیا کو ایک ان دیکھے خدا کی پرستش پر مائل کر دیا۔

وہ ﷺ شہنشاہ عجم ہیں وہ ﷺ ہیں سردار ﷺ عرب

قول کے سچے ہمیشہ سے ہیں سرکار ﷺ عرب

اتنا تو ادراک دور جاہلیت میں بھی تھا

صادقؐ ﷺ ہی مانتے تھے ان ﷺ کو کفار عرب

سَیِّدُنَا اَمِیْنٌ ﷺ

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: اکثر مفسرین نے قرآن پاک میں مطاع ثم امین (التکویر ۲۱) ان کی اطاع کی جاتی ہے اور وہ امانت دار ہیں سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات مراد لی ہے۔ امین بروزن فعیل یا تو اسم فاعل کے معنی میں ہے اور اس کی ماضی امن بروزن کرم ہے اس سے صفت مشبہ امین اور اُمّان بروزن رُمّان ہے۔ اس کا معنی ہوگا قوت والا نگرانی کرنے والا، جس کی امانت پہ وثوق کیا جاتا ہو اور جس کی دیانت کیطرف رغبت کی جاتی ہو۔ حضور علیہ السلام کو بچپن سے ہی اس نام سے پکارا جاتا تھا کیونکہ آپ کی ذات والا صفات میں وقار، گفتگو میں صداقت ہدایت، خسیس اور گندے اخلاق سے اجتناب کی سی صفات موجود تھیں حضور علیہ السلام نے فرمایا الا تأمنونی وانا امین من فی السماء یاتینی خبر من فی السماء صباحا ومساء۔ (امام مسلم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی) کیا تم مجھ پہ اعتماد نہیں کرتے حالانکہ میں اس ذات کی طرف سے امین ہوں جو آسمانوں میں ہے میرے پاس اسی ذات کی طرف سے صبح وشام خبریں آتی ہیں۔ یعنی آپ ﷺ وحی الٰہی کے محافظ اور اطاعت ربانیہ پر قوی ہیں۔

حضرت کعب بن مالک نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں یوں عرض کی

اَمِیْنٌ مُحِبٌّ فِی الْعِبَادِ [illegible]

آپ ﷺ امین، محبت فرمانے والے، بندوں میں اپنے پروردگار کے آخری نبی کی علامت والے اور تمام خاتموں پہ غلبہ پانے والے ہیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ امین بمعنی ماموں ہے اور ماموں کا معنی مؤتمن ہے یعنی وہ ذات جس کو امانت سپرد کی جائے۔ اس صورت میں فعیل بمعنی مفعول ہوگا۔ ائتمان کا معنی ہے کسی سے حفاظت کرانا، امانت پہ یقین و وثوق کرنا۔ حضور علیہ السلام کا یہ نام اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کی حفاظت حضور علیہ السلام سے کروائی ہے، آپ کو اپنے اور مخلوق کے درمیان واسطہ بنایا، امانت کا حلۂ فاخرہ آپ کے زیب تن فرمایا، صدق کا تاج فاخرہ جو عزت کے لعل و جواہر سے مرصع تھا آپ ﷺ کو پہنایا۔

امانت دار ان ﷺ جیسا کوئی بھیجا نہیں رب نے
دعائے خیر ہی مانگی ہر ان ﷺ کی جنبش لب نے
یہودی ہوں، نصاریٰ ہوں کہ ہو کفار مکہ ہی
اَمِینْ ﷺ کہہ کے ہی ان ﷺ کو پکارا عمر بھر سب نے

تو ہمارے حضور ﷺ امین ہیں جن کا بچپن معصوم' جوانی بے داغ اور تمام زندگی ایسی صاف اور پاکیزہ تھی کہ دوست تو کیا کوئی دشمن بھی ان پر کسی قسم کی نکتہ چینی نہیں کر سکتا۔ ابوسفیان جیسا دشمن اسلام مسلمان ہونے سے پہلے عرب سے باہر ایک غیر سلطنت کے دربار میں کھڑا ہو کر آپ کے حالات بیان کرتا ہے تو بے ساختہ اس کے منہ سے نکلتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر پہلو میں امین ہے۔ اس میں کوئی اخلاقی کمزوری نہیں حضور ﷺ کی دیانت و امانت پر قوم کا یہ اعتماد ہے کہ اپنی قیمتی اشیاء اس کے پاس امانت رکھتی ہے اور محفوظ واپس لیتی ہے۔ آپ نے جس دیانت داری کے ساتھ وحی آسمانی کی دولت سرمدی دوسروں تک پہنچائی اس پر قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ وہ نبوت سے پہلے بھی تو تم ہی میں رہتا تھا کیا اس نے کبھی جھوٹ بولا یا وحی کا نام لیا' جو بندوں سے جھوٹ نہ بولے وہ خدا پر کیونکر افترا باندھے گا۔

سَیِّدُنَا عَالِمٌ ﷺ

انسان کے شعور میں اترا وہ ماہتاب ﷺ تاریکیوں کی ہٹ گئی ہر چیز سے نقاب
بوجہل بھی نہ روک سکا جس کا راستہ آیا ہے عالِمؐ کی نظر سے وہ انقلاب ﷺ

علامہ ابن دحیہ نے حضور ﷺ کے دو نام عالم اور علیم یکجا بیان فرمائے ہیں۔ عالم علم سے اسم فاعل ہے جس کا معنی ہے دینوی واخروی تمام حقائق کو جاننے والی ذات اور دوسرا بھی مبالغہ اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ یعنی وہ ذات جسے علم میں کمال اور ثبات حاصل ہو۔ یاد رہے! یہ دونوں اسماء بھی اسماء حسنیٰ میں شامل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی علیہ السلام کو عطا فرمائے کیونکہ آپ ﷺ کے لئے اس علیم ذات نے علم سے بہت سا علم جمع فرما دیا۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت کے علوم کا آپ ﷺ کو مالک بنا دیا۔ غیب کے معاملات آپ ﷺ پر منکشف فرما دیئے۔ اولین و آخرین کے علوم آپ ﷺ کو عطا فرما دیئے۔ کتب سابقہ انجیل اور تورات، حکماء کی حکمت گزشتہ تمام امتوں کے حالات پر آپ ﷺ کے علم کو محیط فرما دیا۔ لغت عرب اس کے مشکل الفاظ، فصاحت کی مختلف اقسام کا علم آپ ﷺ کو عطا فرما دیا۔ عربوں کی جنگوں کے حالات، ان کی ضرب الامثال، ان کے احکام، ان کے اشعار کے معنی اور قسم قسم کے علوم میں گفتگو بھی آپ ﷺ کی دسترس میں کر دی۔

الغرض! ہمارے آقا علیہ السلام عالم و علیم ہیں جن کا علم علم الٰہی کا فیض ہے' جو فرماتے ہیں۔ علم الٰہی کے ماتحت ہی فرماتے ہیں۔ انہوں نے علوم و معارف کے پردے چاک کئے اور وہ کچھ اہل جہان کو بتایا جو راہنماؤں میں حضور علیہ السلام سے پہلے کسی نے نہ بتایا اور نہ بعد میں کوئی بتا سکے گا حضور ﷺ اپنی تعلیم کا آپ ہی نمونہ اور آپ ہی مثال ہیں' کیونکہ دوسرے تمام رہنماؤں میں عالم ما کان و ما یکون نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ ہوگا۔

اہل دل اہل نظر کو مل گئے ایماں کے پھول
وقت کے چہرے پہ بھی جمنے لگی صدیوں کی دھول

لائے ہیں جبریل علیہ السلام یہ کہتے ہوئے ام الکتاب
بس علیمٌ ﷺ پر ہوا ہے علم کامل کا نزول

سَیِّدُنَا جَوَادٌ ﷺ

یہ اسم پاک واوٗ کی تخفیف کے ساتھ ہے جو کہ جود سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے اس کا معنی ہے وسیع کرم والا، کامل اطاعت والا، کریم، سخی، پوری زندگی فرماں برداری کرنے والا۔

یاد رہے! جواد، واوٗ کی تشدید کے ساتھ جو کہ مبالغہ کا صیغہ ہے بمقابلہ جواد بہ تخفیف واوٗ، امام قشیری فرماتے ہیں جواد کی حقیقت یہ ہے کہ اس پہ خرچ کرنا دشوار نہ ہو۔

یاد رہے: کرم کا پہلا درجہ سخاوت ہے اس سے اوپر جود ہے اور سب سے بڑھ کر ایثار ہے۔ جس نے کچھ رکھا اور کچھ خرچ کیا وہ سخی ہے، جس نے اکثر خرچ کر دیا اور کچھ رکھا وہ جواد ہے، اور جس نے خود تکلیف برداشت کی اور دوسرے کو ترجیح دی ایسا شخص ایثار کرنے والا ہے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شاہ بطحا تیرا نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

سید عالم ﷺ کا ایک اسم گرامی اسی مادہ سے اجود بھی ہے جو کہ جود سے اسم مبالغہ کا صیغہ ہے۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حضور ﷺ سب لوگوں سے بڑھ کر جود و سخا کرنے والے تھے اور رمضان میں آپ نہایت ہی جود و سخا فرماتے تھے تیز ہوا سے بھی زیادہ (من الریح المرسلہ) امام ابویعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا الا اخبرکم عن الاجود اللہ الاجود و انا اجود بنی آدم (مجمع الزوائد، کنز العمال) کیا میں تمہیں بتاؤں سب سے بڑھ کر جود و سخا کرنے والا کون ہے وہ اللہ ہے پھر اولاد آدم میں سے میں ہوں اسی سے حضور علیہ السلام کا ایک اسم گرامی اجود الناس بھی ہے ﷺ

ہیں۔ اُن پر خدا کی تمام نعمتیں ختم ہوئیں اور تکمیل دین کر دی گئی۔ خداوند عالم کے اس امین نے دین کی لازوال دولت کو بہ تمام و کمال دنیا والوں تک پہنچایا اور باقی انعاماتِ الٰہیہ سے بھی مالا مال کر کے حق سخاوت ادا فرمایا۔

جو خوابیدہ تھے ان کو خواب غفلت سے جگانے میں
رہے مصروف وہ ﷺ انسان کی بگڑی بنانے میں
مرا ایمان ہے جود و کرم میں وہ ﷺ ہیں لاثانی
نہیں ہے ان ﷺ سے بڑھ کے کوئی جوّاد ﷺ زمانے میں

سَیِّدُنَا مُصَدِّقٌ ﷺ

ہمارے حضور ﷺ مصدِّق بھی ہیں اور مصدَّق بھی حضور ﷺ وحی کی تصدیق فرمانے والے ہیں والذی جاء بالصدق و صدق به (الزمر : ۳۳) ایک قول کے مطابق "صدّق به" سے مراد بھی حضور ﷺ ہی ہیں کیونکہ آپ سچ لے کر بھی آئے اور اس کی تصدیق بھی فرمائی۔ اگرچہ آپ ﷺ کی امت بھی تصدیق میں شامل ہے تو اس لحاظ سے آگے جمع کا صیغہ بولا گیا اولئك هم المتقون۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کو اس لئے مصدق کہا گیا ہو کہ آپ نے پہلی کتابوں اور نبیوں، رسولوں کی تصدیق فرمائی ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم (ال عمران : ۸۱) اور آپ ﷺ مصدق (بفتح الدال) ہیں کہ امت نے آپ کی تصدیق کی۔ آپ ﷺ مصدوق بھی ہیں جیسا کہ اسم گرامی صادق میں گذر چکا ہے۔

الغرض حضور ﷺ مصدق ہیں۔ آپ نے اپنی سچائی کے ماتحت انسانوں کو اس دنیا میں رہنے سہنے کے قابل بنا دیا۔ اُن کے قلوب قاسیہ کو روشن کر کے بالکل خدا کے سامنے کر دیا۔ سیاست کی بساط اُلٹ گئی۔ امن عامہ کا اعلان ہو گیا۔ غیر الٰہی غلامی سے نجات مل گئی اور کسی کے دل میں خدائے وحدہٗ لاشریک کے خوف کے سوا کسی کا ڈر نہ

زمانے سے فسوں توڑے سبھی گمراہ خوابوں کے
انہوں ﷺ نے کر دیئے آزاد سب قیدی سرابوں کے
زبور، انجیل اور تورات کی تصدیق فرمائی
وہی ﷺ تو ہیں مُصَدِّقْ ﷺ خدا کی سب کتابوں کے

سَیِّدُنَا بُرْھَانُ ﷺ

ارشاد باری تعالیٰ قد جاء کم برھان من ربکم ۔ میں برہان سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات ہی ہے۔ (حضرت سفیان بن عینیہ رضی اللہ عنہ) برہان ایسی واضح دلیل کو کہتے ہیں جو پورا یقین پیدا کرے۔ اس کا معنی حجت بھی ہے۔ حضور علیہ السلام برہان ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی ذات پاک مخلوق پہ اللہ تعالیٰ کی حجت ہے کیونکہ آپ کے پاس اپنی صداقت پر دلالت کرنے والے معجزات ونشانات موجود ہیں۔ یادرہے کہ یہ نام اسماء الٰہیہ میں سے ہے جیسا کہ سنن ابن ماجہ شریف میں ہے۔

حضور ﷺ بُرہان ہیں۔ کوئی بصارت و بصیرت رکھنے والا انسان اگر حضور ﷺ کے تمام مراتب مخصوصہ و جملہ اوصاف مدحیہ کا مطالعہ کرے تو اس پر خود بخود واضح ہو جاتا ہے کہ حضور سرتاپا بُرہان ہیں اور آپ ﷺ کا بال بال برکت و رحمت ہے۔ آپ ﷺ کو اہل معصیت کے لئے چراغ ہدایت اور اہل تقویٰ کے لئے مشعل راہ بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے۔ مخالفین ومعاندین اور معترضین ومنکرین نے آزمائش وابتلاء کے جس پہلو سے حضور ﷺ کو پرکھا ہر لحاظ سے اپنے دعوائے نبوت ورسالت کی ایک بولتی چالتی دلیل پایا، جس کا نہ کوئی جواب ہوا نہ ہو سکتا ہے۔

بے یقیں اہل خرد تھے بدگماں سارے عقیل
اپنے بندوں پر ہوا پھر مہرباں رب جلیل
ان ﷺ کو بھیجا عالم انسانیت کے واسطے
ﷺ ... محکم ... لیا

سَیِّدُنَا حُجَّۃٌ ﷺ

حضور علیہ السلام نہ صرف حجت بلکہ حجۃ اللہ ہیں۔ (مسند فردوس) اور حجۃ بالغہ ہیں۔ حجت کا معنی ہے "درست مقصد کو واضح کرنے والی دلالت اور بالغہ کا معنی ہے ایسا کامل حسن جس میں کسی قسم کی کمی نہ ہو۔ سرکار دو عالم ﷺ حجۃ اللہ علی الخلائق ہیں یعنی تمام مخلوق پہ اللہ تعالیٰ کی واضح اور روشن دلیل، اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ چونکہ دلیل کو کمزور کرنا دعویٰ کو کمزور کرنے والی بات ہے تو حضور ﷺ کی ذات میں عیب تلاش کرنا اور آپ ﷺ کے کمالات کو نہ ماننا دعویٰ توحید کو کمزور کرنے کے مترادف ہے

کیونکہ حضور ﷺ حجتہ ہیں اور خداوند جل مجدہٗ کی ہستی پر سب سے بڑی حجت ہیں جن کے مقابلے میں باقی تمام دلائل ہیچ ہیں۔ حضرت سراج الامت سند الفقراء شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے (جب ہستی باری تعالیٰ کی پرستش پر آپ پر اعتراض کیا گیا) تو کیا خوب جواب فرمایا: من بایں طور خدارا مے شناسم کہ خدائے محمد است۔ یعنی خداوند جل وعلا شانہٗ کو میں اس طریق پر پہچانتا ہوں کہ محمد ﷺ کا خدا ہے۔

خوف عصیاں سے لرزتے کانپتے جتنے گئے ۔۔۔ سایۂ دامان رحمت کی دعا کرتے گئے

روز محشر عذر خواہی کا کوئی رستہ نہیں ۔۔۔ حُجَّۃٌ ﷺ اتمام حجت کیلئے بھیجے گئے

سَیِّدُنَا اُمِّیٌّ ﷺ

قرآن مجید میں ہے: الذین یتبعون الرسول النبی الامی (الاعراف: ۱۵۵)، جو لوگ امی نبی و رسول ﷺ کی پیروی کرتے ہیں اُمی کا عام معنی ہے جو اچھی طرح کتابت نہ کر سکے چنانچہ حدیث میں ہے انا امۃ امیۃ لا نحسب ولا نکتب۔ ہم امی امت ہیں نہ حساب جانتے ہیں نہ کتابت امی ام کی طرف منسوب ہے گویا کہ حضور علیہ السلام اس حالت پہ تھے کہ جس حالت میں آپ ﷺ کی امی جان نے آپ کو جنا، نہ آپ کسی درس گاہ میں گئے نہ آپ ﷺ کا کوئی استاذ پھر الرحمٰن علم القرآن اللہ تعالیٰ نے علوم و معارف کے دروازے کھول دیے اور آپ ﷺ کو معلم کائنات بنا دیا تو

امی ہونا حضور علیہ السلام کا تو معجزہ ہے اگرچہ دوسروں کے لئے ایسا نہ ہو۔ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت رسول کریم ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے اس معجزہ کا تعلق علوم و معارف کے لحاظ سے ہے، علاوہ ازیں اللہ رب العزت کے بہت سے علوم و معارف سے آپ ﷺ کو سرفراز فرمایا اور وہ شخصیت جس نے نہ پڑھا ہو نہ تحریر کا ڈھنگ کسی سے سیکھا ہو نہ اسباق کا کسی کے ساتھ تکرار کیا ہو اور نہ ہی کسی سے یہ چیزیں حاصل کی ہوں اس ذات سے ایسی چیزوں کا پایا جانا تعجب کا باعث، عبرت کا انتہائی اعلیٰ مقام اور انسانوں کے لئے معجزہ ہے اور اس میں کسی قسم کی کمی موجود نہیں، کیونکہ معروف انداز میں پڑھنے اور لکھنے کا مقصود علوم و معارف وغیرہ مذکور امور نہیں ہیں، یہ تو آلات اور وسائل ہیں جو مقصود تک پہنچانے والے ہیں، خود یہ فی نفسہ مطلوب و مقصود نہیں ہیں اور جب مقصود اور نتیجہ حاصل ہو تو آلات اور وسائل کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس نے نبی پاک ﷺ کے لئے امی ہونے کی صفت یا اس کی مانند صفات جیسے کہ یتیم ہونا اور جو تکالیف آپ ﷺ کی ذات با برکات کو پہنچیں منسوب کیں اگر اس سے اس کا مقصود آپ ﷺ کی تعظیم اور نبوت پر دلالت وغیرہ امور ہیں تو یہ مستحسن ہے، اور جس کا ارادہ یہ نہ ہو اور اس عمل سے برا ارادہ ہو تو ایسے شخص کو ماقبل لوگوں سے لاحق کر دیا جائے گا یعنی ان لوگوں کے ساتھ جو آپ ﷺ کی ذات پاک کو برا بھلا کہتے ہیں لہٰذا ایسے شخص کو اس کے حال کے مطابق قتل کیا جائے گا۔ یا اس کو سزا دی جائے گی۔ یہ لفظ اُمِّی قرآن پاک کی ایک قرأت میں اَمِّی بھی آیا ہے اس لئے بعض نے اَمِّی کو حضور علیہ السلام ایک نام بھی شمار کیا ہے اس کا معنی ہو گا ارادہ کی جگہ تو حضور ﷺ بھی لوگوں کے ارادوں کا مرکز ہیں۔

رہا دل میں میرے خیال محمد	خدا مجھ کو دیوے وصال محمد
الٰہی یہ آنکھیں میری کام آویں	کہ دیکھوں میں ان سے جمال محمد
رسولوں کا سردار جو ہے خدایا	کسی نے ... مقام محمد

جہاں میں ترانہ ایسا ہوا ہے نہ ہوگا ۔۔۔ نہیں ہے جہاں میں مثالِ محمد

(ﷺ)

وہ اُمی ہو کے بھی شہر علم ہیں

الغرض حضور ﷺ اُمی ہیں جنہوں نے اپنی سعید فطرت کے ماتحت قدرت کے مکتب میں تعلیم حاصل کی اور جن کی ابتدائی وانتہائی تعلیم کا کالج خدا کا دربار تھا۔ کسی استادِ علم وفن کے سامنے تعلیم حاصل کرنے کے لئے زانوئے ادب تہ کرنے سے رب العزت نے محفوظ رکھا' کیونکہ جو خود تعریف کیا جانے والا ہو۔ اس کے مقابلے میں سے کوئی اور بلندی (جہاں وہ جھکے) اس کی توہین ہے۔ گو حضور ﷺ ظاہری اُستاد نہ رکھتے تھے اور ہر قسم کی تعلیم وتربیت سے محروم رہے مگر اپنے غلاموں اور پیرووں کو وہ علوم سکھائے کہ ان پر مستقل ترقی کے دروازے کھل گئے۔ کائنات بھر کی خوابیدہ قوتیں بیدار ہو کر مصروف عمل ہو گئیں اور متلاشیانِ حق کو وہ عرفان عطا کیا کہ ماسوی اللہ کا خوف خود بخود دلوں سے دور ہو گیا۔ کیا شان ہے اس امی ہونے کی جس کی ذات نے علم وکمال کے دریا بہا دیئے اور جہاں بھر کے اہل علوم دیوانے بنا دیئے۔

وہ ﷺ رحمت کامل سراپا حلم ہیں ۔۔۔ وہ ﷺ عالم انسانیت کے خلم ہیں
وہ ﷺ صاحب قرآں بھی ہیں قرآن ۔۔۔ وہ ﷺ امی ﷺ ہو کے بھی شہر علم ہیں

سَیِّدُنَا طَیِّبٌ ﷺ

بروزن سید بمعنی پاک، صاف ستھرا، شمائل ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کے سینہ مبارک سے بڑھ کر نہ کوئی کستوری سونگھی اور نہ عطر۔ حدیث شریف میں طیب کا اطلاق ذات باری پر بھی ہوا ہے یعنی یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے بابرکت ناموں میں سے ہے ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبا ۔ (مسلم شریف) اللہ تعالیٰ خود پاک ہے اور پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے۔

حضور علیہ السلام طیب ہیں۔ پاکیزہ پیدا ہوئے اور پاکیزہ رہے۔ آپ اپنی صفائی قلب۔ پاکیزگی ضمیر اور بلندی روح و طہارت جسم کے لحاظ سے وہ ہیں جن پر عالم انسانیت کو ناز ہے مگر حضور ﷺ کو اس پر فخر نہیں بلکہ ہر مدّاح کو اپنی مدح میں مبالغہ سے منع فرماتے ہیں اور ایسے پاکباز ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو درست فرما کر گناہ سے پہلے معافی کی خبر دی تا کہ ہر حال میں اس کا طیب ہونا منکشف ہو جائے۔

جب نام آئے ان ﷺ کا پڑھ صل علیٰ
تو مدعا ﷺ وہی کا ایمان اہل ہیں
ہیں طَیِّبٌ ﷺ پاکیزگی کی انتہا
ہر قلب کو دے جلا ان ﷺ کا ذکر یوں

سَیِّدُنَا طَاہِرٌ ﷺ

طہارت سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی میل کچیل سے پاک، صاف ستھرا، ناپاکیوں سے مبرا حضور علیہ السلام طہارت کی تمام اقسام کے جامع ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ظاہر و باطن کو پاک اور صاف ستھرا بنایا ہے، طہارت حِسّی ہو (ظاہری میل کچیل سے) یا معنوی (باطنی ناپاکیاں، مذموم اخلاق)

ہر قسم کی آلائشوں سے فرما کر قابل تعریف عادات سے مزین فرما دیا۔ امام نیشاپوری علیہ الرحمتہ نے طہارت کی دس اقسام مندرجہ ذیل بیان فرمائی ہیں۔ (۱) دل کی طہارت، دل کو ماسویٰ اللہ سے پھیر دینا، (۲) سر کی طہارت، مشاہدہ کے انداز میں دیدار کرنا، (۳) سینہ کی طہارت، امید اور قناعت کرنا، (۴) روح کی طہارت، حیا اور ہیبت، (۵) پیٹ کی طہارت، حلال روزی، پاکدامنی، (۶) بدن کی طہارت، شہوات کا ترک، (۷) ہاتھوں کی طہارت، گناہوں سے بچنا، (۸) گناہ سے طہارت، حسرت و ندامت اختیار کرنا، (۹) زبان کی طہارت، ذکر و استغفار میں مصروف رہنا، (۱۰) کوتاہی سے طہارت برے انجام کا خوف رکھنا۔ اللھم اعطنا الطھارات کلھا۔

ہر گام پر ہے کارگر ان ﷺ کی عطا
تو ڈھونڈ لے ان ﷺ کی گلی کا راستہ
[illegible] ﷺ کا ذکر، ہو جا باصفا

سَیِّدُنَا مُطَهِّر ﷺ

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ کے مطابق ہا کو مکسور پڑھنے کی بھی گنجائش ہے یعنی اسم فاعل بھی ہوسکتا ہے اور مفعول بھی، آپ ﷺ خود بھی خود پاک صاف، ستھرے ہیں اور لوگوں کو بھی خوب پاک کرتے ہیں "ویز کیھم" اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے کو ہر قسم کی آلائشوں سے پاک پیدا فرمایا۔ یعنی سرکار ﷺ طاہر بھی میں مُطَهِّر بھی ہیں اور مُطَهَّر بھی ہیں۔ یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

تو ہمارے آقا ﷺ، طاہر و مطہر ہیں۔ طہارت ظاہری و باطنی ہے جس کو کتاب اللہ نے واضح طور پر بیان فرما دیا ہے۔ آپ ﷺ ایک عظیم الشان مصلح کی حیثیت میں خود ایسے فطری پاکیزہ ہیں کہ ہر وہ عمل یا شے جو حضور ﷺ کے سامنے آئے یا ساتھ لگے اس کو بھی طہارت یافتہ بنا دیتے ہیں۔ آنجناب رسالت مآب ﷺ کی طہارت کا یہ شاندار مظاہرہ اعمال ظواہرہ سے گذر کر باطن تک پہنچ کر رہا۔ حضور ﷺ نے نہ صرف قتل و غارت۔ سلب و نہب۔ ڈکیتی اور چوری۔ دختر کشی و مادر نہادی۔ قمار بازی و شراب خوری۔ زنا و غنا۔ خیانت و حماقت۔ بد دیانتی و سود خوری۔ بے حیائی و بد باطنی۔ طعن و تشنیع۔ استہزاء و مذاق۔ شرک و کفر۔ نسلی مفاخر و امتیازات کا کلی خاتمہ کیا بلکہ غیبت و بدگوئی۔ بہتان و اتہام۔ حسد و کینہ۔ بغض و عداوت۔ ریا و نمود۔ رسم و رواج۔ غضب و غرور اور فتنہ و فساد میں بھٹکتی ہوئی مخلوق کو پاک و صاف کر دیا۔ نفاق و شقاق مٹائے اور قلوب و نفوس انوار الٰہی سے مجلّا فرما دیئے۔ طہور بھی سرکار کا اسم گرامی ہے اس کا معنی ہے خود پاک اوروں کو پاک کرنے والا۔

احساس کی جبیں کو اگر ان ﷺ کا در ملے ابرار کی صفوں میں جگہ عمر بھر ملے
عصیاں کے داغ دامنِ ہستی پہ کیوں رہیں مجھ کو مُطَهَّر ﷺ کا وسیلہ اگر ملے

سیدنا اولیٰ ﷺ

قرآن مجید میں ہے: النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم (الاحزاب ۶) نبی

ﷺ اہل ایمان کی جانوں سے بھی ان کے زیادہ قریب ہیں۔ یعنی دنیا و آخرت کے تمام معاملات میں ان کی جانوں سے بھی بڑھ کر قریب ولائق۔

حضور ﷺ اولیٰ ہیں: جن کے احکام ان کے تصرف کی قوت سے ملے ہوئے ہیں جن کا غلام یا صحابی بننا موجب سعادت دنیا و عقبیٰ ہے۔ تورات میں ذکر کیا گیا ہے کہ ایک اولیٰ شخص اولیٰ اُمت کے لئے اولیٰ ہونے کی حیثیت میں ظاہر ہوگا۔ وہ اپنی اُمت کی اصلاح ہدایت و تعلیم سے کرے گا اور رہتی دُنیا تک نوعِ انسان کے ساتھ رہے گا۔ وہ خوبیاں جو حضور ﷺ کی اوّلیت پر گواہ ہیں وہ ہیں جن میں کسب و عمل کو دخل نہیں بلکہ رب العزت کی عنایت و موہبت سے ہیں۔ فضیلت۔ نبوت۔ رسالت۔ خلّت۔ محبت برگزیدگی۔ اسرار۔ دیدار قرب۔ شفاعت۔ مقام محمود۔ معراج جسمانی' امامت الانبیاء۔ قیامت کو انبیاء و امم سابقہ پر گواہ ہونا۔ اولاد آدم کی سرداری۔ صاحبِ عرش کے نزدیک حمد لواء الحمد کا پانا رحمت اللعالمین ہونا۔ ہدایت۔ امانت۔ رضاء کوثر۔ گذشتہ و مابعد امور سے قبل از وقوع معافی۔ انشراح صدر۔ رفعت ذکر۔ سکینہ کا اترنا۔ فاتح ہونا۔ تائید ملائکہ۔ کتاب و حکمت۔ سبع مثانی۔ قرآن عظیم۔ پاکیزگیٔ رحمت۔ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کا درود شریف پڑھنا۔ آپ کے اسم پاک۔ پیشانی۔ عمر اور مسکن پاک کی قسمیں یاد فرمانا۔ قبولیت دُعا کا وعدہ۔ شجر و حجر کا کلام انگشتانِ مبارک سے پانی کا اجرا۔ تھوڑی چیز میں برکت۔ شق القمر۔ ردالشمس۔ اشیاء کا مدد دینا۔ علم غیب۔ سایہ کا نہ ہونا سنگریزوں کا تسبیح پڑھنا۔ دردوں بیماریوں کا اچھا کر دینا۔ لوگوں کے شر سے بچانا وغیرہ جن کا کوئی عقلِ احاطہ نہیں کر سکتی اور ان کے علم پر سوائے اس کے عطا فرمانے والے خدائے وحدہ کے اور کوئی آگاہ نہیں۔

یہ ہے لطف و کرم ان ﷺ کا دلوں پہ نور چھایا ہے
انہی ﷺ کا فیض انساں کو خدا کے پاس لایا ہے
وہی ﷺ اقرب ہیں مومن کے خود اس کی جان سے زیادہ
انہی ﷺ کی ذات اقدس نے ہی اولیٰ ﷺ نام پایا ہے

سَیِّدُنَا اَوَّلُ ﷺ

اوّل کا معنی ہے غیر سے تقدم وسبقت والا یا وہ ذات جس کی اقتداء کی جائے، وزن فعل اور حضور ﷺ کی ذات کا علم ہونے کی وجہ سے اس مقام پہ یہ اسم غیر منصرف ہوگا۔ چونکہ بصریوں کے نزدیک لفظوں میں بہرصورت یہ صفت واقع ہوتا ہے اور اس کے ساتھ 'اسبق' کا سا سلوک کیا جاتا ہے جو کہ سبق مصدر سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ نیز اگر الف لام سے خالی ہوگا تو اس کا مفرد و مذکر ہونا لازم ہے اور اگر اضافت کی نیت کر لی جائے تو مبنی بر ضمہ ہوگا۔

مسلم شریف کی حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

انا سید ولد ادم یوم القیامة و اول من تنشق عنه الارض و اول شافع و اوّل مشفع (کتاب الفضائل ۳/۱۷۸۲،۲۲۷۸)

قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا، سب سے پہلے مجھ سے ہی زمین شق ہوگی (میں قبر انور سے باہر تشریف لاؤں گا) میں ہی سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور میری ہی سب سے پہلے شفاعت قبول ہوگی۔

زمیں پر سب سے پہلے تو صفی اللہ ہی آئے
مگر ان کی نظر نے آپ ﷺ کے انوار اپنائے
امامت انبیاء کی آپ ﷺ نے کی ہے شب اسریٰ
جبھی تو اَوّلُ دونوں جہاں میں آپ ﷺ کہلائے

یاد رکھئے اولیت کے اعتبار سے حضور ﷺ اوّل الرسل خلقا (تخلیق کے اعتبار سے سب نبیوں سے پہلے) بھی ہیں اول شافع (سب سے پہلے شفاعت فرمانے والے) بھی ہیں اول مشفع (سب سے پہلے آپ ہی کی شفاعت قبول ہوگی) اول المسلمین (اسلام میں سب کی مقتداء و پیشوا) اول من تنشق عنه الارض (سب سے پہلے آپ ہی قبر انور [illegible]) [illegible] المؤمنین (ایمان [illegible]

میں سے اوّل) یہ تمام اسماء مبارک نبی کریم ﷺ کے ہیں۔

بعد از خدا عظیم تر مخلوق میں وہی   معلوم ان کے مرتبے کی انتہا نہیں
محبوب ذات حق کے سوا کائنات میں   کوئی ہمارا مرکز مہر و وفا نہیں
نیّر چلو حضور ﷺ کے در پر پڑے رہیں   جس در سے خالی لوٹتا کوئی گدا نہیں

سَیِّدُنَا اٰخِرُ ﷺ

اٰخر تأخر سے ہے جو کہ تقدم کی ضد ہے تو آخر اول کی ضد ہوا یہ دونوں حضور ﷺ کے اسماء گرامی بھی ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے بھی سورۃ حدید میں ہے هُوَ الاوّل والاخر و الظاهر والباطن ۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی فرمایا ہے کہ یہ آیت حمد خدا بھی ہے اور نعت مصطفیٰ بھی ہے ﷺ ،یعنی یہ چاروں نام اللہ تعالیٰ کے بھی ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ کے بھی۔ تفصیل دیکھئے ہماری کتاب شان خدا بزبان مصطفیٰ میں۔لیکن چونکہ ذات باری کے لئے آغاز ،اختتام نہیں ہے لہٰذا جب یہ دونوں اللہ کے نام ہوں گے تو مطلب یہ ہوگا کہ تمام اشیاء اور ان کے وجود سے سابق لیکن ابتداء کے بغیر ،انتہاء کے بغیر تمام اشیاء کی فنا کے بعد سب سے آخر۔ واقعہ معراج میں ایک مخلوق نے ملاقات کے وقت حضور ﷺ کو اس طرح سلام کیا السلام علیك یا اول ۔ السلام علیك یا اخر ، السلام علیك یا حاشر (رواہ البیہقی عن انس رضی اللہ عنہ) جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا حضور ان کو جواب دیجئے۔معراج ہی کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت جسے امام بزار نے روایت کیا ہے۔

''میں نے آپ کو تخلیق کے اعتبار سے اول اور بعثت کے لحاظ سے آخری نبی بنایا''

تو ہمارے آقا علیہ السلام اوّل وآخر ہیں۔مخلوق کے وجود سے پہلے خلقت میں سبقت فرمانے والے اور بعثت میں سب سے آخر ظاہر فرمائے گئے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ارشاد ہوتا ہے کہ میں تمام انبیاء علیہم السلام سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب سے

اور ان سب سے پہلے ہوں جو جنت میں داخل ہوں گے اور اوّل شفاعت کرنے والا اور اوّل شفاعت قبول فرمایا گیا میں ہوں۔ مجھ پر یعنی میرے قدم پر ہی لوگ حشر کریں گے۔ الغرض حضور ﷺ تخلیق کائنات کا بیج اور تکمیل شش جہات کا باعث ہیں۔ یہ ظہور نور السموات والارض کی ابتداء حضور ﷺ ہی سے ہوئی اور حضور ﷺ ہی اس کا تتمہ ہیں۔ رب العزت کی مخلوق میں نہ حضور ﷺ سے اوّل کوئی ہے اور نہ مراتب میں بعد کو کوئی آخر ہو سکتا ہے۔ تمام مراتب و مدارج حضور ﷺ ہی سے شروع ہوئے اور حضور ﷺ ہی میں ختم و گم ہو کر رہ جائیں گے۔

قیامت تک انہی ﷺ کا فیض ہی انساں کا رافد ہے
انہی ﷺ ختم الرسل سمجھے نہ جو کافر ہے مارد ہے
ہوئی ہیں ختم ان ﷺ کی ذات پر ہی نعمتیں ساری
وہی ﷺ ہیں الآخر ﷺ اس بات کا قرآن شاہد ہے
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

سَیِّدُنَا ظَاھِرٌ ﷺ

ظاہر کے دو معنی ہیں (۱) واضح اور جلی۔ (۲) قاھر عربی کا ایک محاورہ ہے جس سے یہ معنی ماخوذ ہے ظھر فلان علی فلان۔ فلاں فلاں پہ غالب آ گیا۔ قرآن مجید میں ہے ھو الذی ارسل رسول بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یہاں لیظھرہ...... انہی معنوں میں ہے یعنی ظہور کا معنی برتری اور غلبہ ہے اس اسم مبارک کو ابن دحیہ اور علامہ بلقینی نے آپ ﷺ کے اسماء مبارکہ میں شمار کیا ہے جبکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے بھی ہے۔

بصارت دیکھ کب پائی تھی زیر آسماں سب کچھ
عمل ... سے ... سکھ

سمجھ سکتے نہ تھے حاسد یہودی اور نصرانی
وگرنہ ظاہر ﷺ کے اسم ہی سے تھا عیاں سب کچھ

ہمارے حضور علیہ السلام راز الٰہی کے کھولنے اور پانے والے کیونکہ حضور ﷺ کا وجود ہی ہستی باری تعالیٰ کی ایک روشن دلیل ہے۔ جس نے حضور ﷺ کو ایمان کی آنکھ سے مطالعہ کیا اس نے خدا کو پالیا۔ یہی ظاہر و باطن ہیں۔ جن پر ہر لحاظ سے خالق الکل جلوہ گر ہے۔

مقام سرور کون و مکاں ہے خلق میں اعلیٰ
کہ بالاتر ہے سارے انبیاء سے آپ کا پایہ
ازل سے تا ابد ان کا نہیں ہے کوئی بھی ثانی
خدا عزوجل ہی جانتا ہے آپ کا رتبہ

سَیِّدُنَا بَاطِنٌ ﷺ

چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے اور رسول اللہ ﷺ کا بھی تو اللہ تعالیٰ کے لئے اس کا معنی یہ ہو گا کہ وہ ذات جو آنکھوں سے اس طرہ پوشیدہ ہو کہ اسے دیکھا نہ جا سکے، معاملات کے پوشیدہ رازوں پر اس طرح اطلاع رکھنے والا کہ اس کی خبر و اطلاع میں کوئی شبہ نہ ہو، بعض نے کہا! وہ جو اپنی ذات کے اعتبار سے پوشیدہ اور نشانیوں کے لحاظ سے ظاہر ہو، بعض نے کہا: وہ ذات کہ جس کی حقیقت کا ادراک نہ عقل کر سکے نہ حواس۔

حضور ﷺ کے لئے اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ وہ ذات جس کے مرتبہ کی انتہا اور شان کی عظمت جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی، کا ادراک عقل اپنی کم مائیگی کی وجہ سے نہ کر سکے دوسرے لحاظ سے یہ معنی ہوگا کہ وحی الٰہیہ کے ذریعے معاملات کے رازوں سے باخبر شخصیت، امام بوصیری علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں

کا لشمس تظهر للعينين من بعد صغيره و تكل الطرف من امم

و كيف يدرك في الدنيا حقيقته قوم نيام تسلوا عنه بالحلم

فمبلغ العلم فيه انه بشر و انه خير خلق الله كلهم

سارا جہان ہمارے آقا علیہ السلام کی حقیقت جاننے سے عاجز ہے، کوئی قریب ہو یا دور سب اس بارے میں ساکت و مبہوت ہیں۔

حضور ﷺ تو سورج کی مانند ہیں جو اگرچہ دور سے آنکھوں میں چھوٹا نظر آتا ہے لیکن جب سامنے ہوتا ہے تو آنکھیں چندھیا جاتی ہیں حضور علیہ السلام کی حقیقت کا ادراک دنیا میں کس طرح ہو سکتا ہے کیونکہ دنیا تو سو رہی ہے اور حضور علیہ السلام کے بارے میں خواب و خیال پر تسلی میں ہیں۔

بس ہمارے آقا علیہ السلام کے بارے میں علم کی رسائی صرف اس حد تک ہی ہے کہ آپ ایک عظیم انسان ہیں اور آپ تمام مخلوق سے بہترین ہیں۔

خدا ہی جانے کیا ہیں بن کے جو ماہ مبیں ﷺ آئے
وہ ﷺ ہیں قرآن ناطق اور قرآں ساتھ بھی لائے
وہی ﷺ اول، وہی ﷺ آخر، وہی ﷺ یٰسین، وہی ﷺ طٰہٰ
بھلا انساں حقیقت بَاطِنؒ ﷺ کی کیا سمجھ جائے

سَیِّدُنَا رَشِیْدٌ ﷺ

یہ نام پاک رشد بمعنی ہدایت سے فعیل کے وزن پہ اسم ہے اور رشد را کے پیش اور شین کے سکون سے بھی ہے اور را کے زبر سے بھی ہے دوسرا پہلے کی نسبت خاص ہے کیونکہ دینوی واخروی امور کے بارے میں رشد یعنی سین کے زبر سے ہی بولا جاتا ہے اور پہلا یعنی شین کے سکون سے صرف اخروی امور امور کے لئے ہے۔ اس کا معنی ہے معاملات میں ثابت قدمی اور رشید راشد کے معنی میں ہے سیدھا، استقامت والا یا مرشد کے معنی میں یعنی ہدایت کرنے والا، قرآن مجید میں حضور علیہ السلام کے بارے میں ہے

وانك لتهدی الی صراط مستقیم ۔ (الشوریٰ:۵۲) آپ ﷺ یقیناً سیدھے راستے کی رہبری کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کے چچا ابو طالب نے حضور علیہ السلام کی شان میں اس طرح کہا

حلیم رشید عادل خیر طائش یوالی الٰھا لیس عنه بغافل

آپ ﷺ بردبار، ہدایت کرنے والے، عدل وانصاف کے خوگر اور طیش میں نہ آنے والے ہیں، معبود برحق سے محبت کرتے ہیں اور اس سے ہرگز غافل نہیں ہیں۔

یاد رہے کہ رشید اللہ تعالیٰ کے اسماء میں بھی شامل ہے یہاں معنی یہ ہوگا کہ وہ ذات جو اپنی تدابیر کو بغیر مشورے وراہنمائی کے آخر تک انتہائی پختگی کے ساتھ پہنچاتی ہے یا وہ ذات جو مخلوق کو ان کی بہتریوں کی طرف راہنمائی کرتی ہے، بہرحال حضور ﷺ رشید ہیں جن کی ذات ستودہ صفات سے تمام جہان والوں پر رشد و ہدایت کے وہ دروازے کھلے جو چودہ سو سال سے لے کر آج تک بند نہیں ہوئے جب تک یہ دنیائے کون وفساد قائم ہے بند نہیں ہونگے کیونکہ حضور ﷺ کی طرف سے لوگوں کو جو محبت واخلاص، امن و سلامتی، نیکی و پاکیزگی، توحید پرستی و علم پروری، راست بازی واخوت نوازی، رواداری و عدل گستری اور پارسائی وتقویٰ کی دعوت دی جا چکی ہے۔ دنیا والے بالواسطہ یا بلاواسطہ قیامت تک اسی سے مستفیض اور مستفید ہوتے رہیں گے اور یہی آپ ﷺ کے رشید ہونے کا ابدی اقتضا ہے۔

جو انسانوں کو سیدھی راہ دکھلانے کے شائق ہیں
وہی ہیں رحمۃ للعالمین ﷺ محبوب خالق ہیں
انہی ﷺ کے وسیلے سے ملا ہے راستہ رب کا
رَشِیدٌ ﷺ ہیں وہی ﷺ کیونکہ وہی ﷺ قرآن ناطق ہیں

سَیِّدُنَا خَطِیْبٌ ﷺ

حدیث شفاعت میں ہے اذا کان یوم القیامۃ کنت امامھم و خطیبھم۔

جب قیامت کا دن ہو گا تو میں ہی ان کا امام و خطیب ہوں گا یعنی ان (اہل محشر) کا پیشوا ہوں گا اور ان کی طرف سے بات کروں گا۔ خطیب خطب سے ہے جس کا معنی ہے اچھی اور سلجھی ہوئی گفتگو کرنے والا خطبہ کہتے ہیں مجمع والی گفتگو جو نثر میں ہو اور عموماً منبر پہ کی جاتی ہے۔

یا یہ مخاطبہ سے ہے اور چونکہ اس میں اوامر و نواہی کی بات کی جاتی ہے لہٰذا اس کو خطبہ کہا گیا یا اخطب سے ہے یعنی ایسی شیء جو کئی رنگوں والی ہو' کیونکہ خطیب بھی مختلف اسالیب سے گفتگو کرتا ہے لہٰذا اس کی گفتگو کو خطبہ کہا جاتا ہے حضور ﷺ کے اس حوالے سے تین اسماء گرامی ہیں: **خطیب النبیین خطیب الامم، خطیب الوافدین علی اللہ تعالی** ۔ آخر دو کا تذکرہ امام سیوطی علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے تو حضور ﷺ خطیب ہیں یعنی جملہ انواع کلام اور اسالیب بیان حضور ﷺ پر ختم ہوئے۔ آپ ﷺ کا کلام ہر لحاظ سے تمام اہل قال کا پیشوا اور آپ ﷺ کے اشارات من کل الوجوہ اہل حال و علم کے لئے حجت قاطع ہیں۔ آپ ﷺ ہر آنے والے سائل سے اس کی اپنی زبان میں گفتگو فرماتے اور شافی جواب سناتے۔ اس بیان کا مجموعہ اس قدر ہے کہ جس کا حصر نہیں ہو سکتا۔ باوجود اُمّی ہونے کے یہ کمال بجائے خود آپ ﷺ کی نبوت تامہ پر ایک بُرہانِ قوی اور دلیلِ محکم ہے۔ اہل دنیا کی عقلیں حیران اور زبانیں اس کے احاطہ سے عاجز ہیں۔

دلوں کو فتح کرنے والا اک اک حرف ہے جن ﷺ کا
ہر اک خطبہ برائے کفر و باطل حتف ہے جن ﷺ کا
عرب کی سر زمیں کا ذرہ ذرہ بن گیا شاہد
وہی ﷺ تو ہیں زمانے میں خَطِیْبٌ ﷺ وصف ہے جن ﷺ کا

سَیِّدُنَا فَصِیْحٌ ﷺ

فصاحت سے فعیل کے وزن پہ اسم ہے فصاحت کا لغت میں معنی وضاحت ہے اور

اصطلاح میں کلام کا ضعف تالیف، تنافر کلمات اور تعقید سے خالی ہونا ہے اور یہ معنی کے اعتبار سے ہے جبکہ لفظ کے اعتبار سے فصیح وہ کلمہ ہے جو ان فصیح لوگوں کی زبان پہ ہو جنکی عربیت قابل اعتبار ہو۔

حضور ﷺ فصیح ہیں اور معجزانہ کلمات کا بے انتہا ذخیرہ رکھتے ہیں کہ بڑے بڑے دانشمند انتہا معلوم کرنے میں دیوانے ہو گئے ہیں۔ بہت سے اسی فصاحت و بلاغت کے حضور میں ایمان لائے اور بہت سے حق و ناحق کی وادیوں میں بھٹک کر رہ گئے۔ کسی نے کہا کہ جادو ہے اور کوئی خدا کی زبان سمجھ کر قربان ہو گیا آخر اس فصاحت کو سراہا گیا اور منکرین ذلیل ہو کر مٹ گئے۔

عرب ہو یا عجم کوئی سخن داں ہو نہیں سکتا
نہیں کوئی بھی اتنا گل بداماں ہو نہیں سکتا
زباں ہو آپ ﷺ پر صدقے مرا ایمان کہتا ہے
فَصِیحٌ آپ ﷺ جیسا کوئی انساں ہو نہیں سکتا

سَیِّدُنَا شَکُوْرٌ ﷺ

فعول کے وزن پہ مبالغہ کا صیغہ ہے بمعنی اسم فاعل یعنی کثرت سے شکر کرنے والا یا وہ ذات جو قلیل نعمت پہ کثرت سے بدلہ عطا فرمائے۔ یہ دوسرا معنی ذات باری کے بارے میں درست ہے کیونکہ یہ اسم گرامی اسماء حسنیٰ میں بھی ہے اللہ تعالیٰ شکور ہے یعنی قلیل عمل پہ کثیر ثواب دیتا ہے۔ یاد رہے شکور میں شاکر کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے، شاکر کا معنی ہے جو عطا پر شکر کرے اور شکور کا معنی ہے جو بلا کے وقت بھی شکر ادا کرے بعض نے کہا شاکر موجود پہ شکر ادا کرتا ہے اور شکور مفقود پہ بھی۔ حضور ﷺ کے پاؤں مبارک متورم ہو گئے زیادہ عبادت کی وجہ سے، صحابہ کرام نے عرض کی: حضور! آپ اس کے مکلف ہیں کیا؟ فرمایا افلا اکون عبد اشکورا۔ کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔ (بخاری)

حضور ﷺ شکور ہیں۔ یعنی ہر لحظہ بارگاہ رب العزت میں شکر گذار ہیں۔ ہر

نعمت و مشقت پر مولا کریم کا شکر ادا فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ آپ رات کی نماز میں اس قدر قیام فرماتے ہیں کہ آپ کے قدم مبارک سوج جاتے اور متورم ہو کر اُن سے خون کی سیریں، پھوٹ نکلتیں۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ کو اللہ کریم نے بے شمار فضائل و محاسن سے نہیں نوازا؟ اور آپ پر لا تعداد انعامات نہیں فرمائے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اللہ کریم نے مجھ پر بے اندازہ نوازشات فرمائی ہیں جو کسی کو بھی حاصل نہیں۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں کہ پھر آپ عبادت میں اس قدر تکلیف کیوں اُٹھاتے ہیں اور اس قدر مشقت کیوں فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا میں اس کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔ یعنی جس مولا کریم نے مجھ پر یہ کرم نوازی کی ہے میرا بھی فرض ہے کہ میں اس کا شکریہ ادا کروں۔

یوں بھایا رب کو باب شکر میں حسن ادا ان ﷺ کا
ہوا اتمام نعمت کی وحی میں تذکرہ ان ﷺ کا
خدا کا شکر کرتے تھے ادا پہلے بھی پیغمبر
مگر اسم شکور ﷺ سے ہے ظاہر مرتبہ ان ﷺ کا

حیران ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

ہمارے آقا علیہ السلام کا ایک نام شکّار بھی ہے ابن ماجہ میں ایک دعا حضور ﷺ کی اس طرح ہے رب اجعلنی لك شكارا ۔ اے میرے پالنے والے مجھے اپنا کثرت سے شکر گذار بنالے۔ یاد رہے: شکور، شاکر سے مبالغہ کا وزن ہے اور شکار میں، شکور کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کا نام شاکر بھی ہے۔ بعض نے شکر کا معنی یہ کیا ہے ''احسان کرنے والے کی نیکی پر اس کی تعریف کرنا، ایک قول یہ بھی ہے ''نعمت کا تصور کرنا اور اس کا اظہار کرنا''۔

امام قشیری علیہ الرحمہ کے نزدیک شکر کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے پروردگار کی نعمت کا

اقرار کرے اور زبان سے ان کو بیان کرے۔

ایک قول یہ ہے: شکر کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ زبان سے کماحقہ بیان کرنے سے اپنے عجز کا اعتراف کرے۔ شکر کی تین قسمیں ہیں۔

۱- زبان سے شکر یعنی زبان سے نعمت کا اقرار کرے۔

۲- اعضاء سے شکر، انعام کرنے والے کی خدمت اور اس سے موافقت کی صفت سے متصف ہو جانا۔

۳- دل سے شکر کرنا، عزت اور حدود کا پاس کرتے ہوئے منعم کی بارگاہ میں حاضری کے فرش پر معتکف ہو جانا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مخلوق کی طرف سے حق تعالیٰ کا شکر یہ ہے کہ اس کے احسانات کو پہچانے اور حق تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کا شکر یہ ہے کہ ان کے افعال پر ثواب عطا فرمائے۔

ایسی صورت میں شکر کی جزاء کو شکر سے تعبیر کر دیا جاتا ہے دونوں میں وجہ اشتراک مشاکلت ہے جیسا کہ برائی کی جزا کو برائی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ وجزاء سیئة سیئة مثلها

ترجمہ: برائی کا بدلہ اس کی مانند برائی ہے' شاکر اسمائے الٰہیہ سے بھی ہے۔

اے حبیبِ کبریا اے منبع جود و صفات	باعثِ تکوینِ عالم مرکزِ کل کائنات
ہو گیا پیدا تیری خاطر نظامِ ہست و بود	بارگاہِ حق میں ہے مقبول کتنی تیری ذات
تو نہیں تو کچھ نہیں تو ہے تو سب موجود ہے	تیرے ہی دم سے ہوا قائم وجودِ شش جہات
کیوں نہ ہم سمجھیں محبت کو تیری ایمان اصل	جب اسی اک بات پر موقوف ہے اپنی نجات
جس کے منہ میں پڑ گیا اک مرتبہ تیرا لعاب	اس نے ٹکڑے کر دیا پیمانۂ آبِ حیات
تو نے فرمایا ھو اللہ احد دنیا میں جب	سربسجدہ تیرے قدموں میں گرے لات و منات
ریزہ چیں تیری بساطِ حسن کے شمس و قمر	اے [illegible] نورِ حق اے مشعلِ کل کائنات

عاصیوں کو ناز ہو کیونکر نہ تیری ذات پر — مانی جائیگی تیری محشر کے دن ہر ایک بات
تیرے نور پاک سے ضوریز مہر و مہ ہوئے — تیرے حسنِ لم یزل کی اِسطرح نکلی زکات
مرجع خلقِ خدا ہے تیری ذات باصفا — ہو ریاضِ دِل حزیں پر بھی نگاہِ التفات

سَیِّدُنَا فَاتِحٌ ﷺ

حضور ﷺ کی حدیث معراج میں ایک جملہ ہے وجعلنی فاتحاو اخاتما۔ اللہ نے مجھے شروع کرنے والا اور ختم کرنے والا بنایا۔ امام عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں حضرت معمر سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے حضور علیہ السلام کا یہ فرمان بیان کیا ہے۔

انما بعثت فاتحاو خاتما و اعطیت جوامع الکلم و فواتحه ۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے فاتح و خاتم بنایا اور مجھے جوامع الکلم اور فواتح الکلمات عطا فرمائے یہ اسم پاک بھی اسماء الٰہیہ میں سے ہے قرآن مجید میں ہے: وانت خیر الفاتحین۔

اللہ تعالیٰ فاتح ہے کیا معنی؟ بندوں میں حکم و فیصلہ فرمانے والا ہے کیونکہ فاتح کا معنی قضا (فیصلہ کرنا) ہے۔ یا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمت، رزق اور بندوں کے الجھے ہوئے معاملات کے دروازے کھولنے والا ہے، یا مطلب ہے ''لوگوں کے دلوں اور آنکھوں کو حق کے لئے کھولنے والا، یا معنی ہے مدد کرنے والا۔ حضور ﷺ فاتح ہیں کیا مطلب؟

۱- آپ ﷺ، اللہ تعالیٰ سے گفتگو کا آغاز فرمائیں گے۔

۲- اس امت کی ہدایت کا آغاز فرمانے والے آپ ہی ہیں۔

۳- آپ ﷺ نے امت پہ علم کا وہ دروازہ کھولا جو بند تھا۔

امام سیوطی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کا نام فاتح اس لئے ہے کہ آپ ﷺ نے رسولوں کا آغاز فرمایا یعنی آپ کی حقیقت سب سے پہلے تھی یا آپ ﷺ شفاعت فرمانے والوں میں سب سے پہلے ہوں گے یعنی شفاعت کا باب آپ ہی

کھولیں گے۔

عداوت کے ستم سارے خود اپنی جان پر سہنا
مقابل ہو کوئی طاقت ہمیشہ کامراں رہنا
دلوں کو فتح کرنا آپ ﷺ ہی کا وصف ٹھہرا ہے
زباں پر فرض ٹھہرا آپ ﷺ ہی کو فَــاتِــح ﷺ کہنا

حضور ﷺ فاتح ہیں' اُن انعامات کے جو حضور ﷺ کے تشریف لانے تک بند تھے۔ حضور ﷺ ہی نے اِن کو کھولا اور خلق خدا کو سرفراز فرمایا' تاکہ اپنے اس اسم شریف کی حقیقت کو ظاہر فرمادیں' کیونکہ آپ رحمت کے دروازوں کو اپنی امت پر اُن کی عقلوں کو معرفت الٰہی اور اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ کھولنے والے ہیں۔

فَــاتِــحُ الْكُنُوْزِ۔ بھی حضور ﷺ کا اسم گرامی ہے (ساری زمین کے) خزانوں کو فتح کرنے والے۔

صورتِ حق نما ذاتِ خیر الوریٰ

حضور ﷺ کا ایک نام اسی مادہ سے فَتَّــاحٌ بھی ہے اس میں فاتح سے زیادہ مبالغہ ہے۔ اس کا معنی مددگار بھی ہے چنانچہ قرآن مجید میں یہ مادہ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے ان تستفتحوا فقد جاء کم الفتح اگر تم مدد و نصرت کے طلب گار ہو تو وہ تمہارے پاس آ چلی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی بھی ہے و هو الفتاح العليم ۔

مطلب یہ ہے ''وہ ذات جو نعمتوں کی اقسام گناہوں کی وجہ سے بند نہیں کرتی اور رحمت کا نزول نسیان کے باعث ختم نہیں کرتی۔ یا وہ ذات جو نفوس پہ توفیق کا دروازہ کھولتی ہے اور قلوب پر تحقیق کا در وا رکھتی ہے۔

یا وہ ہستی جو اپنی عنایت سے ہر مقفل کو کھول دیتی ہے اور اپنی راہنمائی سے ہر مشکل کو واضح کر دیتی ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ ہمارے آقا ﷺ فتاح ہیں، جنہوں نے مفتوحوں کے ساتھ رواداری برتی۔ مغلوب قوموں پر جبر و ظلم نہیں کیا۔ ان کے مذاہب کو مٹانا اور ان

کے معابد کو گرانا ان کے زن و فرزند کو غلام بنانا اور ان کے تاجداروں اور سرداروں کو ذلیل کرنا' ان کے اموال و عیال کو زندہ آگ میں جلا دینا اور طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کر کے مارنا اپنا شعار اور وطیرۂ عمل نہیں بنایا بلکہ مفتوحوں اور مغلوبوں کو انسان سمجھا اور ان کے ساتھ انسانوں کا سا سلوک کیا' کیونکہ شاہانہ زندگی کی خصوصیتیں ایک داعی الی اللہ اور نبی برحق میں نہیں ہوتیں۔ وہ دنیا کی نفسانی حرص و آز۔ شان و شکوہ۔ نمود و نمائش۔ شوکت و جلال۔ عزت و ناموری۔ رزق و برق گراں بہا ملبوسات۔ لذیذ اغذیہ۔ رفیع الشان محلات۔ تخت و تاج۔ زہرہ جمال اور حور پیکر نازنینوں کے جھرمٹ۔ معاندین سے انتقام۔ سلب و نہب۔ خزانہ و زر و جواہر۔ ہوس ملک گیری اور جنگ و پیکار کے تسلسل کے لئے تہہ تیغ کرنا لازم نہیں سمجھتا بلکہ اس کا نقطہ نگاہ بالکل جدا گانہ ہوتا ہے۔ ایک بادشاہ فاتح میدان جنگ میں اگر سر پر غرور رکھتا ہے تو ایک پیغمبر خدا جبینِ نیاز۔ ایک بادشاہ میدان جنگ میں زبان خود ستا ہوتا ہے' تو ایک داعی حق زبان شکر سنج۔ ایک بادشاہ غیض و غضب کا آتش کدہ ہوتا ہے' تو ایک رسول رحم و کرم کا سرچشمہ۔ ایک بادشاہ جاہ و جلال کا دیوتا ہوتا ہے' تو ایک مفاد توحید نیاز مند بندہ۔ یہی وجہ ہے کہ ارض عالم پر جس قدر جلیل القدر فاتح رونما ہوئے ہیں۔ ان کے مقابلے میں اس رحم دِل فاتح کی شان ہی الگ ہے۔ اس کا مظفر و منصور چہرہ جدھر کو پھرتا ہے' ظل الٰہی و تعلیم ربیؔ اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ وہ لڑائی میں کبھی پہل نہیں کرتا اور اجسام کی بجائے قلوب و اروح کو تسخیر فرماتا ہے۔

صورت حق نما ذات خیر الوریٰ   قامت و پیکر و خال و خد ہو گئی
عشق خیر الوریٰ میرا ایماں ہوا   ان کی چوکھٹ پہ قرباں خرد ہو گئی

سَیِّدُنَا نَاصِرٌ ﷺ

یہ اسم پاک علامہ بلقینی نے اضافت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے (ناصر الدین) اس کا مطلب ہے فاسق و فاجر دشمنوں اور انکار کرنے والے کافروں کے طعن سے دین کی حفاظت اور اس ... [illegible]

کے کئی معانی ہیں مثلاً۔ طاعت، جزا، ملت، عہد شریعت، مگر یہاں دین اسلام ہی مراد ہے ان الدین عند اللہ الاسلام بعض علماء فرماتے ہیں کہ ''دین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص شیء ہے جو عقل مندوں کو اپنے پسندیدہ اختیار کے ساتھ ایسے امور کی طرف چلاتی ہے جو ذاتی طور پر اچھے ہیں'' تو ہمارے آقا علیہ السلام ناصر ہیں۔

دل کی ڈھارس آپ ﷺ ہیں ہر کشتۂ غم کے لئے
ہیں مددگار ﷺ مجسم سارے عالم کے لئے
ہے کرم اللہ کا ہو یہ جہاں یا وہ جہاں
آپ ﷺ ہی تو ناصر ﷺ ہیں ابن آدم کے لئے

یاد رہے: حضور ﷺ صرف ناصر ہی نہیں نصیر بھی ہیں بہت زیادہ مدد فرمانے والے سورۃ نساء میں ہے و اجعل لنا من لدنك و ليا و اجعل لنا من لدنك نصيرا جبکہ اللہ تعالیٰ بھی نصیر ہے۔ و كفى بربك ها دبا و نصيرا۔ (الفرقان) جو لوگ دن رات یہ کہتے نہیں تھکتے کہ اللہ بھی داتا اور علی ہجویری بھی داتا اللہ بھی غریب نواز مشکل کشا اور فلاں فلاں بزرگ بھی: وہ ذرا خصوصی غور کرتے جائیں

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

انشاء اللہ! آخر میں ہم ان ناموں کا ذکر کریں گے جو اللہ تعالیٰ کے بھی ہیں اور رسول اللہ کے بھی ہیں تاہم اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے ہماری کتاب مسئلہ توحید و شرک کا مطالعہ ضروری ہے۔ یہاں اتنا یاد رکھو کہ ہمارے آقا علیہ السلام ناصر بھی ہیں اور نصیر بھی اور یہی نام اللہ تعالیٰ کے بھی ہیں۔ ذاتی عطائی مستقل غیر مستقل حادث قدیم کا فرق پیش نظر رہے تو کوئی الجھن ہی نہیں یہ الگ بات ہے کہ

خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

یہ صرف اشتراک لفظی ہے شرک نہیں۔ الغرض حضور ﷺ ناصر و نصیر ہیں کہ جو [illegible] ﷺ زوا کھول

کر فرمائی یہاں تک کہ مدد مانگنے والا مدد کے بارے عاجز آ گیا۔ ظاہری و باطنی حاضر و غیر حاضر ، قرب و بعد' زمانہ حیات ظاہری اور وقت نقل مکانی میں حضور ﷺ یکساں امداد فرماتے ہیں جیسے کوئی مانگ ویسے ہی عطا ہوتا ہے اور ان کیفیات میں سر مو مبالغہ کو دخل نہیں اور اس کی اس قدر مثالیں احادیث میں موجود ہیں کہ جن کو شمار کرنا محالات سے ہے۔

جو بھی دروازے پہ ان ﷺ کے جائیں گے
درد و غم سے وہ رہائی پائیں گے
جو کوئی مشکل پڑے ان ﷺ کو پکار
وہ ﷺ نَصِیْرٌ ﷺ ہیں مدد فرمائیں گے

سَیِّدُنَا مَنْصُوْرٌ ﷺ

نہ صرف ہمارے آقا ﷺ ناصر و نصیر ہیں بلکہ منصور بھی ہیں یعنی مدد و نصرت یافتہ یعنی حضور ﷺ ایسے منصور مدد دیے گئے ہیں کہ گویا کوئی ایک کام بھی دینی و دنیوی ایسا نہیں جس میں رب العزت کی نصرت حضور ﷺ کے شامل حال نہ ہو بلکہ یوں کہیے کہ حضور ﷺ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اسی نصرت کے سائے میں بسر ہوتا ہے بلکہ سرکار ﷺ کی ذات بابرکات ہی اول سے آخر تک مجسم نصرت الٰہی تھی' جس کا ایک پہلو واللہ یعصمك من الناس تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اعدا کی تمام تر قوتیں مٹ گئیں۔ مگر حضور ﷺ کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوا۔

پورے صحرائے عرب پر تھے عدو چھائے ہوئے
ہر تعصب اور نفرت کی قسم کھائے ہوئے
لیکن اس سچائی کا ادراک ہی کب تھا انہیں
آپ ﷺ مَنْصُوْرٌ بھی ہیں رب کی مدد پائے ہوئے

سَیِّدُنَا مُطَاعٌ ﷺ

مطاع ایسی ہستی کو کہا جاتا ہے جس کی اطاعت پیروی اور فرماں برداری کی جاتی ہو۔ یہ اطاعت سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اللہ تعالیٰ نے خود حکم دیا کہ میرے رسول کی اطاعت کرو بلکہ فرمایا۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ جس نے میرے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔ (النساء) ایک قول کے مطابق مطاع ثم امین (التکویر:۲۱) سے مراد بھی حضور ﷺ ہی ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ دونوں کی اطاعت کی جاتی ہے لہٰذا دونوں مطاع ہوئے۔ اللہ بھی مطاع اور اس کا رسول بھی، تو پھر یہ شرک تو نہ ہوا ناں؟ ارے تجھ کو کھائے تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے۔

مری پہچان ہندی ہے نہ ایرانی نہ شامی ہے
مرا تو مقصد ہستی حضوری ہے، غلامی ہے
خدا کے بعد لازم ہے اطاعت آپ ﷺ کی آقا
اسی باعث مُطَاعٌ ﷺ آپ ﷺ کا اسم گرامی ہے

سَیِّدُنَا مُطِیعٌ ﷺ

ہمارے آقا علیہ السلام مطاع بھی ہیں اور مطیع بھی۔ مطیع اپنے رب کے اور مطاع باقی سب کے۔ حدیث میں ہے اللھم اجعلنی شکارا لک ذکارا لک رھابا لک مطواعا لک ..... (مسند احمد، الصحیح لابن حبان ۲۴۱۴) اس میں مطواعا کا معنی مطیع ہے۔

حضور ﷺ مطیع ﷺ ہیں جن کے نقشِ قدم کو وہ ثبات نصیب ہوا کہ آپ ﷺ کے فرمودہ رستے پر چلنے والا کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا اور خدا کے ایسے فرمانبردار کی اطاعت میں ہی اللہ تعالیٰ کی فرمان پذیری پنہاں ہے۔

خدائے لم یزل کی بندگی پیغام ہے ان ﷺ کا
سدھارا ... ﷺ کا

انہی ﷺ کی ذات پر نازاں ہے معبود حقیقی بھی
وہ ﷺ کامل ہیں، اطاعت میں مُطِیع ﷺ نام ہے ان ﷺ کا

سَیِّدُنَا وَاعِظ ﷺ

قرآن مجید میں ہے انما اعظکم بواحدۃ میں تمہیں صرف ایک نصیحت کرتا ہوں (سبا ۴۶)

امام ابن دحیہ نے حضور ﷺ کے اس نام نامی کا ذکر فرمایا ہے جبکہ امام ابن فارس نے وعظ کا معنی ڈرانا بیان کیا ہے۔ امام خلیل کہتے ہیں ہر وہ چیز جو دل میں نرمی پیدا کر دے اور اچھا عمل ہو اس کو وعظ کہا جاتا ہے، امام جوہری فرماتے ہیں "نصیحت اور نتائج کو یاد دلانے کا نام وعظ ہے۔

تو حضور ﷺ واعظ ہیں جن کی زندگی کا علم و عمل دونوں برابر تھے، جو فرماتے اس کا عمل پہلے آپ میں موجود ہوتا، یعنی آپ کا قال حال کے مطابق تھا۔ آپ دنیا میں تھوڑے پر قناعت کرتے۔ ہر حال میں عقبے کو ترجیح دیتے۔ دنیا کی بناوٹ اور خوبصورتی سے اعراض فرماتے۔ کبھی پیٹ بھر کھانا نہ کھاتے۔ روزہ کو محبوب رکھتے۔ ساری رات یا اس کا اکثر حصہ بیدار رہتے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی و شکر گذاری کو آرام اور تن آسانی پر پسند فرماتے۔

وہ صحرائے عرب ہو یا عجم ﷺ ان کا ہی چرچا ہے
سماعت کو بصارت کو انہی ﷺ سے نور ملتا ہے
ہر ایسے شخص کا ایماں یقیناً ہو گیا کامل
جو بزم وَاعِظ ﷺ میں ایک پل بھی جا کے بیٹھا ہے

یاد رہے: اللہ تعالیٰ بھی لوگوں کو وعظ یعنی نصیحت فرماتا ہے: یَعِظُکُمُ اللّٰہُ تو اس لحاظ سے یہ اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہو سکتا ہے تو یہ شرک نہیں ہے بلکہ اشتراک لفظی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر شان ذاتی، مستقل، قدیم ہے اور مخلوق کی ہر شان عطائی، غیر مستقل اور حادث

ہے۔

وہ تیرے ہی بندے ہیں سر مسند ارشاد ۔ منصب ہے عطا جنکو ہوا راہنما کا
ہر نقش کفِ پا تیرے محبوب کا یا رب ہے قبلہ مقصود نظر اہل وفا کا

سَیِّدُنَا مُؤْمِنٌ ﷺ

نبی کریم ﷺ نہ صرف مومن بلکہ ابوالمؤمنین ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم و ازواجہ امہاتہم (الاحزاب ۶) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرات میں یہ الفاظ بھی ہیں و ھو اب لھم۔ (کہ حضور ﷺ کی بیویاں اہل ایمان کی مائیں ہیں تو خود) حضور علیہ السلام اہل ایمان کے (روحانی) باپ ہیں یعنی آپ کی شفقت و محبت، مہربانی و کرم امت کے ساتھ باپ کی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر ہے خود فرمایا انا لکم مثل الوالد لولدہ۔ میں تمہارے لئے مثل باپ کے ہوں۔ یاد رہے کہ المؤمن اسماء حسنیٰ میں بھی ہے المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر۔ (الحشر) بہرحال حضور ﷺ مومن ﷺ ہیں۔ یعنی امن و امان والے ہیں اور تاریخ شاہد ہے کہ غلاموں پر عرصہ حیات تنگ ہو چکا تھا۔ انسانیت تذلیل کے انتہائی درجہ پر پہنچ چکی تھی اور اس سے وہ وحشیانہ سلوک ہو رہا تھا کہ روح لرز اٹھتی ہے مگر اس امن و امان کی سرکار نے اور مساوات کے پیغمبر ﷺ نے ہر ذلیل و غلام مخلوق کو آزادی کا منشور اعظم عطا فرمایا کہ ان کو تاج و تخت کا مالک بنا کر شرف و مجد کی مسندوں پر بٹھا دیا۔

وہی ﷺ ٹھہرے ہیں دو عالم کا حاصل ہے سدرہ سے بھی آگے ان ﷺ کی منزل
خطا سے اور برائی سے ہیں وہ پاک وہی ﷺ ہیں مُؤْمِنْ انسان کامل

سَیِّدُنَا نُوْرٌ ﷺ

اللہ نے اپنے نور کا جلوہ دکھا دیا
نور کو ملا کے محمد ﷺ بنا دیا

نور سے مراد حضور ﷺ اللہ نور السموات و الارض.(النور:۳۵)
ابن عباس رضی اللہ عنہما اس نور سے مراد بھی حضور علیہ السلام کی ذات لیتے ہیں۔

ابن مردیہ

خدا خود نور اور نبی ملا نور نہ ہو پھر مل کے کیوں نور علیٰ نور

امام سخاوی علیہ الرحمتہ نے نور الامم امتوں کا نور یعنی امتوں کو ہدایت دینے والا۔ نور اللہ لا یطفأ ۔ وہ نور جسے نہ بجھایا جا سکے۔ یہ دونوں بھی حضور علیہ السلام کے اسماء میں سے شمار فرمائے ہیں۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حضور ﷺ نور ہیں اور وہ نور خدا ہیں جو سب سے پہلے پیدا ہوئے اور باقی کائنات حضور ﷺ کے نور سے پیدا فرمائی گئی۔ گو حضور ﷺ کی ذات گرامی بادی النظر میں پوست و گوشت اور استخوان و عصاب سے مملو نظر آتی تھی۔ انسان تھے اور انسانوں کی طرح رہتے سہتے چلتے پھرتے اور کھاتے پیتے تھے مگر تھے پیکرِ نور۔ سراپائے ضیاء مجسمہ و جمال۔ ایک خاکی غلاف تھا جو بشریت کے نام سے اس نور یزدانی پر پڑا ہوا تھا۔ اہل نظر اس قالب خاکی میں ضیاء و نور کی تجلیاں مشاہدہ کرتے تھے اور عوام بھی یہ معلوم کرتے اور دیکھتے تھے کہ عام انسانوں کی طرح حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ آفتاب و ماہتاب کی روشنی میں آپ ﷺ کا کوئی عکس زمین پر نظر نہ آتا تھا اور نہ ہی آ سکتا تھا' کیونکہ نور کا سایہ ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ ﷺ کا ظاہر نور۔ باطن نور۔ سینہ نور۔ دِل نور۔ دماغ نور۔ جسم اطہر نور۔ غرضیکہ سرتاپا مجسم نور تھے اور یہی وہ نور تھا جو تخلیق عالم سے پیشتر ایک لامتناہی زمانہ تک عرش ربانی پر جلوہ گستر رہا اور ملاء الاعلیٰ کی پہنائیاں اور فضائیں اس سے بقعہ نور بنی رہیں۔ ملائکہ اس کا طواف کرتے اور پروانہ وار نثار ہوتے رہے۔ پھر اسی نور کی بدولت نیابت الٰہی، وراثت ربانی اور خلافت ایزدی کی تمام نعائم معرض وجود میں آئیں اور یہی نور ولقد کرمنا بنی [illegible] اور اسی نور کے تحت حضرت

آمنہ کی گود کو چار چاند لگے۔ جس نے اسی کی بے پناہ روشنی میں شام وروم کے مکانات کا نظارہ کیا اور مشرق ومغرب کی فضائیں منور دیکھیں۔

وہ ﷺ جن سے فیض پایا مہر نے ماہِ منور نے
انہی ﷺ سے پائی ہے نورانیت ہر ایک منظر نے
نہیں ممکن کہ ان ﷺ کے جسم اطہر کا ملے سایہ
جنہیں قران میں نُـــــــور ﷺ کہا ہے رب اکبر نے

سَیِّدُنَا حَکِیْمٌ ﷺ

ارشاد باری تعالیٰ ہے و یعلمهم الکتب و الحکمة وہ (حضور علیہ السلام) انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں تو حضور ﷺ نہ صرف حکمت والے ہیں بلکہ معلم حکمت ہیں حکمت سے مراد کیا ہے اس میں کئی اقوال ہیں (۱) نبوت، (۲) معرفت وفہم قرآن، (۳) بات مین درستگی، (۴) ایسا علم جو عمل تک پہنچائے، (۵) سنت، (۶) خوف خدا لقولہ علیہ السلام راس الحکمة مخافة اللہ۔ حکمت کی اصل خوف خدا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام بھی حکم ہے ان اللہ علیم حکیم۔

حضور ﷺ حکیم ہیں جبکہ تہذیب وتمدن، علم وحکمت موت کی نیند سلائے جا چکے تھے۔ حضور ﷺ نے خود ہر قسم کی تربیت وتعلیم ظاہری نہ ہونے کے باوجود اہل جہان کو علم ومعرفت اور عقل وحکمت کے وہ رموز بتائے جو محفل علم وحکمت کے صدر بن گئے اور تمام دنیا کے عقلاء وحکماء ان کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے پر مجبور ہو گئے۔

جہان فتنہ سازی میں خرد کے آپ ﷺ مامن ہیں
نظر سے آپ ﷺ کی نور بصیرتْ دل بھی روشن ہیں
شعور ﷺ آگہی تو ہیں فقط نعلین کا صدقہ
حَکِیمٌ ﷺ آپ ﷺ ہی اللہ کی حکمت کا مخزن ہیں

سَیِّدُنَا عَرَبیٌ ﷺ

عربوں کی کئی قسمیں ہیں:

(۱) عاربہ اور عرب یہی خالص عربی ہیں یہ ارم اور سام بن نوح کی اولاد سے نو قبائل ہیں۔ عاد، ثمود، اُمیم، عبید، طسم، جدیس، عملیق، جرھم، وبار۔ اسماعیل علیہ السلام نے انہی سے عربی زبان سیکھی تھی،

(۲) بنو قحطان، ان کو متعربہ بھی کہتے ہیں،

(۳) مستعربہ یہ بھی خالص عربی نہیں۔

معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کو "عربی نبی" کہہ کر خوش آمدید کہا اس حدیث کو امام حسن بن عرفہ نے اپنے جزء میں روایت کیا ہے۔ عربی عرب کی طرف منسوب ہے اور یہ عجم کا متضاد لفظ ہے۔

حضور ﷺ عربی ہیں اور اسی نسبت سے ہر عقیدت مند آنکھ خاک عرب کو محبت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ بطحےٰ کا ذرہ ذرہ اسی ذات گرامی کے سبب سے آفتاب جہانتاب نظر آتا ہے۔ فرشتے حضور ﷺ کے مولد پر انوار الٰہی کے روشن طبق لے کر اترتے ہیں تو عشاق آپکی آرامگاہ پر اپنی جانوں کو نچھاور و قربان کرتے ہیں۔ مکہ و مدینہ کی گلیاں سرکار کی ضیا پاشیوں سے ایسی بقعہ نور بن گئی ہیں کہ رب العزت بھی پیار سے ان کی قسم ارشاد فرماتا ہے۔ غرضیکہ عرب روحانیوں کی نگاہ میں ہزار حسن اور لاکھ جلووں کی جنت گاہ ہے۔

ہوا ہے مہربان اس درجہ رب العالمین ان ﷺ پر
درود پاک بھیجیں آسمانوں کے مکیں ان ﷺ پر
گداؤں کو شہنشاہی انہی ﷺ کے در پہ ملتی ہے
وہ عربی ﷺ ہیں تو نازاں ہے عرب کی سرزمیں ان ﷺ پر

سَیِّدُنَا عَادِلٌ ﷺ

یہ عدل سے مشتق ہے جو کہ ظلم کی ضد ہے' عدل کا معنیٰ ہے ایسی مستقیم ذات جس میں نہ ظلم ہو اور نہ ہی خیانت۔ حضور علیہ السلام کے چچا ابوطالب نے آپ کی شان میں یوں عرض کی حلیم' رشید' عادل غیر طائش یوالی الھا لیس عنه بغافل اس سے پہلے ترجمہ اس کا سیدنا رشید کے تحت گذر چکا ہے۔ حضور علیہ السلام کا ایک اسم گرامی عدل بھی ہے یہ اسماء باری تعالیٰ میں بھی شامل ہے۔ ہمارے آقا علیہ السلام سراپا عدل ہیں۔ اس کا معنیٰ ہے بدلا لینے والا، شہادت میں کفایت کرنے والا، دل کا سیدھا۔

حضور ﷺ عادل ہیں' جو وعدے کے پکے۔ قول کے سچے۔ نیکوں کے طرفدار۔ بے کسوں کے دستگیر۔ ضعیفوں کے سہارے۔ مظلوموں کے چارے۔ یتیموں اور بیواؤں کے ہمدرد تھے۔ وہ عزت وخودداری۔ عزم واستقلال اور عظمت ووقار کے پیکر۔ عدل و انصاف کے معاملے میں اپنے بیگانے کی تمیز نہ کرتے تھے۔ جہانِ ظلم میں وہ عدالت قائم فرمائی۔ جس کو کوئی ایک مثال بھی دُنیا بھر میں ملنی مشکل ہے۔ جس نے اس کی عدل گستری کو دیکھا مسحور ہو گیا اور جس نے اس کے سمجھنے کی کوشش کی وہ فدائی بن گیا۔

وہ ﷺ ہیں سب سے زیادہ عدل کے عارف جہاں والو
خدا کے خوف سے ان ﷺ سا کہاں خائف جہاں والو
یہ وصف خاص بھی اللہ کے فضل و کرم سے ہے
نہیں ہے عَادِلٌ ﷺ، جیسا کوئی منصف جہاں والو

سَیِّدُنَا قَاسِمٌ ﷺ

''وہ ذات جو مختلف معاملات کو ان کی مناسب جہات میں تقسیم کرتی ہو، عطا فرمانے والی ہستی'' (قاضی عیاض، ابن دحیہ، علامہ بلقینی علیہم الرحمۃ) یہ قسم سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنیٰ عطا کرنا ہے صحیح بخاری میں ہے انا قاسم و اللہ المعطی۔

حضور قاسم ﷺ ہیں حق سے قصور نہ کرنا اور غیر حق کی طرف تجاوز نہ فرمانا۔

حضور ﷺ کا شیوہ تھا۔ آپ ﷺ کی نشست و برخاست۔ رفت و گذشت۔ گفت و شنید غرضیکہ ہر حال وقال خداوند عالم جل مجدہ کے ذکر پر ہوتا تھا آپ کسی جگہ کو وطن معتین نہ فرماتے بلکہ وطن بنانے سے منع کیا جاتا۔ ہر ہمنشین کو اس کا نصیب عطا فرماتے۔ یہاں تک کہ ہر ایک کو یہی خیال ہوتا کہ حضور ﷺ کے نزدیک مجھ سے بڑھ کر دوسرا کوئی مکرم نہیں جو کوئی کسی کلام یا کام کے لئے حضور ﷺ کے ساتھ یا سامنے کھڑا ہوتا حضور ﷺ اس وقت تک صبر فرماتے جب تک کہ وہ خود اجازت طلب کرے۔ آپ ﷺ کا ہاتھ اور خلق تمام لوگوں پر وسیع تھا۔ آپ ﷺ کی مجلس حلم وحیا اور صبر و امانت کی مجلس ہوتی جس میں بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر رحم کیا جاتا۔ اہلِ حاجت ہمیشہ بامراد جاتے' کسی کو نا اُمیدی نہ ہوتی۔ آپ ﷺ کسی کی مذمت نہ فرماتے۔ عیب نہ ڈھونڈتے اور شرم و عار نہ دلاتے تھے۔ آپ ﷺ کو کسی شے نے کبھی غضبناک نہیں کیا جو آپ ﷺ کو ہلکا کر دے اور گھبرا ڈالے۔ اُمت کے لئے ہر اس بات پر قائم ہوتے جس سے ان کی بنیاد آخرت درست ہو۔

کسی رغبت کسی لالچ میں وہ ﷺ آئے نہیں بیشک
وہ ﷺ مستحکم تھے سیدھی راہ پر اس درجہ اس حد تک
قیام ان ﷺ کا خدا کی بندگی میں حد سے آگے ہے
جبھی تو قاسمؔ ﷺ ہے ذات کا اک وصف لاینفک

سَیِّدُنَا خَاتِمٌ ﷺ

تا کے فتح اور کسرہ سے دونوں سرکار ﷺ کے اسماء گرامی ہیں جو علامہ ابن دحیہ نے ذکر کیے ہیں۔ امام ابن عساکر لکھتے ہیں خاتم بفتح التاء کا معنی ہے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے صورت و سیرت میں حسین تر۔ حضور علیہ السلام کی ذات انبیاء کرام علیہم السلام کے حسن و جمال کی انگوٹھی کا نگینہ ہے جس نے حسن و جمال کو چار چاند لگا دیے، اس نام کے ساتھ حضور ﷺ کے موسوم ہونے میں ایک قول یہ ہے کہ جب نبوت

اُٹھائی گئی یعنی اس کا اختتام ہو گیا تو حضور ﷺ اس انگوٹھی کے مانند قرار پاتے جس کے ساتھ خط کی تحریر سے فراغت کے وقت مہر لگائی جاتی ہے۔ تا کی زبر کے ساتھ خاتم کا معنی ہے آخری نبی۔ یہ ختمت الشی سے اسم فاعل ہے۔ یعنی میں نے شیء کو مکمل کر لیا۔

مسئلہ ختم نبوّت

نماز اچھی' حج اچھا' روزہ اچھا' زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ ''بطحا'' کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین و کان اللّٰہ بکل شیء علیمًا ۔

ترجمہ: محمد رسول اللہ ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں اور سلسلہ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی ہر شیء کا جاننے والا ہے۔ یہ آیت ۵ ہجری میں نازل ہوئی ہے۔

(جیسا کہ روح المعانی و تاریخ الخمیس ص ۵۶۴ جلد ا میں ہے)۔

چونکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ انسان کو فوز و فلاح کا بہترین طریقہ نجات۔ زندگی کا ارفع و اعلیٰ نصب العین اور روحانی معارج طے کرنے کا یقینی ذریعہ عطا کر دیا جائے لہٰذا بجوائے نص قرآنی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی شکل میں انسان کو کامل ہدایت عطا فرما دی اور جس مقصد کے لئے انبیاء کا سلسلہ جاری کیا گیا تھا وہ لا محالہ ختم ہو گیا اور منطق کا مسلمہ اصول ہے۔ اذا فات الشرط فات المشروط (یعنی جب شرط فوت ہو جائے تو مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے) چونکہ آنحضرت ﷺ کے ذریعے سے وہ کامل ہدایت عطا فرمائی جا چکی ہے اس لئے آپ ﷺ منطقی طور پر اس سلسلہ کے

خاتم ہیں۔ بنا بریں ساڑھے تیرہ سو سال سے جمہور مسلمانوں متقدمین و متاخرین کا یہ عقیدہ ہے اور جمیع علماء ربانی و فضلائے حقانی اہل اسلام کا اس مسئلہ پر اجماع رہا ہے، کہ آنحضرت سرور کائنات مفخر موجودات مختار شش جہات رحمۃ للعالمین خاتم النبیین محبوب خدا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات قدسی صفات پر سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے اور قرآن حکیم و احادیث نبی کریم علیہ التحیات والتسلیم کی تصریحات و تعلیمات کی جامعیت و مانعیت اس حقیقت پر شاہد ہے کہ مولا کریم جل مجدہٗ نے انسان کو اس کی علمی اور عملی قوتوں میں مترقیانہ صلاحیت و قابلیت کی تکمیل کر کے ایسا کامل و مکمل دستور حیات بخش دیا ہے' جس کی ہدایت تامہ کی روشنی میں آئندہ ہر زمانے کا انسان دینی و دنیوی کامیابیاں اور ظاہری و باطنی کامرانیاں حاصل کر سکتا ہے لہٰذا نہ اب کسی نبی خواہ وہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی کے آنے کی ضرورت ہے اور نہ کسی پیغمبر ظلی و بروزی کے ظہور کی حاجت اور یہی اسلام کا وہ بنیادی اصول ہے جس پر مسلمانوں نے ہر زمانہ میں یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ اگر توحید الٰہی کا عقیدہ اسلام میں بمنزلہ بنیاد ہے تو ختم نبوت کا عقیدہ بمنزلہ عمارت ہے، اور ظاہر ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد بھی انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری رہنا تسلیم کر لیا جاتا تو پھر اسلام کا قصر رفیع کبھی کا منہدم ہو گیا ہوتا۔ لہٰذا

سچے نبیوں کا اقرار ضروری ہے — جھوٹے نبیوں کا انکار ضروری ہے
ختم نبوت کی نگری میں چور گھسے — نگری والے ہوں بیدار ضروری ہے

عقیدۂ ختم نبوت پہ محنت کی کیوں ضرورت ہے؟

اگر مسلمانوں نے ہمیشہ اس امر پر زور دیا ہے، کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا' تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ آئندہ آنے والے انبیاء سے مسلمانوں کو کوئی عداوت ہے بلکہ وہ اس لئے اس عقیدہ پر مصر ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کی ضرورت باقی ہے' تو حضور علیہ السلام کی وہ خصوصیت جو آپ کو جمیع انبیاء علیہ السلام سے ممتاز کرتی ہے' نعوذ باللہ باطل [illegible] دائرہ اسلام

سے خارج ہو جائے گا اور اس کو سلام سے قطعاً کوئی علاقہ نہ رہے گا' کیونکہ یہی ایک عقیدہ نوعِ انسانی کی ثقاہت کی تاریخ میں سب سے پہلا اور سب سے پاک ترین عقیدہ ہے۔

چونکہ حضور علیہ السلام کے بعد اس عقیدے کے خلاف مدعیان کاذب کے ظہور کا امکان تھا' اس لئے مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے ہی پیشینگوئی فرمادی کہ میرے بعد میری اُمت میں تیس ۳۰ جھوٹے مدعی نبوت پیدا ہوں گے جو سب کے سب اپنے دعووں میں کاذب ہوں گے' کیونکہ میں خاتم النبیّین ہوں' میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق آنحضرت ﷺ کے بعد مختلف ممالک اور مختلف زمانوں میں کئی لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مسیلمہ کذاب۔ اسود عنسی، سجاع بنت حارث، مختار ثقفی، میمون قداح، طلیح بن خویلد ابن مقنع، سلیمان قرمطی، بابک خرمی اور عیسیٰ بن مہرویہ وغیرہ۔ مشہور دجال و کذاب گذرے ہیں جنہوں نے عرب و ایران میں کافی بربادی پھیلائی اور ہزارہا بندگان خدا کا خون گرایا۔ ان کے بعد قریباً ایک ہزار سال تک اسلامی دنیا میں کامل امن و امان رہ کر پنجاب کی سرزمین سے پھر ایک فتنہ نے سر اُٹھایا اور ایک مدعی نبوت نے از سرِ نو لوگوں پر بداعتقادی کا دروازہ کھولا جس کی مفصل تشریح آئندہ صفحات میں نظر آئے گی۔ اگرچہ اس مدعی پنجابی نے بزعم خویش بہت سی ارتقائی منازل طے کرنے کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا' جو اس کی بطالت کی بجائے خود ایک بین دلیل ہے۔ تاہم ان منازل کے تذکرے کی وجہ سے اس کے دعوے کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔

اس عظیم نعمت سے خالی زمانہ تھا ۔۔۔ اک آخری نبی کا سوالی زمانہ تھا
اللہ کی رضا تھی سبھی انبیاء کے بعد ۔۔۔ آئے نہ کوئی اور نبی مصطفیٰ کے بعد
جب کل صفات جمع ہوئیں ایک ذات میں ۔۔۔ ختم الرسل کو بھیج دیا کائنات میں
کردار میں فرید وہ اخلاق میں وحید ۔۔۔ اب دوسرے نبی کی ضرورت نہ تھی مزید

نورِ مبیں جریدہ سیرت کا ہر سبق — ہے آخری کتاب الٰہی ورق ! ورق
وہی ہیں افضل وہی ہیں ختمِ رسل — شرف انہیں کو ملا منصب امامت کا
ہر اک کمال ہو ختم ذات والا پر — رسول بن کے بڑھایا شرف رسالت کا
کیا ہے خاتم پیغمبراں انہیں رب نے — انہیں پہ ختم ہوا سلسلہ رسالت کا
وہ شخص کاذب و مرتد ہے از روئے قرآن — اب ان کے بعد جو دعویٰ کرے نبوت کا

(سکندر لکھنوی)

لفظ نبوت کی تحقیق

نبی۔ نبو۔ نبأ۔ یہ تین لفظ ہیں جن سے نبوت کا لفظ ماخوذ ہو سکتا ہے۔ از روئے لغت نبی بروزن فعیل کا مفہوم ہے۔ اطلاع دینے والا یا اطلاع پہنچانے والا۔ پس اطلاع دینا بھی نبوت اور اطلاع پہنچانا بھی نبوت ہی ہوگا جس پر قرآن کریم کے الفاظ شاہد ہیں پہلے پارہ میں پروردگارِ عالم کی طرف سے ایک مکالمہ کا اشارہ ہے جس میں سوال کیا گیا ہے۔ انبئونی (یعنی مجھے بتاؤ) ذالك من انباء الغيب (آل عمران)۔ یہ غیبی اطلاعات ہیں۔ من انباك هذا۔ تمہیں یہ بات کس نے بتائی۔ (التحریم) گویا کوئی عظیم الشان بات بتلا دینا یا پہنچا دینا اس کا نام لغت میں نبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کرام نے تسلیم کیا ہے کہ لفظ نبوت شرعاً منقول ہے۔ (شرح مواقف صفحہ ۶۶۳) لغوی معنوں میں جو وسعت ہے وہ شرعی معنوں میں نہیں۔

لغوی معنیٰ کی وسعت

ہر ذی علم کو پتہ ہے کہ سود لغت میں فائدے کو کہتے ہیں۔ فلاں بات سود مند ہے۔ فلاں چیز سے سود حاصل کرو۔ فلاں کام میں سود نہیں' لیکن شرح میں یہی لفظ سود اپنے مخصوص معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ ایسے ہی لفظ نبوت میں بھی لغتہً گو وسعت ہے' لیکن شرعاً یہ وسعت محدود ہو جائے گی۔ صلوٰۃ لغتہً اظہار نیاز مندی کو کہتے ہیں اور کائنات کا ہر ذرہ اس لحاظ سے نیاز مند ہے۔ پرند، چرند، درند بلکہ کائنات کا ہر ذرہ اور ہر شئے اپنے

اپنے رنگ میں بزبان حال نیاز مند ہے' لیکن یہی لفظ جب یقیمون الصلوٰۃ۔ اقیموا الصلوٰۃ میں آئے گا تو اس کے معنوں میں وہ وسعت نہیں رہے گی جو لغت میں ہے بلکہ یہ محدود ہو جائے گی اور اس کے معنی محض اظہار نیاز مندی کے نہ ہوں گے بلکہ یہاں مخصوص طریق عبادت مقصود ہوگا۔ یعنی لغوی وسعت بسا اوقات شریعت میں قائم نہیں رہتی بلکہ محدود ہو جاتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص نبوّت کے لغوی معنوں کی وسعت کو سامنے رکھ کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نبی ہوں تو ہر اطلاع دینے والا خواہ کوئی ہو اور ہر اطلاع پہنچانے والا خواہ کیسا ہو۔ اس درجہ کا مستحق ہوگا اور وہ دعوائے نبوت کر سکے گا پھر اس وسعت لغت کے ماتحت زید ہی کے دعویٰ کی تخصیص کیا ہوگی؟ لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ شریعت اسلامیہ میں اس لفظ نبوت کے معنی محدود اور مخصوص ہیں۔ غیر محدود اور غیر مخصوص سمجھنے میں وہ استحالہ پیش آئے گا جس کا کوئی جواب نہ ہوگا۔

جبکہ ہم تو عزمِ مصمم کر چکے ہیں کہ
ہر حال میں حق بات کا اظہار کریں گے
منبر نہیں ہوگا تو سر دار کریں گے
جب تک بھی ذہن میں ہے زباں سینے میں دل ہے
کاذب کی نبوت کا انکار کریں گے

تو بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ شریعت اسلامیہ میں لفظ نبوت کے معنیٰ محدود و مخصوص ہیں ورنہ استحالہ پیش آئے گا: مثلاً

عقل کا تقاضا

۱۔ (کیا استحالا پیش آئے گا: مثلاً اگر نبوّت کا معیار لغوی معنیٰ کو قرار دیا جائے تو پھر اطلاع دہندگی اور اطلاع یا بندگی کے لحاظ سے ہر شخص نبی قرار دیا جائے گا اور یہ شدید غلطی ہے۔

ہو گی تو یہ بھی غلط ہے' کیونکہ اس صورت میں ہر مسلمان نبی ہو گا اس لئے کہ اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ قرآن حکیم میں حکم آیا ہے نماز پڑھو تو اس مفروضہ کی بنا پر زید اور بکر دونوں نبی ہیں اس نے نماز کی اطلاع اللہ کی طرف سے دی اور دوسرے نے پائی۔

۳- اگر رویائے صادقہ کو نبوت کا معیار قرار دیا جائے' تو یہ بھی اس دعویٰ میں صحیح نہ ہوگا' کیونکہ سچے خواب کفار کو بھی آ سکتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے قیدی ساتھیوں نے جیل میں سچا خواب دیکھا تھا اور اسی زمانہ میں غیر مسلم بادشاہ شاہ مصر نے سچا خواب دیکھا جس کی تعبیر خود حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمائی' تو خواب یا عالم کشف میں یا عالم مثال میں کسی بات کا کسی کے لئے دیکھ لینا اور اس کا سچا ہو جانا نبوت کی دلیل نہیں ہو سکتا اور یہ سب انسانی اصطلاحات ہیں۔

۴- بعض اہل علم کا خیال ہے کہ نبی وہ ہے جس کی پاکیزگی اور طہارت کا اعلان خداوند عالم کی طرف سے ہو جائے' لیکن یہ معیار بھی صحیح نہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی پاکیزگی بیان فرمائی ہے حالانکہ وہ نبیہ نہ تھیں اور وہ کیا دُنیا بھر میں کوئی عورت اس درجہ پر فائز نہیں ہوئی۔

۵- اگر صرف مکالمہ و مخاطبہ کو معیار نبوت مانا جائے' تو اس سے بھی انکار کرنا پڑے گا' کیونکہ مکالمہ ابلیس سے بھی ہوا۔ مخاطب فرعون کو بھی کیا گیا۔ خطاب یافتہ زمین و آسمان اور کائنات کا ذرہ ذرہ بھی ہے۔ آسمان کا پانی روکنے اور زمین کو پانی چُوسنے کا حکم اس پر گواہ ہے' لیکن زمانہ جانتا ہے کہ یہ سب محض مکالمہ و مخاطبہ کی بدولت نبی نہیں بن گئے۔

۶- اگر یہ کہا جائے کہ نبوت الہام و وحی کے نزول کا نام ہے' تو کیا نبوت کا مدار الہام و وحی پر ہو سکتا ہے؟ قرآن ارشاد فرماتا ہے کہ یہ بھی غلط ہے۔ اگر یہ صحیح مان لیا جائے تو اس مفروضہ کی بناء پر شہد کی مکھی [illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

والدہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری سب نبی سمجھے جانے کے مستحق ہوں گے بلکہ ہر شخص کیونکہ فالھمھا فجورھا و تقوٰھا ۔ رب العزت کا ارشاد محکم موجود ہے۔

۷۔ اگر تبلیغ آیات اللہ کو دلیل نبوت مانا جائے تو بھی کام نہیں چلے گا' کیونکہ اس صورت میں بلغوا عنی ولو اٰیۃ کے مطابق ہر مبلّغ نبی ہو جائے گا اور بہت سے تبلیغی مشنوں کا کام کرنے والے افراد اس کی ذیل میں آ جائیں گے۔

معلوم ہوا کہ یہ جس قدر معیار نبوّت لوگوں نے اپنے دعاوی میں مقرر کیے ہیں اور جن پر وہ اپنی نبوت کی بنیادیں استوار کرتے ہیں سب کے سب لغو اور غلط ہیں۔

ابلیس کی ہو تم جاں اے لعین قادیاں ۔۔۔ وہ ہے تجھ پہ قرباں اے لعین قادیاں
تو نے رہ حق سے کتنوں کو دیا ہے بھٹکا ۔۔۔ تجھ پہ کفر و شرک نازاں اے لعین قادیاں
تیرے مسلوں پہ کیے انگریز نے دستخط تمام ۔۔۔ واہ کیا ہے تیری شاں اے لعین قادیاں
لکھ دیا لوح و قلم تیرے حق میں ۔۔۔ ہو گا تو ذلیل جاوداں اے لعین قادیاں

معیار نبوّت و رسالت

آیئے اب دیکھیں کہ قرآن مجید نے نبوت کا معیار کس چیز کو قرار دیا ہے۔

قرآن کریم میں تفکر و تدبّر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

نبی وہ شخص ہے جو نجات انسانی کے لئے خدا تعالیٰ کے تجویز فرمودہ نصب العین یا پروگرام سے براہ راست مطلع ہو کر اس کو نسل انسانی کے سامنے کتاب کی شکل میں پیش کرے اور خود اس پر عمل کر کے لوگوں کو دکھائے تاکہ ان میں بھی اس پر عامل ہونے کی ترغیب پیدا ہو۔ اس نصب العین کو عرف عام میں کتاب یا شریعت یا ہدایت کہتے ہیں۔ ہر نبی اپنے ساتھ ہدایت لاتا ہے' کیونکہ یہ بات عقلاً محال ہے کہ نبی (پیغامبر) آئے اور کوئی پیغام نہ

گویا خداوند عالم نے ضروریات زندگی میں انسان کی رہنمائی کے لئے پہلے اس کو وجدان کی ہدایت سے نوازا' جس کی رہنمائی ایک محدود دائرے تک تھی۔ پھر عقل کی رہنمائی کا دور شروع ہوا' جو ایک خاص حد تک پہنچ کر ختم ہو گیا۔ پھر ہدایت نبوت کی ضرورت سمجھی گئی' یعنی نسل انسانی کی نجات اور فلاح و سعادت دارین جس خدائی نصب العین کی پابندی پر موقوف ہے اس کا کسی ایسے انسان کے ذریعہ سے پیش کرنا جس کی امانت اور دیانت پر نامزدگی سے قبل عوام الناس کو پورا پورا اعتماد ہو۔ گویا ہدایت نبوت ایسے شخص کی وساطت سے نسل انسانی کے سامنے ایک ایسے پروگرام کے تحت رکھ دینے کا نام ہے جس پر نسل انسانی کی نجات کا دارومدار ہو اس لئے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ نبوت تنہا مکالمہ و مخاطبہ۔ تنہا وحی اور الہام۔ تنہا رویائے صادقہ کا نام نہیں بلکہ نسل انسانی کی سعادت و فلاح جس نصب العین پر موقوف ہے وہی مرتبہ و مقام نبوت ہے۔ جس کے نزول کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا سلسلہ قائم کیا اور اس کا عطا فرمانا کمال احسان اور مہربانی سے اپنے آپ پر لازم قرار دے لیا۔ حالانکہ کوئی طاقت خدا کو کسی کام کرنے کے لئے مجبور نہیں کر سکتی اور وہ جو کچھ کرتا ہے اپنی مرضی اور اختیار سے ظہور فرماتا ہے اور لقد من اللہ علی المؤمنین اذبعث فیھم رسولاً من انفسھم میں اسی کمال احسان کی جانب اشارہ ہے جہاں سے نبوت کا وہبی ہونا بھی مترشح ہوتا ہے۔

یہ امر بھی قابل یاد ہے کہ قانون ارتقاء کے تحت نصب العین کے اس حصہ میں جس کو شریعت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اختلاف ہوتا رہا ہے' لیکن اصلی حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہوا' جو نبی خداوند عالم کی طرف سے دنیا میں تشریف لائے۔ سب نے ایک ہی حقیقت کو پیش فرمایا۔ اعبدو اللہ ربی و ربکم و لا تشرکوا باللہ شیئا۔ یعنی احکام شریعت میں ہر ماحول کے مطابق تبدیلی ہوتی رہی' لیکن نصب العین ہر زمانہ میں ایک ہی رہا۔

ثابت ہوا کہ نبوت ا[illegible] ... مستقل العمل [illegible]

اعمال کے مجموعہ۔ جس کے حسن و قبح میں تمیز کرنے سے انسانی عقل عاجز ہے کا نام ہے۔ اس کو آپ زبور کہیں۔ کتاب کہیں۔ آیات بینات کہیں۔ نور کہیں۔ شفا کہیں۔ فرقان کہیں۔ قرآن کہیں۔ ذکر کہیں۔ رسول کہیں۔ بہرحال یہ سب کچھ اسی نصب العین الٰہی کی جس کے تجویز کرنے میں کسی انسان یا کسی فرشتے کا ذرہ برابر مشورہ شامل نہیں۔ تعبیر تعبیر ہے اور علیم بذات الصدور ہی کا صرف اپنا تجویز فرمودہ نصب العین ہے۔

اقبال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

نہ میں عارف نہ مجدد نہ محدث نہ فقیہ ۔۔۔ مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام
ہاں مگر عالمِ اسلام پہ رکھتا ہوں نظر ۔۔۔ فاش ہے مجھ پر ضمیر فلک نیلی فام
عصر حاضر کی شب تار میں دیکھی میں نے ۔۔۔ یہ حقیقت کہ ہے روشن صفت ماہِ تمام
وہ نبوت ہے مسلماں کیلئے برگِ حشیش ۔۔۔ جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

ضرورت بقاءِ نصب العین

چونکہ ضرورت تھی بقائے سنت ایزدی کی۔ ضرورت تھی بقاء نصب العین کی۔ ضرورت تھی تحفظ دین کی' اس لئے خداوند عالم الغیب نے جس کا علم ماضی کی طرح مستقبل پر بھی مکمل طور پر حاوی ہے' اس سلسلے کو ختم کرنے کے لئے تا کہ کسی شخص کے دعوائے نبوت کے بعد اس کی تصدیق کی ضرورت کا امکان ہی نہ رہے اور آیندہ کے لئے لوگوں کو اس امر کی انتظار ہی نہ رہے کہ دنیا میں کوئی اور بھی نصب العین پیش ہونے والا ہے' تحدی کے ساتھ فرمادیا کہ **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا** ط اب کوئی یوم کو خواہ متعارف معنوں میں لے یا غیر متعارف معنوں میں' بہرحال خدا کا یوم یوم القرآن ہے۔ نبی کا یوم یوم نبوت ہے اور نزول قرآن کا سارا وقت وہ یوم ہے جس میں یہ نور ہدایت سرکار دو جہان ﷺ کی وساطت سے پیش ہوتا رہا۔

[illegible] ختم الرسل

وہ حرا سے لے کے اترے نسخۂ رشد و ہدیٰ — حامل فرقان و شرع آتشیں ختم الرسل

مژدۂ الیوم اکملت لکم جن سے ملا — آخری وہ مصدر روح الامیں ختم الرسل

وہ کہ ایوانِ رسالت کی ہیں خشت آخری — خاتم ختم نبوت کے نگیں ختم الرسل

ایک اُمی اور سینہ ہے سفینۂ علم کا — ایک یتیم صد لقا درِ ثمیں ختم الرسل

وہ کہیں طٰہٰ، کہیں یٰسٓ، مزمل کہیں — وہ کہیں خیر البشر ہیں وہ کہیں ختم الرسل

وہ امامِ انبیاء وہ تاجدارِ ھل اتی — محفلِ معراج کے مسند نشیں ختم الرسل

ان کی رحمت ہے محیط ہر زمان و ہر مکاں — بے گماں ہیں رحمۃ للعالمین ختم الرسل

ان سے یزدانی ہے میرے قلب و جاں میں روشنی
میرا ایماں، میرا دیں، میرا یقیں ختم الرسل

(یزدانی جالندھری)

یہاں یہ بیان کر دینا بعید از فہم نہ ہوگا کہ ہر چیز جو شروع ہوتی ہے اس کی تکمیل اور اختتام بھی ضروری ہے۔ جس کے بعد اس کی غرض میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک وقت ہوتا ہے جب طالب علم کی تعلیم کی ابتداء ہوتی ہے، پھر وہ وقت بھی آتا ہے جب اس کی انتہاء ہو جاتی ہے اور وہ تعلیم کی تکمیل کے بعد کسی مزید تعلیم کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ اسی طرح بچہ پیدا ہوتا ہے، تو اس کا لباس بہت چھوٹا اور قمیص معمولی بالشت بھر کا ہوتا ہے، لیکن اپنی جسمانی نشو و ارتقاء کے تحت ہر لحظہ اس کا ناپ اور سائز بدلتا رہتا ہے مگر ایک وقت ایسا بھی آ جاتا ہے جس میں اس کے جسم کا بڑھاؤ ختم ہو جاتا ہے اور وہ وہ لباس پہن لیتا ہے جس کے بعد اس کے لباس میں کوئی بڑھاؤ قطعاً متصور نہیں ہوتا۔

ایسے ہی یہ مسئلہ نصب العین ہدایت انسانی کا ہے جو آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر مسیح علیہ السلام تک مختلف احکام شرع کے ساتھ بدلتا چلا آیا اور بعد میں اس کی ایسی تکمیل کو لازم سمجھا گیا کہ جس کے ذریعہ ہدایت اُخروی اور نجات ابدی کا مکمل نظام انسان کو عطا کر کے اس نعمت عظمیٰ کو تمام کر دیا جائے۔

پس آیت الیوم اکملت لکم دینکم اس ضرورت پر قطعی الدلالت ہے۔
جس کے لحاظ سے قرآن کریم خاتم الکتب اور حضور ﷺ خاتم النّبیّین یعنی نبیوں کے آخری نبی یا نبوت کے ختم کرنے والے نبی ہیں اور آپ پر ہر قسم کی نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔ اب کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ جب مکمل اور بہترین نصب العین پیش ہو چکا ہو اور وہ کسی وقت کے لیئے مؤقت بھی نہ ہو (کیونکہ اگر موقت ہوتا تو اس کی ہیشگی پر حفاظت کے دعوے نہ کیئے جاتے) پھر اس کی موجودگی میں کسی دوسرے نصب العین کی ضرورت بھی نہ ہو تو دوسرا کوئی نبی کس کام کے لیئے آئے گا لہٰذا

بروزی ہے نبوت قادیاں کی — برازی ہے خلافت قادیاں کی
عداوت حق سے باطل سے محبت — ہے اتنی ہی حقیقت قادیاں کی
ہیں احمق جس قدر ہندوستان میں — ہے آباد ان سے جنت قادیاں کی
نصاریٰ کی پرستش کے سب اسرار — سکھاتی ہے شریعت قادیاں کی
دمشق اور اندلس کے بھاگ جاگے — بٹی جس وقت لعنت قادیاں کی
مسلمانوں کی آزادی ہو نابود — الم نشرح ہے نیت قادیاں کی
لگے رونے بشیر الدین محمود — بنائی میں نے وہ گت قادیاں کی

(مولانا ظفر علی خاں)

خاتم النّبیّین کا مفہوم اور ایک مرزائی کی زٹل!

فقیر نے گذشتہ بحث میں یہ عرض کر دیا ہے کہ تمام متقدمین و متاخرین اہل سلام اس عقیدہ میں کہ آنحضرت ﷺ خاتم النّبیّین (نبیوں کے ختم کر دینے والے نبی ہیں) متفق ہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے اپنی نفس پرستیوں اور خود غرضیوں کے تحت اس عقیدہ سے منکر ہو کر میدان نبوت میں رینگنے کی جرات کی ہے۔ یا ان کے بعض حواریوں نے ان کی تائید میں بے جا سمند قلم کو چلانے کی سعی سے کام لیا ہے اور ان لوگوں میں سے ایک پنجابی مدعی نبوت کے خادم کوئی خادم صاحب بی۔ اے بھی ہیں جنہوں نے لفظ خاتم

النبیین کے صحیح مفہوم بتانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اپنی علمی قابلیت کا ثبوت دیا ہے کہ ایک ان پڑھ انسان بھی اُن کی اس شوخی کی تردید کیے بغیر نہیں رہ سکتا طرز بیان وہ ہے۔ جس کے انداز سے جہالت یوں ظاہر ہوتی ہے جیسے اُن کے دو ورقی ٹریکٹ کا عنوان۔ چنانچہ ان خادم مرزا صاحب نے خاتم النبیین کا مفہوم سمجھانے میں جو اصول قائم کیے ہیں اور مرزا صاحب کو نبی بنانے میں جن الفاظ پر پسینہ پسینہ ہوئے ہیں وہ اُنہیں کے الفاظ میں درج ذیل ہیں۔ قارئین کرام خود پڑھ لیں اور اس کی منکرانہ سعی کو سمجھنے کی کوشش فرمائیں۔ لکھتا ہے:

ہر عقلمند انسان بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ خاتم النبیین کا خطاب جو ہمارے سید و مولےٰ حضرت محمد عربی ﷺ کو دربار خداوندی سے عطا ہوا وہ قرآن مجید میں مذکور ہے اور ظاہر ہے کہ یہ ترکیب اُردو۔ فارسی یا پنجابی زبان کی نہیں بلکہ عربی زبان کی ہے' اس لئے اس کے معنی اہل عرب کے محاورہ اور اسلوب بیاں کے مطابق کرنے ہوں گے نہ کہ پنجابی، اُردو اور فارسی کے لحاظ سے۔ اگر خاتم النبیین پنجابی، اُردو یا فارسی کی ترکیب ہوتی تو ہمیں اس کا ترجمہ نبیوں کا بند کرنے والا ماننے میں کوئی عذر نہ ہوتا' لیکن ہمارا دعویٰ ہے کہ عربی زبان میں لفظ خاتم جمع کی طرف مضاف ہونے کی صورت میں ہرگز ہرگز آخری کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ افضل کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ہماری طرف سے بارہا چیلنج دیا جا چکا ہے کہ کوئی مولوی خواہ وہ مرتضیٰ احمد خان ہو یا کوئی اور ہمیں قرآن، حدیث، یا محاورات اور اسلوب بیان اہل عرب سے ایک ہی مثال اس امر کی پیش کر دیں کہ لفظ خاتم تا کی فتح کے ساتھ کسی صیغہ جمع مثلاً شعرا، فقہاء، علماء، اولیاء، محدثین یا مجددین وغیرہ کی طرف مضاف مستعمل ہوا ہو اور اس کے معنی آخری یا بند کرنے والے کے ہوں۔ یعنی کبھی کسی موقعہ پر خاتم الانبیاء یا خاتم

المحدثین آیا ہو اور اس جگہ اس سے مراد یہ ہو کہ موسوم اولیاء و محدثین کو بند کرنے والا ہے۔ اب اس کے بعد کوئی ولی یا محدث پیدا نہ ہوگا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ قیامت تک اس قسم کی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جا سکتی اگر صاحب تاج العروس، قاموس، لسان العرب، منتہی الادب وغیرہ نے اپنی کتابوں میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی یا نبیوں کا ختم کرنے والا لکھے ہیں تو انہوں نے محض اپنے عقیدہ کا اظہار کیا ہے' جو حجت نہیں۔ عربی زبان میں ان معنوں کی تائید میں ایک بھی دلیل نہیں۔

قادیانی کی حجامت

یہ ہے خادم مرزا صاحب کا تمام تر زور ایمان، اور یہ ہے ایمان والوں کو کھلا چیلنج جس میں قیامت تک کے لئے شرط لگائی گئی ہے اور یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ نہ ہم سے زیادہ کوئی عالم دنیا میں موجود ہے اور نہ ہی کوئی جواب دے سکے گا۔ خادم صاحب کے مقام انسانیت کی بھی حد ہوگئی' مزہ جب تھا کہ مؤمنین کو چیلنج کرنے سے پہلے اپنی چارپائی کے نیچے بھی ڈنگوری پھیر لیتے کہ کہیں گھر سے ہی تردید نہ ہو جائے اور بمصداق ایں گناہ ستیکہ آں مرزا شما نیز کند۔ میں ہی نہ رگڑے جائیں یہ تو صحیح ہے کہ لفظ خاتم النبیین کلام عربی کا لفظ ہے، اُردو یا پنجابی نہیں اور اس کے معنی بھی عربی زبان سے ہی سمجھنے چاہئیں مگر خود تو آپ نے عربیت چھوڑ پنجابیت اور اُردویت سے بھی علیحدگی اختیار کر کے محض انگریزیت اور بلی ایت سے کام لیا ہے۔ یہ جو آپ کا دعویٰ ہے کہ لفظ خاتم جمع کی طرف مضاف ہونے سے ہرگز ہرگز (آخری) کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ افضل کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ہم سچائی سے بالکل دور پاتے ہیں، اس لئے کہ آپ مرزا جی اس لفظ خاتم کو جمع کی طرف مضاف ہونے کی صورت میں آخری اور ختم کرنے کے معنی میں استعمال کر رہے ہیں۔ جبھی تو کہا ہے کہ پہلے اپنی ہی تعلیم کا عبور کر کے پھر معترض بنتے' ذرا ملاحظہ ہو مرزا جی کی تریاق القلوب صفحہ ۱۵۲ لکھتے ہیں کہ:

جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ ''جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ سے باہر نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔''

اس عبارت میں لفظ خاتم جمع اولاد کی طرف مضاف ہے اور پھر بھی ''آخر'' کے معنوں میں ہے نہ افضل کے معنوں میں، اس لئے کہ ''پہلا جملہ'' میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ بالکلیہ افضل کے معنوں کی تکذیب کرتا ہے اور اس پر مزید برآں کہ میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔ آپ کے خود ساختہ دعوے کی مٹی ہی خراب کر گیا ہے۔

لہٰذا مرزا جی:

فقل لمن یدعی بالعلم فلسفة

حفظت شیئا و غابت عنك اشیاء

اس (اپنے مرزا) سے کہہ دو جو فلسفہ کی بنا پر علم پہ حاوی ہونے کا دعویدار ہے کہ تم نے ایک شے تو یاد رکھ لی ہے اور بہت ساری چیزوں کو نظر انداز کر دیا ہے (شاید اس لیے کہ تو یک چشم گل ہے)

بقلم خود قیامت کی نشانی مرزا قادیانی

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پہلے خاتم النبیین کے مفہوم میں مرزا جی کے ہی اقول سے استدلال کر لیا جائے، تاکہ معترض صاحب جھنجلاہٹ کی بجائے دوسرے دلائل کو ٹھنڈے دماغ سے سوچ سکیں اور ان کو پتہ لگ جائے کہ متقدمین نے جو معنی خاتم النبیین کے آخری نبی یا نبیوں کا ختم کرنے والے کئے ہیں وہ محض اپنے عقیدے کے لحاظ سے نہیں کئے بلکہ اس کے معنی ہو ہی یہی سکتے ہیں اور اگر انہوں نے عقیدہ کے تحت یہ معنی کئے ہیں تو آپ کے مرزا [illegible]

بلا وجہ ایمان کی کشتی ڈبو رہے ہیں اور مسئلہ ختم نبوت سے منکر ہوئے جاتے ہیں۔ آیئے ذرا لگے ہاتھوں اور حوالہ جات بھی مرزا صاحب کی تحریرات سے ملاحظہ کر لیجئے' تاکہ کسی دوسرے پر خوش عقیدگی کا شبہ ہی نہ رہے۔

(۱) اور ہمارے رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی کیونکر آ سکتا ہے درآنحالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرما دیا۔ حمامتہ البشریٰ صفحہ ۳۴

(۲) خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد نبی کیسا؟ انجام آتھم صفحہ ۲۸

(۳) یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ نبی کریم خاتم الانبیاء ہوں اور پھر کوئی دوسرا نبی آ جائے۔ ایام الصلح صفحہ ۴۷

(۴) ہست او خیر الرسل خیر الانام ہر نبوت را برو شد اختتام

(۵) مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں۔ حمامتہ البشریٰ صفحہ ۷۹ (اس اقتباس سے یہ بات بھی مرزا صاحب کی زبانی ثابت ہو گئی کہ جو مسلمان حضور علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے)

(۶) کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے' قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے؟ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد نبی اور رسول ہوں۔ انجام آتھم صفحہ ۲۷

(۷) اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ کتاب البریہ صفحہ ۱۴۸ حاشیہ (اس عبارت میں خاتم النبیین کی تفسیر اس جملہ سے کی جاتی ہے (نبوت ختم ہو چکی) ذرا غور تو کیجئے کہ یہ لغویوں کی

ہوں گے)۔

(۸) قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا ہو یا پُرانا۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱)

(۹) اللہ کی شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہ ہی شایان کہ سلسلۂ نبوّت کو دوبارہ از سرِ نو شروع کر دے بعد اس کے کہ اُسے قطع کر چکا ہو۔ (آئینہ کمالات صفحہ ۳۱)

(۱۰) اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔ (ترجمہ آئینہ کمالات صفحہ ۳۱)

(۱۱) کما کان سید المصطفیٰ علی مقام الختم من النبوۃ و انہ خاتم الانبیاء۔ ترجمہ: مرزا جی خود اس کا ترجمہ لکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے اور وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵)

اس عبارت میں مرزا جی خاتم الانبیاء کا ترجمہ خود نبوت اور نبیوں کو ختم کرنے والے کر رہے ہیں فضل وغیرہ کا دخل نہیں۔

(۱۲) و تعین ان ھذا الوقت ھو وقت اخر الخلفا لا مۃ نبینا خیر الوریٰ۔
ترجمہ: اور مقرر ہو گیا کہ یہ وقت وہی وقت ہے۔ جس میں خاتم الخلفاء کا مبعوث ہونا ضروری تھی۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۷۲)

(مرزا اور اس کے تمام خیر خواہ و سرپرست سن لیں)

زندہ ہیں زمانے میں ثنا خوانِ محمد
تابندہ رہے گا یوں ہی گلستانِ محمد

ہو لاکھ خزاں لالہ و گل کھلتا رہے گا
اس گل کو شہیدوں کا لہو ملتا رہے گا

اس زور سے اُٹھی ہے انا الحق کی صدائیں
منصور نے سولی پہ بھی دی ان کو دعائیں

شیطان کے قدموں کی زمیں ایسی ہلی ہے
کہ اسے جا کے اماں اپنے خداؤں میں ملی ہے

قاتل ہو تو مقتول کے انداز بھی سمجھو
اس موت میں جینے کے کچھ انداز بھی سمجھو

تم کفر میں جینے کی سزا پا کے رہو گے
باطل ہے زہر' دیکھنا تم کھا کے رہو گے

کذاب کی امت ہو مسلمان [illegible]
[illegible]

اس دور میں بوجہل کی اولاد تمہی ہو | تم لاکھ پڑھو کلمہ مسلمان نہیں ہو
بہتر ہے شرافت سے سمجھ جاؤ وگرنہ | آتا ہے مسلمان کو باطل سے نمٹنا
یہ رنگ بدلنا ہے ہمیں جام و صبو کا! | بدلہ ہمیں لینا ہے شہیدوں کے لہو کا
اشعار یہ جانباز کے ربوہ میں سناؤ | آئینہ میری نظم کا باطل کو دکھاؤ

(جانباز مرزا)

مرزا جی یہاں پگڑی اُچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

قارئین کرام نے مندرجہ بالا حوالے مرزا صاحب کی اپنی تصانیف سے ہی پڑھ لئے ہیں جن کے خادم کا خود ساختہ قاعدہ (کہ خاتم کا ترجمہ جمع کی طرف مضاف ہونے سے آخری اور بند کرنے والا نہیں آتا)۔ ان کے پیشوا ہی کی تحریروں سے باطل ہو گیا ہے اور ضرورت ہی نہیں رہی کہ اس بے سرو پا اعتراض پر کلام عرب سے کچھ پیش کیا جائے اور اگر یہ مرزا صاحب کے اقوال معترض کے نزدیک سچے ہیں' تو پھر معترض جھوٹا ہے اور اگر معترض اپنے دعویٰ میں سچا ہے' تو مرزا صاحب کے متعلق وہ خود ہی حکم شریعت صادر کرے۔ ہم کہیں گے تو شکایت ہو گی۔ ہم نے تو معترض کے چیلنج کا جواب بوضاحت دے دیا ہے' تا کہ ان کو قیامت تک کی انتظار نہ رہے۔ شعر

سمجھ کر قدم رکھنا میکدہ میں خادم مرزا
یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

یہ تو تھی خادم مرزا کی کہانی ان کے اپنے پیشوائے قادیانی کی زبانی۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عقیدہ حقہ حضرات اہلسنت و جماعت متقدمین و متاخرین کے وہ دلائل پیش کر دیئے جائیں۔ جن کی بنا پر وہ آنحضرت سرور کائنات مفخر موجودات مختار شش جہات محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں اور یہ بحث چار عنوانات پر ہو گی' تا کہ قارئین کتاب ہذا پوری طرح اس شان نبوت تامہ کو سمجھ سکیں۔

(۱) [illegible] (۴) عقلِ سلیم،

و ما توفیقی الا باللہ

اگرچہ قرآن کریم میں ختم نبوت پر متعدد نصوص موجود ہیں، لیکن اس مختصر مضمون میں صرف مندرجہ بالا تین نصوص پر ہی اکتفا کر کے اب احادیث صحیحہ پیش کی جاتی ہیں جن سے مسئلہ ختم نبوت اور واضح ہو جائے۔

احادیث صحیحہ دربارۂ عقیدۂ ختم النبوہ

حدیث نمبر ۱ : لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون کلهم یزعم انه نبی و انا خاتم النبین لا نبی بعدی ۔(ابوداؤد، ترمذی)

قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک بہت سے دجال اور کذاب نہ اٹھائے جائیں۔ جن میں سے ہر ایک یہ گمان کرتا ہو گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں تو خاتم النبین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔

اس حدیث میں خود آنحضرت ﷺ نے ایک فیصلہ کن بات فرما دی ہے۔ جس کے بعد کوئی مسلمان جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو گا۔ خاتم النبین کے حقیقی اور صحیح مفہوم میں شک نہیں کر سکتا۔ حضور علیہ السلام نے اس کے معنی خود کر دیئے ہیں کہ میں سلسلہ انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

لا نبی بعدی میں لائے نافیہ جنس کی نفی کرتا ہے۔ یعنی کسی قسم کا بھی نبی پیدا نہیں ہو گا۔ ہر قسم کی نبوت کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی نے بھی ایام الصلح کے صفحہ ۱۴۴ پر لکھا ہے کہ لا نبی بعدی میں لائے نافیہ جنس کی نفی کرتا ہے۔ کسی قسم کا بھی نبی خواہ نیا ہو یا پرانا آنحضرت (ﷺ) کے بعد دنیا میں نہیں آ سکتا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے بعد کون سی وحی ایسی نازل ہو گئی تھی جس کی رو سے لا نبی بعدی میں وہی لائے نافیہ جنس کی نفی نہیں کرتا۔ ع بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

ہم نے ہر دور میں تقدیس رسالت کیلئے وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
توڑ کر سلسلہ رسم سیاست کا فسوں ہم نے صرف محمد سے محبت کی ہے

ہم نے بدلا ہے زمانے میں محبت کا مزاج — ہم نے ہر دل کو نئی راہ و نوا بخشی ہے
مرحلے بند و سلاسل کے کئی طے کر کے — چہرۂ دار و رسن کو بھی ضیاء بخشی ہے

(حفیظ رضا پسروری)

قصرِ رسالت اور ختمِ نبوت

حدیث نمبر۲: ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتًا واجملہ' الاموضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون ویعجبون لہ و یقولون ھلا و ضعت ھذہ اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین (رواہ بخاری و مسلم و غیرھا)

ترجمہ: میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی گھر بنایا ہو اور اس کو آراستہ پیراستہ کیا ہو۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو۔ لوگ اس کے پاس چکر لگاتے ہوں اور خوش ہوتے ہوں اور کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (کہ عمارت مکمل ہو جاتی) فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ میں ہی وہ آخری اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی آخرالانبیاء کے ہیں اور یہ قصر نبوّت مکمل ہو چکا ہے۔ اب کسی اینٹ کی گنجائش نہیں۔ اب جو اینٹ لگانے کی کوشش کرے گا وہ کسی معمار کی لگائی ہوئی ہوگی نہیں بلکہ کسی غدار کی لگائی ہوئی ہوگی۔ قربان جائیے آنحضرت ﷺ کے آپ نے کیسی خوبصورتی کے ساتھ اس حقیقت کا اعلان فرمادیا ہے کہ میں آخری نبی ہوں۔ آپ فرماتے ہیں، کہ سلسلہ بعثت انبیاء کو ایک عمارت تصوّر کرلو عمارت اینٹوں سے پایۂ تکمیل کو پہنچتی ہے۔ معمار ایک عرصہ تک اس عمارت کو اینٹوں سے بناتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ عمارت پایہ تکمیل کو پہنچ گئی اور صرف ایک اینٹ کی کسر باقی

بڑا کاریگر کیوں نہ ہو۔ اس عمارت میں کسی اینٹ کا اضافہ کر سکتا ہے؟ اسی طرح اس قصر نبوت کی تکمیل کے بعد نہ تشریعی نبوت کی اینٹ کی گنجائش ہے نہ غیر تشریعی یا ظلی و بروزی یا لغوی و مجازی کی۔ ہاں خلق خدا کو گمراہ کرنے کا ٹھیکدار بن جانا ایک دوسری بات ہے۔ نبوت تو درکنار لوگوں نے خدائی کے دعووں تک سے بھی دریغ نہیں کیا۔

کبھی اسلام، کفر قادیانیت نہیں ہوتا — کبھی لفظ ضیاء ہم معنیٰ ظلمت نہیں ہوتا
کہاں وعظ نبوت اور کہاں بکواس مرزا کی — مقال مرسلاں ہذیان پر وحشت نہیں ہوتا
بچو اس سے مسلمانو! وہ داعی جہنم کا — کبھی جھوٹا پیمبر داعیٔ جنت نہیں ہوتا
نہیں ہے قادیانیت کبھی اسلام کے معنی — کبھی مفہوم مسلم قادیانیت نہیں ہوتا

(ابراہیم اسماعیل)

تحریف کی جڑ ہی کٹ گئی

حدیث نمبر۳: وختم بی النبیون (رواہ مسلم فی الفضائل) امام مسلم نے اس حدیث کو آنحضرت ﷺ کے فضائل کے باب میں درج کیا ہے۔ اس حدیث میں فضیلتوں کا ذکر ہے۔ جن میں سے چھٹی فضیلت یہ ہے کہ میرے ساتھ تمام انبیاء علیہم السلام کو ختم کیا گیا۔ اس حدیث میں اس تحریف کی بھی جڑ کاٹ دی گئی، جو لفظ خاتم میں کی جاتی ہے۔ خاتم النبیین کی جگہ ختم بی النبیون فرمایا گیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کے نبی کا استثنا موجود نہیں۔

حدیث نمبر۴: بروایت ابن ماجہ باب فتنہ الدجال۔ انا اخر الانبیاء وانتم اخر الامم۔ یعنی میں سب نبیوں کے آخر میں آنے والا ہوں، اور تم سب اُمتوں کے آخر میں آنے والی اُمت ہو۔ گویا آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص اس اُمت کے لئے نبی بنا کر نہیں بھیجا جائے گا۔ ان احادیث صحیحہ کی موجودگی میں نہ کوئی مسلمان نبوت کا دعویٰ خود کر سکتا ہے۔ نہ کسی مدعی کاذب کے دعویٰ پر ایمان لا سکتا ہے مگر داد دیجئے اُن بھٹکے ہوؤں کے ایمان کی

ہیں نکالتے رہتے ہیں اور ایک مدعی کی جھوٹی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے ہزاروں جھوٹ بولتے اور لاکھوں تاویلات کو کام میں لاتے ہیں۔ ایمان رہے یا نہ رہے۔ ان احادیث کو پڑھ کر بھی کوشش جاری رہتی ہے کہ کوئی ضعیف حدیث یا کوئی گرا ہوا متقدمین کا قول ہی مل جائے جو ہم بھی اپنے دعوے میں پیش کرسکیں۔ چنانچہ مسئلہ ختم نبوت کے مخالف ایک حدیث صحیح پیش کیا کرتے ہیں، جس کا مفہوم حقیقی تو وہی ہے جو جمیع اہل اسلام نے خاتم النبیین کا سمجھا ہے، مگر وہ ہیں کہ اگر مگر پر قیاس آرائی کرتے ہوئے اپنے راہنما کے لئے پورا ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ ثابت کرنے کی سعی کرتے ہیں کہ اس حدیث کے اگر سے کچھ نفع اٹھانے کی صورت پیدا کرلیں۔ مگر وائے آرزو کہ خاک شدہ۔ ہزاروں ٹکریں مارتے ہیں لیکن کامیابی نہیں ہوتی۔ فقیر یہاں وہ حدیث شریف نقل کرکے مخالفین کے لئے مفصل بحث کردیتا ہے، تاکہ وہ اگر مگر کی بھول بھلیوں سے نکل کر ابدی صراط مستقیم پاسکیں وباللہ التوفیق۔

ملعون زماں کہیے کذاب جہاں کہیے	مرزے کو خباثت کا منحوس نشاں کہیے
لاریب نہیں ملتا مطعون کوئی ایسا	انسان کے جامے میں عفریت نہاں کہیے
فیضان فرنگی ہے بکواس حرامی کی	تلمیذ سگاں کہیے استاد بداں کہیے
مردود کی آنکھیں تک آپس میں نہیں ملتیں	ایسے میں مسیحیت ملتی ہے کہاں کہیے
ملحد کے تعاقب میں بیباک صداؤں کو	مقصود سخن کہیے سرمایۂ جاں کہیے

اعتراض کا جواب

حدیث شریف یوں ہے: **لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا**۔ ابن ماجہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۷ مطبوعہ مصر۔ یہ حدیث اپنی صحت کے لحاظ شہادت شہاب علی البیضاوی جلد ۷ صفحہ ۱۷۵ میں یوں بیان کی گئی ہے کہ **اما صحۃ الحدیث فلا شبھہ فیھا لا نہ رواہ ابن ماجہ وغیرہ کما ذکرہ ابن حجر** یعنی اس حدیث کی صحت میں کوئی

نے بھی ذکر کیا ہے۔

اس کی تشریح یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم ۸ھ ہجری المقدس میں پیدا ہوئے اور ربیع الاول ۱۰ھ کو بروز منگل وفات پاگئے۔ ان کی وفات پر حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر ابراہیم زندہ رہتے تو ضرور صدیق نبی ہوتے۔ مرزائی اس اگر میں مرزائے قادیانی کی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے یہ استدلال کرتے ہیں کہ دیکھو آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کا آنا ممکن اور ثابت ہو گیا۔ یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجرائے نبوّت لازم ہے۔ چونکہ ابراہیم فوت ہو گئے اس لئے نبی نہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ اس کا نبی نہ ہونا اس کی موت کا سبب تھا۔ ورنہ نبوت جاری ہے اور حضور ﷺ نے آیت خاتم النبین سے نبوت کو بکلی مسدود نہیں سمجھا اور اسی طرح کی ایک اور حدیث بھی جس کے الفاظ یہ ہیں پیش کیا کرتے ہیں۔ لو کان بعدی نبیا لکان عمر۔ یعنی اگر میرے بعد کسی نبی کا ہونا ممکن ہوتا تو بلا شبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ہوتے۔ یہاں بھی وہی اگر نظر آ رہا ہے جس کے معنی نہ سمجھتے ہوئے خواہ مخواہ کھینچ کر مرزا صاحب کی نبوت نکالنے اور منوانے کی سعی کی جا رہی ہے۔

ان دلدادگانِ پیشوا سے پوچھا جائے کہ جہاں حرف اگر آئے گا اس مطلب کا آئندہ اجرا ہی مقصود ہو گا یا یہ اگر کسی اور مطلب کے لئے بھی آتا ہے۔ یہاں تو بات سیدھی اور صاف تھی کہ چونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت ختم تھی لہٰذا حضرت عمر کا نبی ہوسکنا محال ہوا اور صاحبزادہ ابراہیم کی وفات اس لئے ہوئی کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آنا تھا۔ اگر زندہ رہتے تو نبی ہوتے اور نبوّت تھی ختم لہٰذا فوت کر لئے گئے کیونکہ اگر زندہ رہ کر نبی نہ ہوتے تو یہ حضور خاتم النبین علیہ السلام کی کسر شان تھی کہ باقی انبیاء کی اولاد زندہ رہ کر نبوّت پائے اور حضور ﷺ کی اولاد محروم النبوّت ہو۔ چنانچہ اسی مفہوم کی تائید میں بخاری شریف میں حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ موجود ہیں کہ حضرت ابراہیم اس لئے زندہ نہ رہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں (ولکن لا نبی

بعدہ') ایسے ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ولو بقی لکان نبیا۔ اگر حضرت ابراہیم زندہ رہتے تو ضرور نبی ہوتے۔ و لکن لم یکن یبقٰی (لیکن یہ ممکن نہیں تھا کہ زندہ رہیں) لان نبیکم اخر الانبیاء اس لئے کہ تمہارے نبی علیہ السلام آخری نبی ہیں۔ یعنی آخری نبی کے بعد اور نبی نہیں آ سکتا۔ کیا صحابہ کرام کی تشریح سے بھی یہ مطلب ذہن نشین نہیں ہوگا کہ حضرت صاحبزادہ سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت کس بنا پر ہوئی اور اگر اس کا مفہوم یہی فرض کر لیا جائے جو مرزا صاحب کے مرید کہتے ہیں تو کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نبوت تو موت سے ختم نہیں ہوئی، انہوں نے تمہارے اس غلط استدلال کے تحت نبوت کا دعویٰ کیوں نہ کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ختم نبوت کے صحیح مفہوم کو خوب سمجھتے تھے اور اگر حرف لَوْ آپ کے نزدیک انہی مطالب کا حامل ہے' تو ذرا دو مثالوں پر غور فرمانے کے بعد جاری رہنے کے معنوں کی ہٹ دھرمی کیجئے۔

ثابت شدہ امور

۱۔ قرآن مجید وحدتِ خدا کے اثبات پر دلیل پیش کرتا ہے۔ لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔ یعنی اگر کائنات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خدا بھی ہوتا تو نظام عالم بگڑ جاتا اور اس میں فساد آ جاتا۔ کیا یہاں دوسرے خدا کا ہونا صرف لَوْ کے تحت ممکن ہے۔ جس طرح اس سے پہلے استدلال کیا جا چکا ہے یا یہاں پر لَو اس حقیقت کا ترجمان ہوگا کہ اللہ کے سوا کسی اور خدا کا ہونا محال ہے اور اگر یہاں بھی اسی جدّتِ علمی سے کام لیا جائے گا' تو وہ علم ظاہر کرنے سے پہلے ایمان کی فکر کرنی پڑے گی۔ ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ لو عاش ابراھیم میں بھی ان کا زندہ رہنا محال تھا۔ اب کہیں یہ نہ کہہ دیں کہ دوسرے خدا کے لئے گنجائش تو ہے مگر یہ ایک الگ بات ہے کہ اتفاق سے دوسرا خدا نہیں اور اگر سوچا جائے' تو آیت میں حرف لَو موجود ہے لہٰذا دوسرا خدا ہو تو سکتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

۲۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ لو کان موسیٰ حیا لما وسعہ الا اتباعی

یعنی اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انہیں لامحالہ میری اطاعت کرنی پڑتی۔ کیا یہاں سے موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا اجرا ثابت ہوگا۔ گو وہ حضور علیہ السلام سے ملاقات نہیں فرما سکتے۔ مختصر بات صرف یہ ہے کہ جیسے لَو دو خداؤں کی نفی ظاہر فرماتا ہے۔ ویسے ہی حیاتِ موسیٰ کی نفی کرتا ہے اور ایسے ہی آنحضرت ﷺ کے صغیر سن بیٹے ابراہیم کی نبوت کی نفی پر دال ہے اور لَو عاش کا صحیح ترجمہ وہی ہو سکتا ہے جو احادیث کے مطابق اور تشریح صحابہ کرام کے موافق ہو۔

۳- ابن ماجہ میں ایک حدیث ہے کہ انا اخر الانبیاء یعنی میں آخری نبی ہوں' گویا بتا دیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۴- صحیح مسلم میں ہے: فانی اخر الانبیاء۔ اس میں قطعاً شبہ نہیں کہ تحقیق میں آخری نبی ہوں، اس سے صاف طور پر واضح فرما دیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۵- کنز العمال میں ہے: انا خاتم الانبیاء یعنی میں تمام نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔

۶- مسلم و بخاری میں ہے: لم یبقی من النبوۃ الا المبشرات الصالحات یعنی نبوت کا کوئی جزو باقی نہیں رہا مگر مبشرات الصالحات باقی ہیں۔ صحابہؓ کرام عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: الرؤیا الصالحۃ (سچی خوابیں) مطلب یہ کہ نبوت ختم ہوگئی ہے۔

۷- ترمذی شریف میں ہے' حضور علیہ السلام نے فرمایا: یا ابا ذر اول الانبیاء ادم و اخرھم محمد و اوّل نبی من انبیاء بنی اسرائیل موسیٰ و اخرھم عیسیٰ یعنی اے ابوذر سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری نبی محمد ﷺ ہیں اور بنی اسرائیل کے سب سے پہلے نبی موسیٰ اور آخری نبی عیسیٰ ہیں۔ (علیہما السلام)

کیا مسلمان کے لئے یہ وضاحت ناکافی ہے کہ اگر بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم

السلام میں عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آیا' تو آنحضور ﷺ کے بعد اس اُمت میں اس حدیث کے تحت کیوں کر کوئی نبی آ سکتا ہے؟

۸۔ مسند امام احمد حنبل میں ہے: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یبقیٰ بعدی من النبوۃ شیء الا المبشرات قالو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ: حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد نبوت میں سے کوئی چیز سوائے مبشرات کے باقی نہیں رہی۔ اس پر صحابہ کی طرف سے گذارش کی گئی کہ مبشرات کیا ہیں؟ تو حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا: نیک اور سچی خوابیں۔

کیا صاف الفاظ ہیں: نبوت میں سے بجز سچی خوابوں کے اور کچھ باقی نہیں رہا لہٰذا کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا۔ ہاں کسی کو سچے خواب ضرور آ سکتے ہیں' کیونکہ مبشرات کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ یہ تو تھی حدیث شریف کی روشنی میں تشریح ختم نبوت اب مفسرین و متقدمین کے اقوال واعتقادات بھی سن لیجئے۔

مفسرین ومتقدمین کے اقوال معتقدات

(۱) ابو جعفر ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے خاتم النبیین کے معنی یوں بیان فرماتے ہیں۔ عن قتادۃ رضی اللہ عنہ ولٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین الی اٰخرھم ۔ آنحضرت ﷺ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین ہیں۔

(۲) امام سیوطی نے درمنثور میں بحوالہ عبداللہ ابن حمید حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ عن الحسن فی قولہ و خاتم النبین قال ختم اللہ النبین محمد صلی اللہ علیہ وسلم وکان اخر من بعث ۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو آنحضرت ﷺ پر ختم کیا اور آپ ان تمام رسولوں میں سے جو اللہ کریم نے

مبعوث فرمائے آخری نبی ہیں۔

(۳) علامہ زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا۔ نبوت آپ کی ذات پر ختم ہوگئی ہے۔ (کشاف جلد دوم صفحہ ۲۱۵)

(۴) امام رازی نے بھی یہی معنی کئے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۶۱۷)

(۵) علامہ آلوسی بغدادی اپنی تفسیر روح المعانی میں کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں، اس لئے حضور خاتم المرسلین بھی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک اب وصف نبوت ورسالت کسی جن وانس میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ ختم نبوت کی تصریح قرآن کریم میں موجود ہے اور اس پر ایمان رکھنا ازبس ضروری ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ (روح المعانی جلد ہفتم صفحہ ۶۰)

(۶) علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد ۵ صفحہ ۲۶۷ میں بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ سب انبیاء ورسل کے ختم کرنے والے ہیں۔

حشر تک ماتم کرے گی سرزمینِ قادیاں
کیوں لیا تو نے جنم اس پر لعین قادیاں

ہے وہ ننگ آدمیت زانیوں کا سرغنہ
جسکے ہاتھوں لٹ گئی ہر مہ جبین قادیاں

اے رئیس کاذباں ہو تجھ پہ لعنت بے شمار
تو ذلیل دو جہاں ہے اے مکین قادیاں

تو کہ ہے مادر پدر آزاد اے تخم رذیل
تجھ سے ہے شیطاں بھی کمتر بدترین قادیاں

اے مسیح و مہدی و پیغمبری کے دعویدار
شکل دیکھی ہے کبھی اپنی لعین قادیاں

فتنۂ دجال جس کی تو نے رکھی تھی بنا
اسکا مدفن بن رہی ہے اب زمین قادیاں

جاگ اٹھے ہیں پاسبانِ دینِ ختم المرسلین
اب مٹا کر چین لیں گے جگ سے "دین" قادیاں

از بہزاد درانی مرحوم

مقام غور ہے

مقام غور ہے کہ دنیائے اسلام کے بزرگ ترین مفسرین نے خاتم النبین کے معنی یہی کئے ہیں کہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ پھر کس قدر جائے تعجب ہے کہ اس قدر تصریحات کے باوجود نہایت بیباکی کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کرنا اور اپنے نہ ماننے والوں کو کافر گردانتا۔ پھر اپنی خود ساختہ تفسیر و تقسیم کے دامن ظل و بروز میں پناہ لینا حقیقت سے دوری نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا آنحضرت ﷺ کی حیات ہی کے زمانہ میں اور بعد کو مسیلمہ کذاب کا اتنا ہی قصور نہ تھا کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ وہ آپ کی رسالت و قرآن کریم کا منکر نہ تھا اور صحابہ کرام نے اس سے وہی سلوک کیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ دیکھو تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۲۴۴ میں مرقوم ہے کہ مسیلمہ آنحضرت ﷺ کی نبوت۔ قرآن مجید اور جمیع اسلامی احکام پر ایمان رکھتا تھا' لیکن ختم نبوت کے بدیہی مسئلہ کے انکار پر اور مدعی نبوت ہونے کی وجہ سے تمام صحابہ اور عامۃ المسلمین نے اس کو کافر سمجھا اور کسی ایک نے بھی یہ نہ کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں۔ کلمہ گو ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں ان کو کافر نہ کہنا چاہیے۔ جس طرح چودھویں صدی کا مسلمان ہر منکر کی طرف داری میں کہہ گزرتا اور الحاح و زاری کرتا رہتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ نبوت کی شان اور حقیقت سے واقف نہیں رہا۔ نبی ﷺ کی توہین و تنقیص ہوتی ہے تو ہو۔ مگر اپنے تعلقات بھائی بندی اور خطاب روشن خیالی میں فرق نہ آنے پائے۔ حضور ﷺ کی اہانت گوارا ہے مگر ایک بے رہرو بھٹکے ہوئے دوست کی گوارا نہیں۔ اس تعلق سفلی نے ان کے دلوں پر بیجا محبت دنیا وَ اہل دُنیا کی مہر کردی ہے' جو چند احباب کی خوشنودی کے لئے حق سے ہٹ کر گذارہ کرتے ہیں۔

علامہ اقبال اور عقیدۂ ختم نبوت

ایسے لوگ اگر بہت زیادہ تحقیق علمی نہیں رکھتے تھے' تو ان کو اپنے مایہ ناز شاعر علامہ اقبال ہی سے پوچھنا [illegible] کو قوم نے کیا سمجھا ہے۔ چونکہ انگریزی

خوان طبقہ اقبال مرحوم سے ایک خاص عقیدت رکھتا ہے اور قادیانیوں کی تبلیغ کا شکار بھی یہی زیادہ ہوا ہے لہٰذا علامہ اقبال مرحوم کے عقیدہ ختم نبوّت کے متعلق جو خیالات اُن کی اپنی تصنیف رموز بیخودی میں بیان ہوئے ہیں۔ان سے مسلمانوں کو روشناس کرا دینا غیر مفید نہ ہوگا۔ دیکھئے رموز بیخودی صفحہ ۱۱۸ پر علامہ مرحوم یوں اظہار عقیدت فرماتے ہیں۔

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد — بر رسول ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را — او رُسل را ختم و ما اقوام را
خدمتِ ساقی گری بر ما گذاشت — داد مارا آخرین جامے کہ داشت
لا نبی بعدی زاحسان خداست — پردۂ ناموسِ دینِ مصطفےٰ است
قوم را سرمایہ قوت ازو — حفظ سرِّ وحدت ملّت ازو
حق تعالیٰ نقشِ ہر دعویٰ شکست — تا ابد اسلام را شیرازہ بست

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ مجدہٗ نے ہم مسلمانوں پر اپنی پسندیدہ شریعت اور ہمارے رسول مکرم ﷺ پر نبوّت ورسالت کو ختم کر دیا۔ دنیا کی رونق قیامت تک اب ہمارے ہی دم سے وابستہ ہے۔حضور علیہ السلام رسولوں کے ختم کرنے والے ہیں اور ہم قوموں کے۔ مالک الملک نے (ساقی گری) توحید کا جام اہل جہان کو پلانے کا کام ہمارے سپرد کر دیا اور یہ آخری جام (قرآن پاک) بھی ہمیں ہی عنایت فرما دیا اور یہ ختم نبوّت بہت بڑا احسان الٰہی ہے اور آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ہی آپ کے مذہب کے لئے باعث امتیاز ہے۔یعنی آپؐ کے آخرالانبیاء ہونے ہی کے سبب سے ملت اسلامیہ کو قوت و طاقت حاصل ہوئی اور ہوتی رہے گی' کیونکہ اسی نکتہ میں ملّت کی وحدت کا راز مضمر ہے۔ نہ اب کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ کوئی جداگانہ نئی اُمت پیدا ہوسکتی ہے۔ گویا آپ کے بعد کسی شخص کو نبی تسلیم کرنا آپ کی صریح توہین وتحقیر ہی نہیں بلکہ اسلام سے خارج ہوجانا بھی ہے۔

مرکز ملت ، ختم نبوت ، حکمت ... ، ختم نبوت

جس کی حفاظت فرض ہے سب کا وہ ہے امانت ختم نبوت
چھن گئی جس سے وہ ہوا مفلس ایسی ہے دولت ختم نبوت
دین سلامت ہے' جو اب تک اس کی ہے علت ختم نبوت
جس کیلئے صدیق رضی اللہ عنہ لڑے تھے وہ ہے صداقت ختم نبوت
منکر کاش اس بات کو سمجھیں حق کی ہے رحمت ختم نبوت
میرا امیں ایمان یہی ہے وحدت امت' ختم نبوت

(سید امین گیلانی)

ماننا پڑے گا

پیغمبری کی حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد یہ ماننا پڑے گا کہ پیغمبر روز بروز پیدا نہیں ہوتے اور نہ آتے ہیں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر قوم کے لئے ہر وقت ایک پیغمبر موجود ہو۔ پیغمبر کی زندگی دراصل اس کی تعلیم و ہدایت کی زندگی ہے۔ یعنی جب تک اس کی تعلیم اور ہدایت زندہ ہے اس وقت تک گویا وہ خود زندہ ہے۔ پچھلے پیغمبر اس لئے فوت شدہ مر گئے ہوئے اعتقاد کیے گئے کہ جو کچھ تعلیم انہوں نے فرمائی تھی اہل دُنیا نے اُسے بدل ڈالا اور جو کتابیں ان پر نازل ہوئیں یا بالفاظ دیگر جو وہ لائے اُن میں سے ایک بھی آج اپنی اصلی صورت میں موجود نہیں اور نہ ہی اُن کے پیرو یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہمارے پاس ہمارے رسول کی لائی ہوئی کتاب اصلی حالت میں موجود ہے بلکہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی سیرتوں کو بھی بھلا دیا۔ یہ الزام نہیں امر واقعی ہے کہ سابقہ پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کے بھی صحیح حالات زندگی آج نہیں ملتے اور سوانح حیات کا ملنا تو درکنار اتنا بھی پتہ نہیں چلتا کہ وہ کہاں اور کس زمانہ میں پیدا ہوئے اور اُنہوں نے کیا کام کیے یا کیسے زندگی گذاری اور یہی ان کی اُمم کی معنوی موت ہے مگر سید الکونین تاجدار کائنات مختار شش جہات محمد رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں اور حیات النبی ہوتے ہوئے اس طرح بھی زندہ ہیں کہ حضور علیہ السلام کی تعلیم و ہدایت زندہ ہے اور جو کتاب انہوں نے زمانہ کے سامنے

پیش کی تھی وہ اپنے مکمل متن اور پورے الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔ جس میں ایک حرف، ایک لفظ، ایک نقطہ ایک زیر، ایک زبر، ایک ضمہ کا فرق نہیں۔ آپ کی پاکیزہ زندگی کے حالات۔ آپ کے ارشادات اور آپ کے اعمال و افعال سب کے سب بلا کم و کاست محفوظ اور موجود ہیں اور آج چودہ سو سال سے زیادہ مدت گذر جانے کے بعد بھی تاریخ میں ان کا نقشہ ایسا صاف نظر آتا ہے کہ گویا ہم خود سرکار دو عالم ﷺ کو برائی العین دیکھ رہے ہیں۔ دنیا میں آنے والے اشخاص و افراد میں سے کسی شخص و فرد کی زندگی اتنی محفوظ نہیں، جتنی تاریخ میں حضور علیہ السلام کی حیات طیبہ محفوظ ہے، دور نہ جائیں، آج بھی جو لوگ بہ ارادۂ زیارت مدینہ طیبہ حاضر ہوتے ہیں۔ وہ دیکھ سکتے ہیں کہ مسجد قباء کے صحن کے عین وسط میں ایک برآمدہ چبوترہ نما بنا ہوا ہے۔ بظاہر جس کی کوئی حقیقت معلوم نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کا ہونا مسجد کی کسی ضرورت کا حامل نظر آتا ہے مگر دریافت کرنے پر معلوم ہو جائے گا کہ یہ وہ مقام ہے۔ جہاں ہجرت کے موقعہ پر سرکار دو عالم ﷺ کی اونٹنی خود بخود مامور من اللہ ہونے کی حیثیت میں بیٹھی تھی اور حضور ﷺ اس مقام پر اتر پڑے تھے۔ سبحان اللہ جس اولوالعزم رسول علیہ السلام کی اونٹنی کے پاؤں کا نشان چودہ سو سال ۱۴۰۰ تک اس کی اُمت نے گم اور آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دیا۔ اس کی باقی حیات مقدسہ کیونکر غیر محفوظ چھوڑی جا سکتی تھی۔ یوں سمجھئے کہ ہم اپنی زندگی کے معاملہ میں ہر وقت آنحضرت ﷺ کی زندگی سے ایسا سبق لے سکتے ہیں جس کی ہم کو ضرورت پڑے۔ یہی اس امر کی پختہ دلیل ہے کہ سرکار دو عالم زندہ ہیں اور آپ کے دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہیں۔

اظہار میں باطن کی حقیقت نہیں ہوتی　　مرزائی کا دل ہوتا ہے صورت نہیں ہوتی
پڑھتے ہیں محمد کا زباں سے کلمہ بھی　　شرح کلمہ، ختم نبوت نہیں ہوتی
آئین کی رو سے وہ مسلمان نہیں ہے　　تاویل کی محتاج شریعت نہیں ہوتی
موعود کسی دعوے ... [illegible]

چپ رہتا مظفر تو گنہگار ٹھہرتا سچ کہنے سے توہینِ عدالت نہیں ہوتی

(مظفر وارثی)

محققین کی تحقیق

محققین نے لکھا ہے کہ ایک پیغمبر کے بعد دوسرا پیغمبر آنے کی صرف تین وجہیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) یا تو پہلے نبی کی تعلیم و ہدایت نابود ہو چکی اور مرگئی ہو اور اس کو پھر زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

(۲) یا پہلے نبی کی تعلیم مکمل نہ ہو اور اس میں ترمیم یا اضافہ کی ضرورت ہو۔

(۳) یا پہلا نبی کسی خاص قوم یا طبقہ کے لئے آیا ہو اور اب ایک دوسری قوم کے لئے دوسرے نبی کی ضرورت ہو۔

اور یہ تینوں وجوہات ہی اب باقی نہیں ہیں، کیونکہ حضور علیہ السلام کی تعلیم و ہدایت زندہ ہے جیسے کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے لہٰذا پہلی وجہ دُور ہو گئی، کیونکہ نبی کی تعلیم و ہدایت کا زندہ ہونا گویا خود نبی کا زندہ ہونا ہوتا ہے اور جب ایک نبی اپنے عہدہ اور منصب پر موجود ہو تو دوسرا نبی کیسے آ سکتا ہے؟

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے دُنیا کو اسلام کی مکمل تعلیم دی جا چکی ہے۔ اب نہ اس میں کسی کمی بیشی کی ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی ایسا نقص باقی رہ گیا ہے جس کی تکمیل کے لئے نئے نبی کے آنے کی حاجت ہو لہٰذا دوسری وجہ بھی دور ہو گئی۔

(۳) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ کسی خاص قوم کے لئے نہیں بلکہ ساری کائنات کے لئے رسول مبعوث ہوئے ہیں اور تمام اہل جہان کے لئے آپ کی تعلیم و ہدایت کافی ہے اس لئے اب کسی بھی قوم کے لئے نبی آنے کی ضرورت نہیں۔ اس سے تیسری وجہ بھی جاتی رہی اور اسی بنا پر قرآن کریم حضور علیہ السلام کو خاتم النبیین فرماتا ہے یعنی سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والا اب دنیا کو کسی نبی و رسول کی

حاجت باقی نہیں بلکہ صرف ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر خود چلیں اور آپ کی تعلیمات کو سمجھ کر خود عمل کریں اور اہل دُنیا سے کرائیں۔ (جمال مصطفی ﷺ ابوالفیض قلندری سہروردی)

تو ہمارے حضور ﷺ خاتم ہیں کہ آپ ﷺ نے انبیاء سابقین کے تبلیغی کارناموں پر ختم نبوت و رسالت کی مہر ثبت فرما دی اور دنیا والوں کو اپنی تخلیق کے لاکھوں برس بعد دین فطرت کی تکمیل کا وہ مژدہ جانفزا سنایا جس کے بعد کسی نبی کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی، گویا آپ ﷺ کا ظہور ہی ختم نبوت کی بیّن دلیل ہے۔

دست برد وقت کی حد سے بہت آگے ہیں آپ ﷺ
"لا نبی بعدی" کہا ہے قول کے سچے ہیں آپ ﷺ
تا قیامت بے کسوں کے سر پہ ہیں سایہ فگن
انبیاء کے سلسلے میں خاتمؑ ﷺ ٹھہرے ہیں آپ ﷺ

تاج وتخت ختم نبوت

حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے کی چند حکمتیں بیان کی جارہی ہیں۔

(۱) آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا رحمت کے ساتھ ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اعزاز کے لئے ارادہ فرمایا کہ آپ ﷺ کی امت زمین کے نیچے زیادہ دیر تک نہ ٹھہری رہے۔

(۳) ہمیں پہلی امتوں کے احوال کا علم ہے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت کو آخری امت بنایا تاکہ ان کے حالات پر کسی کو اطلاع نہ ہو یہ سب کچھ آپ ﷺ کے اعزاز کی خاطر تھا۔

(۴) اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی ہوتا تو وہ آپ ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرنے والا ہوتا آپ ﷺ کی عظمت اس میں ہے کہ آپ ﷺ کی شریعت تمام شریعتوں کی ناسخ ہو اور منسوخ نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل

ہوں گے تو وہ آپ ﷺ کی شریعت کے مطابق فیصلے کریں گے نہ کہ اپنی شریعت کے مطابق کیونکہ وہ تو منسوخ ہو چکی۔

چھٹی تیرہ شبی صدیوں کی تابندہ سحر آئی — طلوعِ مہرِ بطحا سے زمانے نے جلا پائی
زمانہ منتظر قرنوں سے تھا اس جانِ عالم کا — شہِ خوبانِ گیتی کے تھے مہر و مہ تمنائی
بدل ڈالا مقدر اس نے دنیا کے یتیموں کا — حلیمہ آمنہ سے لے کے جو دُرِ یتیم آئے

سَیِّدُنَا حَافِظٌ ﷺ

یہ اسمِ گرامی اسماءِ الٰہیہ میں سے ہے قرآن پاک میں ہے فاللہ خیر حافظاً۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالے سے اس کا معنیٰ یہ ہوگا کہ تمام موجودات کو معدوم ہونے سے بچانے والی ذات اور متضاد چیزوں کو آپس سے بچانے والی ذات۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں بندوں میں حافظ وہ ہے جو اپنے اعضاء اور دل کی حفاظت کرے اور شیطان کے دھوکے، نفس کے فریب وخواہش کی سختی اور غفلت کے حملے سے اپنے دین کی حفاظت کرے۔ حضور ﷺ کا یہ نام اس لئے ہے کہ آپ اپنی امت کی حفاظت فرمانے والے ہیں، وصفِ حفظ سے موصوف ہونے کے باوجود آپ سے نسیان کے وقوع کی وجہ سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رحمہ اللہ تعالیٰ لقد اذکرنی ایۃ کذا کنت نسیتھا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پہ رحم فرمائے اس نے مجھے فلاں آیت یاد دلا دی جو کہ میں بھول گیا تھا کیونکہ یہ واقعہ بہت نادر الوقوع ہے اور حکم غالب پر لگتا ہے، تو حضور ﷺ حافظ ہیں جو اپنے اخلاقِ حمیدہ و فضائلِ مجیدہ میں وہ وسعت رکھتے ہیں جن کے بیان کے اختتام سے پہلے دلائل منقطع ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ کا خوفِ الٰہی۔ آپ ﷺ کی عبادت۔ آپ کی ﷺ مشقت آپ ﷺ کی ہر امر میں حفاظت اس قدر تھی جس قدر کہ آپکو ربّ العزت کا قرب اور علم تھا۔ آپ ﷺ اس قدر نماز پڑھتے کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک متورم ہو جاتے اور

ہٹائے راستوں سے سب علم شب کی سیاہی کے
وہی ﷺ ہیں ساتھ سیدھی راہ چلنے والے راہی کے
جو خود محفوظ ہیں سب کی حفاظت کرنے والے ہیں
وہی ﷺ تو حافظ ﷺ ٹھہرے ہیں احکام الٰہی کے

اسی مادہ سے حفیظ بھی حضور ﷺ کا اسم پاک ہے اور یہ اسم پاک بھی اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ و ما انا علیکم بحفیظ، فما ارسلنک علیھم حفیظا۔ پہلا حفیظ اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور دوسرا حضور علیہ السلام کا

سَیِّدُنَا رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِیْنَ ﷺ

حضور ﷺ رحمۃ الامۃ بھی ہیں اور رحمۃ للعالمین بھی ہیں اور نہ صرف ظاہری حیات میں بلکہ بعد از وفات بھی، کیونکہ آپ ﷺ کا اپنا ارشاد ہے۔ حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم (کشف الخفاء للعجلونی ۱ : ۲۲۲) میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ نیز فرمایا اذا اراد اللہ بامۃ قبض نبیھا قبلھا فجعلہ لہ فرطا و سلفا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحم کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس امت کے نبی کو اس امت سے پہلے ہی اپنے پاس بلا لیتا ہے اور اسے اس امت کے لئے فرط یعنی پیش رو بنا دیتا ہے (جو آگے جا کر پچھلوں کی ضروریات کے لئے سامان مہیا کرتا ہے)۔

حضور ﷺ نے فرمایا انما انا رحمۃ مھداۃ (دلائل النبوۃ للبیہقی ۶ : ۱۹۹) بعثت رحمۃ مھداۃ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۱ : ۱۹۵) میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ رحمت بن کر مبعوث ہوا ہوں۔ علامہ ابن دحیہ نے اس حدیث کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے بندوں پر رحمت کی خاطر مبعوث فرمایا، وہ اس کا بدلہ نہیں چاہتا کیونکہ ہدیہ پیش [illegible] کے باعث ہو تو اس کے عوض کا مطالبہ نہیں کرتا (... [illegible])

بہر حال ہمارے حضور رحمۃ للعالمین ہیں۔ تمام جہان اور تمام جہانیوں کے لئے خواہ وہ اوّل ہیں یا آخر' حاضر ہیں یا غائب، زندہ ہیں یا مُردہ، حضور ﷺ کے اس اسم پاک کی برکت سے یہ اُمت اُمت مرحومہ کہلانے کی مستحق ہو گئی ہے' کیونکہ حضور ﷺ کی طفیل آپس میں صبر و رحمت کی وصیت کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کو تراحم کا حکم دیا گیا ہے اور حضور ﷺ نے اس خطاب کے تحت کائنات کے ایک ایک ذرّے کو ابدی طور پر اپنی وسیع رحمت کے دائرے میں گھیر لیا ہے، کیونکہ حضور ﷺ بجائے خود ایک صفت ہیں رحیم کی اور صفت اُس وقت تک فنا نہیں ہوتی جب تک موصوف فنا نہ ہو جائے۔ چونکہ رب العزت جل شانہٗ کے لئے فنا ممکن ہی نہیں لہٰذا اس کی صفت رحمت للعالمین یعنی حضور ﷺ بھی ابدی اور ہر شئے کو گھیرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ جبریل علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ کو بھی اس رحمت سے کچھ حصہ ملا ہے فرمانے لگے ہاں ملا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں اپنے انجام سے ڈرا کرتا تھا۔ مگر اب بے خوف ہوں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی رحمت کے پیشِ نظر قرآن پاک میں میری تعریف کی ہے اور مجھے مولا کریم نے اپنے حضور میں با عزت متبوع (مطاع) اور امین فرمایا ہے اور جو میرے ساتھ دشمنی رکھنے والی مخلوق ہے ان کو اپنا دشمن بیان کیا ہے (قل من کان عدوًا لجبریل) اور اصحاب یمین کی سلامتی اسی رحمت کے طفیل ہے۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: رب العزت نے میری امت کے لئے میری وجہ سے دو امانیں اتاریں ہیں۔ ایک یہ کہ جب تک میں اُن میں ہوں اُن پر عذاب نہ آئے گا۔ دوسرے جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے۔ عذاب سے محفوظ ہوں گے۔ گویا حضور ﷺ ابدی طور پر بحیثیت رحمت للعالمین ہونے کے اُمت کے ساتھ ہیں' اس لئے امت عذاب سے مامون ہے۔

خدا کو بھول بیٹھا تھا جب انساں خود پرستی میں
فروزاں نفرتوں کی آگ تھی ہر ایک بستی میں
خدا کو عالم انسانیت پر رحم جو آیا
تو بھیجا رحمت للعالمین ﷺ کو اس وحشت ہستی میں

وہ ہر عالم کی رحمت ہیں

حضور رحمت ﷺ ہیں اور تمام مخلوق کے لئے رحمت ہیں جن وانسان کے لئے رحمت ہیں۔ مومن و کافر کے لئے رحمت ہیں۔ مومن کے لئے رحمت بسبب ہدایت کے۔ منافق کے لئے رحمت بسبب امان از قتل کے اور کافر کے لئے رحمت بہ سبب تاخیر عذاب کے ہیں۔ حضور ﷺ کی وجہ سے تمام مخلوق اُن عذابوں سے محفوظ ہو گئی ہے جو پہلی اُمتوں پر آتے رہے ہیں جنہوں نے اپنے پیغمبروں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو جھٹلایا۔ حضور ﷺ نبی رحمت، نبی توبہ، نبی ملاحم ہیں۔ آپ ﷺ کا رحمت ہونا کسی خاص قوم یا خاص ملک کے لئے نہیں ہے۔ وہ رحمت کا بادل مشرق و مغرب اور شمال و جنوب پر یکساں برسا۔ جس طرح بادشاہ اس کے چشمہ کرم سے بہرہ یاب ہوئے۔ اسی طرح غریبوں نے بھی اس کی رحمت کے موتیوں سے اپنی جھولیاں بھریں۔ جس طرح نشیب و فراز نے اس سے نفع اٹھایا۔ اسی طرح حاضر و غائب مستفیض ہوئے اور شش جہت کی کوئی چیز اس کی رحمت سے خالی نہ رہی۔

جمال مصطفیٰ سے قریۂ ایماں اگر چمکا — تو پھر اس نور سے ہی بندۂ مومن کا گھر چمکا
جو پھیلی روشنی مہر رسالت کی سرِ بطحا — تو پھر روئے زمیں کا گوشہ گوشہ سر بہ سر چمکا
وہ ہر عالم کی رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے — یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

سَیِّدُنَا غَنِیٌّ ﷺ

قرآن مجید میں ہے: ووجدك عائلا فاغنى ہم نے آپ کو عیالدار پایا تو غنی کر دیا (الضحیٰ) یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ بھی غنی ہے اس وقت معنی ہوگا "وہ ہستی جو کسی کی محتاج نہ ہو اور ہر کوئی اس کا محتاج ہو" اور مخلوق کی صفت ہو تو معنی ہوگا "وہ ذات جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی محتاج نہ ہو چنانچہ حضور علیہ السلام کا یہی حال ہے۔" غنی کی تین قسمیں ہیں، (۱) ضرورتوں کا ختم ہو جانا، یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حاصل نہیں، (۲) ضرورتوں کا کم ہو جانا، اس کی طرف حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا: الغنى غنى النفس حقیقی غنا تو دل کی ہے (بخاری، کتاب الرقاق ۱۱/۲۷۱، ۶۴۴۶)، (۳) مال کی کثرت ومن كان غنيا

فلیستعفف اور جو مالدار ہوا سے چاہئے کہ وہ بچے (یتیم اور زیر کفالت کے مال سے)۔

تو ہمارے حضور ﷺ غنی ہیں اور ایسے غنی جو دوسروں کو غنی فرما دیتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ ''وہ راضی ہوتے اسپر جو دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے رسول علیہ السلام نے'' پھر دوسرے مقام پر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کو غنی کیا اور اللہ کے رسول کریم نے غنی کیا۔ گویا حضور ﷺ خود غنی اور مستغنی عن الخلق ہیں اور حضور ﷺ کو خزائن الٰہیہ کی کنجیاں دی گئیں ہیں۔ مولا کریم کے خزانہ جود و کرم سے جو کچھ کسی کو ملتا ہے اس کی کنجیاں حضور ﷺ ہی کے ہاتھ مبارک میں ہیں۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سب سے بہتر سب سے بہادر اور سب سے سخی تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اتنا سونا دیا کہ آپ اُٹھا نہ سکے۔ نوے ہزار درہم بیک وقت آپ ﷺ کے پاس آئے تو حضور ﷺ نے بوریئے پر رکھ کر سب تقسیم فرما دیئے اور کسی سائل کو محروم نہ فرمایا۔ حضور ﷺ کی نسبت عطاء و غناء کی یہ روایت مشہور ہے کہ آپ ﷺ نے کسی سوال کے جواب میں کبھی نہ نہیں فرمائی۔

نہ اپنی زندگی کوئی نہ اپنا ہے کوئی سجدہ
جو ہم زندہ ہیں دنیا میں ہے ان ﷺ کے فیض کا صدقہ
وہ ہم ﷺ جس پر بھی نظر ڈالیں خدا اس کو غنی کر دے
خدا کے فضل نے ان ﷺ کو غنی ﷺ کا دیا رتبہ

سَیِّدُنَا صَاحِبٌ ﷺ

صحبت سے اسم فاعل ہے بمعنی مل جل کر ایک دوسرے کے ساتھ رہنا مندرجہ ذیل آیات سے اس اسم پاک کا پتہ چلتا ہے۔

ما ضل صاحبکم (النجم: ۲) **و ما صاحبکم بمجنون** (التکویر: ۲۲)

علامہ ابن دحیہ کہتے ہیں اس کا معنی ہے علم والا، حفاظت کرنے والا اور مہربانی

کی اپنے پیروکاروں کے ساتھ بہتر انداز سے رہن، سہن، اچھی معاملت، وقار، نیکی اور مہربانی تھی۔ اس لفظ کا اطلاق ذات باری پر بھی ہوا اللھم انت الصاحب و الخلیفة فی الاھل ۔ اے اللہ سفر میں تو ہی ہمارے ساتھ ہے اور اہل وعیال میں تو ہی ہمارا محافظ ہے۔ شیخ عبدالباسط بلقینی نے صحبت کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔

(۱) اپنے سے بلند مرتبہ کے ساتھ صحبت، حقیقت میں یہ خدمت ہوتی ہے اس کا ادب یہ ہے کہ علیحدگی کو ترک کر دیا جائے اور شدید ترین حالات کے باوجود جو کچھ اس سے صادر ہو اس کو برداشت کیا جائے۔

(۲) اپنے سے کم مرتبہ کے ساتھ صحبت، اس کا تقاضا یہ ہے کہ متبوع شفقت کرے اور تابع وقار کے ساتھ رہے اور اس کے آداب سے یہ ہے کہ جس بات میں نقصان ہو اس سے چوکنا رہے لیکن ناک منہ نہ چڑھائے۔

(۳) اپنے ہم مرتبہ کے ساتھ صحبت، یہ ہم کفو اور ہم عصر لوگوں کے ساتھ صحبت ہے۔ اس کی بنیاد جواں مردی اور ایثار پر ہے اس کے آداب یہ ہیں: ان کے عیوب سے چشم پوشی اور جوان سے صادر ہو اسے خوبصورت معنوں پر محمول کیا جائے اگر ان کے افعال و گفتار کی کوئی تاویل نہ ہو سکے تو ان سے علیحدگی اختیار کر لی جائے۔

صاحب التاج والمعراج

سرکار ﷺ کے صاحب نام کے ساتھ مندرجہ ذیل الفاظ کا اضافہ بھی ہے اور ان میں ہر ایک الگ الگ نام ہے صاحب الایات۔ صاحب المعجزات۔ صاحب الازواج الطاہرات، صاحب البرھان۔ صاحب البیان۔ صاحب التاج (یہ نام انجیل میں موجود ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں تاج سے مراد عمامہ ہے اس وقت صرف عربوں میں ہی اس کا رواج تھا چنانچہ فرمایا: العمائم تیجان العرب۔ دستاریں عربوں کے تاج ہیں) صاحب التوحید، صاحب الخیر، صاحب الدرجہ العالیہ الرفیعہ، صاحب الرداء صاحب السجود للرب المعبود، صاحب السرایا، صاحب الشرع، صاحب العطاء، صاحب العلامات

الباھرات، صاحب العلو والدرجات، صاحب الفضیلۃ، صاحب الفرج، صاحب القدم، صاحب المغنم، صاحب الحجۃ، صاحب الحوض المورود، صاحب الکوثر، صاحب التحطیم، صاحب الخاتم، صاحب زمزم، صاحب السلطان، صاحب السیف، فرمایا بعثت بالسیف (مسند احمد ۲/۵۰۱) صاحب الشفاعۃ العظمٰی، صاحب اللواء، فرمایا: لواء الحمد یومئذ بیدی۔ صاحب الحشر، صاحب المدرعۃ، صاحب المحشر، صاحب المعراج، صاحب المقام المحمود، صاحب المنبر، صاحب النعلین (یہ اسم گرامی انجیل میں ہے) صاحب الھراوۃ (ہراوہ۔لاٹھی عصا) حدیث حوض میں ہے اذود الناس عنہ بعصای الی الیمین سب لوگوں کو اس سے اپنے عصا کے ساتھ دائیں جانب ہٹاؤں گا۔ ویسے بھی حضور علیہ السلام کے ساتھ عصا ہوتا تھا جو بوقت نماز سترہ کا کام دیتا۔ صاحب لا الہ الا اللہ۔ صحیح بخاری میں ہے کہ تورات میں لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو اس وقت تک نہیں اُٹھائے گا جب تک کہ آپ کے طفیل ٹیڑھا دین سیدھا نہ ہو جائے اور لوگ لا الہ الا اللہ نہ کہنے لگیں۔

معطر کلبۂ جاں کے ہوئے دیوار و در اس سے
جو ڈھل کر پیکرِ خوشبو میں طیبہ سے شمیم آئی

پکارا جب خدا نے مصطفیٰ کو لے کے نام ان کا
پذیرائی کو میری رحمت رب کریم آئی

ملے جو حضرت انساں کو دہلیز رسالت سے
وہ حکمت عینِ حکمت ہے، وہ دانائی ہے دانائی

سلاطین زمانہ اب بھی اس پر رشک کرتے ہیں
حلیمہ سعدیہ دولت جو اپنے گھر اٹھا لائی

مداوا آپ ہی اس کا کریں گے سرورِ عالم
... مسلم کی رسوائی

ملے مجھ کو حضوری کا شرف شہر پیمبر میں
تمنا لے رہی ہے کب سے میرے دل میں انگڑائی
وہ دن ہو گا یقیناً حاصل عمر رواں نیّر
در محبوب پر ہو گی مری جس دن جبیں سازی

وہی تو صاحب سب کے لئے ہیں

الغرض! ہمارے حضور ﷺ صرف ہمارے ہی نہیں بلکہ ہر ایک کے صاحب اور ہر بات میں ممتاز واشرف ہیں۔ عربی ہوں یا عجمی حضور ﷺ اصل وشرافت ونسب میں سب سے زیادہ پاکیزہ وافضل۔ عقل وحکمت میں غالب۔ یقین وارادہ میں قوی۔ مہربانی اور رحم میں سب سے بڑھ کر۔ روح وجسم میں نفیس تریں اور بے عیب۔ عیب ونقص وخامی و کمزوری اور عصیان وطغیان و عار و خار سے صاف ہیں۔ انبیاء کے صاحب۔ صدیقین کے صاحب۔ شہدا کے صاحب اور صالحین ومومنین کے صاحب۔ ملائکہ کے صاحب اور جنات کے صاحب۔ شجر وحجر۔ چرند و پرند۔ ارض وفلک۔ غرضیکہ بعد از خدا حضور ﷺ ساری کائنات کے صاحب ہیں۔

وفاؤں کے جہاں میں جو دیے ہیں انہی ﷺ کی ذات نے روشن کیے ہیں
کوئی ہو امتی یا ہوں صحابہ وہی ﷺ تو صاحبؐ ﷺ سب کیلئے ہیں

سَیِّدُنَا اِمَامٌ ﷺ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

امام لھم یھدیھم الحق جاھدا معلم صدق ان یطیعوہ یھتدوا

آپ ﷺ مخلوق کے امام ہیں انہیں کوشش کے ساتھ حق کی طرف راہنمائی فرماتے ہیں، آپ سچائی کے معلم ہیں اگر لوگ آپ کی اطاعت کر لیں گے تو ہدایت پا لیں گے۔

چونکہ آپ ﷺ کی اقتدا کی ... نہیں آپ ﷺ نبوں اور

رسولوں کے بھی امام ہیں۔ آپ ﷺ کے قول و فعل کی جانب رجوع کیا جاتا ہے اس لئے آپ ﷺ کو اس نام سے موسوم کیا گیا۔

حضور ﷺ امام ہیں۔ امام الانبیاء۔ امام الاتقیا والاصفیا۔ امام وقت۔ امام زمانہ جن کے تمام اوصاف میں سے ایک وصف امام ہونے کا ذکر سابقہ کتب سماوی میں بھی آیا ہے۔ چنانچہ امیّوں کے حافظ۔ متوکل۔ نرم دل۔ بازاروں میں نہ چلانے والے۔ بدی کا انتقام نہ لینے والے۔ دین غیر مستقیم کو درست فرمانے والے۔ ہر خوبی کے مالک۔ تسکین کو لباس اور نیکی کو شعار بنانے والے۔ تقویٰ کے حامل۔ حکمت میں معقول۔ صدق و وفا کے عامل۔ عفو و احسان میں کامل۔ ہدایت کے امام تورات شریف نے بیان فرمائے ہیں اور باقی کتب یا قرآن کریم میں جو بیان فرمایا گیا ہے وہ علاوہ ازیں امامت کائنات پر شاہد و دال ہے۔

شبِ اسریٰ خدا نے آپ ﷺ کو دیں رفعتیں ساری
امام انبیاء ﷺ ٹھہرے ملی ہیں نعمتیں ساری
مرا ایماں ہے کامل، حشر میں اعلان یہ ہوگا
اِمَام ﷺ آپ ﷺ ہیں اور مقتدی ہیں امتیں ساری

امامت کے حوالے سے حضور ﷺ کے چند مزید اسماء گرامی یہ ہیں۔

اِمَامُ الْخَیْر

ابن ماجہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا جب تم حضور ﷺ پہ درود بھیجو تو اچھے انداز میں بھیجا کرو کیونکہ تمہیں کیا معلوم کہ حضور ﷺ کے سامنے تمہارا درود پیش کر دیا جائے۔ لوگوں نے عرض کی ہمیں اس کا طریقہ سکھا دیں، تو آپ نے فرمایا یوں کہا کرو

اللهم اجعل صلواتك و رحمتك و بركاتك على سيد المرسلين وامام المتقين وخاتم النبيين محمد عبدك الامين

و رسولك امام الخير و قائد الخير و رسول الرحمة اللهم ابعثه المقام المحمود الذی یغبطه فیه الاوّلون والاخرون ۔

وہ لوگ جو درود شریف کی بات ہو تو سوائے درود ابراہیمی کے کوئی اور درود قابل قبول ہی نہیں سمجھتے انہیں اس پہ غور کرنا چاہیے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مندرجہ بالا طریقہ یہ درود شریف کو عمدہ ترین قرار دیا۔ کسی نے یہ نہ کہا کہ حضور ﷺ نے تو ہمیں درود ابراہیمی سکھایا ہے آپ یہ درود کہاں سے لے آئے

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

امام العالمین، امام العاملین، امام المتقین، امام النبین ، امام الناس ۔ یہ سب حضور ﷺ کے اسماء گرامی میں جو بزرگان دین وملت، محدثین وآئمہ کرام نے اپنی اپنی کتب میں لکھے ہیں: ترمذی، ابن ماجہ، مستدرک للحاکم اور الکامل لابن عدی میں امام النبین کے الفاظ ہیں اور مسند احمد میں امام الناس بھی آیا ہے۔

میانِ عابد و معبود رابطہ ہیں وہی — وہی تو بندہ و خالق کے درمیاں ٹھہرے

وہ چاہیں گے مری رسوائی کب سر محشر — رسول پاک تو غمخوار و مہرباں ٹھہرے

ورائے سدرہ مسافت کا کیا ہوا انداز — کہاں پہنچ کے وہ سیاح لامکاں ٹھہرے

سَیِّدُنَا نَاطِقٌ ﷺ

امام سخاوی علیہ الرحمۃ نے ناطق بالحق حضور ﷺ کا اسم مبارک ذکر کیا ہے۔

ہمارے آقا علیہ السلام کی زبان سے حق ہی نکلتا ہے اور حق کے علاوہ کچھ نہیں نکلتا جیسا کہ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بعض لوگوں کے کہنے پہ احادیث کا لکھنا موقوف کر دیا کہ کبھی حضور ﷺ غصہ میں ہوتے ہیں کبھی خوشی میں کبھی مزاح فرماتے ہیں تو کبھی کسی اور طرح ارشاد ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو کچھ میری زبان سے نکلے لکھ لیا کرو اس زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی

اے تری آواز آوازِ خدا اور خاموشی تری رازِ خدا

تو حضور ﷺ ناطق ہیں جن کے متعلق قرآن کریم گواہ ہے کہ کبھی خدا کی مرضی کے بغیر اور اپنی خواہش کے تحت کلام ہی نہیں کرتے۔ جب اس نے بولنے کا ارشاد فرمایا بولے جب سکوت کا حکم ہوا چپ ہو گئے۔ بے زبان جانوروں نے آپ ﷺ سے اپنے دکھ کی کہانیاں سنا کر نفع پایا اور بے جان اشیاء کے پاکیزہ نطق کی بدولت خدا سے شرف ہمکلامی حاصل کیا۔ یہاں تک کہ دنیا کی کوئی شئے اس کی رحمت سے محروم نہ رہی۔

ہدایت کا ہیں سرچشمہ ﷺ برائے ہم انساں
انہی ﷺ کی ذات میں دیکھو مجسم ہو گیا قرآں
زبانِ پاک پر آیا نہیں حق کے سوا کچھ بھی
سماعت کا بھرم ہے نَاطِقْ ﷺ کا فیض بے پایاں

سَیِّدُنَا یَتِیْمٌ ﷺ

یہ اسم مبارک یَتِیْمٌ مصدر سے اسم مفعول کے معنی میں ہے اس کا معنی ہے بچے کا بلوغ سے پہلے اپنے باپ کی وفات کے باعث اس سے جدا ہو جانا۔ باقی حیوانات ماں کے مرنے پہ یتیم کہلاتے ہیں، ہر اکیلی شیء کو بھی یتیم کہتے ہیں جیسے: دُرَّةٌ یَتِیْمَةٌ. یکتا موتی۔ قرآن پاک میں حضور ﷺ کو اس لفظ سے پکارا گیا الم یجدك یتیما حضور ﷺ قریش کے قبیلہ میں بھی بے مثل و یکتا ہیں۔

حضور ﷺ یتیم ہیں۔ یتیمی کی گود میں پرورش پاتے ہیں۔ یتیموں کی سرپرستی فرما کر انہیں دُرِّ یتیم بناتے ہیں اور معاندین کے اس اعتراض کی جڑ پر کلہاڑی چلاتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ اگر اسلام کی اشاعت کے لئے تلوار ضروری ہوتی، تو وہ بجائے ایک یتیم کی تولیت و سرپرستی کے کسی سلطنت و سلطان کے ہاں ظہور فرماتا اور تیغوں کے سائے میں اپنی نشو و ارتقا کا بنیادی پتھر رکھواتا۔ کاش کہ سطحی نظر رکھنے والے معترضین اس یتیم کے [illegible] حقیقت کو سمجھتے۔

خدا نے پہلے خود کی میرے آقا ﷺ کی نگہبانی
پھر ان ﷺ کے ہاتھ میں دے دی ہے دنیا کی نگہبانی
انیس بے کساں، مولیٰ غلاموں اور غریبوں کے
یتیمؐ ﷺ کرتے رہتے ہیں یتامیٰ کی نگہبانی

سَیِّدُنَا مَکِّیؐ ﷺ

حضور ﷺ مکی ہیں، یعنی مکہ مکرمہ آپ کی جائے ولادت ہے، جو رب العزت کے نزدیک مقدس ہونے کے علاوہ ساری کائنات کا روحانی اور جغرافیائی مرکز ہے۔ یہ وہ شہر ہے جسے دنیا بھر کے شہروں کے مقابلے میں امنیت کی ڈگری دی گئی ہے اور جہاں پر خدا کے سچے احکام کے تحت انسان تو انسان رہے کسی حیوان پر بھی ظلم وستم اور قتل ونہب روا نہیں رکھا گیا اور یہی وجہ اس کے بلد الامین ہونے کی ہے جس کی خداوند عالم نے بطریق احترام قسم ارشاد فرمائی اور تعریف فرمائی ہے۔

وہی ﷺ ختم رسالت کا ہیں مرکز ہر اک سچی سیادت کا ہیں مرکز
عبادت کا ہے مرکز خانہ کعبہ وہ ﷺ مَکِّیؐ ﷺ ہدایت کا ہیں مرکز

سَیِّدُنَا مَدَنِیؐ ﷺ

حضور ﷺ مدنی ہیں۔ مدینہ طیبہ میں سکونت فرمانے والے۔ ہجرت کرنے والے اور مدنی لوگوں کو اپنی رحمت للعالمینی سے سرفرازی بخشنے والے ہیں۔ اس مقام کو بھی حرم شریف ہونے کی حیثیت حاصل ہے جو مکہ مکرّمہ کو ہے۔ مسجد حرام میں نماز کا ثواب اگر ایک لاکھ ہے تو مدینہ منورہ مسجد نبوی شریف میں پچاس ہزار نماز کا۔ شب معراج میں جبرائیل علیہ السلام نے اسی شہر کی حرمت کے لئے حضور علیہ السلام سے دو نفل پڑھوائے اور علمائے کرام و عاشقان اولی الاحترام نے تو لکھا ہے کہ یہ حرم افضل ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم اطہر جس آخری آرام گاہ کی مٹی سے مَس فرما رہا ہے وہ عرش اعظم سے بھی زیادہ مرتبہ رکھتی ہے۔

جو دامن آپ ﷺ کا تھاما تھا اس گمنام وادی نے
تو انصاری ہی بن جانا تھا ہر دیندار باسی نے
بنی خاک مدینہ اور ٹھہری عرش کی ہمسر
وہ ﷺ مَدَنِی ﷺ سے پائیں برکتیں یثرب کی مٹی نے

سَیِّدُنَا مُحَلِّلٌ ﷺ

''حلال کو بیان کرنے والی ہستی اور حلال وہ شیء ہے جس کو شریعت میں حاصل کرنے کی اجازت ہو۔ قرآن مجید میں ہے: **ویحلل لھم الطیبت**۔ حضور ﷺ لوگوں کے لئے پاک چیزیں حلال فرماتے ہیں اور یہ بات تورات وانجیل میں بھی لکھی ہوئی ہے کہ حضور محلل ہیں۔ یعنی ان اشیاء وافعال کے مجاز ہیں جو کسی پر حلال نہ تھے حضور ﷺ نے تمام بندشوں کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

حضور ﷺ پاک آپ ﷺ پر اتنا مہربان خدا
وحی یہ آئی برملا کہ اختیار دے دیا
ہو جس بھی چیز پر شبہ کہ پاک بھی ہے یا نہیں
مُحَلِّلٌ بھی آپ ﷺ ہیں سنا دیں خود ہی فیصلہ

اس کے ہم معنی سرکار ﷺ کا نام گرامی ''مُبِیْــــحٌ'' بھی ہے۔ یعنی وہی ہستی جس نے اپنی امت کے لئے وہ چیزیں حلال ٹھہرائیں جو پہلی امتوں پہ حرام تھیں۔ یاد رہے کہ درحقیقت حلال وحرام ٹھہرانا اللہ تعالیٰ کی شانیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے یہی شانیں اپنے نبی ﷺ کو بھی عطا فرمادیں۔

سَیِّدُنَا مُحَرِّمٌ ﷺ

حرام کو بیان اور واضح کرنے والی ذات حرام وہ شی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہوا اور اس کی اجازت نہ ہو، قرآن مجید میں فرمایا گیا و یحرم علیھم الخبائث۔
نبی اکرم ﷺ ملید حز [illegible] ﷺ ہیں۔ ہر وہ چیز جو فطرتا

اپنی تاثیر کے تحت انسان کے لئے مضر تھی' حضور علیہ السلام نے انسانوں کے فائدے کے لئے اس کے استعمال سے صرف منع ہی نہیں فرمایا' بلکہ اِسکے مرتکب پر وعید اور سزا بھی فرمائی ہے' تاکہ اگر رأفت و رحمت کے تحت یہ لوگ دینِ فطرت کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوں' تو عظمت و ہیبت سے ان کو اس مضر شے یا فعل سے باز رکھا جائے۔

روشنی روشنی روشنی روشنی　　ان کی نسبت ہے زندگی روشنی
سارے عالم میں جلوہ فگن سو بسو　　پیکرِ نور کی دائمی روشنی
دور آفاق کے سب اندھیرے ہوئے　　ذات خیر الوریٰ بن گئی روشنی
ان کی آمد سے ظلمت گرِہ دھر میں　　ہو گئی ہر طرف روشنی روشنی
اسوۂ مصطفیٰ سے بشر کو ملی　　عقلِ روشن، بصر، آگہی، روشنی

سَیِّدُنَا نِزَارِیٌّ ﷺ

خاندان و قبیلہ کے اعتبار سے حضور ﷺ کے ناموں میں نزاری اور قرشی آتا ہے۔ یعنی حضور علیہ السلام کے مورث اعلیٰ حضرت جد الانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام تھے اور آپ کا ہی سلسلہ نسب اس طرح حضور ﷺ تک پہنچتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ ۱۲ بیٹے تھے۔ جن میں سے ایک کا نام قیدار تھا اور ان قیدار کی اولاد میں عدنان تھے' جن کی اولاد تمام حجاز پر چھا گئی۔ اس اولاد میں بھی خاندان نبوی کو ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ایک امتیاز رہا۔ وہ شخص جس نے سب سے پہلے اس خاندان کو قریش کے نام سے ملقب کیا۔ نضر بن کنانہ تھا۔ نضر کے بعد فہر پھر قصی بن کلاب کو بڑا اقتدار نصیب ہوا انہی کو قریش کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور قریش کے لقب کے سبب حضور ﷺ کو قریشی ذکر کیا جاتا ہے' کیونکہ انہی کی اولاد سے چند پشتوں میں آپ کے جدِ امجد تھے۔

صحیح النسل ہیں ان ﷺ کو سبھی پہچانتے بھی تھے
دلیری سے بھی ... ﷺ ... بھی تھے

مقدر کی خرابی تھی مخالف ہو گئے ورنہ
قریشی ﷺ ہیں وہ ﷺ کفار مکہ جانتے بھی تھے

سَیِّدُنَا هَاشِمِیٌّ ﷺ

حضرت ہاشم بن عبد مناف کی طرف منسوب اسم ہے۔ حضور ﷺ ہاشمی ہیں' جو عرب میں ایک مشہور ترین باوقار۔ سلیقہ شعار۔ حیادار اولوالعزم قبیلہ تھا۔ عادات عالیہ اور تہذیب منالیہ اس کی ادنیٰ خصوصیات سے تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ رب العزت جل وعلا شانہٗ نے نورِ محمد ﷺ کو اسی اعلیٰ گھرانے میں چمکایا' کیونکہ یہ نور اگر کسی ادنےٰ یا متوسط خاندان میں جلوہ گستر ہوتا تو عرب کے شرافت پرست لوگ زبان طعن دراز کرتے۔ حضور ﷺ کے مورث اعلیٰ حضرت ہاشم تھے' جو مکہ مکرّمہ میں بالخصوص اور تمام ملک عرب میں بالعموم سب سے زیادہ بااثر ذی اقتدار۔ پرشکوہ واحتشام۔ ذی عزّت اور جری انسان تھے۔ شاہ حبش سے میل ملاپ اور حجاج کی میزبانی اُن کی ظاہری اولوالعزمی وہوشمندی کی ایک چھوٹی سی دلیل ہے۔ انہی حضرت ہاشم کے اسم گرامی پر حضور علیہ السلام کی نسبت خاندانی ہاشمی ہے۔

ہر اچھائی میں یکتا ہیں نظر بھی ان ﷺ کی گہری ہے
نہیں سمجھی اگر دنیا تو خود گونگی ہے بہری ہے
ہمیشہ دوسروں کی بہتری میں رہتے ہیں کوشاں
سخاوت ھَاشِمِیٌّ ﷺ کا تو نسلی وصف ٹھہری ہے

سَیِّدُنَا وَلِیٌّ ﷺ

ولی کا معنی مددگار، والی، مصالح امت کا متولی اور انتظام فرمانے والا۔ ولایت کا معنی ہے حقائق کو کھولنا، تعلقات کو قطع کر لینا اور مخلوق کے باطن میں تصرف کرنا۔ امام قشیری فرماتے ہیں ولی کے دو معنی ہوتے ہیں (۱) فعیل کے وزن پہ اسم مفعول کے معنی میں ہو تو مطلب ہے "وہ شخص جس کے تمام معاملات کا متولی خود اللہ تعالیٰ بن جائے اور ایک لحظ کے لئے بھی [illegible] کے نفس کے [illegible] نہ کرے"۔ (۲) اسم فاعل کے معنی میں

ہوتو مطلب ہے ''وہ ہستی جو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی اطاعت کا معاملہ سنبھال لے، مسلسل اسی پہ گامزن رہے اور اس اطاعت میں کوئی گناہ خلل انداز نہ ہونے پائے۔ اللہ بھی ولی ہے یعنی اہل ایمان کی مصلحتوں، کفایت، اعانت اور مدد کا والی ہے۔ اللہ ولی الذین امنوا ۔ رسول پاک اور ان کے سچے پکے غلام بھی ولی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہیں۔ انما و لیکم اللہ و رسول و الذین امنوا ۔ (المائدہ:۵۵) امام عبدالباسط بلقینی نے ولی الفضل بھی حضور ﷺ کا اسم گرامی بیان فرمایا ہے (فضل و احسان کرنے والی ذات) اس طرح والی بھی آپ ﷺ کا اسم مبارک ہے۔ اس کا معنی ہے مالک، بادشاہ، حاکم۔ یہ ولایۃ بکسر الواد سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اس کا معنی ''امارت'' ہے یا شرافت جو بلند مرتبہ امور کے قریب ہو اس صورت میں یہ ولاء (فتح الواوَ) بمعنی قرب اور ولایۃ (بکسر الواوَ) سے ماخوذ ہے۔

پڑیں کیوں رنج و غم سے دل پہ چھالے تو بگڑے کام سب اپنے بنا لے
اگر تیرا نہیں دنیا میں کوئی ولی ﷺ کے در اقدس کو پا لے

سَیِّدُنَا کَرِیْمٌ ﷺ

اس کے معانی قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے مندرجہ ذیل ذکر فرمائے ہیں۔ سخی، عطا کرنے والا، اقسام خیر و شرف کا جامع، جس نے تقویٰ کے ذریعے اپنے آپ کو معزز کر لیا ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ: انہٗ لقول رسول کریم ۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد حضور ﷺ ہیں اللہ تعالیٰ بھی کریم ہے یعنی احسان فرمانے والا، معاف کرنے والا، برتر و بالا، خیر کثیر والا۔ یہ تمام معانی حضور علیہ السلام کے حق میں بھی درست ہیں۔

میرا اللہ کریم اس کے محمد بھی کریم
دو کریموں میں گناہ گار کی بن آئی ہے
عرب کا ہو عجم کا ہو، یہودی ہوں کہ نصرانی
اگر ایمان لے آئے کریم ﷺ نگہبانی

کہا جبریل نے وقت نزول آیۂ رحمت
کریمؐ ﷺ ہے صفت ان ﷺ کی برائے نوع انسانی

سَیِّدُنَا نَاصِحٌ ﷺ

اسے علامہ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے یہ اسم مبارک شب معراج انبیائے کرام علیہم السلام کے اس قول سے ماخوذ ہے۔

مرحبا بالنبی الامی الذی بلغ رسالۃ ربہ و نصیح لامتہ۔

ترجمہ: خوش آمدید اس نبی کو جس نے اپنے پروردگار کے پیغامات پہنچا دیئے اور اپنی امت کی خیر خواہی کی۔

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! نصیحت ایسا کلمہ ہے جس کے ذریعہ سے جس کو نصیحت کی جائے اس کی ساتھ بھلائی اور بہتری کے تمام ارادوں کو تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کلمہ کی خصوصیات کو کسی اور ایک کلمہ کے ساتھ تعبیر کرنا ممکن نہیں ہے' لغت میں اس کا معنی اخلاص ہے۔ دوسرے علماء نے فرمایا: نصیحت ایسا کام کرنے کو کہتے ہیں جس میں بہتری اور سلامتی ہو۔ یہ لفظ نصاح سے ماخوذ ہے اور نصاح کا معنی ہے ''وہ دھاگا جس سے کپڑا سیا جاتا ہے'' ایک اور عالم نے فرمایا: نصیحت کا معنی ہے کہ جس کو نصیحت کی جائے اس کی رائے کے خلل کو ختم کرنا۔ یہ لفظ نصح الثوب سے ماخوذ ہے اس کا معنی ہے ''اس نے کپڑا سیا'' نہایہ میں ہے نصیحت کا اصل معنی ''خلوص'' ہے۔ عربی محاورہ ہے: نصحت العسل اس کا معنی ہے ''اس سے موم کو نکال دیا'' گویا عرب لوگ ناصح کے فعل کو جس کے ذریعے جسے نصیحت کر رہا ہوتا ہے اس کی بہتری چاہنے اور اس کا کھوٹ دور کرنے کا ارادہ کر رہا ہوتا ہے۔ شہد کو ملاوٹ سے پاک کرنے سے تشبیہ دیتے ہیں۔ ناصح اور نصیح دونوں حضور علیہ السلام کے اسماء مبارکہ ہیں۔

دلوں کو بھی بتوں سے مثل کعبہ پاک کر ڈالا
جو ممکن ... تھا ... کر ڈال

جو پردہ ڈال رکھا تھا جہالت نے سماعت پر
نَصِیحٌ ﷺ نے اسے پیغام رب سے چاک کر ڈالا

سَیِّدُنَا حَلِیمٌ ﷺ

علامہ ابن دحیہ کے مطابق حضور ﷺ کا یہ اسم گرامی تورات میں مذکور ہے۔ حلیم اسم فاعل برائے مبالغہ حلم سے ہے باب کرم بمعنی بردباری (الاناۃ فی الامور) حضور ﷺ میں یہ صفت بھی بدرجہ اتم پائی جاتی تھی' بے شمار واقعات بیان کیے جا سکتے ہیں اور وہ بھی صحیح احادیث سے وہ شخص جس نے آپ ﷺ کی چادر کو صحابہ کرام کے سامنے اس قدر کھینچا کہ گلے پہ نشان پڑ گیا، اور کہنے لگا یہ بکریوں سے بھری ہوئی وادی مجھے دے دو تب میری حاجت پوری ہو سکتی ہے آپ ﷺ نے یہ تک نہ فرمایا کہ یہ کوئی طریقہ ہے بات کرنے کا بلکہ پوری وادی اس کے حوالے کر دی۔

اللہ تعالیٰ کی ذات بھی حلیم ہے کہ علی کل شیء قدیر ہو کر سب کچھ دیکھ رہا ہے کہ زمین گناہوں سے بھر گئی ہے مگر سزا دینے میں جلدی نہیں فرماتا۔

میرا اللہ بھی حلیم اس کے محمد بھی حلیم
دو حلیموں میں گناہ گار کی بن آئی ہے

عداوت میں ہر اک دشمن ہوا جاتا تھا سودائی
مگر ان ﷺ کی حلیمی نے محبت سب کو سکھلائی
مزاج اہل طائف سنگ برسانا ہی تھا لیکن
حَلِیمٌ ﷺ کی زباں پر تو دعائے خیر ہی آئی

سَیِّدُنَا ذَاکِرٌ ﷺ

ذاکر، ذکر سے اسم فاعل ہے اور ذکر سے مراد ہے تمجید، تقدیس اور تسبیح۔ حضور ﷺ خود ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے اور مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مانوس فرمایا اور انہیں مشاہدۂ عظمت میں استغراق اور درجات کمال کے اختصاص کا حق دار بنایا اسی

وجہ سے آپ کو اس نام سے موسوم کیا گیا۔

برائے قلبِ اطہر ذکر رب ہی غم گساری ہے
اسی مصروفیت کی معترف خود ذاتِ باری ہے
بکثرت ذکر رب کرتے ہیں سو مذکور ٹھہرے ہیں
جبھی تو ہر زباں پر ذاکِرؐ ﷺ کا ذکر جاری ہے

یاد رکھئے اسی مادہ سے ذِکْرؐ بھی حضور علیہ السلام کا اسم پاک ہے، جس کا معنی ہے طاقت ور، بہادر، گھٹیا باتوں سے اپنے آپ کو بلند رکھنے والا۔ (علامہ عزفی علیہ الرحمتہ کی عبارت کا خلاصہ) قرآن پاک کی آیت **قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا** (الطلاق ۱۰-۱۱) علماء کی ایک جماعت نے اس سے حضور ﷺ کی ذات مراد لی ہے۔ امام مجاہد نے **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب** (الرعد:۲۸) سے بھی حضور علیہ السلام مراد لئے ہیں۔

ذَکّـارًا ۔ بروزن فعالا صیغہ اسم مبالغہ بمعنی کثرت سے ذکر کرنے والا مندرجہ ذیل حدیث سے امام سیوطی علیہ الرحمتہ نے حضور علیہ السلام کا اسم پاک بیان فرمایا ہے۔ **و اجعلنی لك ذکّارًا** اے اللہ مجھے اپنا کثرت سے ذکر کرنے والا بنا لے۔ اس کی تائید ابن ماجہ شریف کی اس حدیث سے ہوتی ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ ہر وقت ذکر خدا کرتے رہتے تھے۔

اسی طرح **ذکر اللہ** اور **ذکر** بھی حضور علیہ السلام کے اسماء مبارک شمار کیے گئے ہیں۔

اللہ رے یہ مرتبہ و شانِ محمد
ہیں ارض و سما تابع فرمانِ محمد
حیران ہیں اُس دل کی تجلی پہ دو عالم
جس دل میں ہے عکسِ رُخِ تابانِ محمد
ہر گوشۂ عالم پہ ہے سرکار کی رحمت
ہر سو ہے رواں چشمۂ فیضانِ محمد
ملتی ہے اُسی کو مۓ عرفانِ خدا بھی
جو نوش کرے بادۂ عرفانِ محمد
شاہوں کو بھی وہ اوج ظفرؔ مل نہیں سکتا
جس اوج کے مالک ہیں غلامانِ محمد

(ظفر اکبر الہ آبادی)

سَیّدُنَا عفوٌّ ﷺ

اس کا معنی ہے بہت زیادہ درگذر کرنے والی ذات اور یہ خدا کی ذات ہے یا اس کے فیض سے اس کے پیارے مصطفیٰ ﷺ کی ذات ہے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔

عفو عن الزلات یقیل عذرھم و ان احسنوا فاللہ بالخیر اجود

حضور ﷺ لغزشوں کو بہت زیادہ معاف فرمانے والے، لوگوں کی معذرتوں کو قبول کرنے والے اور اگر وہ نیکی کا کام کریں تو اللہ تعالیٰ نیکی کے کام پر بہت جود و کرم فرمانے والا ہے۔

ہوئے اہل ستم محصور مظلوموں کی آہوں میں
بوقت فتح مکہ خوف تھا ان کی نگاہوں میں
یقیناً سوچ بھی سکتے نہ تھے وہ کافر و مشرک
ملی جو عافیت ان کو عَفُوٌّ ﷺ کی پناہوں میں

سَیّدُنَا عَبدٌ ﷺ

قرآن پاک میں ہے عبدًا اذا صلی ۔ العلق

کہنے کو تو ہر بندہ اپنے آپ کو عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ کہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو ہمارا بندہ ہونا قبول بھی ہے کہ نہیں اس کا ہمیں نہیں پتہ، ہمیں تو اتنا پتہ ہے کہ ہمارے آقا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ خود عبداللہ فرماتا ہے (و انہ لما قام عبد اللہ) ۔عبدنا فرماتا ہے۔عبدہ فرماتا ہے، عبدی فرماتا ہے، یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

امام سخاوی علیہ الرحمۃ نے القول البدیع میں، ابن جوزی نے تبصرہ میں حضرت کعب احبار سے اور امام حسین بن محمد دمغانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "شوق العروس و انس النفوس" میں حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت نقل کی کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کا نام:۔

اہل عرش کے ہاں	عبدالحمید
باقی فرشتوں کے ہاں	عبدالمجید
انبیائے کرام علیہم السلام کے ہاں	عبدالوہاب
شیطانوں کے نزدیک	عبدالقہار
جنوں کے نزدیک	عبدالرحیم
پہاڑوں میں	عبدالخالق
خشکی میں	عبدالقادر
سمندر میں	عبدالمھیمن
مچھلیوں میں	عبدالقدوس
حشرات الارض میں	عبدالغیاث
وحوش کے نزدیک	عبدالرزاق
درندوں کے ہاں	عبدالسلام
چوپایوں کے ہاں	عبدالمومن
پرندوں کے نزدیک	عبدالغفار

شب معراج گرد راہ ٹھہری منزل سدرہ
انہی ﷺ کو بندگی کا مل گیا ہر اک مقام اعلیٰ
امام المرسلین ﷺ ٹھہریں رضا معبود کی تھی تو
وہ خود ہی اپنے عَبْدْ کو حرم سے لے گیا اقصیٰ

سَیِّدُنَا کَآفَّۃٌ ﷺ

کف مصدر سے اسم فاعل ہے آخر میں ہا مبالغہ کی ہے بمعنیٰ روکنا۔ ایک قول ہے عاقبۃ کی مانند مصدر ہے وما ارسلنك الا كافة للناس علامہ بلقینی نے اس اسم گرامی کا ذکر فرمایا ہے اور معنیٰ [illegible] والی ذات گویا یہ اسم گرامی حضور

ﷺ کے اسم پاک الجامع کا معنی بھی دے رہا ہے۔

آدم اول سے عیسیٰ تک بھی ہیں مرسلیں
آپ ختمی مرتبت ہیں، سب کو ہے اس کا یقیں
مجتمع ہیں آپ ﷺ میں ان قدسیوں کے معجزات
اس لئے تو جَامِعْ ﷺ کہتے زباں تھکتی نہیں

علامہ زمخشری نے اس کا معنی یہ کیا ہے ''آپ ﷺ کی رسالت عام ہے اور تمام لوگوں کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے کیونکہ جب ان تمام کو شامل ہے تو اس نے روک دیا کہ کوئی ایک بھی اس سے خارج نہ ہو اس طرح سرکار دو جہاں ﷺ کا اسم پاک کاف بھی ہے اور اس کو ابن عساکر نے بیان فرمایا ہے، اس کا معنی ہے وہ ذات جو تمام لوگوں کی طرف مبعوث کی گئی ہو یا وہ ذات جو لوگوں کو گناہوں سے روکے۔

اس سے ملتا جلتا ایک نام کَافِی بھی علامہ بلقینی نے ذکر کیا ہے یہ کفایۃ مصدر سے ہے اس کا معنی ہے ضرورت کو پورا کرنا اور معاملہ میں مراد تک پہنچ جانا حضور ﷺ اپنی امت کی ضروریات اُخروی شفاعت سے اور دنیوی جہاد کر کے پوری فرماتے ہیں یا اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے آپ کی کفایت فرمائی انا کفیناک المستھزئین ۔ اس صورت میں کافی مَکْفِیٌّ کے معنی میں ہوا بروزن مرمی اور یہ جائز ہے کیونکہ اسم فاعل کبھی اسم مفعول کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ ماءدافق (زور سے گرایا ہوا پانی) عیشۃ راضیۃ۔ (پسندیدہ زندگی)

کوئی کالا ہو یا گورا، فقط ان ﷺ کا سپاہی ہے
دو عالم پر انہی ﷺ کی دسترس ہے ان ﷺ کی شاہی ہے
انہی ﷺ کے دائرے میں ہے عرب سے یا عجم سے ہو
وہ ﷺ ہیں ''کافۃ للناس ﷺ'' قرآں کی گواہی ہے

سَیِّدُنَا شَافِی ﷺ

بیماری و تکلیف سے شفا ... سے اپنی امت کو دور

رکھنے والے، تو ہمارے آقا ﷺ شافی ہیں۔ یعنی دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم ہیں۔ اپنی اُمت کے لئے بالخصوص اور تمام کائنات کے لئے بالعموم تدبیر و تصرف۔ امداد و اعانت۔ حاجت روائی و مشکل کشائی فرماتے ہیں اور حضور ﷺ کو یہ قدرت بعطائے رحمان بہترین طور پر حاصل ہے۔ حضور ﷺ رحمت عالم ہیں جن کی وجہ سے کفار و مشرکین پر بھی عذاب نہیں آتا۔ قحط سالیاں پیدائش کے ساتھ ہی دور ہو گئیں۔ غلاموں سے جو کچھ کسی نے طلب کیا اس کو ملا۔ کسی کو دنیا عطا فرمائی اور کسی کو جنت کی ضمانت دی۔ حضور ﷺ بتملیک الٰہی جنّت کے مالک، کارخانہ الٰہی کے مختار ہونے کی حیثیت سے ضمانتیں دیتے۔ بیع کرتے اور ذمہ داری فرماتے ہیں اور اس مضمون میں بے شمار آیات و احادیث ہیں جن کو اپنے اپنے مقام ضرورت پر کتاب ہذا میں بیان کیا جائے گا۔ ہاں بعض لوگ فی زمانہ حضور ﷺ کی اس شان کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو کسی نوع کی قدرت نہیں اور نہ اللہ کریم جل مجدہٗ کے ہاں وہ کسی کی حمایت کر سکتے ہیں اور نہ کسی کے وکیل بن سکتے ہیں۔ اس کا جواب صرف یہ ہے کہ کور باطن اور بے بصر ہیں' اگر چمگاڈر کی آنکھ دن کو نہ دیکھ سکے تو آفتاب کا کیا قصور ہے۔

میرے دل میں ہے یادِ محمد ‌ ‌ میرے ہونٹوں پہ ذکرِ مدینہ
تاجدارِ حرم کے کرم سے ‌ ‌ آ گیا زندگی کا قرینہ
مجھ کو طوفاں کی موجوں کا کیا ڈر ‌ ‌ وہ گزر جائے گا رُخ بدل کر
ناخدا ہیں میرے جب محمد ‌ ‌ کیسے ڈوبے گا میرا سفینہ
دل شکستہ ہے میرا تو کیا غم ‌ ‌ اس میں رہتے ہیں شاہِ دو عالم
جب سے مہماں ہوئے ہیں وہ دل میں ‌ ‌ دل میرا بن گیا ہے مدینہ
ہر خطا پہ میری چشم پوشی ‌ ‌ ہر طلب پہ عطاؤں کی بارش
مجھ گناہ گار پر کس قدر ہیں ‌ ‌ مہربان تاجدار مدینہ
دولت عشق سے دل غنی ہے ‌ ‌ میری قسمت ہے رشکِ سکندر

مدحتِ مصطفیٰ کی بدولت ملِ گیا ہے مجھے یہ خزینہ

سَیِّدُنَا تِہَامِیٌّ ﷺ

منسوب بہ تھامہ، جو کہ مکہ مکرمہ کے اسماء میں سے ہے، مکہ مکرمہ کی نشیبی جگہ کو بھی تھامہ کہتے ہیں۔ علامہ عزفی نے اس نام مبارک کا ذکر فرمایا ہے۔ عربی میں تھم الدھن اس وقت کہا جاتا ہے جب تیل میں تغیر پیدا ہو جائے علامہ ابن فارس نے فرمایا یہ لفظ تھم تا اور ھا دونوں پر زبر کے ساتھ ہے جس کا معنی ہے حرارت کی شدت اور ہوا کی بندش۔ آب وہوا میں تبدیلی کی وجہ سے اس جگہ کا یہ نام پڑ گیا' تو ہمارے حضور تہامی ﷺ ہیں' جو بلند نسب اور علوِ خاندان کے لئے ایک نمایاں وصف ہے اور محاسن و مدارجِ رسالت کے ساتھ کسی دوسرے کو حاصل نہیں۔ حرم مکہ کی طرف نسبت سے حضور ﷺ کا ایک نام حرمی بھی ہے۔ اسی طرح حجاز کی طرف نسبت سے سرکار ﷺ حجازی بھی ہے۔

دل بہ محبوب حجازی بستہ ایم زیں جہت با یکدگر پیوستہ ایم

(اقبال)

حجاز مکہ مکرمہ، یمامہ اور ان کی بستیوں کو کہتے ہیں، اس کا نام حجاز اس لئے ہے کہ یہ علاقہ تہامہ اور نجد کے درمیان رکاوٹ کے طور پہ واقع ہے یعنی حضور ﷺ حجازی ہیں جن کی طفیل حجاز مذہبی مرکز اور مرجع خلائق بن گیا اور جس کی عظمت کا سبب صرف حضور ﷺ کی ذات ہے۔

ہو مقسومِ نظر وہ جلوہ حاصل ہو گر اے دلِ زندہ
چشمِ والذین معہ صلی اللہ علیہ وسلم
اے کہ رہینِ سوزِ تمنا اول ہو جا گوش سراپا
سن کہ زبانِ شوق ہے گویا صلی اللہ علیہ وسلم

سَیِّدُنَا مُقْتَصِدٌ ﷺ

صاد کے نیچے زیر کے ساتھ، اقتصاد مصدر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ اس کا مادہ

قصد ہے جس کا معنی ہے راستہ کا سیدھا ہونا' تو حضور ﷺ مقتصد ہیں۔ یعنی میانہ رو ہر کام میں افراط وتفریط سے پرہیز فرماتے اور درمیانی حیثیت کو اختیار فرما کر یہ ارشاد کرتے کہ یہی حالت بہتر ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر آپ ﷺ پر مختلف اشیاء اعلیٰ وادنیٰ پیش کی جائیں تو حضور ﷺ اوسط درجہ کو پسند فرماتے۔

سن کہ زبانِ شوق پہ ہے وہ ۔۔۔ دیدۂ شوق کو آیا نظر جو
چہ خوش! ناظر و ذاکر ہر دو ۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم
سن اے بہرہ یابِ سعادت ۔۔۔ ذکر جمالِ مایۂ رحمت
یعنی صورت نامۂ حضرت ۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم
ہے یہ نغمۂ مستانہ ۔۔۔ ایک غلامِ درِ جاناں کا
دید کا جن کو شرف ملا تھا ۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم

سَیِّدُنَا مُبِیْنٌ ﷺ

ب کی تشدید کے ساتھ تبیین سے اسم فاعل ہے، بمعنی ظاہر کرنے والا قرآن مجید میں ہے لتبین للناس ما نزل الیھم (النحل:۴۴) تاکہ آپ خوب بیان فرمادیں لوگوں کے لئے وہ احکام جو آپ ﷺ کی طرف نازل کیے گئے۔ یہی صفت اللہ تعالیٰ نے اپنی بھی بیان فرمائی۔ و یبین اللہ للناس اٰیتہ......

حضور ﷺ مبین ہیں۔ یعنی روشن دلائل والے رسول' جن کی صداقت پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے اور اپنی دلیل آپ ہیں۔

دل نے کہا قابو میں کر لو ۔۔۔ پہلے مارِ نفس خود سر کو
تا درپیش نہ کوئی خطر ہو ۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم
اہلِ محبت کے سنگ رہنا ۔۔۔ حلیہ اقدس پڑھتے رہنا
۔۔۔ [illegible] علیہ وسلم

پھر ہم سب مل کے اس راہ میں — آگے ہی آگے بڑھتے جائیں
تا از خود رفتہ ہو جائیں — صلی اللہ علیہ وسلم
مانگ یہی انجام ہمہ دم — رو رو کے اللہ سے اسلم
تھام کے حلیۂ سرورِ عالم — صلی اللہ علیہ وسلم

سَیِّدُنَا مُذَکِّرٌ ﷺ

تذکرہ مصدر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی تبلیغ کرنے والے، وعظ و نصیحت فرمانے والے ارشاد باری تعالیٰ ہے فذکر انما انت مذکر ۔ (الغاشیہ) نصیحت کیجئے آپ تو صرف نصیحت فرمانے والے ہیں' تو حضور مذکر ﷺ ہیں جنہوں نے اپنے خالق و مالک خدا وحدہ لاشریک کا پیغام پہنچانے اور بھٹکی ہوئی مخلوق کو اس کا دروازہ دکھانے کے لئے نہایت بے بسی کی حالت میں تن تنہا وہ پند و نصائح کے دریا بہائے کہ قوم کو باوجود اختلاف کے اس کے حضور میں جھکنا اور صداقت کو تسلیم کرنا پڑا اور حضور ﷺ نے اس بے ریائی سے اپنے فریضہ منصبی کو ادا فرمایا کہ اپنی بیٹی تک کو عملی زندگی بہتر بنانے کی ٹھوس تلقین کر دی۔

اللہ تعالیٰ بھی نصیحت فرماتا ہے یعظکم اللہ ۔کوئی یہ نہ کہے کہ اللہ بھی نصیحت فرماتا ہے اور حضور علیہ السلام بھی کیا یہ شرک تو نہیں؟ کیونکہ

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب — اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

امام سخاوی علیہ الرحمتہ نے ''مذکور'' بھی حضور علیہ السلام کا اسم پاک بیان کیا ہے اور سابقہ کتب سماویہ کا حوالہ دیا ہے۔

لے اور خود کو معطر کر لے — رحمتِ حق سے دامن بھر لے
حلیہ سرور ازبر کر لے — صلی اللہ علیہ وسلم
سوچ کہ عاشق سوچتے ہیں کیا — دیکھ حضوری دیکھتے ہیں کیا
دامنِ فکر و محبت کر وا — صلی اللہ علیہ وسلم

سن اور پڑھ بخلوصِ نیت | شاید تیرا شوقِ ارادت
چمکا دے آنکھوں کی قسمت | صلی اللہ علیہ وسلم
تجھ سے یقیناً جلوہ گاہ وہ | دور نہیں ہر چند ہرگاہ وہ
منزل ' راستہ ' زاد راہ وہ | صلی اللہ علیہ وسلم

سَیّدُنَا اٰمِر ﷺ

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: یامرھم بالمعروف۔ آپ ﷺ بھلائی کا حکم دیتے ہیں۔ یاد رکھیں! یہ حکم آپ کے حق میں فرض عین ہے اور دوسروں کے حق میں فرض کفایہ (شافیہ للجر جانی) درحقیقت حکم دینا اور منع کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات کا وصف ہے لیکن خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ ہونے کی وجہ سے حضور علیہ السلام کی طرف نسبت فرمادی گئی۔ ارشاد ہوتا ہے وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا (الحشر) اور جو رسول ﷺ تمہیں عطا کریں اسے لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رُک جاؤ۔

مانگ وسیلہِ انعمت | جلوۂ حسن ' نورِ رفیقا
یعنی آپ ﷺ کا اسوہ و حلیہ | صلی اللہ علیہ وسلم
ذکرِ حبیب کو رفعت بخشی | خالقِ کون و مکاں نے ایسی
کوئی مثال نہیں ہے جس کی | صلی اللہ علیہ وسلم
وابستہ اس ذکر سے ہو جا | اے زندہ ! زندہ تر ہو جا
حلیہِ خیرِ خلق میں کھو جا | صلی اللہ علیہ وسلم

(انعام یافتہ نفوس قدسیہ (انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین) کی رفاقتِ اچھی ہے مگر یہ نعمت بھی تو حبیب کبریا ﷺ کی پیروی سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ سورۃ نساء میں ارشاد ہوا: ومن یطع اللہ...... حسن اولئک رفیقا۔ (ترجمہ: اور جس نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی تو ایسے لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام

نازل کیا ہے۔یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں)

سَیِّدُنَا نَاہٍ ﷺ

ارشاد ہوتا ہے:و ینھاھم عن المنکر اور وہ (رسول) انہیں برائی سے روکتے ہیں۔امام بوصیری علیہ الرحمتہ نے قصیدہ بردہ شریف میں حضور علیہ السلام کی ان دونوں صفتوں کو جمع فرما دیا ہے۔

نبینـــا الامـــر الـنـــاھی فلا احد ابـــر فـــی قـول لا مـنــــہ و لا نعم

ہمارے نبی ﷺ حکم دینے والے اور منع فرمانے والے ہیں،"ہاں" اور "ناں" کے قول میں آپ سے زیادہ سچا کوئی نہیں تو ہمارے حضور ﷺ آمر و ناہ ﷺ ہیں۔یعنی صاحب امر و نہی ہیں۔حضور ﷺ سے زیادہ ہاں اور نہ فرمانے میں کوئی سچا نہیں۔ صاحب قصیدہ بردہ فرماتے ہیں کہ صاحب امر و نہی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضور ﷺ حاکم ہیں۔حضور ﷺ کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں اور نہ وہ اپنے مولیٰ کے سوا کسی کے محکوم ہیں بلکہ صاحب فرمان مالک افتراض و والئی تحریم ہیں اور یہ وہ شان ہے جو بعد از خداوند جل و علا شانہٗ حضور علیہ السلام کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔آپ ﷺ نے صحرا نشینوں۔اُمیوں۔بے تہذیبوں اور اُجڈوں میں پیدا ہو کر اخلاق، معاشرت، معیشت، سیاست وغیرہ معاملات کے علاوہ امر و نہی کے وہ قوانین وضع فرمائے کہ دنیا میں حیرت انگیز ترقی کے باوجود آج تک اِن میں کسی کو ترمیم کی گنجائش نظر نہیں آئی۔

حضور خواجۂ خیر الانام سے پہلے فضا اداس تھی ان کے پیام سے پہلے
نہ ابتداء کی خبر تھی نہ انتہا معلوم حضور سرورِ عالم کے نام سے پہلے

سَیِّدُنَا اَبطَحِیّ ﷺ

یہ اسم پاک ابطح کی طرف منسوب ہے جس کا معنی ہے پانی کی گذرگاہ ، میں چھوٹے چھوٹے پتھر ہوں۔یہاں ابطح سے مراد مکہ مکرمہ کا مقام ابطح ہے۔جس کو وادی ابطح بھی کہتے ہیں۔یہ مقام مکہ مکرمہ اور منیٰ کے درمیان ہے اس کا آغاز مقام محصب

سے ہوتا ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

واکرم حیتا فی البیوت اذا انتمی   واکرم جدا ابطحیا لیسود

جب آپ اپنا نسب مبارک بیان فرماتے تو آپ ﷺ خاندانوں میں سے سب سے معزز شہرت والے تھے اور ابطح کے باشندوں میں سب سے معزز داداوالے اور سردار تھے۔

تو حضور ﷺ ابطحی ہیں۔ یعنی بطحا کے ساکن' گویا حضور ﷺ ایسے شہر ایسے مقام میں رہنے والے ہیں جس کی تقدیس و بزرگی پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں اور نہ اس میں کوئی امر مشکل و مخفی ہے۔ آپ ﷺ سابق سکونت ورہائش کے لحاظ سے مکّی اور مابعد کی ابدی زندگی کے لحاظ سے ابطحی ہیں جن کی فضیلت خدا کی تمام نیک مخلوق کے نزدیک زیادہ مکرّم و مسلّم ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: خدا نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھ کو ان کے بہتروں میں رکھا۔ پھر بہتر افراد میں سے قبائل کو پسند فرمایا' تو مجھے بہتر قبیلہ میں پیدا کیا۔ پھر گھروں کو پسند فرمایا تو مجھ کو بہتر گھر میں رکھا۔

ناموس مصطفیٰ کے نگہدار زندہ باد
بس میں نہیں کہ ان سے ارادت کو چھوڑ دوں
جاؤں گا اس کے بعد جہنم کی آگ میں
شورش اگر حضور کی الفت کو چھوڑ دوں
(ﷺ)

سَیّدُنَا حَسِیْبٌ ﷺ

یہ اسم گرامی احسبنی الشیء سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے اس چیز نے مجھے کفایت کی۔ اسی سے ہے عطاء حسابا۔ کفایت کرنے والی عطاء۔ صاحب کرم وشرف کو بھی حسیب کہتے ہیں۔ حسیب محاسب یا مکافی (حساب لینے والا، کفایت کرنے والا) کے معنی میں بھی آتا ہے اور وقتیکہ ساتھ باء کے متعدی ہو اس سے ہو گا۔ حضور ﷺ چونکہ دنیا و

آخرت کی ضرورتوں کے تمام معاملات میں اپنی امت کی اس طرح کفایت فرماتے ہیں کہ ان کو کسی اور شخص کی احتیاج نہیں رہتی' اس لئے آپ ﷺ حسیب ہوئے۔ جن کو کائنات کے ذرّے ذرّے کا اس لئے عالم بنایا گیا کہ حضور ﷺ سب پر محاسبت فرما سکیں گے' کیونکہ بغیر اس محاسبہ کے کوئی بھی علو مرتبت نہیں پا سکتا۔ حسیب ہونا ایک وہ بلند صفت ہے جو حضور ﷺ کے لئے خاص تھی' کیونکہ حسیب وہ ہوتا ہے جس میں قوت و طاقت تو بے پناہ ہو مگر عقل کی تابع ہو۔ ہر مشکل کے وقت حتیٰ کہ سکرات موت میں بھی نفس مطمئن ہو اور اس کے اس بلند پایہ اور بے پرواہ فعل کی تعریف کی جائے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کسی کو صاحب حوصلہ و سخی اور ہر معاملہ میں حسیب اور خوش رہنے والا نہیں دیکھا۔

دیکھو گے برا حال محمد کے عدو کا
منہ پر ہی گرا جس نے بھی مہتاب پہ تھوکا
مایوس نہ ہوں ختم نبوت کے مجاہد
نزدیک ہے انجام شہیدوں کے لہو کا

سَیِّدُنَا بَرٌّ (بَآرٌّ) ﷺ

بفتح الباء ہے جو کہ بر بکسر الباء مصدر سے صفت مشبہ بمعنی اسم فاعل ہے۔ بَرّ کا معنی ہے احسان، طاعت اور سچائی، مبـــرۃ بھی انہی معنوں میں آتا ہے' کہا جاتا ہے بررت والدی۔ میں نے اپنے والدین کے ساتھ نیکی کی۔ اسم فاعل بار ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کا ارشاد ہے: من افـضـل الـبـر ثـلاثـة۔ افضل نیکیاں تین ہیں۔ (۱) الـصـدق فی الغضب۔ حالت غضب میں سچ کہنا۔ (۲) والجود فی العترہ۔ تنگ دستی میں سخاوت کرنا۔ (۳) والـعـفـو عـنـد الـقـدرۃ طاقت ہونے کے باوجود معاف کر دینا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

البر حسن الخلق۔ نیکی خوش اخلاقی ہے۔ (مسلم شریف ۱۹۸۰)

اللہ تعالیٰ کے اسماء میں البر ہے اس کا معنی ہے حد درجہ کا احسان کرنے والا۔ وعدہ میں سچا۔ (دونوں اسموں کا مادۂ اصل ایک ہے)' تو ہمارے آقا علیہ السلام بار یابو ہیں۔ جو باوجود بلند منصب واعلیٰ مرتبہ ہونے کے نیکی کا مجسمہ۔ تواضع پسند اور کبر و نخوت سے پیار نہ کرنے والے تھے۔ مسکینوں کی عیادت کرتے اور فقیروں کے ساتھ بیٹھتے۔ غلام کی دعوت قبول فرماتے اور صحابہ کرام سے مل کر رہتے۔ گدھے پر سواری فرماتے۔ سادہ لباس زیب تن کرتے اور اگر جَو کی روٹی اور باسی سالن کی طرف بھی بلائے جاتے تو انکار نہ فرماتے۔ گھر میں گھر والوں کی خدمت کرنا۔ کپڑوں میں پیوند لگانا اور جوئیں دیکھنا' جوتا گانٹھنا۔ بکری کا دودھ دہنا۔ گھر میں جھاڑو دینا۔ اونٹ کا گھٹنا باندھنا' اس کو چارہ ڈالنا۔ [illegible]س اوقات خادمہ [illegible] [illegible] دینا۔ آپ کی پاکیزہ عادات میں داخل تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کے ساتھ بازار گیا اور آپ نے اپنا پاجامہ خریدا۔ جب واپس ہونے لگے' تو میں نے از راہِ خدمت وہ پاجامہ اُٹھا کر ساتھ چلنا چاہا' تو حضور ﷺ نے مجھ سے پاجامہ لے لیا اور فرمایا کہ شئے کا مالک اپنی شئے کے اُٹھانے کا زیادہ مستحق ہے۔

یاد رہے کہ ابر (تمام مخلوق سے زیادہ نیکی و احسان کرنے والا) بھی حضور ﷺ کا اسم گرامی ہے، علماء ادب کے نزدیک سب سے سچے شاعر ابو ایاس دؤلی نے کہا ہے۔

و ما حملت من ناقة فوق رحلها ابـر و اوفـى فـي ذمة مـن مـحمد

کسی اونٹنی نے اپنے کجاوہ پر حضرت محمد ﷺ سے زیادہ سچا اور وعدہ کا پورا کرنے والا نہیں اُٹھایا۔

طاعت رب العلیٰ عشق محمد مصطفیٰ
رہروان دین پیغمبر کی بنیادیں ہیں دو
بینوا کا عارض گلگوں ہے زعم سلطنت
[illegible] ہے نہ دھو

سید الکونین کی پھٹکار اس ملعون پر
جس کے دل میں ہے نبوت کا تصور گومگو

سَیِّدُنَا مُتَوَسِّطٌ ﷺ

یہ اسم مبارک امام سخاوی علیہ الرحمتہ نے ذکر فرمایا ہے اس کا معنی ہے ''شفاعت کی غرض سے اللہ تعالیٰ اور اپنی امت کے درمیان آ جانے والے'' تو حضور علیہ السلام متوسط ہیں ایک معنی اس کا اعتدال پسند بھی ہے، یعنی آپ ﷺ نے کسی قول و فعل میں حد سے زیادتی کو پسند نہیں فرمایا اور نہ کمی کو ترجیح دی۔ اکثر ہوتا ہے کہ انسان ایک خوبی کو انتہا تک پہنچاتا ہے، تو دوسری سے عاری ہو جاتا ہے۔ مثلاً مروّت میں ترقی کی تو عقل و ہوش سے رہ گیا۔ عاجزی و انکساری اسی پر ٹوٹی کہ شجاعت و جواں مردی سے علیحدہ ہو گیا رحم میں بڑھا تو انصاف جاتا رہا، لیکن حضور ﷺ وہ کامل الاخلاق محبوب ہیں جن کی اعتدالی کیفیت کی تعریف فرمائی گئی ہے اور ساتھ ہی افق اعلیٰ پر بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ گویا یہی ایک ذات قدسی ہے۔ جس میں بیک وقت جملہ اخلاق کا اجتماع پایا جاتا ہے۔ اہل دنیا نے نہ یہ نمونہ دیکھا اور نہ آئندہ دیکھ سکنے کی توقع ہو سکتی ہے۔ آپ ﷺ عبادت۔ ریاضت شجاعت۔ رحمت۔ سخاوت اور حسن معاملہ وایثار خلق۔ غرضیکہ ہر صفت میں ایسے کامل و اکمل ہیں کہ آپ ﷺ کی مثل رب العزت نے پیدا ہی نہیں فرمائی۔

کب موت سے ڈرتے ہیں غلامانِ محمد
یہ اپنے غلاموں پہ ہے فیضانِ محمد
ہوتا ہے الگ سر میرا شانوں سے تو ہو جائے
پر ہاتھ سے چھوٹے گا نہ دامانِ محمد
(ﷺ)

سَیِّدُنَا طٰسٓ ﷺ

یہ اسم پاک اور طسم دونوں علامہ ابن دحیہ اور علامہ نسفی نے ذکر فرمائے ہیں جبکہ

علماء کی ایک جماعت نے ان کو اسماء الٰہی میں سے ذکر کیا ہے۔ اس طرح کے اسماء کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ اسماء جن پر کوئی اعراب نہیں آتا جیسے کھیعص۔ (۲) جن پر اعراب آتا ہے اس کی پھر دو قسمیں ہیں (۱) وہ جو مفرد ہیں جیسے ص ق۔ ان پر صرف اعراب حکایتی آتا ہے۔ (۲) وہ جو چند اسماء کا مجموعہ ہیں اور ان کا کوئی مفرد اسم کی طرح نہیں آتا جیسے حٰم طٰسٓ یٰسین۔ ان کا وزن قابیل اور ہابیل کا سا ہے۔

الم، المر، المص، یہ تینوں اسماء علامہ ابن دحیہ نے شمار فرمائے ہیں یاد رہے کہ یہ اسماء حسنیٰ بھی ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو موسوم فرمایا ہے۔

محمد شریعت کے محبوب ہیں	محمد طریقت کے مطلوب ہیں
محمد درِ معرفت کی کلید	محمد حقیقت سے منسوب ہیں
محمد ہیں تبلیغِ توحیدِ حق	محمد محبت کے یعقوب ہیں
محمد زمین و فلک کے نبی	محمد رسولوں کے مرغوب ہیں
محمد ہیں سب خوبیوں میں بلند	محمد ہی ہر خوب سے خوب ہیں

علامہ عزفی علیہ الرحمۃ نے زبور کے حوالے سے حضور ﷺ کا ایک نام "حاط حاط" ذکر کیا ہے۔

یاد رہے کہ "حم" عسق کو بھی حضور ﷺ کے اسماء مبارکہ میں شمار کیا گیا ہے۔ علامہ ابن دحیہ نے یہ دونوں نام ذکر کیے امام ماوردی نے حضرت جعفر بن محمد سے روایت نقل فرمائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی منقول ہے اسی طرح کھیعص بھی سرکار ﷺ کا اسم ہے۔ (ابن دحیہ)

ان اسماء کا مفہوم اس طرح بھی بیان کیا گیا ہے۔ "اُن رازوں کے راز دار جو رب العزت نے آپ ﷺ کے لئے ودیعت فرمائے اور اُن اسماء سے موسوم جو حضور ﷺ کے باطنی حالات و کمالات۔ فضائل جلیلہ۔ خصائل و خصائص جمیلہ درجات رفیعہ و مراتب منیعہ کے تحت مولا کریم نے عطا فرمائے ہوں تو عام کی تو کیا حقیقت ہے

انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کا بھی حصہ نہیں ہے۔ اِن ارشادات کا علم خطاب فرمانے والا جانتا ہے یا خطاب کیا گیا۔

اول و آخر وہی ہیں طٰہٰ و یٰسین وہی
شاعر اسلامیاں اقبال یہ فرما گئے

سَیِّدُنَا مُنَقِّی ﷺ

خود صاف ستھرے اور دوسروں کو پاک صاف کرنے والے جن کی پیدائش میں ہی کمال خلقت اور جمالِ صورت۔ قوت عقل۔ صحتِ فہم۔ فصاحتِ زبان۔ طاقتِ حواس۔ اعتدالِ حرکات۔ شرفِ نسب۔ عزت قومی۔ بزرگی وطن وغیرہ رکھے گئے اور تمام اخلاق عالیہ۔ آداب شرعیہ دینیہ۔ علم و حلم۔ صبر و شکر۔ عدل و زہد۔ تواضع و عفو۔ سخاوت و شجاعت۔ حیا و مروت۔ خاموشی و سکون۔ وقار و عظمت۔ عفت و رحمت۔ حسن ادب و معاشرت اُن کا مجموعہ حُسن خلق ہیں۔ حضور ﷺ وہ اعلیٰ کردار اور مزاج پاکیزہ رکھتے جن کے دوست دشمن مداح رہے۔ حضور ﷺ کے خلقِ عظیم کے پھول ایام بہار کے کبھی پابند نہیں ہوئے۔ وہ ناخزاں دیدہ ہونے کی حیثیت سے ہر فصل میں کھلے اور ہر موسم میں تر و تازہ رہے۔ جھوٹ۔ غیبت۔ ترش روئی۔ بدعہدی و بدکلامی۔ آپ کی فطرت میں نہ تھے' کیونکہ یہ رحمت للعالمینی کی شان کے منافی ہیں۔ حضور ﷺ کا بچپن' جوانی بلکہ ساری مقدس زندگی معصوم اور گناہوں سے پاک ہے اور اس شان کی اصلیت یہ ہے کہ حضور ﷺ کا نور صلب آدم و نوح و حضرت ابراہیم علیہم السلام سے ہوتا ہوا آپ ﷺ کے والدین میں ظہور پذیر ہوا۔ درانحالیکہ وہ پشت در پشت' [illegible] صلاب طیبہ [illegible] آتا رہا۔ جن میں کوئی ایک بھی حرام کا ارتکاب کرنے والا نہ تھا۔

انھی کے نام سے روشن ہیں الفتوں کے دیے — شب زمانہ میں ضو [illegible]
یقیں ہے شافع محشر ہی کے وسیلے سے — نصیب ہوں گے سرِ حشر سائے [illegible]

سَیِّدُنَا مَوْلٰی ﷺ

صحیح بخاری میں حضور ﷺ کا فرمان ہے:

ما من مؤمن الا وانا اولیٰ به (النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسهم ۔ القرآن) فی الدنیا وِ الاخره فمن ترك مالا فلعصبته من كانوا فان ترك دينا او ضيا عافليا تنی فانا مولاه

(۵/۵ ۷، کتاب الاستقراض ۲۳۹۹)

میں دنیا و آخرت میں ہر مومن کے قریب تر ہوں، جس نے مال چھوڑا (اور فوت ہو گیا) تو وہ مال اس کے ورثاء کے لئے وہ جو بھی ہوں اور جس کے ذمہ قرض ہو یا اس کی چھوٹی اولاد ہو تو وہ میرے پاس آئے میں اس کا مولیٰ ہوں۔

امام ابن اثیر نے لفظ مولیٰ کے مندرجہ ذیل معانی ارشاد فرمائے ہیں اقرب (قریب تر) مالک، سردار، آزاد کنندہ، منعم (انعام کرنے والا) مددگار، محبت کرنے والا، تابع، خالو، چچازاد بھائی، حلیف، عقل مند، داماد یا بہنوئی، غلام، منعم علیہ (جس پہ انعام کیا گیا ہو) ہر وہ شخص جو کسی معاملہ کا والی یا انتظام کرنے والا ہو۔ امام ابن اثیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان میں سے اکثر معانی مختلف احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔

پرچم دین مبیں بطحا پہ جو لہرا گیا ۔ دیکھتے ہی دیکھتے آفاق پر وہ چھا گیا
وہ نہ چھوڑے گا نہ چھوڑے گا صراط مستقیم ۔ آقا و مولیٰ کے جو بھی آستاں پر آ گیا
کر لیا جس نے وظیفہ دائمی اپنا درود ۔ بارگاہ حق سے اس کی رحمتیں وہ پا گیا
قریہ قریہ دھر میں لحظہ بہ لحظہ صبح و شام ۔ جاری و ساری ہے ذکر مصطفیٰ صل علیٰ
کام آئے گی شفاعت آپ کی انجام کار ۔ عرصۂ محشر میں ہو گا جب نہ کوئی آسرا
شمع حق کی سرمدی تنویر ذات آنحضور ۔ اور ہے جادہ پیمبر کا خدا کا راستہ

یہاں سے اب حروف تہجی کی ترتیب سے اختصار کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر اسماء مبارکہ بیان کیے جارہے ہیں تاکہ موضوع میں قدرے جامعیت پیدا ہو جائے تفصیل کسی اور موقع پہ سہی۔ ان شاء اللہ العزیز۔ لیکن پہلے ایک نعت شریف بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد سید جن و بشر ہیں	محمد مرشد فکر و نظر ہیں
محمد مظہر معبود برحق	محمد معتمد ہیں معتبر ہیں
محمد موجب تخلیقِ خلقت	محمد کے لئے سب خشک و تر ہیں
محمد رہبر دینِ مقدس	محمد مژدۂ فتح و ظفر ہیں
محمد سرور ہر ملک و ملت	محمد رونقِ ہر بحر و بر ہیں
محمد نور حق، مہر شریعت	محمد ہی حقیقت کی خبر ہیں
محمد روح جبریل مکرم	محمد مرسلوں سے پیشتر ہیں
محمد غیرتِ شبیر و شبر	محمد پیرِ صدیق و عمر ہیں
محمد مشعلِ ہر مردِ مومن	محمد جلوۂ ہر چشم سر ہیں
محمد سے ہوئے ہر شے منور	محمد محورِ شمس و قمر ہیں
محمد کعبہ مومن ہیں بیشک	محمد مرکزِ علم و ہنر ہیں
محمد ہیں ظہور حسنِ قدرت	محمد وردِ ہر سنگ و شجر ہیں
محمد ہیں سکونِ قلب مضطر	محمد مرہم خستہ جگر ہیں
محمد حلِ ہر مشکل ہیں نقویؔ	محمد ہی طلوع ہر سحر ہیں

حرف الالف

✤ **سَیِّدُنَا اَبْلَجْ** ﷺ: خندہ رو و تابناک چہرے والے یا سخاوت و نیکی کرنے والے یا واضح معاملہ والے۔ اسی سے ہے صباح ابلج روشن صبح، انبلجت الشمس انبلاجا انبلج الفجر، تبلج الفجر، سورج خوب چمکا، صبح روشن ہوگئی۔

✤ سَیِّدُنَا اَبْیَضُ ﷺ: بیاض (سفیدی) سے صفت مشبہ کا صیغہ، جود و عطا کرنے والے (چمکدار چہرے والے) جناب ابوطالب کا شعر آپ ﷺ کے بارے میں ہے۔

و ابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتمیٰ عصمة للا رامل

بے عیب (چمکدار) عزت والے کہ بادل جن کے چہرۂ اقدس سے سیراب ہوتے ہیں، یتیموں کی فریادرسی کرنے والے اور بیواؤں کو کما کر کھلانے والے۔

✤ سَیِّدُنَا اَتْقٰی ﷺ: مسلم شریف کی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا قد علمتم انی اتقاکم و ابرکم و اصدقکم حدیثا۔ تم جانتے ہو میں تم میں سے اتقیٰ (زیادہ پرہیزگار) اور زیادہ نیک اور زیادہ سچا ہوں' جو حکم ساری امت کو دیا گیا (اتقوا اللہ) وہ آپ ﷺ کی اکیلی ذات کو دیا گیا یا ایها النبی اتق اللہ۔ اسی لئے حضور علیہ السلام کا اسم گرام اتقی الناس بھی ہے۔ ﷺ

✤ سَیِّدُنَا اَجَلُّ ﷺ: عظیم الشان، سب سے بڑھ کر عظمت والے

✤ سَیِّدُنَا اَجِیْر" ﷺ: علامہ بلقینی نے یہ نام سابقہ صحف سے بیان فرمایا ہے جس کا معنی ہے اپنی امت کو دوزخ سے بچانے والے۔

✤ سَیِّدُنَا اَحَاد" ﷺ: تورات کے مجموعہ کی پانچویں کتاب میں اسی طرح ہے اس کا معنی وہی ہے جو واحد کا ہے، حضور ﷺ آخری نبی ہیں تمام مخلوق پر سیادت کے اعتبار سے واحد و یکتا ہیں، اپنی شریعت کی تکمیل میں یکتا، خصائص و امتیازات میں یکتا ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا اَحَد" ﷺ: یہ دونوں نام اللہ تعالیٰ کے بھی ہیں۔ اللہ احد ہے کہ صفات کمال میں منفرد ہستی ہے واحد اور احد میں فرق یہ ہے کہ واحد ذات کے اعتبار سے اطلاق پاتا ہے اور احد صفات کے اعتبار سے۔ یا واحد وصل کے لئے اور احد فصل کے لئے' تو اس ذات نے واحد ہونے کے اعتبار سے مخلوق تک اپنی نعمتیں پہنچائیں اور احد

ہونے کے لحاظ سے اس کے عذاب ان سے جدا ہیں حضور ﷺ کے لئے ان الفاظ کا معنی مخلوق کے لحاظ سے اور آپ کے شایان شان ہوگی۔

✤ سَیِّدُنَا اَحْسَن ﷺ: ابو حفص نسفی نے اپنی تفسیر میں اس نام مبارک کا ذکر کیا ہے ایک قول کے مطابق و من احسن قولا...... سے مراد بھی حضور علیہ السلام کی ذات ہے۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا اس سے حضور علیہ السلام مراد ہیں اس کا معنی ہے اعضاء کا کما حقہ متناسب ہونا...... اللہ تعالیٰ کی شان ہے فتبارك الله احسن الخالقين ۔ (المؤمنون: ۱۴)

✤ سَیِّدُنَا اَحْشَمُ ﷺ: حشمت سے اسم تفضیل تمام لوگوں سے بڑھ کر وقار و اطمینان والے۔

✤ سَیِّدُنَا اَحْیَد ﷺ: یہ اسم مبارک تورات میں ہے (قاضی عیاض) حدیث شریف میں ہے اسمی فی القرآن محمد و فی الانجیل احمد وفی التوراة احید لا نی احید امتی عن النار ۔ میرا نام قرآن میں محمد، انجیل میں احمد اور تورات میں احید ہے کیونکہ میں اپنی امت کو دوزخ سے بچاتا ہوں۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً۔

✤ سَیِّدُنَا اٰخِذُ الْحُجَزَاتِ ﷺ: بخاری و مسلم کی حدیث ہے انما مثلی و مثل امتی کمثل رجل استو قد نارا فجعلت الدواب و الفراش یقعن فیھا فانا اخذ بحجزکم و انتم تقحمون فیھا (مسلم شریف، کتاب الفضائل)

میری اور میری امت کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے آگ جلائی تو چوپائے اور پتنگے اس میں گرنے لگے میں تمہیں کمر سے پکڑے ہوئے ہوں اور تم ہو کہ اس میں بے سوچے سمجھے گرتے جا رہے ہو۔

✤ سَیِّدُنَا اٰخِذُالصَّدَقَاتِ ﷺ: قران حکیم میں ہے خذ من اموالھم صدقه ۔ (التوبہ: ۱۰۳) آپ ان کے مالوں سے صدقہ لیں۔

✤ سَیِّدُنَا اخرابا ﷺ: اس کا معنی ہے آخری نبی۔ امام ابن ابی شیبہ نے

حضرت مصعب بن سعد سے انہوں نے حضرت کعب سے روایت کی کہ حضور ﷺ جنت کے دروازے کے حلقے کو سب سے پہلے تھامیں گے اور دروازہ آپ کے لئے کھولا جائے گا پھر (کما مرفی حدیث المشکوۃ) پھر انہوں نے تورات کی یہ آیت پڑھی۔

اخرابا قد ما با لاولون الاخرون ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

✤ سَیِّدُنَا اَخْشٰی لِلّٰہِ ﷺ: امام سیوطی علیہ الرحمتہ نے سنن ابی داؤد کی مندرجہ ذیل حدیث سے یہ نام اخذ کیا ہے۔ و اللہ انی لا رجو ان اکون اخشاکم للہ۔ اللہ کی قسم: مجھے امید ہے کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں

✤ سَیِّدُنَا اخر ماخ ﷺ: علامہ بلقینی نے اس کی نسبت حضرت شیث علیہ السلام کے صحیفوں کی طرف فرمائی ہے اس کا معنی ہے "صحیح الاسلام"۔

✤ سَیِّدُنَا اَدْعَج ﷺ: آنکھوں کی سیاہی نہایت شدید اور کشادہ چشمان اقدس والے۔ اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

✤ سَیِّدُنَا اَدْوَم ﷺ: بخاری و مسلم کی حدیث ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کا عمل مبارک دائمی ہوتا۔

✤ سَیِّدُنَا اُذُنُ خَیْرٍ ﷺ: قرآن پاک میں ہے قل اذن خیر لکم (التوبہ: ۶۱) فرمادیں کہ تمہاری بہتری کے لئے سنتے ہیں۔ کہا جاتا ہے رجل اذن۔ ہر کسی کی بات سننے والا۔ کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

✤ سَیِّدُنَا اَرْجَحُ ﷺ: ایسی ذات جو اوروں سے علم و فضل میں بڑھ کر ہو حضرت زہیر بن صرد رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی تعریف میں کہا۔

ان لم تدارکھم نعماء تنشرھا   یا ارجح الناس حلما حین یختبر

اے وہ ہستی کہ لوگوں میں علم و بردباری کے لحاظ سے سب پہ غالب جب ان کی آزمائش کی جاتی ہے، حضور علیہ السلام کی ذات سے جو نعمتیں پھیل رہی ہیں اگرچہ ان تک نہیں پہنچ پاتیں۔ شق صدر کی حدیث میں حضور ﷺ کو تمام امت کے ساتھ تولنے اور

تمام امت سے آپ ﷺ کا وزن زیادہ ہونے کا ذکر بھی ہے۔ یہی اس اسم پاک کی اصل اور مفہوم ہے۔

✤ سَیِّدُنَا اَرْجَحُ النَّاسِ عَقْلًا ﷺ: حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں میں نے اکہتر ایسی کتابیں پڑھیں جن میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے آغاز سے لے کر اس کے اختتام تک تمام لوگوں کو حضور ﷺ کے مقابلہ میں اتنی عقل بھی نہیں دی جتنی کہ ریت کے ایک دانے کو تمام دنیا کی ریت کے ساتھ ہے۔ اس روایت کو امام ابونعیم علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا اَرْحَمُ النَّاسِ ﷺ: رحمت سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے تمام لوگوں سے زیادہ رحم فرمانے والے۔ ارحم الناس بالعیال بھی سرکار ﷺ کا اسم گرامی ہے۔

✤ سَیِّدُنَا اَزَجُّ ﷺ: ایسی ہستی جس کے ابرو قوس کی شکل میں ہوں اور کثیر بالوں والے۔ الغرض ان کے ہر مو پہ بے حد درود

✤ سَیِّدُنَا اَزْکٰی ﷺ: زکوٰۃ مصدر سے اسم تفضیل ہے' تمام جہان سے پاکیزہ ذات' کیونکہ زکوٰۃ کا معنی طہارت ہے۔ قرآن پاک میں ہے و تـزکیھم بھـا ۔ و یزکیکم۔

✤ سَیِّدُنَا اَزْھَرُ ﷺ: صحیح مسلم کی حدیث حضرت انس سے ہے کہ حضور ﷺ روشن، صاف اور چمکدار رنگت والے تھے۔ امام ابن حبان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی نقل کیا ہے۔ اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

✤ سَیِّدُنَا اَسَدُّ ﷺ: سدد یا سداد سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ قـولوا قولا سدیدا۔ القرآن: استقامت وقول وفعل میں درستگی

سچی بات بتاتے یہ ہیں سیدھی راہ دکھاتے یہ ہیں ﷺ

✤ سَیِّدُنَا اَشْجَعُ النَّاسِ ﷺ: شجاعت سے ہے جنگ کے وقت دل کا قوی اور سخت ہونا۔

وہ چقا چاق خنجر سے آتی صدا مصطفیٰ تیری صورت پہ لاکھوں سلام

✤ سَيِّدُنَا اَشَدُّ حَيَاءً مِّنَ الْعَذْرَآءِ فِيْ خِدْرِهَا ﷺ: یہ حدیث شریف کے الفاظ ہیں حضور ﷺ اس غیرت والی دوشیزہ سے بھی زیادہ حیا والے تھے جو اپنے مخصوص پردہ کی جگہ ہو۔

✤ سَيِّدُنَا اَشْنَبُ ﷺ: جس کے دندانِ مبارک چمک دمک اور آب وتاب والے ہوں۔

جس کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

✤ سَيِّدُنَا اَصْدَقُ ﷺ: شمائل ترمذی میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے کہ حضور ﷺ گفتگو میں تمام لوگوں سے زیادہ سچے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے: ومن اصدق من اللہ قیلا۔ (النساء:۱۲۲)

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

✤ سَيِّدُنَا اَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً ﷺ: اس کا معنی بھی وہی ہے جو گزرا گفتگو میں تمام لوگوں سے زیادہ سچے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں اسکی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

✤ سَيِّدُنَا اَطْيَبُ ﷺ: سب سے بڑھ کر پاکیزہ، یا سب سے بڑھ کر اچھی خوشبو والے جبکہ طیب سے اسم تفضیل کا صیغہ ہو۔

✤ سَيِّدُنَا اَعَزُّ ﷺ: عز مصدر سے افضل کے وزن پہ ہے بمعنی بہت عزت (غلبہ وقوت) والے۔

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں اس سرِ تاج رفعت پہ لاکھوں سلام

✤ سَيِّدُنَا اَعْظَمُ ﷺ: عظمت مصدر سے افعل کے وزن پہ ہے یعنی صورت و سیرت میں تمام لوگوں سے بڑھ کر۔

✤ سَيِّدُنَا اعلیٰ ﷺ: امام ابوحفص نسفی علیہ الرحمتہ نے یہ اسم پاک وھو بالا

فق الاعلی (القرآن) سے اخذ فرمایا ہے جبکہ یہ اللہ تعالیٰ کا بھی اسم پاک ہے سبحان ربی الاعلیٰ۔ سبح اسم ربك الاعلی

رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

✤ **سَیِّدُنَا الْاَعْلَمُ بِاللہِ** ﷺ: مسند احمد میں روایت ہے انا اتقاکم للہ و اعلمکم بحدود اللہ۔ میں تم سب میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو زیادہ جاننے والا ہوں۔

✤ **سَیِّدُنَا اَغَرُّ** ﷺ: حضرت حسان رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں۔ اغر علیه للنبوة خاتم

مہر نبوت حضور ﷺ کے جسم اقدس پہ چمکتی ہے۔ اس کا معنی بزرگ، کریم اور بہتر بھی کیا گیا ہے۔

✤ **سَیِّدُنَا اَفْصَحُ الْعَرَب** ﷺ: حدیث شریف میں ہے انا افصح من نطق بالضاد بید انی من قریش ۔ میں ضاد کا تلفظ کرنے والے (تمام اہل عرب) میں سب سے زیادہ صاحب فصاحت ہوں، لیکن میں قریش سے ہوں۔ اس کی تفصیل دیکھئے ہماری کتاب شانِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ بلفظ آنا۔ زیر حدیث انا افصح العرب

''ان کی'' پیاری فصاحت پہ بے حد درود ''ان کی'' دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

✤ **سَیِّدُنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَاءِ تَبَعًا** ﷺ: تمام نبیوں کے تاج، آپ ﷺ کے شرف و بزرگی کی وجہ سے یا رسالت عامہ کی وجہ سے حضور ﷺ کو اس نام سے موسوم کیا گیا جس طرح تاج سر کا احاطہ کئے ہوئے ہوتا ہے اسی طرح سارے جہانوں کو آپ ﷺ کی نبوت و رسالت گھیرے ہوئے ہے

جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک اس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام

✤ **سَیِّدُنَا اَمْجَدُ** ﷺ: مجد سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے بمعنی بزرگی و فضیلت۔ حضور ﷺ تمام مخلوق پہ فضیلت رکھتے ہیں

جس کے زیر لوا آدم و من سوا اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

✤ سَیِّدُنَا اَمَانٌ ﷺ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانۂ اقدس میں دو امان تھے ایک اُٹھ گیا، دوسرا باقی ہے۔ (و ما کان اللہ لیعذبھم...... الانفال ۳۳) مسند احمد ترمذی میں ہے انزل اللہ علی امانین من امتی اللہ تعالیٰ نے میری امت پہ دو امان نازل فرمائے پھر مندرجہ بالا حدیث ہے اور اس پہ مزید یہ کہ فاذا مضیت ترکت فیکم الا ستغفار الی یوم القیامۃ جب میں چلا جاؤں گا تو قیامت تک تمہارے لئے (دوسرا امن) استغفار چھوڑ جاؤں گا۔

(ترمذی ۳،۸۲، الشفاء ۱،۱۱۸، الدرالمنثور للسیوطی ۳/۱۸۱)

✤ سَیِّدُنَا اَمَنَةٌ ﷺ: صحیح مسلم میں ہے النجوم امنۃ السماء فاذا ذھبت النجوم اتی السماء ما توعد و انا امنۃ اصحابی فاذا ذھب اصحابی اتی ما یوعدون۔ (۴/۱۹۶۱، کتاب الفضائل) ستارے آسمانوں کے محافظ ہیں جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان پہ وہ کیفیت ہوگی جس کا وعدہ دیا جاتا ہے۔ میں اپنے صحابہ کا محافظ ہوں جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پہ وہ آزمائش آئیں گی جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور میرے صحابہ میری امت کے نگران ہیں، جب وہ چلے جائیں گے تو میری امت (فتنوں میں مبتلا ہو جائے گی) اور اس پہ وہ حالات آئیں گے جن کا اس سے وعدہ کیا جاتا ہے تو حضور علیہ السلام وحی کے امین، ہمارے دین و ایمان کی حفاظت فرمانے والے، اپنے صحابہ کرام کی نگرانی فرمانے والے اور آپ ہی کے طفیل دنیا سے مصائب دور ہوتے ہیں اور امن قائم ہوتا ہے اس لئے آپ ﷺ کا نام پاک بھی سراپا امن رکھا گیا۔

✤ سَیِّدُنَا اُمَّةٌ ﷺ: پوری ایک امت کی خوبیوں کو اپنے اندر جمع کرنے والی ذات۔ نیکی و بھلائی کی جامع ذات یا معلم الامۃ۔ ان ابراھیم کان امۃ۔ (القرآن)

المعی اس (روشن دماغ اور فصیح زبان والے) کو کہتے ہیں جو تیرے بارے میں اسی طرح گمان رکھے کہ گویا اس نے تجھے دیکھا اور سُنا ہے (اوس بن حجر)۔

✤ سَیِّدُنَا اٰمِنٌ ﷺ: اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو روزِ قیامت امن عطا فرمادیا

یوم لا یخزی اللہ النبی...... (التحریم:۸)

✤ سَیِّدُنَا اَنْعُمِ اللہِ ﷺ: انعم نعمت کی جمع ہے۔ کائنات کی ہر نعمت حضور ﷺ ہی کے صدقے سے ملی ہے۔

لاو رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی (اعلیٰ حضرت)

✤ سَیِّدُنَا اَنْفُسُ الْعَرَبِ ﷺ: سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۱۲۸ القد جاء کم رسول من انفسکم میں ایک قرات انفس کے فا کے فتح کے ساتھ ہے یعنی یہ رسول تم میں سے نفیس ترین لوگوں میں جلوہ گر ہوتے ہوئے تمہارے پاس تشریف لائے کسی شاعر کا شعر ہے۔

وکم اب قد علا بابن زری کما علت برسول اللہ عدنان

کتنے ہی آباؤ اجداد ہیں جو اولاد کی وجہ سے عظمت و شرافت کی بلندیوں تک پہنچے جس طرح کہ قبیلہ عدنان کے لوگ حضور علیہ السلام کی وجہ سے۔

✤ سَیِّدُنَا اَوْفَی النَّاسِ ذِمَامًا ﷺ: زیادہ عزت والے بڑی شان و شوکت والے حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وما حملت من ناقة فوق رحلها ابر و اوفیٰ ذمة من محمد

کسی اونٹنی نے حضور ﷺ سے بڑھ کر سچی شان و شوکت والا اپنے اوپر نہیں اُٹھایا۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی سب سے بالا و والا ہمارا نبی

✤ سَیِّدُنَا اَنْوَرُ مُتَجَرَّدٌ ﷺ: ظاہر و باطن میں روشن و چمکدار

✤ سَیِّدُنَا اَوَّاہٌ ﷺ: ... ہے کہ حضور ﷺ ... دعا

کیا کرے اللھم اجعلنی شکار الك...... او اھا منیبا ۔اے اللہ مجھے اواہ بنا دے۔ اس کے کئی معانی ہیں۔ خشوع وتضرع والا، ایمان وتوبہ والا، یقین ورجوع والا، بے گناہ و بے خطا، حفاظت والا، استغفار وتسبیح کرنے والا، بردبار ورحیم، اطاعت گذار ووفا شعار، ذکر وفکر والا، عاجزی وخوف خدا والا، ہماری آقا علیہ السلام ان تمام صفات سے متصف ہیں۔

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

✤ سَیِّدُنَا اَوْسَط ﷺ: اوسط کا معنی عدل وانصاف والا یا ہر چیز کا بہترین حصہ۔ حضور علیہ السلام کی امت کو امت وسطا کہا گیا۔ وکذلك جعلنا کم امة وسطا ۔ (البقرہ: ۱۲۵) اور اس امت کا نبی ورسول، رسول اوسط ﷺ۔

رفع ذکر جلالت پہ ارفع درود　　　شرح صدر صدارت پہ لاکھوں سلام

✤ سَیِّدُنَا آیَةُ اللهِ ﷺ: امام ابن منذر حضرت مجاہد سے قرآن مجید کی اس آیت سنریھم ایاتنا فی الافاق کی تفسیر میں فرماتے ہیں آیات سے مراد حضور ﷺ ہیں جو ظاہر و باہر ایسی علامت ہیں۔ حضور علیہ السلام راہ ہدایت کا نشان ہیں اسی طرح ایک قول میں ان الذین کفروا بایات اللہ ۔(ایات اللہ) سے مراد حضور ﷺ ہیں۔

رہے ہیں، رہیں گے، وہی بے نظیر　　　جو مہر نبوت کے مکتوب ہیں
حقیقت یہی ہے کہ ہر دور میں　　　محمد کے دشمن ہی مغضوب ہیں
محمد کے فوجی کسی وقت بھی　　　نہ مغلوب ہیں، نہ ہی معتوب ہیں
نہیں خوف رکھتے کسی سے کبھی　　　نہ ہرگز کسی سے وہ مرعوب ہیں
نہیں ہیں وہ تعزیز کے مستحق　　　جو عشق محمد میں مجذوب ہیں
محمد ہیں نقوی نبوت کے پھول　　　محمد رہِ حق کے مندوب ہیں

حرف الباء

ہے کسی شیء کا تمام ساتھیوں سے بزرگی و علم میں برتر اور بردباری و حکم میں راجح تر ہونا۔

✤ سَیِّدُنَا بَارِ قْلِیطْ ﷺ: قاضی عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ اسم پاک انجیل میں مذکور ہے، معنی اس کا امام ثعلب نے یہ کیا ہے کہ وہ ذات جو حق و باطل میں امتیاز پیدا کردے، بعض نے فرمایا کثرت سے حمد کرنے والا، شیخ تقی الدین تمنی فرماتے ہیں اکثر اہل انجیل کے نزدیک اس کا معنی ہے آزاد کیا ہوا۔

✤ سَیِّدُنَا بَالِغٌ ﷺ: (ہر کمال میں انتہا کو پہنچنے والا) شیخ ابوالفضل قسطلانی نے اس اسم پاک کا ذکر کیا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا الْبَیَان ﷺ: اس کا ذکر بھی شیخ ابوالفضل قسطلانی نے کیا ہے۔ یاد رہے البیان اور بیان دونوں علیحدہ علیحدہ سرکار ﷺ کے اسماء ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا بَاهِي ﷺ: بَهَاءٌ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی حسن و جمال اور آب و تاب والا۔

✤ سَیِّدُنَا بَذْءٌ ﷺ: ایسا عظیم سردار جس سے سرداروں کی گنتی کا آغاز کیا جائے کیونکہ وہ ان سب سے جلالت والا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا بَدِیعٌ ﷺ: حسن و جمال میں مُبْدَعْ یعنی صاحب استقلال و منفرد۔ یہ اسماء حسنیٰ سے بھی ہے اس صورت میں معنی ہوگا وہ ذات جو کسی آلہ کے بغیر اشیاء کی موجد ہو۔

✤ سَیِّدُنَا بَدْرٌ ﷺ: امام نسائی کی قصص الانبیاء میں ہے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی مناجات کے درمیان فرمایا

ان محمدا هو البدر الباهر والنجم الظاهر و البحر الزاخر

بے شک محمد ﷺ روشن چاند، چمکتا ستارا اور بہت بڑا سمندر ہیں۔ قبیلہ بنی نجار کی بچیوں نے مدینہ میں حضور علیہ السلام کے استقبال کے وقت دیگر اشعار کے ساتھ یہ شعر بھی پڑھا۔ طلع البدر علینا

✤ سَیِّدُنَا بَرْقَلِیْطِسْ۔ امام ابن اسحاق کے مطابق یہ رومی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی عربی میں محمد ﷺ لکھا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا بشریٰ عیسٰی ﷺ: جس ہستی کی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت سنائی۔ قرآن مجید میں ہے و مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد۔

(الصف:۶)

حضور علیہ السلام نے خود فرمایا انا دعوة ابراهیم و بشریٰ عیسیٰ علیهما السلام۔ (مستدرک للحاکم ج ۲ ص ۶۰۰) میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

✤ سَیِّدُنَا بِمَاذْ مَأُذْ ﷺ: علامہ ابن دحیہ نے تورات کی پہلی کتاب کے حوالے سے بیان فرمایا ہے، امام سیوطی فرماتے ہیں مجھے خدشہ ہے کہ اس میں تبدیلی کی گئی ہو اور اس کا صحیح تلفظ ''ماذ ماذ'' ہے۔ یہی قاضی عیاض نے فرمایا۔

✤ سَیِّدُنَا بَلِیْغٌ ﷺ: ایسی فصیح ذات جس کی تعبیر و گفتگو اس کے ضمیر کی حقیقت تک پہنچی ہو۔

✤ سَیِّدُنَا بَهَاءٌ ﷺ: اس کا معنی ہے عز و شرف کیونکہ حضور ﷺ ہی کی ذات امت کے لئے عزت و عظمت کا باعث ہے۔

✤ سَیِّدُنَا بَهِیٌّ ﷺ: بروز عَلِیٌّ بمعنی حسن و عقل والا۔

✤ سَیِّدُنَا نَابَیِّنَةٌ ﷺ: قرآن مجید میں حضور ﷺ کو بینة (حجت) فرمایا گیا حتی تا تیهم البینة رسول من الله (البینة: ۱-۲)

علامہ ابن عطیہ فرماتے ہیں بینہ کے آخر میں ۃ مبالغہ کے لئے ہے جیسے علامہ اور نسابہ وغیرہ میں۔

محمد ہیں مخدوم خورد و ملک   محمد کے جن و بشر ہیں مرید
محمد کے بیٹے حسین و حسن   محمد کے منکر ہیں شمر و یزید

حقیقت میں خوش بخت وخوش دل ہے وہ | ہوئی جس بشر کو محمد کی دید
نہیں سیر ہوتی طبیعت مری | ملے مجھ کو عشق محمد مزید
رہوں محو حسن محمد میں یوں | نہ ہو دل میں فکر قریب و بعید
محمد کے دیں پر مری موت ہو | یہی ہے دل و روح نقوی کی عید

حرف التاء:

✤ سَیِّدُنَا تَالِی ﷺ: تالی کا معنی اپنے سے پیش رو کے مطابق چلنے والا اس لحاظ سے حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا ان اتبع ملة ابراهيم حنيفا۔ایک جگہ بہت سارے انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر خیر کر کے فرمایا گیا۔اولئك الذين هدى الله فبهداهم اقتده۔(الانعام) دوسرا معنی ہے تلاوت کرنے والا اس لحاظ سے حکم ہوا تل ما اوحی الیك نبر فرمایا: یتلو علیهم ایته۔(آیات کا ترجمہ اختصار کے پیش نظر چھوڑا جا رہا ہے)

✤ سَیِّدُنَا تَذْكِرَةٌ ﷺ: وہ شیء جس کے ذریعے بھولنے والا یاد کر لے اور غافل متنبہ ہو جائے۔قرآن پاک میں و انه لتذكرة للمتقين۔ سے مراد بعض علماء نے حضور ﷺ کی ذات مراد لی ہے۔

✤ سَیِّدُنَا تَقِیٌّ ﷺ: حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ایک قدیم پتھر پہ یہ لکھا ہوا پایا گیا۔محمد تقی مصلح، سید امین (ﷺ)

✤ سَیِّدُنَا تَلْقِیطٌ ﷺ: علامہ عزفی کے مطابق رومیوں کی کتابوں میں حضور ﷺ کا اسم پاک یہی درج ہے۔

✤ سَیِّدُنَا تَنْزِیلٌ ﷺ: تنزیل مصدر بمعنی اسم مفعول منزل ہے۔وہ ذات جس پہ قرآن اتارا گیا بعض علماء نے تنزیل سے مراد قرآن لیا اور بعض نے صاحب قرآن ﷺ۔

مغز قرآن جان ایمان روح دیں | ہست حب رحمۃ للعالمین

حرف الثاء:

محمد مصدرِ فضل و کرم ہے — محمد مشعلِ دَیر و حرم ہے
محمد صورت و سیرت میں روشن — محمد محترم ہے محتشم ہے
محمد حسن و خوبی میں مکمل — محمد سرورِ عرب و عجم ہے
محمد گوہرِ بحرِ نبوّت — محمد محرمِ لَوح و قلم ہے
محمد مخزن ہر رُشد و حکمت — محمد حشر کے دن میں حکَم ہے
محمد منبعِ مہر و محبت — محمد ہی سے زِندہ سب بھرم ہے

✤ سَیِّدُنَا ثَانِیَ اثْنَیْنِ ﷺ: دو میں سے دوسرا اذھما فی الغار۔ جب وہ دونوں غار میں تھے پہلے سیدنا صدیق اکبر اور دوسرے سیدنا رسول اکرم ﷺ۔

✤ سَیِّدُنَا ثِمَال ﷺ: سہار، پناہ گاہ، امداد و اعانت کرنے والا اور کفایت کرنے والا۔ اگر ثمال ثا کے ضمہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنیٰ ہے ہر کسی سے منقطع ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والی ذات اور اس کی کفایت پہ پورا وثوق رکھنے والی ہستی۔ پہلے کئی بار جناب ابو طالب کا شعر حضور ﷺ کی شان میں گذر چکا جس میں انہوں نے حضور ﷺ کے اس اسم پاک (ثمال) کا ذکر کیا ہے۔

و ابیض یستسقی الغمام بوجھہ — ثمال الیتامٰی عصمۃ للا رامل

محمد ہے رسولوں میں مکرم — محمد عقل ہے، علم و علم ہے
محمد جود و بخشش کی حقیقت — محمد ہی مرے رب کی قسم ہے
محمد ہے سرورِ قلب مومن — محمد نورِ حق ہے ذی حشم ہے
محمد عبد حق ہے سرِ وحدت — محمد پہ نبوت مختتم ہے
محمد کی نظر ہے ہر بشر پر — محمد مظہرِ نورِ قدم ہے
محمد ہے رسولِ وحی سرمد — محمد کے بجز ہر شے عدم ہے
محمد سے ہوئی توحید روشن — محمد سے شکستہ ہر صنم ہے

حرف الجیم:

✤ سَیِّدُنَا جَبَّار ﷺ: حضرت قاضی عیاض اور ابن دحیہ کے مطابق داؤد علیہ السلام پہ نازل شدہ کتاب میں حضور علیہ السلام کا یہ اسم پاک اس طرح ہے۔

تقلد سیفك ایها الجبار فان ناموسك و شرائعك مقرونة و

سرائعك مقرونة بهیبة یمینك

اے جبار! اپنی تلوار پہن لے، کیونکہ تمہاری عزت اور شریعت باہم ملے ہوئے ہیں اور تمہاری شریعت اور تمہارے احکام تمہارے داہنے ہاتھ کی ہیبت کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے بولا جائے گا تو اس کا معنی ہو گا شیء کی اصلاح کرنے والا، یا قہر کے کسی انداز سے شیء کی اصلاح فرمانے والا، برتر عظیم شان والا حضور علیہ السلام بھی چونکہ ہدایت و تعلیم کے ذریعے اپنی امت کی اصلاح فرماتے ہیں۔ اپنے اعداء پہ قہر فرمایا۔ تمام انسانیت سے برتر اور عظیم شان والے ہیں لہٰذا اللہ نے آپ کو بھی یہ نام عطا فرمادیا اور جہاں آپ کی ذات سے اس صفت کی نفی کی گئی مثلاً وما انت علیهم جبار (ق:۴۵) وہاں تکبر کے جبر کی نفی ہے جو آپ ﷺ کے شایان شان نہیں ویسے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق یہ آیت آیۂ قتال سے منسوخ ہے تو اب سرے سے کوئی سوال ہی نہ رہا۔ تیسری بات یہ جو شرح الاصطفاء میں ہے کہ آپ لوگوں کو ایمان لانے پہ مجبور کرنے والے نہیں بلکہ صرف راہنمائی کرنے والے اور دعوت دینے والے ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا جَدٌّ ﷺ: جیم پہ زبر یا پیش ہو تو معنی ہے بڑے نصیب والا، عظیم مرتبہ والا۔ اگر بکسر الجیم ہو تو معنی ہے کسی معاملہ میں کوشاں رہنے والا۔ آپ ﷺ عبادت میں کوشاں رہتے تھے۔

✤ سَیِّدُنَا جَلِیْل ﷺ: اس لفظ کا اطلاق ذات باری پہ ہو تو مراد وہ لوازمات ہوں گے جو اس کی شان کے لائق ہیں۔ بعض علماء نے فرمایا! کبریاء کا ثمرہ کمال ذات

ہے اور عظمت کا ثمرہ کمال صفات ہے۔ صفات ثبوتیہ کے کمال سے مراد ہے کہ اس کی نقیض کا ثبوت نہ ہو اللہ تعالیٰ ان نقیضوں سے برتر ہے جیسا کہ علم ثبوتی صفت ہے اور اس کی نقیض جہالت ہے، وجود ثبوتی صفت ہے۔ فنا (اسکی نقیض) ہے وغیرہ۔ پھر جلال و جمال میں فرق یہ ہے کہ جلال سلبی صفت اور جمال ثبوتی صفت ہے۔ بہر حال حضور ﷺ کے لئے اس کا معنی ہوگا بڑی عظمت وشان والا اور اللہ تعالیٰ کے لئے معنی ہے صفات جلال سے موصوف ذات۔ اس کا نتیجہ صفات کا کمال ہے، جس طرح کہ کبیر کے معنی کا ثمرہ ذات کا کمال ہے اور عظیم کے معنی کا ثمرہ دونوں کا کمال ہے۔ کبیر کی نقیض صغیر ہے، جلیل کی دقیق اور عظیم کی حقیر ہے اور بعض کے نزدیک یہ الفاظ ہم معنی ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا جَھْضَم ﷺ: جعفر کے وزن پہ بمعنی گول چہرہ، فراخ پیشانی، زچے سینے اور بڑے سر والا۔ (وڈے سر سرداراں دے) حضور علیہ السلام کی ذات میں یہ تمام خوبیاں موجود ہیں۔

محمد ہی محمد ہے زمن میں	محمد ذرّے ذرّے پر رقم ہے
محمد کے لئے عرشِ معظم	عرب کی سرزمیں سے دو قدم ہے
محمد کی محبت تیغ ہے وہ	سرِ نفسِ زبوں جس سے قلم ہے
محمد ہر گھڑی، ہر دم، ہمیشہ	مقدّس ہے حسیں ہے محترم ہے
محمد کی نظر مجھ پر ہے ورنہ	مری فکرِ سخن، ہر کم سے کم ہے
محمد ہے سکونِ قلبِ نقوی	محمد سے ہی میرے دم میں دم ہے

حرف الحاء:

✤ سَیِّدُنَا حَاتَم ﷺ: (بکسر الحاء و بفتحہا) حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کے مطابق یہ اسم پاک پہلی کتابوں میں موجود تھا یہی حضرت کعب احبار کا بیان ہے علامہ ثعاب نے اس کا معنی کیا ہے، اخلاقی اعتبار سے تمام انبیاء علیہم السلام سے اچھے (چاہے تا پہ زبر پڑھو یا زیر)

سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

✤ **سَیِّدُنَا حَاکِم ﷺ**: قرآن پاک میں ہے **انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس** (النساء:۱۰۵) **فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم** ۔ (النساء) **حکم** بھی حضور علیہ السلام کا اسم پاک ہے جو کہ اسماء الحسنٰی سے ہے **افغیر دین الله حکما** ۔

✤ **سَیِّدُنَا حَامِلُ لِوَآءِ الْحَمْدِ ﷺ**: سرکار ﷺ نے فرمایا **انا حامل لواء الحمد یوم القیامة ولا فخر** (ترمذی: ۳۶۱۶) قیامت کے دن حمد کا جھنڈا (حقیقی ہو یا معنوی) میرے ہی ہاتھ میں ہوگا مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔

✤ **سَیِّدُنَا حَامِیْ ﷺ**: امت کو زیادتی سے بچانے والی ذات اور بری حالت سے اس کی حفاظت کرنے والی شخصیت یا خانہ کعبہ اور حرم کی حمایت کرنے والی ہستی، مجرموں کے حملوں سے اسے بچانے والی ذات۔

✤ **سَیِّدُنَا الْحَآئِدُ لِاُمَّتِهٖ مِنَ النَّارِ**: اپنی امت کو دوزخ سے الگ کرنے والے پیارے آقا ﷺ۔

✤ **سَیِّدُنَا حَنْبَطِیٌّ ﷺ**: امام عزفی علیہ الرحمۃ کے مطابق انجیل مقدس میں یہ نام موجود ہے اور اس کا معنی ہے "حق و باطل میں امتیاز پیدا کرنے والا"

✤ **سَیِّدُنَا حِرْزً الِلْاُمِّیِّیْنَ ﷺ**، صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عطاء بن یسار علیہ الرحمتہ کے مطالبہ پہ تورات کے حوالے سے حضور ﷺ کی تعریف میں یہ جملہ ارشاد فرمایا جس کا معنی ہے کہ حضور علیہ السلام کو امی لوگوں کا محافظ بنا کر بھیجا گیا باقی سارے جہاں والے تابع ہو کر بھی حضور علیہ السلام کی حفاظت میں گئے۔

✤ **سَیِّدُنَا حِزْبُ اللهِ ﷺ**: حزب کا معنی تو جماعت ہے لیکن جماعت (امة) کا لفظاً ایک ذات کے لیے استعمال فرمایا گیا **ان ابراهیم کان امة** اب معنی یہ ہوگا "اس

ذات پاک کے متقی بندے اور اس کے دین کے مددگار و معاون۔ (جو کام پوری جماعت کرتی ہے سرکار ﷺ نے اکیلے اس سے زیادہ کرلیا)

✤ سَیِّدُنَا حَفِیٌّ ﷺ: عربی میں حفیت بفلان یا تحفیت بفلان اس وقت بولتے ہیں جب کسی کی عزت کے باعث اس کا خیال رکھا جائے یہاں معنی ہوگا لطف و احسان فرمانے والا۔

✤ سَیِّدُنَا حُلَاحِلٌ ﷺ: بہادر، سردار، بہت مروت اور سنجیدہ مزاج ہستی ایک عربی شاعر اس طرح حضور ﷺ کی تعریف کرتا ہے۔

و عربة ارض مایحل حلالها من الناس الا اللوذعی الحلاحل

زمین کے عربہ نامی مقام پہ ہتھیاروں کا استعمال لوگوں میں سے صرف ایک شخصیت کے لئے حلال (فتح مکہ کے دن) ہوا تھا جو انتہائی زیرک اور صاحب سیادت تھی۔

✤ سَیِّدُنَا حَمَّادٌ ﷺ: حمد مصدر سے مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی کثرت کے ساتھ حمد باری تعالیٰ کرنے والا۔

✤ سَیِّدُنَا حَمْطَایَا ﷺ: امام ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قدیم کتابوں کے حوالے سے۔ حضرت ابوعمر زاہد کہتے ہیں کہ میں نے یہودیوں سے اس کا معنی پوچھا تو انہوں نے بتایا ''حرم کو بچانے والا اور حرام سے منع کرنے والا'' بعض نے اس لفظ کو میم کی تشدید سے اور بعض نے بکسر الحا بھی پڑھا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا حَمْدٌ ﷺ: اگر مصدر بمعنی فاعل ہو تو معنی ہوگا بہت تعریف کرنے والا۔ بمعنی مفعول ہو تو ''وہ ذات جس کے اخلاق قابل تعریف اور جس کے افعال پسندیدہ ہوں'' اس لحاظ سے حامد کا معنی ہوگا ''اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریف کرنے والی ہستی جو اس سے پہلے کسی تعریف کرنے والے نے نہ کی ہو'' یا بہت زیادہ قابل تعریف اعمال والی ہستی۔

✤ سَیِّدُنَا حَمِیْدٌ ﷺ: اس میں بھی ہر دو احتمال ہیں بمعنی اسم فاعل، بمعنی مفعول۔ یہ اسماء حسنیٰ میں سے بھی ہے اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔اب معنی ہوگا'' جس نے ازل سے اپنی حمد بیان کی، بندے ابد تک جس کی حمد کرتے رہیں گے، حمد کی مستحق ذات '' کیونکہ وہ ذات ہر کمال سے موصوف اور ہر نعمت کی مالک ہے۔

✤ سَیِّدُنَا حَنَّانٌ ﷺ: بغیر نون کی شد کے، اس کا معنی ہے'' رحمت''

✤ سَیِّدُنَا حَنِیْفٌ ﷺ: حنف بفتح النون سے مشتق ہے بمعنی دین اسلام کی طرف مائل اور اس پہ ثابت قدم یا عام لوگوں کے راستے سے ہٹ کر حق اور استقامت کے راستے کی جانب میلان رکھنے والا۔ قران پاک میں ان اتبع ملة ابراھیم حنیفا سے بعض علماء نے حضور ﷺ کی ذات مراد لی ہے اور اس لفظ کو سرکار ﷺ کا نام قرار دیا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا حَیِیٌّ ﷺ: یہ لفظ ایک حا اور تین یا سے مرکب ہے جس کا معنی ہے شرم و حیا کا پیکر اتم اور حیا کا مفہوم ہے قبیح افعال و عادات سے دل کی گھٹن اور نفرت۔ سنن دارمی میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور ﷺ شرم و حیا کے پیکر تھے' جو چیز آپ ﷺ سے مانگی جاتی آپ عطا فرما دیتے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے بھی یہ لفظ بولا گیا ہے۔ (حیی کریم)

✤ سَیِّدُنَا حَیٌّ ﷺ: حدیث شریف میں ہے: نبی اللہ حی یرزق ۔ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اس کو رزق دیا جاتا ہے۔ یاد رہے! یہ لفظ اللہ کے ناموں میں بھی ہے بلکہ اسم اعظم میں سے ہے جیسا کہ بعض نے الحی القیوم کو اسم اعظم قرار دیا' لیکن آج تک کسی نے نہیں کہا کہ اللہ بھی حی ہے اور حضور بھی حی ہیں' لہٰذا یہ شرک ہو گیا، شرک نہیں بلکہ اشتراک لفظی ہے۔

محمد مرکزِ عشق حقیقی محمد مستحق نعت و مدحت
محمد معرفت کی ہیں تجلی محمد ہیں شریعت کی طریقت

محمد کی محبت شرطِ مومن	محمد کی ہے غیروں پر بھی شفقت
محمد ہیں سکونِ بزمِ ہستی	محمد سب رسولوں کی ہیں شوکت
محمد سے عرب کی سر پرستی	محمد سے عجم کی زیب و زینت
محمد ہر حقیقت کی بلندی	محمد ہر نبوّت کی حقیقت
محمد ہیں شفیعِ روزِ محشر	محمد رب کی ہیں رحمت ہی رحمت
محمد ہی رسولِ دینِ حق ہیں	محمد سے مٹی ہر رسم ظلمت
محمد مخزنِ درسِ عمل ہیں	محمد شہر علم و صدرِ رفعت
محمد منبعِ فضل و کرم ہیں	محمد مشعلِ مہر و مودّت
محمد رونقِ ہر دو حرم ہیں	محمد کی دلوں پر ہے حکومت
محمد سید نوع بشر ہیں	محمد ربِ برتر کی ہیں قوت
محمد وردِ ربِ خلق بھی ہیں	محمد سے ہے نبیوں کو عقیدت
محمد ہیں دلِ نقویؔ کی تسکیں	محمد سے ملی ہے دیں کی دولت

حرف الخاء:

✤ سَیِّدُنَا خَازِنٌ لِمَالِ اللہِ ﷺ: یہ نام مبارک حضور علیہ السلام کے اس فرمان سے اخذ کیا گیا ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے واللہ ما اٰتیکم من شیء ولا امنعکم منه ان انا الا خازن اضع حیث امرت۔
قسم بخدا! میں تمہیں کوئی چیز نہیں دیتا اور نہ تم سے کوئی چیز روکتا ہوں میں تو صرف خازن ہوں، ان اشیاء کو وہاں رکھتا ہوں جہاں کا مجھے حکم ہوتا ہے (رواہ احمد) اس طرح کی ایک حدیث امام نووی نے بھی بیان کی ہے۔

✤ سَیِّدُنَا خَاشِعٌ ﷺ: صوفیاء کے ہاں خشوع اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری کو کہتے ہیں یعنی پوری دلی توجہ کے ساتھ رب کے حضور کھڑے ہونا۔ امام قشیری فرماتے

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں ''علام الغیوب ذات کے سامنے دلوں کی عاجزی کو خشوع کہتے ہیں'' حضرت محمد بن ترمذی فرماتے ہیں خاشع وہ شخص ہے جس کی خواہشات کی آگ بجھ چکی ہو، سینے کا دھواں رُک چکا ہو اس کے دل میں تعظیم کا نور چمکنے لگے یعنی خواہشات مردہ ہو چکی ہوں، دل زندہ ہو جائے اور اعضاء عاجزی کرنے لگیں۔

✤ سَیِّدُنَا خَاضِعٌ ﷺ: خضوع یہ ہے ''پست ہونا اور عاجز ہونا'' امام ازہری فرماتے ہیں ''خضوع کا مفہوم خشوع کے قریب ہے فرق صرف اتنا ہے کہ خشوع کا اظہار بدن، آواز اور آنکھ سے ہوتا ہے اور خضوع کا دل سے۔

✤ سَیِّدُنَا خَافِضٌ ﷺ: قرآن پاک میں ہے وا خفض جناحك لمن اتبعك من المؤمنين ۔اپنی پیروی کرنے والے ایمان داروں کے لئے اپنے بازو جھکا دیں یعنی ان میں سے کمزور اور محتاج افراد سے تواضع کا برتاؤ کریں اور مالداروں سے خوش رہیں اس کا معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔

وہ ذات جو اپنے قاہرانہ حملے سے جابر لوگوں کو عاجز اور اپنی جنگ سے بادشاہوں کی شان وشوکت توڑ دے۔

یہ اسم، اسماء باری تعالیٰ میں بھی شامل ہے اس وقت اس کا معنی ہوگا بلاؤں کو دور کرنے والا، نیکوں کو بلند کرنے والا۔ یا وہ ذات جو بد بختوں کو دوری کے ساتھ جھکا دے اور پرہیز گاروں کو خوش بختی کے ساتھ بلند فرما دے۔

✤ سَیِّدُنَا خَالِصٌ ﷺ: ''میل کچیل سے پاک وصاف ہستی''

✤ سَیِّدُنَا خَبِیْرٌ ﷺ: قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے اس اسم پاک کا اس آیت سے استنباط فرمایا ہے الرحمن فاسئل به خبيرا (الفرقان ۵۹) رحمٰن کے بارے میں کسی باخبر سے پوچھ۔

یہ اسماء الٰہیہ میں سے ہے اللہ خبیر ہے کہ ہر شئی کی حقیقت سے باخبر ہے اس کی کنہ کو جانتا ہے۔حضور ﷺ خبیر ہیں [illegible] کو ا کہ اخبر کر ترجم

و یعلمکم مالم تکونوا تعلمون مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں

✤ سَیِّدُنَا خَلِیْفَۃٌ ﷺ: نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم ہیں وہ اس طرح کہ آدم علیہ السلام صرف خلیفہ ہیں اور وہ حضور علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں ابنی صورۃ و ابی معنی۔ اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میری باپ۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ظاہر میں میرے پھول ہیں حقیقت میں میرے نخل
اس گل کی یاد میں یہ صدا بوالبشر کی ہے

خلیفۃ اللہ بھی حضور ﷺ کا اسم پاک ہے۔ علامہ ابن دحیہ نے اس کو ذکر فرمایا ہے۔ حدیث معراج میں ہے: فنعم الاخ و نعم الخلیفۃ و نعم المجیئی جاء و حیاہ اللہ من اخ و من خلیفۃ۔

کتنا اچھا ہمارا بھائی اور کتنا اچھا خلیفہ ہے۔ تشریف لانے والا کتنا اچھا ہے جو آیا ہے اللہ تعالیٰ اس بھائی اور خلیفہ کو دراز زندگی عطا فرمائے۔ ایک روایت میں یہ لفظ خلیفہ کا اللہ تعالیٰ کے لئے بھی وارد ہوا ہے۔

اللھم انت الصاحب فی السفر و الخلیفۃ فی الاھل
اے اللہ! سفر میں تو ہی ساتھی ہے اور گھر والوں میں تو ہی خلیفہ ہے

اس کا معنی وکیل، باقی اور آخر بنتا ہے کیونکہ خلیفہ کا مروج معنی اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں جبکہ حضور علیہ السلام کے حق میں معنی ہوگا کہ آپ ﷺ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ کرنے میں اس کے نائب ہیں۔ خلیفہ کا معنی وکیل کے قریب تر ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کا دین اور شریعت باقی رہنے والے ہیں کیونکہ یہ تمام دینوں کے بعد ہے اور منسوخ نہ ہوگا۔ آخر کا معنی بھی درست ہے کیونکہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں۔

♣ سَیِّدُنَا [illegible] ت سے آپ کی امت کو خیر کثیر

نصیب ہوئی۔ اس کا معنی ہے ذوالخیر، فضل و احسان والے۔ ﷺ اس لفظ کی عجیب خوبی ہے کہ اگر مذکر کی صفت لاؤ تو مؤنث آتا ہے، مونث کی لاؤ تو مذکر۔ مثلاً خیر الناس ہند آئے گا اور احمد خیرۃ الناس آئے گا۔ ہمارے آقا علیہ السلام نہ صرف خیر بلکہ خیر الانبیاء ہیں اور یہ حضور ﷺ کا ایک مستقل نام ہے ﷺ۔ حضور ﷺ خیرۃ اللہ بھی ہیں جیسا کہ علامہ جوہری فرماتے ہیں کہا جاتا ہے محمد خیرۃ اللہ۔ خا کی زیر اور یا کے کسرہ و سکون کے ساتھ اللہ کا پسندیدہ، برگزیدہ، لوگوں میں افضل اور سب سے بڑھ کر بہتری والا۔ حضور ﷺ خیر البریۃ بھی ہیں تمام مخلوق میں افضل و اعلیٰ۔ آپ خیر الناس اور خیر العالمین بھی ہیں (یہ دونوں اسم) امام سخاوی نے بیان فرمائے، سرکار دو عالم ﷺ خیر خلق اللہ ہیں جیسا کہ علامہ ابن دحیہ نے بیان فرمایا۔ حضور علیہ السلام کا ایک نام خیر ھذہ الامۃ بھی ہے چنانچہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سوال کیا! کیا تم نے نکاح کیا ہے، میں نے نفی میں جواب دیا تو فرمایا: نکاح کروں کیونکہ خیر ھذہ الامۃ (حضور ﷺ) کی (اس امت میں) سب سے زیادہ بیویاں تھیں۔ (رواہ البخاری) اسی سے علامہ ابن دحیہ نے حضور علیہ السلام کا یہ اسم مبارک ذکر کیا ہے۔

محمد حقیقت کے ہیں منتہی — محمد کے ہیں سب نبی مقتدی
محمد کی ہے فرش پر خسروی — محمد ہوئے عرش پر مستوی
محمد ہیں قلب و جگر کے قوی — محمد ہیں فکر و نظر کے سخی
محمد سے ہے دہر کی زندگی — محمد ہیں شمعِ رہِ بندگی
محمد سرورِ شب و روز ہیں — محمد ہیں جن و بشر کے نبی
محمد سکونِ زمین و فلک — محمد ہیں کونین کی سروری
محمد ہیں کنزِ محبت کے دُرّ — محمد کی ہے ہر طرف روشنی
محمد کے ہونے سے ہر چیز ہے — محمد ہیں مقصودِ ربِ غنی

محمد محمد وظیفہ رہے بڑی خوش نصیبی ہے نقوؔی یہی

حرف الدّال:

✤ سَیِّدُنَا دَارُالْحِکْمَۃِ ﷺ: سرکار ﷺ نے خود فرمایا انا دار الحکمۃ و علی بابھا۔ میں حکمت و دانائی کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ (المستدرک للحاکم)

✤ سَیِّدُنَا دَامِغٌ ﷺ: حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے بارے میں کہا دامغ جیشات الاباطیل۔ باطل نظریات کے ابالوں اور جوشوں کی سرکوبی کرنے والے۔

✤ سَیِّدُنَا دَانِیٌ ﷺ: قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ثم دنیٰ فتدلیٰ۔ پھر وہ قریب ہوا پھر اور قریب ہوا۔ ﷺ۔

✤ سَیِّدُنَا دَعْوَۃٌ ﷺ: دعوت سے مراد کلمہ توحید ہے مگر یہاں مراد صاحب دعوت ہیں یا مصدر بمعنی اسم مفعول مدعو بہ یعنی جس کو دعوت دی گئی ہو۔ اس طرح حضور علیہ السلام کا اسم پاک دعوۃ ابراھیم جو کہ آپ ﷺ کے فرمان انا دعوۃ ابراھیم سے ماخوذ ہے۔ یعنی میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ثمر ہوں۔ دعوۃ النبیین بھی سرکار دو عالم علیہ السلام کا اسم گرامی ہے ﷺ۔

✤ سَیِّدُنَا دَلِیْلُ الْخَیْرِ ﷺ: دلیل کا معنی ہے ہادی یعنی ہدایت اور راہنمائی کرنے والا۔

✤ سَیِّدُنَا دَھْثَمٌ ﷺ: دھثم بروزن جعفر ہے جس کا معنی ہے نرم مزاج اور خوبصورت۔

محمد ہیں مسجودِ کُل کے حبیب محمد ہیں ہر رُوح و دِل کے طبیب
محمد وکیل و جلیل و دلیل محمد کفیل و عقیل و رقیب
محمد شفیق و رفیق و خلیق محمد شفیع و رفیع و نقیب
محمد کریم و عظیم و حکیم محمد علیم و حلیم و نجیب

محمد بشیر و نذیر و منیر محمد نصیر و بصیر و عجیب
محمد رسول و حمول و سکول محمد حضور و سرور و نصیب
محمد ہیں نقوی حسین و متین محمد قرین و مسکین و قریب

حرف الذال:

✤ سَیِّدُنَا ذُخرٌ ﷺ: عربی میں کہتے ہیں ذخرت الشيء اذ خره۔ میں نے اس چیز کو آخرت کے لئے تیار کر لیا۔

✤ سَیِّدُنَا ذُوالتَّاجِ ﷺ: تاج سے مراد عمامہ شریف ہے جیسا کہ صاحب التاج میں گذر چکا۔ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب کہا۔

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا
پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا دیکھیں موسیٰ طور سے اترا صحیفہ نور کا

✤ سَیِّدُنَا ذُوالْجِهَادِ ﷺ: مجاہد فی سبیل اللہ وہ ہے جو اپنا نفس آخری ممکن حد تک اللہ تعالیٰ کی راہ اور اس کے کلمہ کی سر بلندی کے لئے مشقت میں ڈال دے یہی جنت کا راستہ ہے، اس کے بعد قلبی جہاد ہے یعنی شیطان کو دور کرنا اور نفس کو خواہش سے روکنا، ہاتھ اور زبان سے جہاد کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہتے ہیں، استاذ ابوعلی دقاق علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں جس نے اپنے ظاہر کو مجاہدہ کے ساتھ آراستہ کر لیا اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو مشاہدہ کے ساتھ مزین فرما دیتا ہے، امام قشیری علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں مجاہدہ کی اصل اور اس کا مدار اس بات پہ ہے کہ نفس کو اس کے مرغوبات سے الگ کر دیا جائے اور ہر وقت اس کو اس کی خواہشات کے خلاف امور کی ترغیب دی جائے' تو حضور ﷺ جہاد والے نبی ہیں کیونکہ آپ کو حکم دیا گیا یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین۔

✤ سَیِّدُنَا ذُوالْحَطِیْمِ ﷺ: سابقہ کتب میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ خانہ کعبہ کو مشرکین سے بچائیں گے وہاں سے بتوں کو نکالیں گے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا

مقام قرار دیں گے۔ حطیم وہ مقام ہے جو خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت خارج کر دیا گیا، اس کو حطیم اس لئے کہا گیا کہ خانہ کعبہ کی عمارت کو یہاں سے اُٹھالیا گیا اور اسے چھوڑ دیا گیا یا اس لئے کہ لوگ یہاں ازدحام کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو کچلتے ہیں یا اس لئے کہ عرب کے لوگ جن کپڑوں میں طواف کرتے انہیں اتار کر یہاں ڈال دیتے اور وہ کپڑے وہاں لمبا عرصہ پڑے رہنے کی وجہ سے گل سڑ جاتے یا اس لئے کہ یہ گناہوں کو توڑ دیتا ہے یعنی ختم کر دیتا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا ذُوالْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ ﷺ: حوض کوثر جس سے اہل محشر سیراب ہوں گے اور ایسے کہ لا یظمأ بعده ابدا ' جو ایک بار پئے گا پھر کبھی پیاس نہ لگے گی۔ یہ حضور پاک کی ملکیت میں ہوگا۔ ﷺ

✤ سَیِّدُنَا ذُوالْخُلُقِ الْعَظِیْمِ ﷺ: قران مجید میں ہے و انك علی خلق عظیم اور آپ خلق عظیم پر ہیں۔ ﷺ

✤ سَیِّدُنَا ذُوالسَّیْفِ ﷺ: یہ نام بھی حضور علیہ السلام کا سابقہ کتب میں ہے۔

✤ سَیِّدُنَا ذُوالسَّکِیْنَۃِ ﷺ: قران مجید میں ہے فانزل اللہ سکینته علی رسوله۔ (الفتح:۲۶) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پہ طمانیت اتاری۔

✤ سَیِّدُنَا ذُوالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ ﷺ: ارشاد باری تعالیٰ انك لمن المرسلین علی صراط مستقیم۔ بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں، صراط مستقیم پر۔

✤ سَیِّدُنَا ذو طیبه ﷺ: مدینہ شریف کا نام طیبہ بھی ہے اس لئے کہ یہ شہر اپنے رہنے والوں کے لئے خوشگوار ہے کیونکہ انہیں یہاں اطمینان وراحت میسر ہے یا اس لئے کہ یہ شہر شرک سے پاک ہے اور یہ ہمارے آقا علیہ السلام کا شہر ہے اور یہ ایسا شہر ہے کہ ہر مسلمان اس بات کی خواہش کرتا ہے کہ

کٹے حیات کا باقی سفر مدینے میں ملے عزیزوں کو میری خبر مدینے میں

لب و زباں پہ مچلتی ہے آرزو میری — مرا بھی کاش ہو چھوٹا سا گھر مدینے میں
کروں گا اس کی پذیرائی میں دل و جاں سے — قضا سے ناکرا میرا ہو گر مدینے میں
یہ سمجھوں گا کہ مجھے مل گئی مراد مری — بلائیں مجھ کو جو خیر البشر مدینے میں
ہر عارضے سے شفا ان کے در پہ ملتی ہے — مقیم ہے وہ مرا چارہ گر مدینے میں
اندھیرے چھٹ گئے صدیوں سے جو مسلط تھے — طلوع ہو گئی ایسی سحر مدینے میں
قضا سے پوچھا ملے گی کہاں حیات مجھے — ملا جواب کہ تو جا کے مر مدینے میں
عقیدتوں کی جبیں خم یہاں ہوئی نیر — جھکے ہیں شاہ و گدا سب کے سر مدینے میں

✤ سَیِّدُنَا ذُوالْعِزَّۃِ ﷺ: قرآن مجید میں ہے وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ۔عزت اللہ کے لئے ہے اور اللہ کے رسول کے لئے ہے اور ایمان والوں کے لئے۔

✤ سَیِّدُنَا ذُوالْعَطَایَا ﷺ: عطایا جمع ہے عطیہ کی جس کا مطلب ہے کہ حضور ﷺ جود و کرم اور عطاء و بخشش والے ہیں۔

منگتے خالی ہاتھ نہ لوٹیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو
ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

✤ سَیِّدُنَا ذُوالْفُتُوْحِ ﷺ: ارشاد ربانی ہے: انا فتحنالك فتحامبینا ہم نے آپ کو واضح اور روشن فتح عطا فرمادی۔(فتح مکہ یا صلح حدیبیہ)۔

✤ سَیِّدُنَا ذُوالْفَضْلِ ﷺ: و لو لا فضل اللہ علیکم و رحمتہ ۔فضل و رحمت سے مراد حضور ﷺ ہیں۔فضل کا معنی ہے احسان۔

✤ سَیِّدُنَا ذُوالْمَدِیْنَۃِ ﷺ: سوہنے سوہنے مدینے والا محبوب۔

ردائے سبز فضائے مدینہ مل جائے — ہوائے روز و شب ارض طیبہ مل جائے
شہر نبی ہے پر جمال و دلکش و حسیں — ہے خاتم دوراں کا وہ رخشندہ ترنگیں

✤ سَیِّدُنَا ذُوالْمُعْجِزَاتِ ﷺ: کثیر معجزات والے رسول ﷺ

اللہ نے نبیوں کو دیے معجزے ہمارا نبی معجزہ بن کے آیا

✤ سَیِّدُنَا ذُوالْقَضِیْبِ ﷺ: پتلی تلوار والے۔ یہ صفت حضور علیہ السلام کی انجیل میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ پتلی تلوار کے ساتھ جہاد فرمائیں گے۔

✤ سَیِّدُنَا ذُوالْقُوَّۃِ ﷺ: ذی قوۃ عند ذی العرش مکین (القرآن) یہ ایک معزز رسول کی زبان سے ہے جو قوت والا ہے اور عرش والے کے نزدیک با عزت ہے۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد حضور علیہ السلام ہیں یہ اسماء الٰہیہ سے ہے۔

✤ سَیِّدُنَا ذُوالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ ﷺ: عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا (القرآن) و ابعثہ مقاما محمودًا۔ (حدیث)

✤ سَیِّدُنَا ذُوالْمِیْسَمِ ﷺ: دراصل داغنے کے آلے کو میسم کہتے ہیں لیکن یہاں مراد ہے علامت، حسن و جمال یعنی حضور ﷺ مہر نبوت والے رسول ہیں اور حسن و جمال کے پیکر اتم۔

داستان حسن جب پھیلی تو لامحدود تھی اور جب سمٹی تو تیرا نام بن کر رہ گئی

✤ سَیِّدُنَا ذُوالْھِرَاوَۃِ ﷺ: حدیث سطیح میں ہے و خرج صاحب الھراوۃ اور لاٹھی والے (رسول) نکلے (ابن اثیر) اس پہ بحث صاحب الھراوۃ کے تحت ہو چکی کہ حضور علیہ السلام کو لاٹھی و عصا والا کیوں کہتے ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا ذُوالْوَسِیْلَۃِ ﷺ: جنت میں سب سے اعلیٰ درجہ کا نام وسیلہ ہے (مسلم شریف) وسیلہ کا اصل معنی ہے اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کے ہاں مقام و منزلت جو کہ سب سے بڑھ کر حضور علیہ السلام کو حاصل ہے۔

محمد ہی مفہوم لوح و قلم ہیں محمد ہی مخدوم ہر دو حرم ہیں
محمد ہیں نور و ظہور نبوت محمد عرب ہیں محمد عجم ہیں
محمد ہیں شمع رہِ مُلک و مِلت محمد حقیقت میں بحرِ کرم ہیں
محمد ہیں نقوی رسولِ مکرم محمد ہی ہر دور میں محترم ہیں

حرف الرّاء:

✤ سَیِّدُنَا رَاجِی ﷺ: رجاء بفتح الراء مصدر سے اسم فاعل ہے بمعنی پسندیدہ چیز کے ساتھ قلبی تعلق جس کا حصول عنقریب متوقع ہو یا موجود کریم کی طرف سے سخاوت کا یقین یا اچھے وعدہ کے باعث دل کا سرور' یہ خوف کی ضد ہے۔ رجاء اور تمنا دونوں عربی کے الفاظ ہیں لیکن تمنا میں سستی ہوتی ہے اور اس کی موجودگی میں انسان جدو جہد کا راستہ نہیں اپناتا جبکہ رجاء اس کے برعکس ہوتی ہے رجاء امر ممکن کے ساتھ ہوتی ہے اور تمنا ممکن و محال دونوں کے ساتھ جیسے کہا جاتا ہے لیت الشباب یعود کاش کہ جوانی لوٹ آئے۔

✤ سَیِّدُنَا رَاضِعٌ ﷺ: بعض نے کہا کہ ایسے الفاظ کو اسماء نبویہ میں شامل نہ کیا جائے کیونکہ یہ لفظ اگر باب سمع، ضرب اور فتح سے آئے تو معنی ہے بچے کا دودھ پینا اور باب کرم سے آئے تو معنی بہت ہی غلط ہے، تاہم تکمیل موضوع کے لئے لکھ دیا گیا ہے۔ کیونکہ

تمہاری زلف پہ ٹھہری تو حُسن کہلائی وہ تیرگی جو میرے نامۂ سیاہ میں تھی

✤ سَیِّدُنَا رَاضِی ﷺ: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ولسوف یعطیك ربك فترضی اور ضرور آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ کلھم یطلبون رضائی و انا اطلب رضاك یا محمد ﷺ۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

✤ سَیِّدُنَا رَاغِبٌ ﷺ: قرآن پاک میں ہے: والی ربك فارغب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق اس کا مفہوم ہے ''اور اپنی رغبت صرف اس کی طرف کیجئے اس کے سوا کسی اور کی طرف نہ کیجئے''۔ دیگر اقوال بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا رَافِعٌ ﷺ: وہ ذات جس کے طفیل اس کی امت کو رفعت نصیب ہوئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں سے بھی ہے۔

✤ سَیِّدُنَا رَاکِبُ الْبُرَاقِ ﷺ: براق نشین رسول اللہ ﷺ اس اسم پاک کا ذکر علامہ ابن وحیہ نے فرمایا ہے۔

سوار جہانگیر یکسراں براق — کہ بگذشت از قصر نیلی رواق

✤ سَیِّدُنَا رَاکِبُ الْبَعِیْرِ ﷺ: ناقہ سوار رسول ﷺ یہ اسم گرامی کتب سابقہ میں ہے۔ اس طرح رَاکِبُ النَّاقَةِ بھی۔ نیز حضور علیہ السلام کا نام رَاکِبُ الْجَمَلِ بھی ہے۔ ابن عساکر فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو اونٹ کا سوار اس لئے کہا گیا حالانکہ آپ ﷺ نے گھوڑے، گدھے پر بھی سواری کی، کیونکہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور علیہ السلام عرب سے ہیں غیر عرب سے نہیں اس لئے کہ اونٹ عربوں کی سواری ہے جو انہی کے ساتھ خاص ہے ان کے علاوہ کی طرف یعنی دوسری امتوں کی طرف اس کی نسبت نہیں کی جاتی۔ امام سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہی وجہ ہے کہ نجاشی شاہ حبشہ کے پاس جب حضور علیہ السلام کا مکتوب مبارک پہنچا تو وہ ایمان لے آیا اور اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بشارت گدھے پہ سواری کرنے والے کے بارے میں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہے جو انہوں نے اونٹ سوار (محمد رسول اللہ) کے بارے میں دی تھی۔ رَاکِبُ النَّجِیْبِ بھی حضور ﷺ کا اسم گرامی ہے۔

✤ سَیِّدُنَا رَجِل" ﷺ: کنگھریالے بالوں والے رسول ﷺ گویا کہ ان پہ کنگھی کی گئی ہو نہ بالکل سیدھے اور نہ ہی شدید کنگھریالے بلکہ ان دونوں کی درمیانی حالت۔

✤ سَیِّدُنَا رَجِیْح" ﷺ: اپنے سوا ہر کسی پر فضیلت رکھنے والی ذات۔ ترازو کا ایک پلڑا بھاری ہونے کے باعث جب جھک جاتا ہے تو اس وقت اہل عرب کہتے ہیں رجح المیزان یرجح۔

✤ سَیِّدُنَا رَحْبُ الْکَفِّ ﷺ: وسیع ہتھیلی یعنی کثرت سے عطا فرمانے والا۔

جھولی میری بھر بھر کے کہا اور بھی کچھ مانگ

✤ سَیِّدُنَا رِضًا ﷺ: رضا وخوشنودی والے، اس سے رضوان اور رضوان اللہ بھی حضور ﷺ کا اسم پاک ہے۔ قرآن مجید کی آیت یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ (المائدہ: ۱۶) میں رضوانہ سے مراد حضور ﷺ ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا رَفِیْقٌ ﷺ: یہ رفق سے فعیل کے وزن پر باب افعال کے اسم فاعل مفعل کے معنی میں ہے۔ اس میں حضور ﷺ کی رأفت ومہربانی میں بلندی کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ پہ بھی اس لفظ کا اطلاق اس کی شان کے مطابق ہوتا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا رَفِیْعُ الذِّکْرِ ﷺ: قرآن پاک میں ہے و رفعنا لک ذکرک اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو بلند کر دیا۔ کیسے؟ اذا ذکرت ذکرت معی۔ جب میرا ذکر ہوگا ساتھ آپ کا بھی ہوگا (صحیح ابن حبان ۳۳۸۲) رفیع بمعنی رافع ہو تو معنی یہ ہوگا کہ کفر وعصیان کی پستی میں گرنے کے بعد اس امت کو ایمان کی بدولت بلندی ورفعت عطا فرمانے والی ذات۔ ﷺ۔ یہ اسمائے حسنیٰ میں سے بھی ہے۔

✤ سَیِّدُنَا رَفِیْعُ الدَّرَجَاتِ ﷺ: امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اس نام پاک کا استنباط اس آیت سے کیا ہے ورفع بعضکم فوق بعض (الانعام: ۱۶۵) امام مجاہد نے بھی یونہی فرمایا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا رَقِیْبٌ ﷺ: وہ ذات جو چیزوں کی نگرانی وحفاظت کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں بھی ہے اس وقت معنی ہوگا ''دلوں کی باتوں کی اطلاع رکھنے والا، باطنی معاملات کو جاننے والا۔

✤ سَیِّدُنَا رُکْنُ الْمُتَوَاضِعِیْنَ ﷺ: یہ اسم پاک حضرت شعیا علیہ السلام کی کتاب میں ہے بحوالہ تورات وانجیل۔ معنی اس کا ہوگا کمزوروں کا سہارا۔

✤ سَیِّدُنَا رَھَّابٌ ﷺ: رہب بمعنی خوف سے مبالغہ کا صیغہ ہے اس میں ترہب یا رہبانیت والا معنی نہیں کیونکہ اس سے منع فرمایا گیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرنے والا اس کا معنی ہوگا جیسا کہ ابن ماجہ شریف کی حدیث میں گذر چکا و اجعلنی

شکار الك رهابا۔

✤ سَیِّدُنَا رُوْحٌ ﷺ: وہ شیء جس کے ساتھ جسم قائم رہے۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ بھی سارا جہان قائم ودائم ہے۔

ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہ ہو

قرآنی آیت یـوم یـقـوم الـروح ۔ میں ایک قول کے مطابق روح سے مراد حضور ﷺ ہیں۔ علامہ ابن دحیہ نے انجیل کے حوالے سے روح الحق (روح جو کہ حق ہے) اور روح القدس (مقدس روح) بھی حضور ﷺ کے نام گنواتے ہیں۔

محمد ہیں معبودِ کُل کے رسُول ہیں عقل محمد سے کمتر عُقول
محمد کی مدحت گری کے بغیر محبت کے سب تذکرے ہیں فضول
محمد کے ہے ذِکر سے ذِکرِ حق ہے خوشبو سے بہتر مدینے کی دُھول
ہوئے دَہر میں ہیں بہت مُرسلیں مگر سب کے مُرشد ہیں میرے رسُول
محمد کے حسنین دو پھول ہیں محمد کی لختِ جگر ہیں بتول
محمد کے فیض و کرم کے بغیر نہیں ہے کِسی کو، کبھی کچھ حُصول

حرف الزّاء:

✤ سَیِّدُنَا زَاجِرٌ ﷺ: زجر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی روکنا۔ حضور علیہ السلام بھی برائی سے روکتے ہیں و ینھاھم عن المنکر۔

✤ سَیِّدُنَا زَاهِرٌ ﷺ: اس کا معنی ہے چمکدار رنگ والی ذات روشن چہرے والی ہستی، علامہ کسائی کی قصص الانبیاء میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا ''محمد (ﷺ) چمکدار ستارے ہیں۔

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

✤ سَیِّدُنَا زَاهِدٌ ﷺ: زہد، رغبت کا الٹ ہے اور یہ نام کتب سابقہ میں موجود ہے۔ زھد فی الدنیا کی تعریف یہ کی گئی ہے ان لا تکون بما فی یدیك اوثق مما

فی ید اللہ ' جو تیرے ہاتھ میں ہے اس پہ تیرا اعتماد اس سے بڑھ کر نہ ہو، جو اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

✤ سَیِّدُنَا زَاهِی ﷺ: وہ ہستی جس کا معاملہ واضح اور دلیل عیاں ہو جو ہدایت ومرادنگی کی علامات کے باعث برتر ہو، منصب نبوت کے نامناسب امور سے منزہ ہو، ایک معنی اس کا حسین وچمکدار بھی ہے۔

منزه عن شريك فی محاسنه فجوهر الحسن فيه غير منقسم

✤ سَیِّدُنَا زَعِیْمُ الْاَنْبِیَآءِ ﷺ: امام ابوداؤد نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا انا زعيم بيت فی ربض الجنة لمن ترك المراء و هو محق میں ہر اس شخص کے لئے جنت کے درمیان (اعلیٰ) گھر کا ضامن ہوں جو حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دے۔

✤ سَیِّدُنَا زَكِیٌّ ﷺ: شیخ عبدالباسط بلقینی نے فرمایا اس کا معنی ہے پاک اور بابرکت، علامہ ابن دحیہ نے قرآن پاک کے اس لفظ سے اس نام کا استخراج فرمایا ہے و یزکیکم۔

✤ سَیِّدُنَا زَلِفٌ ﷺ: زلف بروزن کتف، زلیف کے معنی میں ہے یعنی قرب وتقدم والا، حضور ﷺ اپنے تشریف وفضل کے اعتبار سے تمام نبیوں سے مقدم ہیں اور اپنے رب کی بارگاہ کا سب سے زیادہ قرب رکھتے ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا زَمْزَمِیٌّ ﷺ: زمزم کی طرف منسوب ہے جو حضور ﷺ کے جدِّ امجد سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ خاص نسبت رکھتا ہے تو حضور علیہ السلام اس کی طرف منسوب ہونے کے زیادہ حقدار ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا زَیْنٌ ﷺ: صورت وسیرت میں کامل، مکمل بلکہ اکمل۔ قاضی عیاض علیہ الرحمتہ نے زین من وافی القيامة بھی حضور علیہ السلام کا اسم مبارک ذکر کیا ہے یعنی وہ ہستی جو قیامت میں آنے والوں کے لئے باعث زینت ہو۔

حرف السّین:

محمد نبی کے کسی قول میں ۔۔۔ نہیں کچھ تشدُّد، نہیں کچھ بھی طُول
محمد نبی کو کسی وقت میں ۔۔۔ نہ ہرگز کبھی بھول کر بھی تو بھول
ہے جو بھی عَدُوِ رسولِ کریم ۔۔۔ وُہی ہے جُہول و فضول و مُلُول
وُہی لعنتی ہے، وہی دوزخی ۔۔۔ محمد سے ہو جس بشر کو عُدول
محمد شہِ مُرسلیں کے حُضور ۔۔۔ کیے پیش میں نے ہیں نعتوں کے پُھول
بحقِ بتول و علی پیرِ کُل ۔۔۔ ہوں محبوبِ حق کی نظر میں قبول
سبھی مرسلین جس سے پڑھتے رہے ۔۔۔ محمد ہیں نقوی وہ حق کے سکول

✤ سَیِّدُنَا سَاجِد ﷺ: امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے یہ نام پاک ان آیات سے اخذ فرمایا ہے و من اللیل فاسجدله ۔ و کن من الساجدین ۔ اس کا معنی ہے اطاعت گذار و عاجزی والا۔

✤ سَیِّدُنَا سَبِیْلُ اللہِ ﷺ: قرآن پاک میں کئی جگہ سبیل اللہ سے مراد بعض مفسرین نے حضور علیہ السلام کی ذات لی ہے' کیونکہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ ہیں اور حضور علیہ السلام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی تک پہنچانے والے ہیں

✤ سَیِّدُنَا سَبِط ﷺ: اس کا معنی ہے سیدھے بالوں والا، یہ صفت حضور علیہ السلام کے بالوں کی ایک حالت کے بیان کے لئے ہے۔

الغرض ان کے ہر مو پہ بے حد درود ۔۔۔ انکی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

✤ سَیِّدُنَا سَخِی ﷺ: سخاء الف ممدودہ کے ساتھ مصدر ہے اور سخی بروزن فعیل اس سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے بمعنی سخاوت و کرم فرمانے والی ذات۔

✤ سَیِّدُنَا سَدِیْد ﷺ: سداد مصدر سے فعیل کے وزن پر اسم فاعل کے معنی میں ہے یا باب تفعیل سے اسم فاعل مفعل کے معنی میں ہے یعنی دنیا میں اپنی امت کے رخنوں کو [illegible] کے معا[illegible] کرنے والے اور آخرت میں ان

کے خللوں کی پیوند کاری فرمانے والے۔

✤ **سَیِّدُنَا سِرَاطٌ مُّسْتَقِیمٌ** ﷺ: صراط مستقیم میں ایک قرات سین کے ساتھ بھی ہے اس سے مراد حضرت ابوالعالیہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور امام حاکم نے حضور علیہ السلام کی ذات لی ہے امام حاکم نے اس کی تصحیح کے ساتھ اس قول کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ معنی اس کا ہے سیدھا اور واضح راستہ جس میں کوئی کجی نہ ہو۔ صراط **الذین انعمت علیھم** ۔ کو بھی حضور ﷺ کے اسماء گرامی سے شمار کیا گیا ہے۔

✤ **سَیِّدُنَا سَرْخَلِیْطُسْ** ﷺ: علامہ عزفی علیہ الرحمۃ کے مطابق سریانی زبان میں حضور علیہ السلام کا اسم گرامی ہے اور اس کا معنی وہی ہے جو بر **قلیطس** کا گذر چکا ہے۔

✤ **سَیِّدُنَا سَرِیْعٌ** ﷺ: اس کا مفہوم ہے اپنے رب کی اطاعت میں جلدی کرنے والے یا اوروں سے سبقت لے جانے والے قرآن پاک میں اس کا معنی ہے شدید **(ان اللہ سریع العقاب)** اس کا معنی یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ جلدی عذاب کرنے والا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حلم کے منافی ہے یا پھر یہ معنی ہو سکتا ہے کہ جب عذاب کا وقت آ جاتا ہے تو جلد عذاب میں مبتلا فرماتا ہے۔

✤ **سَیِّدُنَا سَعْدُ اللہِ** ﷺ: علامہ سخاوی علیہ الرحمۃ نے یہ اسم پاک ذکر فرمایا ہے۔ اسی طرح **سعد الخلائق** اور سعید بھی حضور علیہ السلام کے اسماء ہیں۔ حضور ﷺ کو ازلی سعادت سے نوازا گیا۔ کیا شان ہے ایک جگہ نسبت خدا کی طرف سعد اللہ اور دوسرے نام میں نسبت خدائی کی طرف سعد الخلائق۔

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شاغل
کمال اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدّد کا

✤ **سَیِّدُنَا سَلَامٌ** ﷺ: عیب سے پاک اور شک سے منزہ یہ اسم پاک اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ جل جلالہ ﷺ

✤ سَیِّدُنَا سُلْطَانٌ ﷺ: سلاطة سے ہے بمعنی قہر وغلبہ کے ساتھ قابو پانا، اسی لئے فصیح آدمی کوسلیط کہتے ہیں کہ وہ کلام کے مختلف اصناف پہ قدرت رکھنے کی وجہ سے مجمع پہ غالب آ جاتا ہے۔ اس لفظ کے بارے میں علامہ عبدالباسط زینی نے ایک رباعی تیار فرمائی ہے اور وہ یہ ہے۔

یــا امــام الانــام ایة وصف ان یکــن للذکور فهو مدیح

و اذا مــا بــه الانــاث نعتنــا فهــو فــی نـعتهــن ذم قبیــح

اے لوگوں کے امام! یہ تو بتا کہ وہ کون سا وصف ہے جو اگر مردوں کے لئے ہو تو ان کی مدح قرار پاتا ہے اور جب ہم اس سے عورتوں کی تعریف کی جائے تو وہی لفظ ان کے لئے بہت سخت مُذمت بن جاتا ہے۔ (کیونکہ سلیطہ شور مچانے والی عورت کو کہتے ہیں)۔

✤ سَیِّدُنَا سَمِیْعٌ ﷺ: قرآن آیت انــه هــو الســمیع البصیر (بنی اســرائیل: ۱) بعض نے اس سے حضور ﷺ کی ذات مراد لی ہے۔ ویسے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو سمیع و بصیر فرمایا ہے فجعلنه سمیعا بصیرا (سورۃ الدھر) اللہ تعالیٰ بھی سمیع بصیر ہے مگر اپنی شان کے مطابق۔

✤ سَیِّدُنَا سَمِیٌّ ﷺ: سمو سے بمعنی علو (بلندی) ہے اس لئے آسمان کو بھی سماء کہا جاتا ہے۔ ہمارے حضور ﷺ اس قدر بلند ہیں کہ

آسماں کر تیرے تلووں کا نظارہ کرتا روز اک چاند تصدق میں اتارا کرتا

✤ سَیِّدُنَا سَنَا ﷺ: اس کا معنی ہے چمکدار روشنی اور تاباں نور جبکہ الف مقصورہ کے ساتھ پڑھیں۔ اگر الف ممدودہ کے ساتھ پڑھیں تو معنی ہے شرف و بلندی۔ سرکار ﷺ کی وجہ سے اس امت کو شرف و بلندی نصیب ہوئی تو پھر سرکار ﷺ خود کس قدر صاحب شرف وعلو ہوں گے۔

✤ سَیِّدُنَـا سَنَد ﷺ: ایسا صاحب جلالت جس پر اعتماد کیا جائے لوگ اس کا قصد کر کے آئیں اور اس کی پناہ لی جائے۔

✤ سَیِّدُنَا سَیْفٌ ﷺ: قاموس میں ہے کہ حضور علیہ السلام کے اسماء گرامی ایک ہزار سے زائد ہیں انہی میں سے ایک نام سیف ہے حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے ''بانت سعادہ قصیدہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کیا جب وہ اس شعر پہ پہنچے''۔

ان الرسول لسیف یستضاء بہ

مھند من سیوف الھند مسلول

بے شک حضور ﷺ ہندوستان کی سونتی ہوئی تلوار ہیں تیز تلواروں میں سے ایک جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

تو حضور علیہ السلام نے اس طرح اصلاح فرمائی من سیوف اللہ (ہندوستان کی نہیں بلکہ) اللہ کی تلواروں میں سے (رواہ الحاکم) چنانچہ حضور ﷺ کا نام سیف اللہ بھی ہے، سیف الاسلام بھی ہے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا انا سیف الاسلام و ابوبکر سیف الردۃ۔ میں اسلام کی تلوار ہوں اور ابوبکر ارتداد کے خلاف کام آنے والی تلوار ہے۔ (رواہ الدیلمی عن عرفجہ بن شریح رضی اللہ عنہ) اس حوالے سے شیخ عبدالباسط بلقینی نے سیف مخدم بھی سرکار ﷺ کا ایک نام قرار دیا ہے جس کا معنیٰ ہے کاٹنے والی گذر جانے والی تلوار، (استعارہ مرشحہ کے طور پر)

محمد ہیں مخدوم فرشِ زمیں — محمد کی مسند ہے عرشِ بریں
محمد محمد کہو — محمد ہیں سب خلق سے بہتریں
محمد نہو گر تو کچھ بھی نہ ہو — محمد یہیں ہیں محمد وہیں
محمد ہی مقصود و مشہود ہیں — محمد ہیں زیب و شہ مرسلیں
محمد ہیں مُرسل محمد رسُول — محمد متین و محمد مکیں
محمد نصیر و محمد ولی — محمد جمیل و محمد حَسیں
محمد ہیں مکّی و مَدَنی مگر — وہ رہتے ہیں مومن کے دل کے قریں
کہو جوش میں پر رہو ہوش میں — محمد ہیں محبوبِ رب، رب نہیں

محمد محمد پڑھو ہر گھڑی رہو گے نہ نقوی کبھی خشمگیں

حرف الشّین:

✤ سَیِّدُنَا شَارِعٌ ﷺ: عالم ربانی، باعمل استاذ اور دین اسلام کو بیان وظاہر کرنے والا حضور علیہ السلام کو اسی لئے شارع علیہ السلام کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے دین کے احکام واضح فرمائے۔ یادرہے: اللہ تعالیٰ کو بھی شارع کہا جاتا ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے شرع لکم من الدین (الشوریٰ: ۱۳) جل جلالہ۔ ﷺ

✤ سَیِّدُنَا شَثْنٌ ﷺ: (مناسب حد تک) بڑی ہتھیلیوں اور بڑے قدموں والا، عربوں میں اس صفت کے حامل کی مدح کی جاتی تھی کیونکہ اس سے گرفت مضبوط ہوتی ہے۔ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے فرمایا نحیف ہتھیلیوں والا

✤ سَیِّدُنَا شَدِیْدٌ ﷺ: قرآن مجید میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کے بارے میں فرمایا اشداء علی الکفار (الفتح: ۲۹) اور خصوصیت کے ساتھ حضور علیہ السلام کو حکم ہوا واغلظ علیھم۔ ان پہ سختی فرمائیں۔

✤ سَیِّدُنَا شَدْقَمٌ ﷺ: بلیغ وعمدہ خطبہ دینے والا۔ فراخ دھن (رواہ مسلم عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ) میم اس میں زائدہ ہے۔

✤ سَیِّدُنَا شَرِیْفٌ ﷺ: فعیل کے وزن پہ اسم فاعل یا مفعول کے معنی میں ہے وہ ذات جس کو دوسروں پر بزرگی اور فضیلت عطا کی گئی ہو۔

✤ سَیِّدُنَا شِفَاءٌ ﷺ: قرآنی آیت قد جاء تکم موعظۃ من ربکم وشفاءٌ لما فی الصدور (یونس: ۵۷) سے ایک قول کے مطابق حضور ﷺ مراد ہیں۔ آپ ﷺ کی برکت سے بیماریاں ختم، مصیبتیں دور، تکالیف کافور اور آپ کے ذکر سے ماحول نور علیٰ نور۔

✤ سَیِّدُنَا شَمْسٌ ﷺ: امام بوصیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

فانہ شمس فضل ھم کواکبھا یظھرن انوارھا للناس فی الظلم

آپ ﷺ فضیلت کا آفتاب عالمتاب ہیں اور باقی انبیاء کرام علیہم السلام ستارے جنہوں نے حضور ﷺ سے ہی فیض پا کر اپنے اپنے دور میں اندھیروں کو ختم کیا اور لوگوں کے لئے روشنی کا انتظام کیا۔

✤ سَیِّدُنَا شِہَابٌ ﷺ: حضرت کعب بن مالک نے حضور علیہ السلام کی تعریف میں یوں عرض کیا۔

ان الرسول شهاب ثم يتبعه   نور مضئى له فضل على الشهب

حضور ﷺ ایک شہاب (چمکدار ستارہ) ہیں جس کے پیچھے تاباں نور ہوتا ہے اور جو کئی شہابوں سے عظیم تر ہوتا ہے۔ مرادی معنی یہ ہے کہ ایسا سردار جو کام کو کر گذرے۔

✤ سَیِّدُنَا شَہِمٌ ﷺ: بفتح الشین وبکسر الھاء۔ اس کا معنی ہے ایسا سردار جس کا حکم نافذ ہو۔ اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

محمد جلوۂ شمس و قمر ہے ۔۔۔ محمد مژدۂ جن و بشر ہے
محمد ہی فصیحِ عصر ہے وہ ۔۔۔ کہ جس کی گفتگو بھی مختصر ہے
محمد خلق پہ رحمت ہی رحمت ۔۔۔ محمد کی طبیعت خوبتر ہے
محمد مخزنِ علمِ حقیقت ۔۔۔ محمد کے لئے وحی و خبر ہے
محمد مرکزِ فیضِ نبوت ۔۔۔ محمد محتشم ہے مقتدر ہے
محمد ہے مکین قلبِ مومن ۔۔۔ محمد رہبرِ فکر و نظر ہے
محمد وردِ قلب و رُوحِ نقوی ۔۔۔ محمد ہی دلیلِ معتبر ہے

حرف الصاد:

✤ سَیِّدُنَا صَابِرٌ ﷺ: امام ابن سعد علیہ الرحمۃ نے حضرت اسماعیل بن عیاش رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نے حضور ﷺ سے بڑھ کر کسی کو لوگوں کے گندے اور قابل نفرت اعمال واخلاق پہ صبر کرنے والا نہیں پایا (مفہوم حدیث) ارشاد باری تعالیٰ ہے واصبر لحکم ربک، واصبر وما صبرک الا باللہ۔

✤ سَیِّدُنَا صَادِعٌ ﷺ: امام سیوطی علیہ الرحمتہ نے یہ اسم پاک اس آیت سے اخذ فرمایا فاصدع بما تؤمر ' جس کا آپ (ﷺ) کو حکم دیا گیا ہے وہ اعلانیہ کیجئے۔ یعنی حق کو واضح کر دیجئے اور باطل سے اس کو الگ کر دیجئے۔

✤ سَیِّدُنَا صَاعِدُ الْمِعْرَاجِ ﷺ: صعود سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی اوپر چڑھنے والا اس لحاظ سے یوں ہی کہا جا سکتا ہے کہ

ماہِ عرب کے جلوے اونچے نکل گئے خورشید و ماہتاب مقابل سے ٹل گئے

✤ سَیِّدُنَا صَالِحٌ ﷺ: معراج کی رات بعض انبیاء کرام علیہم السلام نے ان الفاظ میں حضور علیہ السلام کو خوش آمدید کہا مرحبا بالاخ الصالح و النبی الصالح۔ نیک بھائی اور صالح نبی کا آنا مبارک ہو۔

✤ سَیِّدُنَا صَبُوْرٌ ﷺ: صبر سے مبالغہ کا صیغہ ہے جو فعول کے وزن پہ اسم فاعل کے معنی میں ہے، بہت زیادہ صابر کہ جس کو جلد بازی مواخذہ پر آمادہ نہ کر سکے۔

گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں دشمن آ جائے تو چادر بھی بچھا دیتے ہیں

یاد رہے! اسماء حسنیٰ میں بھی صبور ہے وہاں معنی ہو گا۔ وہ پاک ذات جس کو جلد بازی گناہ گاروں کے مواخذہ پہ برانگیختہ نہ کر سکے اور نہ ہی سرکشوں کو عذاب دینے پہ ابھار سکے۔

✤ سَیِّدُنَا صَبِیْحٌ ﷺ: صباحت سے ہے پیکر حسن و جمال ایک اعرابی نے حضور علیہ السلام کو پہلی بار دیکھا تو کہا یا صبیح الوجہ و یا رشیق القد۔ اے روشن چہرے اور عمدہ قد والے۔ (روض الریاحین علی قصص الانبیاء للثعلبی)

✤ سَیِّدُنَا صَدُوْقٌ ﷺ: وہ ذات جو اندر باہر سے کھری ہو اور جن میں تکرار کے ساتھ صدق و اخلاص پایا جائے صدق بھی حضور علیہ السلام کا اسم پاک ہے و کذب بالصدق اذجاءہ سے ماخوذ ہے (امام سیوطی) اور صدیق بھی سرکار ﷺ کا اسم پاک ہے ''وہ شخص جو اپنی بات کو اپنے عمل سے سچا ثابت کر دے۔

✤ سَیِّدُنَا صَفْوَۃٌ ﷺ: ص پہ تینوں حرکات آ سکتی ہیں اس کا معنی ہے ''بہتر، خلاصہ'' ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی اور اس کے ہاں بہتر ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا صَفُوْحٌ ﷺ: یہ اسم پاک تورات میں بھی ہے قرآن پاک میں ہے: فاصفح الصفح الجمیل ۔ اچھے طریقے سے ان سے درگذر کیجئے۔ وہ ذات جو برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے بلکہ معاف کرے اور درگذر سے کام لے۔ اس کو صفوح کہتے ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا صَفِیٌّ ﷺ: (آدم علیہ السلام کے حق میں اس کا معنی ہے چنا ہوا لیکن) حضور ﷺ کے لئے اس لفظ کا ایک خاص معنی بھی ہے اور وہ یہ کہ غنیمت کے مال سے سربراہ اپنے لئے کوئی چیز پسند کر کے رکھ لے۔ جس طرح خیبر کے موقع پہ حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو حضور علیہ السلام نے اپنے لئے خاص کر لیا تو ان کا نام ہی صفیہ ہو گیا۔ یعنی جن کو حضور ﷺ نے پسند فرما لیا اور خاص اپنے لئے منتخب کر کے رکھ لیا۔

کعبے کی زیارت کرنے سے حقدار جنت کے بنتے ہیں
بھلا ان کو ہم پھر کیا سمجھیں جو یار کے گھر میں رہتے ہیں

✤ سَیِّدُنَا صِنْدِیْدٌ ﷺ: ایسا سردار جس کی اطاعت کی جائے، دلیر، بہادر، حلم والا، سخاوت والا، بزرگ اس کی جمع صنادید آتی ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

✤ سَیِّدُنَا صَیِّنٌ ﷺ: معاملات کی حفاظت کرنے والا اور ان کو جمع رکھنے والا۔ حضور ﷺ اپنی ذات کو میل کچیل سے بچاتے اور اپنے دل کی شک و ہوس سے حفاظت فرمائے۔

محمد ہی محبوب حرمین ہیں — وہ مدِ علی، جدِ حسنین ہیں
محمد ہیں منظور و منصورِ حق — محمد ہی بے عیب و بے شین ہیں
محمد ہیں ختم و شروعِ زمن — محمد ہی ہر دور کے عین ہیں

محمد شعور و سُرور و کرم — محمد ہی مخدومِ کونین ہیں
محمد پہ ہے فضلِ حق دم بدم — محمد ہی کونین کی زین ہیں
محمد حَسن ہیں، محمد حُسین — محمد رہِ قربِ قوسین ہیں

حرف الضّاد:

✤ سَیِّدُنَا ضَابِط ﷺ: نبی اکرم ﷺ اپنی طرف نازل ہونے والی وحی کو بغیر تغیر وتبدل کے ضبط فرماتے اسی بنا پر آپ کا نام ضابط ہے۔

✤ سَیِّدُنَا ضَارِبٌ بِالْحُسَّامِ ﷺ: تلوار کے ساتھ جہاد کرنیکی بنا پر حضور ﷺ کا یہ اسم گرامی ہے۔

✤ سَیِّدُنَا ضَارِع ﷺ: اپنے رب سے عاجزی وانکساری کے ساتھ دعا کرنے والا، ارشاد باری تعالیٰ ہے و اذکر ربك فی نفسك تضرعا و خیفة (الاعراب: ۲۰۵) اللہ تعالیٰ کی یاد اپنے دل میں عاجزی اور خوف کیساتھ کیا کرو۔

✤ سَیِّدُنَا ضَحَّاك ﷺ: اپنی شجاعت و بہادری کی وجہ سے جنگ میں دشمن کا خون بہانے والی ذات۔ ضحوک بھی سرکار ﷺ کا اسمِ گرامی ہے۔ حضرت ابن فاس نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے بیان کیا ہے کہ تورات میں حضور ﷺ کا یہ نام اس طرح ہے "وہ ضحوک کثرت سے جنگ لڑنے والے ہوں گے، اونٹ پہ سوار ہوں گے، جسم کوڈھانپنے والی چوڑی چادر زیب تن فرمائیں گے، کسی عضو یا ہڈی سمیت گوشت کے تلف ہونے پہ بدلہ کا مطالبہ کریں گے اوران کی تلواران کے کندھے پہ ہوگی"۔ ضحوک نام کی وجہ بیان کرتے ہوئے ابن فاس نے فرمایا باوجوداس کے کہ حضور علیہ السلام کے پاس یکے بعد دیگرے عرب کے جفا پیشہ اور دیہاتی لوگ وفود کی صورت میں آتے تھے مگر پھر بھی آپ ﷺ خوش طبعی فرماتے، گفتگو میں نرمی کا رویہ اپناتے۔

✤ سَیِّدُنَا ضَمِینٌ ﷺ: صحیح بخاری میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا من یضمن لی ما بین لحییه و ما بین رجلیه اضمن

لہ علی اللہ الجنۃ ' جو شخص مجھے اپنی زبان وشرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے میں اس کے لئے جنت کا ضامن (ضمین) ہوں (صحیح بخاری ۱۱/ ۳۰۸، کتاب الرقاق: ۶۴۷۴)

❖ سَیِّدُنَا ضَیْغَمٌ ﷺ: بہادر وشجاع سردار جس کی اطاعت کی جائے۔

❖ سَیِّدُنَا ضِیَاءٌ ﷺ: حضرت عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی تعریف میں فرمایا۔

حکمۃ بعد حکمۃ و ضیاء قد ھدینا بنور ھما من عمانا

حضور ﷺ کی ذات حکمت سے بھرپور اور نور علیٰ نور ہے، ہمیں اندھے پن میں آپ ﷺ ہی کے نور سے ہدایت عطا کی گئی۔

محمد ہیں مقصودِ قلب زمن محمد سے ہے رونقِ ہر چمن
محمد کی نورِ نظر ہیں بتول محمد کے بیٹے حُسین و حَسن
محمد سے روشن زمین و فلک محمد ہیں ربِ جلی کی کرن
محمد ہیں مخلوق کی جُستجو محمد ہیں جُود و کرم کی بھرن
محمد ہیں نقوی درِ فیضِ حق محمد ہیں جسم و دلِ پنجتن

حرف الطاء:

❖ سَیِّدُنَا طَابَ طَابَ ﷺ: یہ اسم پاک تکرار کے ساتھ ہے، حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے تورات کے حوالے سے بیان فرمایا ہے۔ اس کا معنی ہے پاکیزہ یا وہ کہ جس کا ذکر جہاں کیا جائے اچھا لگے۔

ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں چھیڑنا شیطان کا عادت کیجئے

❖ سَیِّدُنَا طَبِیْبٌ ﷺ: حافظ سخاوی اور علامہ بلقینی رحمۃ اللہ علیہما نے یہ نام ذکر کیا ہے جس کا معنی ہے وہ ہستی جو بیماریوں سے شفا دینے والی اور جس کی برکت سے آلام ومصائب ختم ہوں' کیونکہ یہ طبّ سے ہے اور طب کا معنی ہے جسم اور نفس کا ایسا علاج جس سے بیماریاں دور ہو جائیں۔

✤ سَیِّدُنَا طِرَازٌ مُعْلَمٌ ﷺ: وہ مشہور جھنڈا جس سے راہنمائی حاصل ہو طراز کا معنی نقش و نگار بھی ہے جو کپڑے پہ ہو دراصل یہ فارسی لفظ ہے جو عربی میں بھی مستعمل ہے۔ حضور علیہ السلام کی بدولت امت کو شرف حاصل ہوا جس طرح کہ کپڑے کو نقش و نگار سے فضیلت ملتی ہے۔

؎ تیرے آنے سے ہمیں عزت ملی — دین و دنیا کی ہمیں دولت ملی
تعجب کی جا ہے کہ فردوسِ اعلیٰ — بنائے خدا اور بسائے محمد
تماشا تو دیکھو کہ نار جہنم — لگائے خدا اور بجھائے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم

حرف الظّاء:

✤ سَیِّدُنَا ظَفُوْرٌ ﷺ: یہ اسم گرامی علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالباسط بلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے، ظفور، ظفر سے ہے جس کا معنی ہے گہری چیز میں ناخن گاڑ دینا، یا پھر فعول کے وزن پہ ظفور بمعنی کامیابی ہے اور ظفور اس سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یعنی وہ ہستی جس کو ہر میدان میں اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی اور جس نے اپنی فتح کے جھنڈے گاڑ دیے۔

؎ عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں — اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام
محمد ہیں بحرِ علومِ شریعت — محمد ہیں مسند نشینِ حقیقت
محمد ہیں گنجینۂ ملک و مِلّت — محمد ہیں خورشید توحید و سُنّت
محمد ہیں معبود برتر کی بخشش — محمد ہیں نبیوں، رسولوں کی عظمت
محمد ہیں کونین کی سر بُلندی — محمد کی ہر شے ہے مرہونِ منّت
محمد کی مِلّت پہ تقویٰ مردوں میں — محمد کی ہو میرے دل میں محبت

حرف العین:

✤ سَیِّدُنَا عَابِدٌ ﷺ: ارشاد باری تعالیٰ ہے: واعبد ربک حتی یا تیک

الیقین۔ (الحجر: ۹۹) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ یقینی امر (موت) تیرے پاس آجائے۔ حضور ﷺ کی عبادت پہ مواظبت بہ کثرت احادیث سے ثابت ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ کے ہر اسم پاک پہ پوری پوری کتاب لکھی جاسکتی ہے لیکن اختصار مقصود ہے۔

✤ **سَیِّدُنَا عَارِفٌ** ﷺ: صحاح میں ایک عربی محاورہ ذکر کیا گیا اصیب فلان فوجد عارفاً۔ فلاں کو تکلیف پہنچی تو اسے صابر پایا گیا۔ اگرچہ اس کا معنی عالم وصاحب عرفان بھی ہے تاہم یہ تمام معانی حضور ﷺ کے لئے مناسب ہیں۔ علم وحکمت ہو یا دانش وعرفان ہو یہ تمام نعمتیں حضور علیہ السلام کی بارگاہ سے ہی نصیب ہوتی ہیں۔

✤ **سَیِّدُنَا عَاضِدٌ** ﷺ: علامہ بلقینی نے اس نام پاک کو بیان کیا ہے یہ اسم پاک عضد سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے مددگار لغوی معنی بازو پکڑنا ہے کیوں کہ عربی میں عضد کہنی اور کندھے کی درمیانی جگہ کو کہتے ہیں پھر مجازاً مدد کرنے کے معنی میں بولا جانے لگا کہا جاتا ہے۔ عضدتہ میں نے اس کا بازو پکڑا اور اسے تقویت پہنچائی۔

✤ **سَیِّدُنَا عَافِی** ﷺ: علامہ سخاوی و بلقینی رحمۃ اللہ علیہما نے یہ اسم پاک ذکر فرمایا، جس کا معنی ہے ''گناہوں سے درگذر کرنے والا اور غلطیوں، لغزشوں کو مٹا دینے والا''۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

✤ **سَیِّدُنَا عَامِلٌ** ﷺ: امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اسم پاک اس آیت سے اخذ فرمایا ہے قل یقوم اعملوا علٰی مکانتکم انی عامل۔ فرمادیں اے میری قوم تم عمل کرتے رہو میں بھی عمل کرنے والا ہوں۔ حضور علیہ السلام کا پسندیدہ کام (فرائض و واجبات کے علاوہ) دوامی عمل تھا۔

✤ سَیِّدُنَا عَائِل ﷺ: قرآن مجید میں ہے ووجدك عائلا فاغنی اور ہم نے آپ ﷺ کو حاجت مند پایا تو غنی کر دیا اور ایسا کہ پھر آپ ﷺ کا بابرکت' نورانی اور گوزا گورا۔

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا — موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

✤ سَیِّدُنَا عُدَّةٌ ﷺ: ''ایسا خزانہ جو آزمائشوں اور تکالیف کو ہٹانے کے لئے تیار کیا گیا ہو؟ حضور ﷺ بھی اپنی امت کے لئے ایک ایسا خزانہ ہیں کہ قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے آپ ﷺ ہی کی وجہ سے نجات نصیب ہوگی۔

✤ سَیِّدُنَا عُرْوَةٌ وُّثْقٰی ﷺ: قرآن پاک کی آیت فقد استمسك بالعروۃ الوثقیٰ (اس نے مضبوط حلقہ تھام لیا) ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد سید عالم ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔

✤ سَیِّدُنَا عِصْمَةٌ ﷺ: عصمت بمعنی عاصم ہے (بچانے والا) یعنی وہ ہستی کہ دوست ان کی عزت و کرامت کی اسی کو مضبوطی سے تھامیں اور گناہ گار اس کی شفاعت کی حمایت میں آئیں۔ ثمال الیتمیٰ عصمة للا رامل۔ (جناب ابی طالب) مسند الفردوس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا انا عصمة اللہ و انا حجة اللہ میں اللہ کی طرف سے معصوم ہوں اور اس کی واضح دلیل ہوں۔

✤ سَیِّدُنَا عَطُوْف ﷺ: بہت زیادہ شفقت فرمانے والی ہستی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔

عطوف علیهم لا یثنی جناحة — الی کنف یحنو علیهم و یمهد

آپ ﷺ امت پہ بہت شفیق و مہربان ہیں، اپنی شفقت کے بازو کسی طرف سے بھی نہیں سمیٹتے، ان پہ مہربان اور ان کے خیر خواہ ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا عَظِیْمٌ ﷺ: حضرت قاضی عیاض اور ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

سفر تورات کے اوائل میں ہے کہ "عنقریب ایک عظیم امت کے لئے عظیم ہستی پیدا ہوگی، چونکہ یہ اسماء حسنیٰ سے بھی ہے تو پھر معنی ہوگا جلیل الشان یا وہ ذات کہ ہر شی ءاس سے کم تر ہو"۔

✤ سَیِّدُنَا عَفِیفٌ ﷺ: وہ ذات جو ناپسندیدہ اعمال سے اپنے آپ کو بچائے اور مشتبہ چیزوں سے بھی محفوظ رہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لنا حرمة لاتستطاع یقودها نبی اتی بالحق عف مصدق

ہماری ایک عزت ہے جس میں ہم سے کوئی آگے نہیں بڑھ سکتا اور وہ یہ کہ نبی علیہ السلام حق لے کر آئے، وہ ناپسندیدہ افعال سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں اور ان کی تصدیق کی جاتی ہے۔

✤ سَیِّدُنَا عَلَامَةٌ ﷺ: حضور ﷺ راہ ہدایت کے راہنما ہیں اور علامۃ کا معنی ہے گواہ، جھنڈا جس کے ذریعے راستہ کی راہنمائی ملتی ہے۔

حضور علیہ السلام کا نام علم بھی ہے یعنی مشہور جھنڈا یا وہ سردار جس کا ذکر کیا جاتا ہو۔ آپ ﷺ علم الایمان بھی ہیں اور علم الیقین بھی یہ اسماء مبارکہ علامہ ابن دحیہ، امام سیوطی اور قاضی عیاض علیہم الرحمۃ نے لکھے ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا عَلِیٌّ ﷺ: حضور علیہ السلام کا یہ نام بھی قاضی عیاض اور ابن دحیہ نے ذکر کیا ہے اس کا معنی ہے ایسا رفیع المرتبت جس کا درجہ سب سے زیادہ ہو اور جس کی شان شک وشبہ سے بالاتر ہو یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء سے بھی ہے اللہ کی ذات ادراک سے بالا ہے اور اس کی صفات تصور سے بالاتر، اس کی عظمت میں عقلیں سرگرداں ہیں اور اس کے حسن کو بیان کرنے سے زبانیں گنگ۔

✤ سَیِّدُنَا عِمَادٌ ﷺ: قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے ذکر فرمایا اس کا معنی ہے قابل اعتماد سردار، لوگ سختیوں میں جس کی طرف بھاگ کر آئیں۔

✤ سَیِّدُنَا عُمْدَةٌ ﷺ: یہ نام بھی قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے جس کا معنی ہے وہ سردار، بہادر، دلیر جس کی اطاعت کی جائے، اس پہ بھروسہ کیا جائے اور وہ

مشکلات میں لوگوں کی پناہ گاہ ہو۔

✤ **سَیِّدُنَا عَین** ﷺ: عین کا معنی آنکھ، عین کا معنی سونا اور ہر شیء کا بہتر حصہ، عین کا معنی سردار، قوم میں سب سے بڑا، نسان، جاری پانی، لوگوں کی جماعت، پانی کا چشمہ، سورج، یہ تمام معانی بڑی خوبصورت تاویلات کے ساتھ ہمارے آقا علیہ السلام کی ذات پہ منطبق ہوتے ہیں اختصار ملحوظ نہ ہوتا تو ضرور عرض کرتا مثلاً عین کا معنی پانی کا چشمہ تو ہمارے حضور ﷺ بھی علم و حکمت اور معرفت کے چشمہ ہیں اور رحمت و شفقت کی کان ہیں۔ کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

آپ ﷺ کا اسم گرامی عین العز بھی ہے یعنی عزت کا سرچشمہ۔

خواجہ کونین مجھ کو بخشوائیں گے ضرور — اپنے آقا کیلئے شورش فنا ہو جاؤں گا

محمد کی عزت پہ ہم جان دے کر — شفاعت بروز جزا چاہتے ہیں

(امین گیلانی)

حرف الغین:

✤ **سَیِّدُنَا غَالِبٌ** ﷺ: غالب کا معنی قاہر ہے اور یہ غلبہ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے واللہ غالب علٰی امرہٖ اس وقت معنی ہوگا "مخلوق سے اپنی مراد حاصل کر لینے والا خواہ وہ پسند کریں یا نہ کریں"۔

✤ **سَیِّدُنَا غَطَمطَم** ﷺ: بروزن زبرجد بمعنی واسع الاخلاق، اخلاق حسنہ کی ریاضت کرنے والا، بردبار، حلیم الطبع۔

✤ **سَیِّدُنَا غَفُوْر** ﷺ: تورات میں حضور ﷺ کی صفت یوں مذکور ہے "لیکن آپ ﷺ معاف فرما دینے والے اور پردہ پوشی فرمانے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ بھی غفور ہے۔ اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف کرتا ہے، پردہ پوشی کرتا ہے سزا کے طور پر ان کو ظاہر نہیں کرتا۔

✤ **سَیِّدُنَا غَوث** ﷺ: غوث کا معنی [illegible] گار یعنی وہ ذات جس سے سختیوں

اور مہمات میں مدد طلب کی جائے اور مصائب و آلام میں اس سے اعانت کی درخواست کی جائے۔

✤ سَیِّدُنَا غِیَاثٌ ﷺ: غیاث تیز بارش کو کہتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کے جود و کرم کی وسعت کی وجہ سے یا آپ کی دعا یا وسیلہ سے تیز بارش کے نزول کی بنا پر آپ ﷺ کا یہ نام ہوا۔

و ابیض یستسقی الغمام بوجهه ثمال الیتمنی عصمة للا رامل

حرف الفاء:

؎ مٹا دے اپنی ہستی آج ناموسِ محمد پر یہ نکتہ ہے مسلماں کی حیات جاودانی کا

(حافظ سہارنپوری)

؎ سیفدار حیدر و صدیق باش قاطع مرتد و ہر زندیق باش

؎ محمد اوّل و آخر ہیں بے شک نبوت کے مقدس کارواں میں

✤ سَیِّدُنَا فَارِق ﷺ: حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ اسم پاک زبور میں مذکور تھا جس کا معنی ہے وہ ذات جو حق و باطل میں امتیاز کرنے والی ہے۔

✤ سَیِّدُنَا فَارْ قَلِیطْ ﷺ: یہ اسم پاک بھی کتب سابقہ میں ہے اور اس کا بالکل وہی معنی ہے جو فارق کا ہے بعض نے کہا: اس کا معنی ہے وہ ہستی جو مذموم نہ ہو۔

✤ سَیِّدُنَا فَاضِل ﷺ: اس کا معنی ہے کامل علم و فضل والا۔ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہر خوبی و فضل میں تمام جہانوں پہ فضیلت عطا فرمائی۔

✤ سَیِّدُنَا فَائِق ﷺ: صحاح میں ہے فاق الرجل اقرانہ مرد اپنے ہمسروں سے بزرگی و فضیلت کی وجہ سے برتر ہو گیا اور

سب سے اولی و اعلیٰ ہمارا نبی سب سے بالا و والا ہمارا نبی

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

(ﷺ)

❖ سَیِّدُنَا فَجر ﷺ: حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ ابن عطا سے والفجر کی تفسیر میں فرماتے ہیں فجر سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قسم یاد فرمائی کیونکہ حضور ﷺ ہی کی ذات سے ایمان کے چشمے پھوٹے۔ فجر کا معنی ہے شیٔ کو واضح کرنا اور کھلے طور پر شق کر دینا جس طرح فجر کا وقت رات کے اندھیرے کو۔

❖ سَیِّدُنَا فَخر ﷺ: عظمت و بزرگی والی ذات فخر عالم ﷺ۔

❖ سَیِّدُنَا فَخم ﷺ: باعظمت ہستی و صاحب جلالت ذات پاک مصطفیٰ ﷺ۔

❖ سَیِّدُنَا فَذْغَم ﷺ: حسین و جمیل باعظمت و جلالت ذات ہمارے آقا علیہ السلام۔

❖ سَیِّدُنَا فَرْدٌ ﷺ: اپنی صفات جمیلہ کے باعث منفرد اور اپنی صورت جلیلہ کی وجہ سے یکتا ذات پاک محمد رسول اللہ ﷺ

❖ سَیِّدُنَا فَرَط ﷺ: حضور علیہ السلام نے فرمایا انا فرطکم و انا شھید علیکم (بخاری) میں تمہارا فرط ہوں اور تم پر گواہ ہوں فرط وہ ہے جو قافلہ سے پہلے پہنچ کر ان کے لئے انتظامات کرے۔ ایک روایت میں ہے انا الفرط علی الحوض۔ (مسلم شریف ۴/۱۸۰۲) میں حوض کوثر پہ تمہارا فرط ہوں گا۔

❖ سَیِّدُنَا فَضْلٌ ﷺ: و لو لا فضل اللہ علیکم و رحمتہ۔ یہ آیت اور اس کے علاوہ کئی دیگر آیات جن میں فضل و رحمت کا ذکر ہے اس سے مراد بعض علماء کے مطابق حضور علیہ السلام کی ذات ہے، فضل کا معنی احسان اور فضل کا معنی صاحب شرافت و کمال، امام ماوردی نے مندرجہ بالا آیت کے تحت بہت سارے اقوال نقل فرمائے اور فضل اللہ سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات مراد لی۔

❖ سَیِّدُنَا فَطِنٌ ﷺ: اس اسم پاک کو امام بلقینی نے ذکر کیا یہ فطنۃ سے ہے یعنی حاذق ماہر، ہوشیار، بعض نے کہا "فیض کے انداز سے سمجھنا یا بغیر کوشش کے سمجھ جانا،

اس کا معنی ہے۔

✤ سَیِّدُنَا فَلَاحٌ ﷺ: حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمتہ نے فرمایا یہ اسم پاک زبور میں ہے، اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ، حضور علیہ السلام کے ذریعے باطل کو بالکل مٹا کر دے گا۔ یہ اس وقت ہے جبکہ اس اسم کو غیر عربی مانا جائے ورنہ عربی میں اس کا معنی تو کامیابی ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں عربی میں فلاح سے بڑھ کر بھلائی کا جامع کوئی کلمہ نہیں اور بعید نہیں کہ یہ لفظ عربی ہی ہو۔ حضور علیہ السلام کا نام فلاح ہے کہ آپ ہر بھلائی کے جامع ہیں اور امت کو ہر کامیابی آپ ﷺ ہی کے صدقے سے ملتی ہے۔

✤ سَیِّدُنَا فَهْمٌ ﷺ: اس کا معنی ہے سریع الفهم۔ فہم کا معنی یہ بھی ہے کسی شیء کا علم و عرفان قلب کے ذریعے حاصل کر لینا۔

✤ سَیِّدُنَا فِئَةُ الْمُسْلِمِیْن ﷺ: حدیث شریف میں ہے انا فئة المسلمین، میں مسلمانوں کی ایک جماعت ہوں۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی)

حرف القاف:

آنجا کہ آفتاب بقائے محمد ست   خورشید ذرۂ ضیائے محمد ست

موسیٰ کہ معجزاتِ وے اندر عصاش بود   خود با عصائے خویش عصائے محمد ست

(حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمتہ)

✤ سَیِّدُنَا قَارِیٌ ﷺ: یہ اسم پاک قراءۃ سے نہیں بلکہ قریٰ مصدر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے کرم کرنے والا مہمان نواز، جیسا کہ صحیح بخاری میں آغاز وحی کی حدیث میں حضور علیہ السلام کے بارے میں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ارشادات میں سے ہے و تقری الضیف (اللہ تعالیٰ آپکو ہرگز رسوا نہیں فرمائے گا کیونکہ) آپ مہمان نواز یا خالی ہاتھ کو کما کر دیتے ہیں۔ (متفق علیہ)

✤ سَیِّدُنَا قَاضِی ﷺ: قضاء مصدر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی فیصلہ کرنے والا اور اسے نافذ کرنے والا۔

✤ سَیِّدُنَا قَانِت ﷺ: علامہ بلقینی نے اس کا ذکر کیا اور یہ لفظ قنوت سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنیٰ ہے خضوع و خشوع کے ساتھ مسلسل اطاعت و عبادت کرنے والا اور نماز میں لمبا قیام کرنے والی ذات۔

✤ سَیِّدُنَا قَائِدٌ ﷺ: ترمذی کی حدیث ہے جس کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا انا قائدھم اذا فزعوا۔ جب (قیامت کے دن) لوگ خوف زدہ ہوگے تو میں ان کا قائد (راہنما) ہوں گا۔ اسی سے حضور علیہ السلام کا یہ نام بھی ہے قائد الغر المحجلین ۔ لقوله علیه السلام ان امتی یدعون یوم القیامة غرا محجلین من اثار الوضوء ۔ میری امت قیامت کے دن اس حال میں بلائی جائے گی کہ ان کے ماتھے وضو کے نشانات کی وجہ سے چمک رہے ہوں گے اور ان کے قائد آقائے دوجہاں ہوں گے

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے　　　　اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

امام سیوطی علیہ الرحمتہ نے سنن ابن ماجہ کی ایک حدیث کے حوالے سے قائد الخیر بھی حضور علیہ السلام کا اسم گرامی بیان فرمایا ہے یعنی بھلائی کے راہنما۔ (و رسولك امام الخیر ۔ ابن ماجه)

✤ سَیِّدُنَا قَائِل ﷺ: اس کا معنیٰ حاکم ہے کیونکہ آپ ﷺ کا قول مبارک نافذ العمل ہے یا اس کا معنیٰ ہے محبت کرنے والی ذات۔ امام بلقینی نے یہ اسم مبارک بیان فرمایا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا قَائِم ﷺ: امام سخاوی علیہ الرحمتہ نے بیان فرمایا ہے کہ اسی طرح کا ایک اسم پاک قیم بھی ہے آپ ﷺ نے خود فرمایا انا قیم میں تو قائم کرنے والا ہوں۔ علامہ آمدی فرماتے ہیں کہ حضرت جریبہ بن لثیم اسدی رضی اللہ عنہ نے اپنے اشعار میں حضور علیہ السلام کے اس اسم پاک کا ذکر کیا ہے یا قیم الدین اقمنا نستقیم ۔ اے دین کو قائم کرنے والے، ہمیں سیدھا فرما دے تاکہ ہم سیدھے رہیں یہ اسم پاک اسماء حسنیٰ میں

سے بھی ہے چنانچہ حدیث میں ہے انت قیم السموات و الارض و من فیھن۔ قیوم اور قیام میں قیم سے زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ یہ دونوں صرف مدح میں ہی استعمال ہوئے ہیں جبکہ قیم ایسا نہیں ہے۔

✤ سَیِّدُنَا قَتَّال ﷺ: ابن فارس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ اسم پاک تورات میں اس طرح ہے ''احمد'' مسکرانے والے جنگ کرنے والے۔ ﷺ۔ اسی طرح قَتُوْلُ بھی سرکار دو عالم ﷺ کا اسم پاک ہے۔

✤ سَیِّدُنَا قُثَم ﷺ: حضور علیہ السلام کا فرمان ہے جس کو امام ابو اسحاق حربی علیہ الرحمتہ نے بیان کیا ہے۔

اتانی ملك فقال انت قثم...... میرے پاس ایک فرشتہ آیا اس نے کہا آپ قثم ہیں۔ اس کا معنی عطا کرنے والا بھی ہے اور (بھلائیاں) اکٹھا کرنے والا بھی۔ اس طرح قثوم بھی آپ ﷺ کا اسم پاک ہے۔

✤ سَیِّدُنَا قَدَمُ صِدْقٍ ﷺ: صحیح بخاری میں حضرت زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان لھم قدم صدق عند ربھم ان کے لئے ان کے پروردگار کے ہاں قدم صدق ہے اور اس سے مراد حضور ﷺ کی ذات والا صفات ہے۔ امام ابن مردویہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ ''قدم صدق'' سے مراد یہاں بھلائی اور بزرگی ہے۔ جس طرح نعمت کو ید سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ کہ ہاتھ کے ذریعے حاصل ہوتی ہے اس طرح قدم کو بھلائی کے معنی میں جیسا کہ کہا جاتا ہے ہمارے گھر قدم رکھیں۔ تورات میں ''قدمایا'' بھی حضور علیہ السلام کا اسم پاک ہے جس طرح کہ ''اخرایا'' ہے یعنی پہلا، سبقت لے جانے والا۔

✤ سَیِّدُنَا قَسَّم ﷺ: یہ اسم گرامی علامہ عبدالباسط بلقینی نے ذکر فرمایا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا قُطْبٌ ﷺ: اس کی جمع اقطاب، قطوب اور عنبة کے وزن پہ قطبة بھی آئی ہے۔ معنی اس کا ہے قوم کا سردار جس پر ان کے معاملات اور ضرورتوں کا

دارومدار ہو۔

✤ سَیِّدُنَا قَمَر ﷺ: امام کسائی کی قصص الانبیاء میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: حضرت محمد ﷺ عظیم سمندر اور روشن ماہتاب ہیں۔ حضور علیہ السلام نے ہی نور ہدایت کے ساتھ کفر کی تاریکی کو کافور بنایا۔

دن کو انہی سے روشنی، شب کو انہی سے چاندنی
سچ تو یہ ہے روئے یار شمس بھی ہے قمر بھی ہے

✤ سَیِّدُنَا قَوِی ﷺ: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ذی قوۃ عند ذی العرش مکین۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد حضور علیہ السلام ہیں' یہ اسم پاک اسماء حسنیٰ میں سے ایک ہے۔

جہاں روشن است از جمالِ محمد — دِلم تازہ گشت از وصالِ محمد
خوشا مسجد و مدرسہ و خانقاہے — کہ درو ے بود قیل و قالِ محمد
بوصفِ رُخش و الضحٰی گشت نازل — جو و الّیل شد زلف و خالِ محمد
بروئے زمین گشت سردارِ عالم — ہر آنکس کہ شد پائمالِ محمد
شود پاک معصوم کلی گنہ گار — کہ در خواب بیند جمالِ محمد
بود در جہاں ہر کسے راخیالے — مرا از ہمہ خوش خیالِ محمد
بصدق و صفائی تواں گشت جامی — غلامِ غلامانِ آلِ محمد
بجنت ہمہ حوریاں کرد نعرہ — بوقتِ شنیدن وصالِ محمد

(جامی)

حرف الکاف

✤ سَیِّدُنَا کَثِیْرُ الصَّمْتِ ﷺ: شیخ عبدالباسط بلقینی علیہ الرحمتہ نے اس اسم پاک کا ذکر فرمایا ہے' جس کا ترجمہ یہ ہے "ایسا کلام کم کرنے والا جس میں کوئی فائدہ نہ ہو"۔

✤ سَیِّدُنَا کَفِیْل ﷺ: کفالۃ مصدر سے فعیل کے وزن پہ ہے بمعنی، سردار، قوم کے معاملات وحالات کی اصلاح کی کفایت کرنے والا۔ یہ بمعنی اسم مفعول بھی آتا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام اپنی امت کی اور اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی مدد اور فتح کی کفالت اٹھا رکھی ہے۔ کفیل کفل کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے اس وقت اس کا معنی رحمت ونعمت ہوگا اور حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی رحمت ونعمت ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا کندیدہ ﷺ: یہ اسم پاک علامہ ابن وحیہ علیہ الرحمتہ کے مطابق زبور میں مرقوم ہے۔

✤ سَیِّدُنَا کنز ﷺ: نفاست والی شیء اور مال کو کنز کہتے ہیں حضور ﷺ بھی نفیس ترین ہستی ہیں بلکہ جن لوگوں کی پشتوں اور رحموں میں آپ ﷺ کا نور آیا وہ بھی نفیس لوگ تھے بلکہ انفس جیسا کہ لقد جاء کم رسول من انفسکم. میں ایک قرأت ف کے فتح کے ساتھ ہے یعنی نفیس ترین لوگوں میں۔

✤ سَیِّدُنَا کَوْکَب ﷺ: اس کا معروف معنی ستارہ ہے حدیث میں ذکر ہے حضور علیہ السلام نے جبریل سے فرمایا و اللہ انا ذلک الکوکب (اے جبریل وہ ستارہ جو ستر سال کے بعد چمکتا تھا اور جس کو تو نے بہتر (۷۲) ہزار بار دیکھا ہے) اللہ کی قسم وہ ستارہ میں ہی ہوں۔

اک ستارہ عرش کی تکمیل سے پہلے بھی تھا — کملی والا خاک کی تعبیر سے پہلے بھی تھا
نہ آدم جن ملائک ہیسن نہ سورج نہ تارے — اودوں دی نور محمد والا چمکاں سی پیا مارے

حق جلوہ گر ز طرز بیان محمد ست — آرے کلام حق بزبان محمد ست
آئینہ دار پر توِ مہر ست ماہتاب — شانِ حق آشکار زشان محمد ست
تیر قضا ہر آئینہ در ترکش حق ست — اما کشادِ آن زکمانِ محمد ست
ہر کس قسم بدانچہ عریز ست می خورد — نو گند کرد گار بجانِ محمد ست
واعظ حدیث سایۂ طوبیٰ فرو گزار — کاینجا سخن زسرو روانِ محمد ست

بنگردو نیمہ گشتن ماہِ تمام را کاں نیمہ جنبشے زبان محمد ست

در خو دز نقش مہر نبوت سخن رود آن نیز نا مور زشان محمد ست

غالب ثنائے خواجہ بہ یزدان گذاشتیم کان ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد ست

✤ سَیِّدُنَا لَبِیْب ﷺ: علامہ عبدالباسط بلقینی نے اس نام پاک کا ذکر فرمایا ہے یہ اسم شریف لَبَبٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے اس طرح لبیب کا معنی ہوگا عاقل، سمجھدار اور زہین۔

✤ سَیِّدُنَا لِسَان ﷺ: بعض علماء نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا واجعل لی لسان صدق فی الاخرین (میرے لئے میرے بعد میں آنے والوں کے اندر لسانِ صدق بنا) سے مراد حضور ﷺ ہیں۔ یا فصاحت و بلاغت میں اعلیٰ مقام کی وجہ سے مجسم زبان کہا گیا جیسے زید عدل زید سراپا عدل ہے۔ اسی طرح لَسِنٌ بروزن کَتِفٌ بھی آپ ﷺ کا اسم پاک ہے اور اس کا معنی ہے فصیح، بلیغ، جہیر الصوت (بلند آواز والے)

؎ تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں
میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

✤ سَیِّدُنَا لُوْذَعِیّ ﷺ: علامہ بلقینی نے یہ اسم پاک بیان کیا ہے اس کا معنی ہے ذہین، فصیح، سریع الفہم، اپنی ذہانت کی تیزی سے معاملات کو جلدی سمجھنے والا۔

✤ سَیِّدُنَا لَیْث ﷺ: اس اسم پاک کے مندرجہ ذیل معانی ہیں (۱) سخت، طاقتور (۲) بہادر، سردار (۳) بلیغ زبان آور۔

در جاں چو کرد منزلِ جانانِ ما محمد صددر کشا در دل از جانِ ما محمد

ما بلبلیم نالاں در گلستانِ احمد ما لؤلؤیم و مر جان عمّانِ ما محمد

مستغرق گناہیم ہر چند عذر خواہیم — پژمردہ چون گیا ہیم بارانِ ما محمد
از دردِ زخمِ عصیان ماراچہ غم چو سازو — ازمرہم ِ شفاعت درمانِ ما محمد
امر و زخون عاشق درعشق اگر بدر شد — فرد از دوست خواہد تاوانِ ما محمد
ما طالب خدائیم بر دین مصطفائیم — بردر گہش گدائیم سلطان ما محمد
از امتانِ دیگر ما آمدیم برسر — وان را کہ نیست بادر بریانِ ما محمد
اے آب ِگل سرودے لے جان ودل ورودے — تابشنود بہ یثرب افغان ما محمد
درباغ و بوستانم دیگر بخوان معینی — باغم بس ست قرآن بُستانِ ما محمد

(خواجہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ)

حرف المیم:

✤ سَیِّدُنَا مُؤْتَمِن ؐ ﷺ: وہ شخص جس کو اس کی امانتداری کے باعث امین بنایا گیا ہو، جس کی دیانت کی طرف لوگ رغبت کرتے ہوں۔ حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی تو آپ ﷺ کے پاس کافروں کی امانتیں تھیں جو حضرت علی المرتضٰی ﷺ کے سپرد فرما کر آپ ﷺ مدینہ شریف تشریف لے گئے۔ کفار مکہ بھی حضور علیہ السلام کو صادق و امین کے نام سے پکارتے تھے۔ **الفضل ما شهدت به الاعداء۔**

✤ سَیِّدُنَا مُؤَمَّل ؐ ﷺ: وہ ذات جس سے نیکی و بھلائی کی توقع و امید کی جائے۔

✤ سَیِّدُنَا مُؤَمَّم ؐ ﷺ: وہ ذات جس کا قصد کیا جائے اور ہر امید رکھنے والا اس کی حمایت حاصل کرنے کا ارادہ کرے۔ اس میں ایک تلفظ مُیَمَّم ؐ بھی ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مُؤَیَّد ؐ ﷺ: یہ اسم پاک تائید سے بمعنی مدد کیا ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **هو الذی ایدك بنصره و بالمؤمنین** (الانفال: ٦٢) وہ وہی (اللہ) ہے جس نے آپ کی مدد فرمائی اپنی نصرت کے ساتھ اور ایمان داروں کے ذریعے۔ مؤید بصیغہ اسم فاعل بھی حضور علیہ السلام کا اسم [illegible]

✤ سَیِّدُنَا مَاءٌ مَّعِیْنٌ ﷺ: ماء معین پاک اور زمین پہ چلنے والے پانی کو کہا جاتا ہے قرآن پاک میں ہے فمن یاتیکم بماء معین (الملك)

✤ سَیِّدُنَا مَاْمُوْنٌ ﷺ: وہ ذات جس کی دیانت داری کی وجہ سے اس کے پاس امانت پر وثوق کیا جائے۔ یہ بھی مؤمن کی طرح ائتمان سے ہے بمعنی کسی سے حفاظت چاہنا۔

✤ سَیِّدُنَا مُؤْمِنٌ ﷺ: یہ ہمزہ اور واؤ دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں، امن سے ہے، مؤمن وہ ذات جو ایمان کی صفت سے متصف ہو۔ اللہ بھی مؤمن، حضور بھی مومن، اہل ایمان حضور علیہ السلام کے امتی بھی مومن ہر کوئی اپنی شان کے مطابق مومن ہے یہ صرف اشتراک لفظی ہے۔ شرک نہیں ہے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب   اس برے مذھب پہ لعنت کیجئے

✤ سَیِّدُنَا مَاجِدٌ ﷺ: کثیر العطاء، احسان کرنے والا، اچھے اخلاق والا، صاحب شرف، یہ مجد سے اسم فاعل کا صیغہ ہے حضرت ایاس بن سلمہ بن اکوع نے حضور علیہ السلام کی تعریف میں کہا

سمح الخلیفة ماجد و کلامه   حق و فیه رحمة و نکال

حضور علیہ السلام کی طبیعت فیاض ہے، کثیر احسان والے ہیں، آپ کا کلام حق ہے، جس میں رحمت بھی ہے اور عبرت بھی، یہ نام اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں ماجد اور مجید کا معنی ہے "وہ ہستی جو اپنی ذات کے اعتبار سے شریف، افعال کے اعتبار سے قابل تعریف اور کثیر العطاء ہو۔ ان دونوں اسماء میں جلیل، وھاب اور کریم کے معنی داخل ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا ماذ ماذ ﷺ: یہ اسم پاک کتب سابقہ میں مذکور ہے اس کا معنی ہے پاکیزہ، ستھرا، اس کو مَذْ بھی پڑھا گیا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مانح ﷺ: مَنِیْح کا معنی ہے اس نے عظیم عطیہ کیا اور عمدہ

انداز سے کسی پر احسان کیا، اسم فاعل مـــانــح کا معنی ہے خوب عمدہ طریقے سے عطا فرمانے والے۔ محمد رسول ﷺ

آتا ہے غریبوں پہ انہیں پیار کچھ ایسا — خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

منگتے تو منگتے ہیں کوئی شاہوں میں دکھا دو — جس کو مری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

✤ سَیِّدُنَا مَانِعٌ ﷺ: حضور ﷺ مانع ہیں کہ اہل طاعت کو دشمنوں سے بچاتے ہیں، ان کی حفاظت و مدد فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی مانع ہے اللھم لا مانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت کہ اس کی ذات غیر مستحقین کو عطاء سے محروم رکھتی ہے، اس کا روکنا حکمت پر مبنی ہے اور عطا فرمانا رحمت و جود کی وجہ سے ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مُبَارَكٌ ﷺ: حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے

صلی الالٰه و من یحف بعرشه — و الطیبون علی المبارك احمد

اللہ تعالیٰ، حاملین عرش اور پاک لوگ برکت والے احمد ﷺ پہ درود بھیجیں حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں یوں عرضگذار ہیں

و وجهت و جهی نحو مكة قاصدا — و بایعت بین الاخشبین المبارکا

میں نے ارادہ کر کے مکہ معظمہ کا رُخ کیا اور مکہ کے اخشب نامی دو پہاڑوں کے درمیان ایک بابرکت ہستی کی بیعت کی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا و جعلنی مبارکا اینما کنت (مریم ۳۰) اور اس (اللہ تعالیٰ) نے مجھے برکت والا بنایا میں جہاں بھی ہوں۔ برکت ایسا لفظ ہے جو تمام انواع خیر کو جامع ہے قرآن پاک میں انا انزلناه فی لیلة مبارکة (الدخان: ۳) انہی معنوں میں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بھی یہ لفظ ارشاد فرمایا تبارك الذی بیده الملك۔ (الملک: ۱)

✤ سَیِّدُنَا مُبَرَّأٌ ﷺ: ہر بُرے وصف سے دور اور منزہ۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خلقت مبرأ من کل عیب اللہ تعالیٰ بھی ہر عیب سے مبرا و

منزہ ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مُبْتَهِلٌ ﷺ: ابتہال مصدر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی عاجزی وتواضع کرنے والا۔ قرآن پاک میں ہے ثم نبتھل۔ پھر ہم عاجزی سے دعا مانگیں۔ (آل عمران)

✤ سَیِّدُنَا مَبْعُوْثٌ بِالْحَقِّ ﷺ: حضور ﷺ کو ساری مخلوق کی طرف حق کے ساتھ بھیجا گیا۔ یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ۔ و ما ارسلناك الا کافة للناس ۔ و ما ارسلنك الا رحمة للعالمین ۔

✤ سَیِّدُنَا مُتَبَتِّلٌ ﷺ: ارشاد باری تعالیٰ ہے و تبتل الیه تبتیلا (المزمل: ۸) اور سب سے منقطع ہو کر اس کی طرف توجہ کیجئے یعنی خالص اسی کی عبادت کیجئے۔ باقی رہا حضور علیہ السلام کا فرمان لا رھبانیه و لا تبتل فی الاسلام تو اس سے مراد ہے نکاح سے بے رغبتی اور انقطاع ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مُتَبَسِّمٌ ﷺ: تبسم سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی خندہ روئی۔ حضور ﷺ ہمیشہ لوگوں سے خندہ رو ہو کر ملاقات فرماتے۔

✤ سَیِّدُنَا مُتَّبَعٌ ﷺ: اتباع مصدر سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ وہ ذات جس کے اقوال وافعال کی پیروی کی جائے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: فامنوا باللہ و رسوله النبی الامی الذی یومن باللہ و کلماته و اتبعوه

✤ سَیِّدُنَا مُتَرَبِّصٌ ﷺ: ارشاد باری تعالیٰ ہے فتربصوا فانی معکم متربصین (الطور: ۳۱) انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

✤ سَیِّدُنَا مُتَرَحِّمٌ ﷺ: یہ ترحم سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بہت زیادہ رحم وکرم فرمانے والے محبوب خدا ﷺ

زمہجوری برآمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم

✤ سَیِّدُنَا مُتَضَرِّعٌ فِی الدُّعَاءِ ﷺ: ضارع کے تحت اس کا ذکر گزر چکا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی و تضرع کرنے والے۔

✤ سَیِّدُنَا مُتْقِنٌ ﷺ: اتقان مصدر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی معاملات کو مضبوط کرنے والا، عقل مند، ماہر، عربی میں کہتے ہیں اتقن الشیء اس نے شی ء میں مہارت حاصل کی فھو متقن تو وہ ماہر ہو گیا۔

✤ سَیِّدُنَا مُتَّقِیٌّ ﷺ: اتقیٰ سے اسم فاعل ہے، اتقیٰ میں ذکر ہو چکا۔

✤ سَیِّدُنَا مَتْلُوٌّ ﷺ: تَلُوٌّ مصدر سے اسم مفعول کا صیغہ ہے، جس کی قتداء و پیروی کی جائے۔ مَتْلُوٌّ عَلَیْہِ بھی سرکار ﷺ کا اسم گرامی ہے، جس پر قرآن مجید کی تلاوت کی جائے چنانچہ جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے ساتھ قران مجید کا دور کیا کرتے۔

✤ سَیِّدُنَا مُتَمَکِّنٌ ﷺ: خانہ کعبہ شریف جب پہلی مرتبہ شہید ہوا تو اس میں ایک پتھر پہ لکھا تھا عبدی المنتخب المتمکن المنیب المختار میرا منتخب بندہ قدرت و رجوع والا اور پسندیدہ (محمد ﷺ) ایسا متمکن کہ ما زاغ البصر وما طغی ۔ (النجم:۱۷) دیدار خداوندی کے وقت بھی، آنکھ نہ کج ہوئی اور نہ ہی سرکش جبکہ دوسری طرف حالت یہ ہے کہ وخر موسیٰ صعقًا (الاعراف: ۱۴۳)

فرق مطلوب و طالب میں دیکھے کوئی قصہ طور و معراج سمجھے کوئی
کوئی بے ہوش جلووں میں گم ہے کوئی کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

✤ سَیِّدُنَا مُتَمَّمٌ ﷺ: بصیغہ اسم مفعول، وہ ذات سراپا برکات جس کی صورت وسیرت دونوں کامل ہوں۔ ایک اسم پاک متمم لمکارم الاخلاق بصیغہ اسم فاعل ہے جیسا کہ حدیث میں ہے بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا (موطا امام مالک، السنن للبیہقی، المستدرک للحاکم، کنز العمال للمتقی)

✤ سَیِّدُنَا مُتَھَجِّدٌ ﷺ: قرآن پاک میں ہے و من اللیل فتھجد بہ

(الاسراء:۷۹) اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد ادا کیا کریں۔

✤ سَیِّدُنَا مُتَوَکِّلٌ ﷺ: قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے و توکل علی الحی الذی لا یموت (الفرقان: ۵۸) اور اس زندہ ہستی پر بھروسہ کریں جس کو موت نہ آئے گی۔

✤ سَیِّدُنَا مَتِیْنٌ ﷺ: حضرت ابوالفتح ابن سید الناس اور علامہ بلقینی رحمتہ اللہ علیہما نے یہ نام ذکر کیا اس کا معنی ہے مضبوط رسی۔ یہ اسماء حسنیٰ میں سے ہے جس کا معنی ہو گا طاقتور، سلطنت کا مالک، جل جلالہ، ﷺ

✤ سَیِّدُنَا مُثَبِّتٌ ﷺ: قرآنِ پاک میں ہے: لنثبت به فؤادك . و لو لا ان ثبتناك۔ اگر ہم آپ کو ثابت قدمی عطا نہ کرتے۔

✤ سَیِّدُنَا مُثَبَّتٌ ﷺ: امام سخاوری علیہ الرحمتہ نے اس کا ترجمہ کیا ہے "وہ ذات جس کو اس کی طلب عطا کی گئی ہو یا یہ کہ جس نے دین کی اتباع کی حضور علیہ السلام اس کو ثابت قدمی عطا فرماتے ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا مُجَادِلٌ ﷺ: ارشاد باری تعالیٰ ہے و جادلهم بالتی هی احسن۔ ان سے بہترین انداز میں جھگڑا کرو۔ (النحل: ۱۲۵)

✤ سَیِّدُنَا مُجَاهِدٌ ﷺ: ارشاد ہوتا ہے یا ایها النبی جاهد الکفار والمنفقین . (التوبہ: ۷۳) اے نبی ﷺ کفار و منافقین سے جہاد کیجئے۔

✤ سَیِّدُنَا مُجْتَهِدٌ ﷺ: اجتہاد سے ہے جو جھد سے ہے بمعنی طاقت' اطاعت میں کوشش کرنے والا، وہ ذات جس سے اجتہاد قائم ہو اور اجتہاد کیا ہے؟ مقصود امر کی طلب کے لئے اپنی طاقت صرف کر دینا۔

✤ سَیِّدُنَا مُجِیْبٌ ﷺ: اجاب سے ہے جواب دینے والا، حاجت روائی کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اسی لئے کہتے ہیں یا مجیب الدعوات۔

✤ سَیِّدُنَا مُجِیر ﷺ: اجار فعل ماضی سے اسم فاعل کا صیغہ جس کا معنی ہے جس نے اس سے مدد چاہی اس کو اس نے بچا لیا اور اس کی فریاد رسی کی۔

✤ سَیِّدُنَا مَجِیدٌ ﷺ: بڑے رتبے، برکت احسان والا، عظیم افعال والا یہ اسم پاک اسماء حسنیٰ میں شامل ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مَحَجَّۃٌ ﷺ: اس کا معنی ہے راستہ کا درمیان۔ حج کا معنی ہے قصد وارادہ۔ چونکہ لوگ حضور ﷺ کی طرف آنے کا قصد کرتے ہیں اس لئے آپ ﷺ کا یہ نام ہوا۔

✤ سَیِّدُنَا مُحَرِّضٌ ﷺ: قرآن مجید میں ہے یا ایہا النبی حرض المومنین علی القتال۔ (الانفال: ۶۵) اے غیب کی خبریں دینے والے ایمان والوں کو جہاد کا شوق دلائیے تو محرض کا معنی ہے جہاد وقتال یا عبادت کا شوق دلانے والا یعنی ان پر برانگیختہ کرنے والا۔

✤ سَیِّدُنَا مُحَرِّمٌ لِلظُّلْمِ ﷺ: ظلم کا معنی حق سے تجاوز کرنا تو محرم للظلم کا معنی ہوا ظلم کو حرام کرنے والا۔

✤ سَیِّدُنَا مَحْفُوظٌ ﷺ: اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو شیطان اور اس کی تمام قوتوں سے اپنی حفاظت میں رکھا ہے اس لئے آپ ﷺ محفوظ ہیں بلکہ آپ کے غلاموں کی یہ شان ہے کہ حضرت عمر کو حضور ﷺ نے فرمایا ما لقیک الشیطان قط سالکا فجا الا سلک فجا غیرہ۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۶۵ کتاب بدء الخلق ۳۲۹۴)

شیطان جب کبھی بھی تمہیں راستہ چلتے ہوئے ملے گا تو اس راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے پہ چلنے لگے گا۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

✤ سَیِّدُنَا مُحَکِّمٌ ﷺ: حاکم، فیصلہ کرنے والا لقولہ تعالیٰ فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم (النساء: ۶۵)

✤ سَیِّدُنَا مَحِیدٌ ﷺ: عربی محاورے حاد عن الشیء (اس نے شیء سے اعراض کیا) سے ماخوذ ہے کیونکہ حضور علیہ السلام باطل سے اعراض فرمانے والے ہیں یا یہ اسم احاد سے ہے بمعنی ہٹا دینا۔ چونکہ آپ ﷺ امت کو غلط راستے سے ہٹا کر صراط مستقیم کی راہنمائی کرتے ہیں و انك لتهدی الی صراط مستقیم

✤ سَیِّدُنَا مُخْبِت ﷺ: علامہ سخاوی نے اس اسم کا ذکر کیا ہے۔ قرآن پاک سورہ حج میں ہے و بشرا لمخبتین اور بشارت دیجئے عاجزی اختیار کرنے والوں کو۔

✤ سَیِّدُنَا مُخْبِر ﷺ: خبر دینے والا، اور ہر خبر دینے والا نبی نہیں ہوتا بلکہ نبی وہ ہوتا ہے کہ بیٹھا فرش پہ ہو تو خبر عرش کی دیتا ہے۔ قرب قیامت اور قیامت کے بعد کی۔

مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں

✤ سَیِّدُنَا مُخْتَص ﷺ: اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو اپنی ذات کے لئے خاص فرما لیا اور ساری مخلوق پہ آپ ﷺ کو ترجیح دی۔ یا یہ اسم فاعل کے معنی میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے لئے اپنے رب کی عبادت کو لازم کر لیا اور اس کی محبت اور قرب کو ترجیح دی ہے۔ اس طرح (بصیغہ اسم فاعل) یہ نام پاک اللہ تعالیٰ کے لئے بھی ہو سکتا ہے۔ مختص بالقرآن بھی حضور علیہ السلام کا اسم پاک ہے عربی محاورہ ہے اختصه الله بکذا (اللہ تعالیٰ نے اسے اس چیز کے ساتھ خاص کر لیا) تو اللہ تعالیٰ نے سب سے اعلیٰ نبی کو سب سے اعلیٰ کتاب عطا فرمائی۔ اس طرح مختص بآی لا ینقطع (ایسی نشانیوں کے ساتھ مخصوص کیے گئے جو کبھی ختم نہیں ہوں گی) بھی سرکار علیہ السلام کا اسم پاک ہے جو آپ ﷺ کے معجزات کے دوام و استمرار پہ دلالت کر رہا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مُخَتَّم ﷺ: یہ تختم سے ہے جس کا معنی ہے مہر لگانا اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی نبوت بھی خاتم النبیین ہونے کی مہر لگا دی۔

جو ختم نبوت کا طرفدار نہیں ہے ۔۔۔ لاریب وہ جنت کا سزاوار نہیں ہے
خاموش رہے سن کے جو اسلام کی توہین ۔۔۔ بے شرم ہے بزدل ہے وہ خوددار نہیں ہے

✤ سَیِّدُنَا مَخْصُوْصٌ بِالْعِزِّ ﷺ: وہ ذات جس کو خصوصی عزت کا تاج عطا فرمایا گیا

✤ سَیِّدُنَا مَخْصُوْصٌ بِالْمَجْدِ ﷺ: وہ ہستی جس کو خصوصی شرافت سے نوازا گیا۔

✤ سَیِّدُنَا مِخْصَمٌ ﷺ: بروزن منبر کا معنی ہے سردار، شرافت والا، صاحب عظمت و بلند رتبہ۔

✤ سَیِّدُنَا مُخْلِصٌ ﷺ: ارشاد باری تعالیٰ ہے قل اللہ اعبد مخلصا له الدین (الزمر: ۱۴) آپ فرما دیجئے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں اپنے دین کو اسی کے لئے خالص کرتے ہوئے، مخلص وہ ہے جو عبادت میں ایسا سچا ہو کہ ریا کاری و دکھاوے کو ذرہ بھر بھی اس میں دخل نہ ہو۔

✤ سَیِّدُنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ ﷺ: حدیث شریف میں ہے انا مدینة العلم و علی بابها۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ (المستدرك للحاکم ۱۲۶/۳)

✤ سَیِّدُنَا مِرْءٌ ﷺ: میم پہ تینوں حرکات آ سکتی ہیں۔ معنی اس کا یہ ہے کامل مروت والا مرد۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مروّت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ظاہری: حکومت وریاست،

(۲) باطنی: پاکدامنی۔ حضرت زہیر بن صرد نے سرکار کی بارگاہ میں اس اسم پاک کے حوالے سے یوں نذرانہ محبت پیش کیا

امنن علی رسول اللہ فی کرم　　فانك المرء نرجوه و ندخر

یارسول اللہ مجھ پہ احسان در احسان فرمائیں کیونکہ آپ کی ذات ایسی ہے کہ ہم اس کی امید رکھتے ہیں اور ضرورت کے لئے محفوظ رکھتے ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا مُرْتَجٰی ﷺ: جس ہستی سے امید کی جا سکے۔

نگاہِ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں　　لئے ہوئے تو دل بے قرار ہم بھی ہیں

✤ سَیِّدُنَا مُرَتِّل ﷺ: ارشاد باری تعالیٰ ہے ورتل القران ترتیلا (المزمل) اور قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر (خوش اسلوبی اور مخارج وصفات، تلفظ و ادائیگی کا خوب خیال رکھ کر) پڑھا کریں۔

✤ سَیِّدُنَا مَرْحُوْم ﷺ: رحم سے اسم مفعول کا صیغہ ہے جس پہ اللہ کی طرف سے رحمت کی جائے۔ اس حوالہ سے مرحمۃ بھی سرکار ﷺ کا اسم گرامی ہے، آپ ﷺ کا اپنا فرمان ہے جو امام ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔

بعثت مرحمة و ملحمة و لم ابعث تاجرا و لا زارعا

مجھے رحمت والا اور معرکوں (جہاد) والا بنا کر بھیجا گیا اور تاجر و کسان بنا کر نہیں بھیجا گیا۔

✤ سَیِّدُنَا مُرْسَل ﷺ: ارشاد باری تعالیٰ ہے و یقول الذین کفروا لست مرسلا (الرعد: ۴۳) اور کافر کہتے ہیں کہ آپ مرسل (رسول) نہیں۔ مرسل اور رسول میں فرق یہ ہے کہ مرسل میں پے در پے ارسال کا تقاضا نہیں ہوتا بلکہ کبھی تو ایک دفعہ ہی ارسال ہوتا ہے اور رسول میں اس کا تقاضا ہوتا ہے یہ اسم پاک قاضی عیاض اور ابن دحیہ نے بیان فرمایا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مُرْشِد ﷺ: صراط مستقیم کی طرف راہنمائی فرمانے والا

✤ سَیِّدُنَا مَرْغَمَة ﷺ: صحاح میں ہے بعثت مرغمۃ، مجھے کفر کو ذلیل کرنے کے لئے بھیجا گیا، کہا جاتا ہے رغم انف فلان۔ فلاں کی ناک خاک آلود ہو یعنی ذلیل ہو۔

✤ سَیِّدُنَا مُرَغِّب ﷺ: حضرت زید بن علی علیہ الرحمۃ نے اس اسم پاک کا [illegible] اس آیت سے فرمایا ہے والی ربك فارغب اور اپنے رب کی طرف رغبت [illegible] کیجئے۔

✤ سَیِّدُنَا مُزَکِّی ﷺ: امام سیوطی علیہ الرحمتہ نے بیان فرمایا: قرآن پاک میں ہے و یزکیھم وہ ان کو پاک فرماتے ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا مُزَمْزَمٌ ﷺ: وہ ہستی جس کا قلب اطہر زم زم شریف کے ساتھ دھویا گیا، اسے علامہ بلقینی نے بیان فرمایا

✤ سَیِّدُنَا مُزِیْلُ الْغُمَّةِ ﷺ: حضور علیہ السلام نے یقین کے نور کے ساتھ شک کی تاریکیوں کو کھول دیا اور غفلت کے حجابات اُٹھا دیئے۔

✤ سَیِّدُنَا مُسَبِّحٌ ﷺ: اللہ تعالیٰ کی پاکی بولنے والے،

✤ سَیِّدُنَا مُسْتَجِیْبٌ ﷺ: حضور علیہ السلام کی اطاعت ہم پر واجب ہے، جب آپ ہمیں بلائیں تو ہمارے اوپر جواب دینا لازم ہے اگرچہ ہم نماز میں ہی کیوں نہ ہوں اور اس سے ہماری نماز باطل نہ ہوگی۔

✤ سَیِّدُنَا مُسْتَعِیْذٌ ﷺ: ارشادِ باری تعالیٰ ہے فاذا قرأت القراٰن فاستعذ باللہ ۔ (النحل: ۹۸) یہ اسم پاک امام سیوطی علیہ الرحمتہ نے بیان فرمایا۔

✤ سَیِّدُنَا مُسْتَغْفِرٌ مِنْ غَیْرِ مَاثَمٍ ﷺ: وہ ذات جو بغیر گناہ کے استغفار کرنے والی ہے اور اس کثرت سے کہ ایک ایک مجلس میں سو سو مرتبہ (حدیث) فسبح بحمد ربك و استغفره (القرآن)

✤ سَیِّدُنَا مُسْتَغْنِیْ ﷺ: اسم پاک غنی کے ضمن میں گذر چکا۔

✤ سَیِّدُنَا مُسْتَقِیْمٌ ﷺ: امام حسن بصری اور ابن العالیہ رحمتہ اللہ علیہما کے مطابق اهدنا الصراط المستقیم۔ سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات ہے قرآن پاک میں ہے فاستقم کما امرت (هود: ۱۱۲)

✤ سَیِّدُنَا مُسَدِّدٌ ﷺ: امام سیوطی علیہ الرحمتہ نے حضرت شعیا علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد (جسے امام ابن ابی حاتم علیہ الرحمتہ نے حضرت وہب علیہ الرحمتہ سے روایت کیا) یہ نام پاک اخذ فرمایا ہے اسدده لکل جمیل ۔ میں ہر نیکی کے لئے اسے

مضبوطی عطا فرماؤں گا

✤ سَیِّدُنَا مُسْرٰی بِہٖ ﷺ: وہ ذات جس کو رات کے تھوڑے سے حصے میں مکان سے لامکان تک سیر کرائی گئی۔

اُٹھے بیت الحرام سے اور خدا کے نور تک پہنچے

✤ سَیِّدُنَا مَسْعُوْد ﷺ: امام ابن دحیہ اور علامہ بلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔ وہ ذات جس کو اللہ تعالیٰ نے نیک بخت فرما دیا

✤ سَیِّدُنَا مُسَلِّم ﷺ: کسی اعتراض کے بغیر معاملات کو سونپ دینے والا، تمام امور میں اللہ تعالیٰ پہ بھروسہ کرنے والا۔

✤ سَیِّدُنَا مَسِیْح ﷺ: یونانی زبان میں اس کا معنی ہے بابرکت یا فعیل بمعنی فاعل عربی کا لفظ ہے۔ جس کا معنی ہے جو بیماری کے مقام کو چھو کر تندرست کر دے یا وہ شخص جس کے قدموں کے تلووں میں کوئی جگہ زمین سے اُٹھی ہوئی نہ ہو۔ اس لفظ کے معنیٰ میں بہت اقوال ہیں ان میں سے دس اقوال حضور علیہ السلام کی ذات کے لئے مناسب ہیں۔

(۱) جس بیمار کو چھوتے تھے وہ تندرست ہو جاتا تھا۔ نبی کریم ﷺ کا یہی حال تھا جیسا کہ معجزات نبویہ میں مذکور ہے۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چہرۂ اقدس کے حسن و جمال کے باعث آپ علیہ السلام کو مسیح کہا جاتا ہے۔ مسیح کا لغوی معنیٰ ''جمیل'' بھی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے حسن کے کمال کا یہ عالم تھا کہ کوئی اور اس درجے کے قریب بھی نہ تھا۔ حسن نبوی میں اس کا بیان مذکور ہے۔

(۳) اس کا معنی ہے: کثیر الجماع۔ عربی میں کہتے ہیں: مسحھا اس کا معنی ہے ''اس نے اس عورت سے جماع کیا'' اسے امام ابن فارس نے بیان کیا ہے۔

(۴) دوست، اسے امام صمعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

(۵) مسیح کا معنی ہے "چاندی کا ٹکڑا" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس لئے اس نام سے موسوم کیا گیا کہ آپ علیہ السلام کی رنگت سفید سرخی مائل تھی۔ نبی اکرم ﷺ کا رنگ بھی ایسا ہی تھا جیسا کہ آپ ﷺ کی رنگت کے باب میں مذکور ہے۔

(۶) مسیح کا معنی ہے "تلوار" اسے علامہ مطرز نے بیان کیا ہے۔ حضور ﷺ دنیا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی تلوار ہیں اس لئے اس معنی کی مناسبت واضح ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

(۷) اس کا معنی ہے "زمین پر سفر کرنے والا۔ اسے قطع کرنے والا" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کبھی شام میں ہوتے تو کبھی مصر میں تشریف لاتے اور ان دونوں کے علاوہ کسی اور جگہ تشریف لے جاتے اور حضور سرورِ کائنات ﷺ نے ساتوں آسمانوں کی مسافت کو قطع کر لیا۔

(۸) اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

(۹) حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برکت کے لئے چھوا تھا۔ ان دو وجوہات کو امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے۔

(۱۰) آپ ﷺ کی ولادت کے وقت آپ ﷺ کے جسم اقدس پر تیل ملا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت اس حال میں ہوئی کہ آپ ﷺ ناف بریدہ اور ختنہ شدہ تھے۔ آپ ﷺ کی پرورش فرمانے والی خاتون حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ صبح کو اٹھتے تو بالوں میں تیل لگا ہوا ہوتا اور کنگھی کی ہوئی ہوتی جبکہ دوسرے بچوں کے بال بکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

امام ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میرا گمان یہ ہے کہ مسیح دراصل مشیح شین کے ساتھ تھا جب اس کو عربی میں منتقل کیا تو یہ صورت بن گئی۔

ماہِ معین چیست خاکِ پائے محمد ‌ ‌ ‌ جبلِ متین رقبۂ ولائے محمد

خلقتِ عالم برائے نوعِ بشر شد ‌ ‌ ‌ خلقتِ نوعِ بشر برائے محمد

سودہ ہمہ قدسیاں جبین ارادت　　برتہ تعلین عرش سائے محمد

عروہ وثقے بہ بست دین و دلم را　　ریشۂ از گوشۂ ردائے محمد

جانِ گرامی دریغ نیست زِ عشقش　　جانِ من و سرچو من فدائے محمد

جانِ محمد دروں خلوت جانست　　نیست مرا دیگرے بجائے محمد

(جامی)

✤ سَیِّدُنَا مُشَاوِر ﷺ: قرآن مجید میں ہے و شاورھم فی الامر (ال عمران: ۱۵۹) اور معاملہ میں ان سے مشورہ کیجئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو حضور علیہ السلام سے زیادہ مشورہ کرنے والا نہیں دیکھا۔

✤ سَیِّدُنَا مُشَذَّب ﷺ: علامہ بلقینی علیہ الرحمتہ نے یہ نام پاک بیان فرمایا ہے اور اس کا معنی ہے ''قدرے لمبے لیکن معتدل قد والا''

✤ سَیِّدُنَا مُشَرِّد ﷺ: ارشاد باری تعالیٰ ہے فشرد بھم من خلفھم (الانفال: ۵۷) ان کے ذریعے ان کے پیچھے سے آنے والے دشمنوں کو بھگا دیجئے یعنی جنگ میں دشمنوں کو بھگانے والے۔

✤ سَیِّدُنَا مُشَقَّح ﷺ: علامہ ابن دحیہ فرماتے ہیں یہ اسم پاک اسم محمد ﷺ کے وزن پہ ہے اور اس کا ہم معنی ہے کیونکہ شقح کا لغوی معنی حمد ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مَشْهُوْد ﷺ: وہ ہستی جو اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی پر گواہ بنائے اور لوگوں کو حاضر کرے، ارشاد باری تعالیٰ ہے وشاھد و مشھود (البروج، ۳) قسم ہے شاہد اور مشہود کی۔ حضور علیہ السلام ایسے مشہود ہیں کہ خدا تعالیٰ خود اور تمام انبیاء اور مرسلین آپ کے گواہ ہیں قرآن پاک میں ہے و اذا اخذ اللہ میثاق النبین ..... و انا معکم من الشاھدین

✤ سَیِّدُنَا مُشِیح ﷺ: ظاہر سینہ والی ذات جس کا سینہ نہ تو بہت آگے کو نکلا ہوا ہو اور نہ ہی پیچھے کی طرف پچکا ہوا ہو۔ قاضی عیاض علیہ الرحمتہ نے میم کے فتح کے

ساتھ ترجمہ کیا ہے چوڑے سینے والے۔

✤ سَیِّدُنَا مُشِیْر ﷺ: نصیحت فرمانے والے اور اپنی نصیحتوں میں مخلص۔ عربی میں کہتے ہیں "اشار علیہ" اس نے اس کو نصیحت کی اور اس کے لئے درستی کو واضح کیا۔

✤ سَیِّدُنَا مُصَافِح ﷺ: یہ مصافحہ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا ہمارے آقا علیہ السلام کی اجماعی سنت ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مُصَارِع ﷺ: وہ ذات جو اپنی قوت کے باعث لوگوں کو گرا دے (ان پہ غالب آ جائے) یہ صرح سے ہے جس کا معنی ہے گرا دینا حضور علیہ السلام نے ابوالاشد جمحی کو گرا دیا جو اتنی طاقت رکھتا تھا کہ گائے کے چمڑے پہ کھڑا ہو جاتا اور دس آدمی اس چمڑے کو کھینچتے، چمڑہ پھٹ جاتا لیکن اس کو چمڑے سے ہٹایا نہ جا سکتا۔

✤ سَیِّدُنَا مِصْبَاح ﷺ: اس کا معنی چراغ بھی ہے اور ستاروں کا ایک نام بھی ہے حضور علیہ السلام کی نورانیت کے باعث آفاق منور ہو گئے۔

✤ سَیِّدُنَا مُصَحِّحُ الْحَسَنَاتِ ﷺ: اس نام پاک کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ پہ ایمان لانا نیکیوں کے درست ہونے کی شرط ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مُصْلِحٌ ﷺ: فساد کو زائل کر کے ہدایت کی راہ واضح کرنے والا

✤ سَیِّدُنَا مُصَلّٰی ﷺ: صلوٰۃ سے اسم مفعول کا صیغہ ہے "وہ ذات جس پر خدا بھی درود بھیجے اور ساری خدائی بھی۔ ﷺ"

✤ سَیِّدُنَا مَصُوْنٌ ﷺ: اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں محفوظ ذات۔

✤ سَیِّدُنَا مِضْخَم ﷺ: منبر کے وزن پہ بمعنی سردار، صاحب عظمت و شرافت اور بلند رتبہ۔

✤ سَیِّدُنَا مُضَرِیٌّ ﷺ: مضر حضور ﷺ کے اجداد کرام میں سے تھے ان کی طرف نسبت سے حضور علیہ السلام کو مضری کہا جاتا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مُضِیْئٌ ﷺ: حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی مدحت سرائی کرتے ہوئے کہا۔ نور یضیئی له فضل علی الشهب آپ ﷺ ایسی نور ہیں کہ شہابوں پہ فضیلت رکھتے ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا مُظَفَّرٌ ﷺ: امام سخاوی علیہ الرحمتہ نے یہ نام پاک ذکر فرمایا اس کا معنی ہے ''وہ ہستی جس کو دشمنوں پہ فتح عطا فرمائی گئی ہو''۔

✤ سَیِّدُنَا مَعْرُوْفٌ بِالْبِرِّ وَالْخَیْرِ وَالْاِحْسَانِ ﷺ: اللہ تعالیٰ کی مخلوق پہ نیکی واحسان کی بدولت معروف ذات۔

✤ سَیِّدُنَا مُعَزَّزٌ ﷺ: قرآن پاک میں ہے: وتعزروہ اوران کی عزت کرو نیز کہ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ ان کی آواز سے اونچی آواز بھی نہ کرو۔

✤ سَیِّدُنَا مُوَقَّرٌ ﷺ: ارشاد باری تعالیٰ ہے: و توقروہ اوران کی تعظیم کرو، آپ ﷺ کو جلیل مانو، تعظیم میں مبالغہ کرو، ان کے دین کی خوب خدمت کرو۔

✤ سَیِّدُنَا مَعْصُوْمٌ ﷺ: ارشاد باری تعالیٰ ہے و اللہ یعصمك من الناس (المائدہ: ٦٧) اور اللہ تعالیٰ ہی آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔

✤ سَیِّدُنَا مُعْطِیٌ ﷺ: عطاء سے اسم فاعل کا صیغہ ہے عطا فرمانے والی ذات اوراحسان کرنے والی ہستی۔ یہ نام اسماءِ حسنٰی میں بھی شامل ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مُعَظَّمٌ ﷺ: جلیل شان والے، بڑے غلبے والے، وہ ذات کہ ہر کوئی اس سے کمتر ہو اور وہ سب سے بہتر ہو۔ عظمت کے اس مقام پہ فائز ہستی کہ افہام اس کا تصور بھی نہ کرسکیں اور نہ اس کی حقیقت کو پاسکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یا ابابکر لم یعر فنی حقیقة غیر ربی۔ اے ابوبکر میری حقیقت میرے رب کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔

✤ سَیِّدُنَا مُعَقِّبٌ ﷺ: علامہ ... علیہ الرحمتہ نے یہ اسم پاک ذکر کیا

ہے۔تمام انبیاء کرام اور رسل عظام کے بعد میں آنے والے۔

✤ سَیِّدُنَا مُعَلِّم ﷺ: حضور علیہ السلام نے فرمایا انما بعثت معلما۔ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔معلم صدق ان یطیعوہ یھتدوا۔حضور علیہ السلام سچ سکھاتے ہیں اگر لوگ آپ کی اطاعت اختیار کر لیں تو وہ ہدایت حاصل کر لیں۔معلم امتہ بھی آپ ﷺ کا اسم گرامی ہے یعنی اپنی امت کو تعلیم دینے والے۔

✤ سَیِّدُنَا مُعَلَّم ﷺ: ارشاد باری تعالیٰ ہے و علمك ما لم تكن تعلم (النساء: ۱۱۳) اور ہم نے آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے۔

✤ سَیِّدُنَا مُعلِن ﷺ: ”علی الاعلان اللہ کی طرف دعوت دینے والے“ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ پہ درود شریف کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا المعلن الحق بالحق۔حق کو حق سے ظاہر فرمانے والے۔

✤ سَیِّدُنَا مُعَلّٰی ﷺ: تعلیة مصدر سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔بمعنی وہ ذات جس کو اوروں پہ برتری دی گئی ہو۔

✤ سَیِّدُنَا مُعَمَّم ﷺ: یہ اسم مبارک حضور ﷺ کا کتب سابقہ میں موجود ہے، علامہ بلقینی علیہ الرحمتہ نے اس کو بیان کیا ہے اور معنی اس کا ہے، ”عمامہ شریف والے“

✤ سَیِّدُنَا مُعِین ﷺ: ”کثرت سے تقویت و اعانت پہنچانے والی ذات“ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ”آپ تو نیکی کے کاموں پہ اعانت فرماتے ہیں“۔

✤ سَیِّدُنَا مُغرَم ﷺ: یہ غرام سے ہے بمعنی اللہ تعالیٰ کی محبوب ہستی۔کیونکہ غرام کا معنی ہے ”کسی چیز پہ فریفتہ ہو جانا اور اس کی فکر میں لگے رہنا“

✤ سَیِّدُنَا مَغنَم ﷺ: بروزن جعفر، اس کا معنی ہے غنیمت، ہر شیء میں سے بہتر حصہ۔

✤ سَیِّدُنَا مُغْنِیْ ﷺ: اغناء مصدر سے اسم فاعل ہے "احسان فرمانے والی اور مالدار کر دینے والی ذات" ارشاد باری تعالیٰ ہے و ما نقموا الا ان اغناهم الله و رسوله من فضله (التوبہ:۷۴) اوران کو یہی بات بری لگی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

✤ سَیِّدُنَا مِفْتَاحٌ ﷺ: وہ ذات اقدس وانور جو مشکلات کو کھول دیتی ہے یعنی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مشکلات کو حل فرما دیتا ہے مفتاح الجنة بھی حضور علیہ السلام کا اسم پاک ہے کیونکہ حضور ﷺ ہی کے لئے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا۔

✤ سَیِّدُنَا مُفَخَّمٌ ﷺ: بروزن معظم "وقار والی ذات" جس کی سینوں میں تعظیم اور آنکھوں میں ہیبت ہو، فخامت جسم مراد نہیں۔

✤ سَیِّدُنَا مِفْضَالٌ ﷺ: افضال مصدر سے مبالغہ کا صیغہ ہے بہت جود وسخاء والی ہستی۔ امام ابن دحیہ نے یہ نام پاک ذکر فرمایا ہے۔ مفضل بھی حضور علیہ السلام کا اسم پاک ہے وہ ہستی جس کو تمام جہانوں پہ فضیلت دی گئی۔

✤ سَیِّدُنَا مُفَلَّجٌ ﷺ: حسن و جمال میں اضافہ کے لئے جس کے دانتوں میں فراخی ہو۔ کہا جاتا ہے افلج الثنایا۔ جس کے سامنے والے دانت قدرے کشادہ ہوں کہ خوبصورت لگے۔

✤ سَیِّدُنَا مُفْلِحٌ ﷺ: فلاح سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی کامیاب و کامران۔ فلاح وفوز والا۔

✤ سَیِّدُنَا مُسْتَقِیْمٌ ﷺ: صراط مستقیم میں گذر چکا۔

✤ سَیِّدُنَا مُقْتَفِی ﷺ: حضرت شیخ ابوالفضل بن خطیب علیہ الرحمتہ نے اس اسم پاک کا ذکر کیا ہے، اس کا معنی ہے تمام انبیاء کرام علیہ السلام کے بعد میں آنے والا۔ یعنی خاتم الانبیاء ﷺ۔

✤ سَیِّدُنَا مُقَدَّسٌ ﷺ: ... ہوگا وہ ذات مقدس جو اپنی

پیروی کرنے والوں کو شرک کی نجاستوں سے پاک کرے۔ بفتح الدال معنیٰ ہوگا، جو ذات جو گناہوں سے پاک اور عیبوں سے بری ہو اخلاق مذموم اور اوصاف بد سے پاک (جیسے اللہ تعالیٰ کا ایک نام قدوس ہے یعنی وہ ذات جو نقائص اور حدوث کی علامت جیسی نا مناسب چیزوں سے پاک ہو۔)

✤ سَیِّدُنَا مُقَدَّمٌ ﷺ: اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو دوسرے نبیوں پہ مقام و مرتبہ میں تقدیم عطا فرمائی، امام بوصیری فرماتے ہیں

و قدمتك جميع الانبياء بها والرسل تقديم مخدوم على خدم

وہاں (مسجد اقصیٰ میں شب معراج) تمام انبیاء کرام اور رسل عظام نے آپ ﷺ کو اس طرح اپنے آگے کر لیا جس طرح مخدوم غلاموں سے آگے آگے ہوتا ہے یاد رہے، مقدم بکسر الدال بھی حضور علیہ السلام کا اسم گرامی ہے یعنی حضور علیہ السلام کی برکت سے آپ کی امت مقام و مرتبہ کے لحاظ سے تمام امتوں سے مقدم ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مُقْرِئٌ ﷺ: قرآن پڑھانے والے لقوله عليه السلام ان الله امرني ان اقراء عليك القرآن (مسلم شريف، ۲۰۴ د ۱۹۱۵، كتاب الفضائل)

(حضرت ابی بن کعب کو حضور علیہ السلام نے فرمایا) بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تیرے سامنے قرآن پڑھوں۔ یعنی تجھے قرآن پاک سکھاؤں۔

✤ سَیِّدُنَا مُقْسِطٌ ﷺ: اپنے حکم میں انصاف کرنے والا۔ ظالم سے مظلوم کے لئے انصاف لینے والا۔ یہ اسماء حسنیٰ میں سے ہے

✤ سَیِّدُنَا مُقَسِّمٌ ﷺ: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تقسیم فرمانے والے۔ قاسم کے تحت اس پہ بات ہو چکی۔

✤ سَیِّدُنَا مَقْصُوْصٌ عَلَيْهِ ﷺ: جس کے سامنے قصہ بیان کیا جائے لقوله تعالى نحن نقص عليك احسن القصيص (یوسف: ۳)

✤ سَیِّدُنَا مُقَفِّيْ ﷺ: اس کا وہی معنی ہے جو عاقب کا ہے یعنی وہ جس کے

بعد کوئی نبی نہ ہو یا اپنے سے پہلے نبیوں کی راہ چلنے والے۔ فبھداھم اقتدہ (القرآن) وانا المقفی امنتم او کذبتم ۔ (مسند احمد ۲۵/۶) میں مقفی ہوں تم ایمان لاؤ یا جھٹلاؤ۔

✤ سَیِّدُنَا مُقَوِّمٌ ﷺ: سیدھا، استقامت والا، سیدھا کرنے والا یا اقامت اختیار کرنے والا۔

✤ سَیِّدُنَا مُقِیْلُ الْعَثَرَات ِ ﷺ: بے سہاروں کا سہارا، لوگوں کی لغزشوں سے درگزر کرنے والی ذات۔

✤ سَیِّدُنَا مُقِیْمُ السُّنَّۃِ ﷺ: تورات و زبور میں یہ اسم گرامی ہے، طریقہ کو سیدھا کرنے والا یعنی اسلام کا اظہار کرنے والا۔

✤ سَیِّدُنَا مُکْتَفِیْ بِاللہِ ﷺ: وہ ذات جس نے اپنے تمام معاملات اللہ کے سپرد کر دیے ہیں اور ہر حالت میں اس پر بھروسہ کرتی ہو۔

✤ سَیِّدُنَا مُکَرَّمٌ ﷺ: سب سے زیادہ عزت و تکریم والے۔

✤ سَیِّدُنَا مُکْفِیٌّ ﷺ: وہ جس کا اللہ اس کو کافی ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مُکَلَّمٌ ﷺ: حدیث معراج میں ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ کا کلام سنا اس سے اس نام سے موسوم ہوئے۔ مگر آپ کو کلیم نہیں کہا گیا اس لئے کہ معنی کا اعتبار کبھی اشتقاق کے صحیح کرنے کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ اسم فاعل ہے تو اسم فاعل کا معنی وجوبی طور پر ایسی ذات ہوگی جس کے ساتھ وہ وصف قائم ہو جس سے اس کو مشتق کیا گیا اور کبھی کبھی معنی کا اعتبار ترجیح کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ کلیم (کلام کرنے والا یا جس سے کلام کیا گیا ہو) تو ایسی صورت میں ہر وہ ذات جس کے ساتھ وہ وصف قائم ہو اس کے لئے اس وصف سے اسم کا اشتقاق ضروری نہیں ہوتا۔

✤ سَیِّدُنَا مَکِیْنٌ ﷺ: عزت و عظمت والے، اپنے خالق کے ہاں مرتبے والے ذی قوۃ عند ذی العرش مکین (التکویر: ۲۰)

✤ سَیِّدُنَا مُلَاحِمِی ﷺ: اسی طرح ملحمة کا معنی اس سے پہلے گذر چکا کہ جہاد کرنے والا، گھمسان کی جنگوں اور معرکوں میں پامردی سے مقابلہ کرنے والا۔ انا النبی لا کذب ۔ انا ابن عبد المطلب

✤ سَیِّدُنَا ملاذ ﷺ: پناہ دینے والا فریاد رسی کرنے والا۔ جناب ابوطالب کا شعر ہے:

یلو ذبہ الهلاك من ال هاشم فهم عنده فی نعمة و فواضل

اور ہاشم سے اپنی ہلاکت کا سامان کرنے والے آپ ﷺ کی پناہ حاصل کرتے ہیں، اس طرح یہ سارا قبیلہ حضور علیہ السلام کے انعام واحسان کے زیر بار ہے

✤ سَیِّدُنَا مُلَبِّی ﷺ: یہ اسم پاک لبی یلبی تلبیة سے ہے تو ملبی کا معنی ہوا اطاعت واخلاص والا، قبولیت ومحبت والا۔

✤ سَیِّدُنَا مَلْجَأ ﷺ: اس کا وہی معنی ہے جو ملاذ کا ہے

✤ سَیِّدُنَا مُلَقَّی الْقُرْاٰنِ ﷺ: قرآن مجید حاصل کرنے والے و انك لتلقی القران من لدن حکیم علیم (النمل: ۶)

✤ سَیِّدُنَا مَلِیْك ﷺ: یہ نام مصطفیٰ بھی ہے اور اسماء حسنیٰ میں بھی شامل ہے اللہ تعالیٰ کے حق میں معنی یہ ہوگا وہ ذات جو ایجاد و اختراع پہ قادر ہے یا وہ ذات جو معاملات کو درست رکھنے والی اور تمام امور میں تصرف فرمانے والی ہے۔ اسی طرح مَلِكٌ بھی نام خدا جل وعلاء اور اسمِ مصطفیٰ ﷺ ہے حضور علیہ السلام کے لئے اس کا معنی ہوگا صاحب عزت وغلبہ، یا وہ ہستی جو لوگوں کی دیکھ بھال اور ان کے معاملات کا انتظام کرتی ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مَلِیْئٌ ﷺ: اللہ کی مدد سے اس کے ماسوا سے غنی یا وہ ذات جو اپنے حکم وفیصلے میں اچھی ہو۔

✤ سَیِّدُنَا مَمْنُوحٌ ﷺ: وہ ہستی جس کو اللہ نے ہر بھلائی عطا فرمائی ہو۔

✤ سَیِّدُنَا مَمْنُوع ﷺ: شیطان واعداء سے اپنی طاقت کے بل بوتے پہ محفوظ ذات، یا وہ ذات جسے اللہ نے دشمنوں سے بچایا ہو اور ہلاکت سے اس کی حفاظت فرمائی ہو۔

✤ سَیِّدُنَا مُنَادِی ﷺ: اللہ تعالیٰ یا اس کی توحید کی طرف بلانے والی ہستی لقولہ تعالیٰ ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان (اٰل عمران: ۱۹۳) اسی سے منادی بھی سرکار ﷺ کا اسم گرامی ہے، جس ذات کو اس کے خالق و مالک نے معراج کی رات جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے اپنی بارگاہ میں بلایا اور جبریل امین علیہ السلام نے زبان حال سے عرض کی

میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا　　تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا

مُنْتَجَبْ ﷺ: برگزیدہ ہستی اور عزت وعظمت والی ذات

✤ سَیِّدُنَا مُنْتَخَبْ ﷺ: اس کا بھی وہی معنی ہے جو منتجب کا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مُنْتَصِر ﷺ: خدا کی مخلوق کی مددگار ہستی۔

✤ سَیِّدُنَا مُنجِدْ ﷺ: اعانت و مدد کرنے والی ہستی، کہا جاتا ہے انجد جب وہ بلند ہو یا کسی کی مدد کرے۔

✤ سَیِّدُنَا مُنْحَمِنَّا ﷺ: یہ سریانی زبان کا لفظ ہے جس کا عربی ترجمہ محمد بنتا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مُنَزَّلٌ عَلَیْہِ ﷺ: جس ہستی پہ تیس پارے قرآن اتارا گیا۔

✤ سَیِّدُنَا مُنْصِفْ ﷺ: سب سے بڑھ کر عدل کرنے والی ذات۔

✤ سَیِّدُنَا مُنْقِذْ ﷺ: سختیوں کے بھنور سے نکالنے والے۔ حضرت حسان ﷺ نے حضور علیہ السلام کی تعریف میں یوں کہا۔

یدل علی الرحمن من یقتدی بہ　　و ینقذ من ہول الخزایا و یرشد

جو شخص حضور علیہ السلام کی اقتداء کرے آپ ﷺ اس کی اللہ تعالیٰ کی طرف

راہنمائی فرماتے ہیں اور رسوائیوں کے خوف سے بچاتے ہیں اور ہدایت عطا فرماتے ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا مِنَّةُ اللهِ ﷺ: اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ذات مصطفیٰ ﷺ لقد من الله علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا (ال عمران: ۱۶۴)

✤ سَیِّدُنَا مُھَاب ﷺ: وہ ہستی کہ جس کے عظیم غلبے کی وجہ سے لوگ اس سے خوف وہیبت میں ہوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں ایک مہینے کی مسافت پہ ہوتا ہوں تو میرا دشمن مجھ سے خوف زدہ ہو جاتا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مُھَاجِر ﷺ: ہمارے آقا علیہ السلام مکہ سے مدینہ ہجرت فرمانے والے۔

✤ سَیِّدُنَا مُھَذَّبٌ ﷺ: پاکیزہ اخلاق والا، کدورتوں سے خالی، تہذیب، تمدن سے مکمل طور پہ آشنا ذات۔

✤ سَیِّدُنَا مُھَیْمِنٌ ﷺ: اس کا معنی ہے نگہبان۔ قرآن مجید میں ہے: ومھیمنا علیه (المائدہ: ۴۸) اس سے مراد حضور علیہ السلام ہیں کہ حضور علیہ السلام قرآن مجید کے محافظ وامین ونگہبان ہیں، حضور علیہ السلام کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے بارے میں کہا۔

حتی احتوی بیتك المھیمن من جندف علیاء تحتھا النطق

اے نگہبانی فرمانے والے نبی آپ کی بزرگی نے تو خندف کے عالی مرتبت نسب کو بھی اپنی ذات میں جمع فرمالیا، وہ عالی مرتبت نسب آپ کی عظمت پہ کمر بند کی مانند ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مَوْرُوْدٌ حَوْضُهٗ ﷺ: وہ ذات کہ جس کے حوض کوثر پہ قیامت کے دن لوگ آئیں گے۔

✤ سَیِّدُنَا مُوْصَل ﷺ: علامہ بلقینی کے مطابق تورات میں یہ اسم پاک مذکور ہے جس کا معنی ہے وہ ذات جس پر رحم کیا گیا ہو۔

✤ سَیِّدُنَا مُؤْتِی جَوَامِعَ الْکَلِمِ ﷺ: وہ ذات جس کو جوامع الکلم عطا فرمائے گئے۔

✤ سَیِّدُنَا مُوْحٰی اِلَیْہِ ﷺ: مہبط وحی وسکینہ، نور سے معمور سینہ مسک سے بہتر پسینہ۔ یا نبی سلام علیک۔ وہ ذات جس پہ وحی کا نزول ہوتا ہو۔

✤ سَیِّدُنَا موذ موذ ﷺ: یہ نام پاک صحف ابراہیم میں ہے (عزفی)

✤ سَیِّدُنَا مَوْعِظَۃٌ ﷺ: وہ ذات جس سے پند و نصیحت حاصل کی جائے

✤ سَیِّدُنَا مُوَقَّرٌ ﷺ: صاحب حلم، بردباری و سنجیدگی کا پیکر اتم

✤ سَیِّدُنَا مُوْقِنٌ ﷺ: کامل علم و یقین والے مصطفیٰ ﷺ

✤ سَیِّدُنَا مِیْذ مِیْذ ﷺ: علامہ عزفی کے مطابق یہ اسم پاک تورات میں ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مِیْزَانٌ ﷺ: ارشاد باری تعالیٰ اللہ الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان (الشوری: ۱۷) ایک قول کے مطابق میزان سے مراد آپ ﷺ کی ذات ہے۔

✤ سَیِّدُنَا مُیَسِّرٌ ﷺ: حدیث شریف میں ہے ان اللہ بعثنی میسرا۔ (مسلم شریف) بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے آسانی پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا۔

✤ سَیِّدُنَا مُیَمَّمٌ ﷺ: جس کی طرف قصد و ارادہ کر کے مخلوق جائے عربی میں کہتے ہیں یَمَّمْتُكَ، اَمَمْتُكَ۔ میں نے تیرا ارادہ اور قصد کیا۔

ماہ فرو ماند از جمالِ محمد — سرو نباشد با عتدال محمد
قدرِ فلک را کمال و منزلے نیست — در نظر قدر باکمال محمد
وعدۂ دیدار ہر کسے بقیامت — لیلۂ اسریٰ شب وصال محمد
آدم و نوح و خلیل و موسیٰ و عیسیٰ — آمدہ مجموع در ظلال محمد
عرصۂ گیتی مجالِ ہمت او نیست — روزِ قیامت نگر بحال محمد
وآں ہمہ پیرایہ بستہ جنت فردوس — اوکہ قبولش کند بلال محمد

شمس و قمر بر زمینِ حشر نتابند — نور نتابد مگر جمالِ محمد

ہمچو زمین خواہد آسمان کہ بیفتد — باہدبد بوسہ بر نعللِ محمد

شاید اگر آفتاب و ماہ نتابند — پیش دو ابروے ہلالِ محمد

چشم مرا تا بخواب دید جمالش — خواب نمی گیرد از خیالِ محمد

سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی — عشق محمد بس است و آلِ محمد

(شیخ سعدی)

حرف النون:

✤ سَیِّدُنَا نَابِذٌ ﷺ: ڈالنے والا مراد ہے برابری کی بنیاد پہ معاہدہ کرنے والا۔ قرآن پاک میں ہے فانبذ الیهم علیٰ سواء (انفال: ۵۸)

✤ سَیِّدُنَا نَاجِزٌ ﷺ: وعدہ کو پورا فرمانے والا کہا جاتا ہے انجز الوعد، اس نے وعدہ وفا کردیا۔

✤ سَیِّدُنَا نَاسٌ ﷺ: قرآن پاک میں ہے ام یحسدون الناس علیٰ ما اتاھم اللہ من فضلہ (النساء: ۵) کیا وہ حسد کرتے ہیں لوگوں پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے لوگوں کو دیا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ناس'' سے مراد یہاں حضور علیہ السلام ہیں، امام ابن جریر نے بھی حضرت مجاہد سے ایسے ہی روایت کیا ہے یہ اس طرح ہی ہوگا کہ ان ابراھیم کان امۃ۔ ابراہیم علیہ السلام کو پوری امت قرار دیا کہ انہوں نے پوری امت کا سا کام کیا یا پوری ایک امت کی بھلائیاں ان میں موجود تھیں۔ اس کو کہتے ہیں تسمیتہ الخاص باسم العام۔

✤ سَیِّدُنَا نَاسِخٌ ﷺ: حضور علیہ السلام تشریف لائے تو پہلی تمام شریعتوں کو منسوخ فرمادیا اب قیام تک صرف قرآن چلے گا، صاحب قرآن کا نظام چلے گا اور دین اسلام کا جھنڈا لہرائے گا۔

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے — پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی ﷺ

✤ سَیِّدُنَا نَاسِكٌ ﷺ: نسک بمعنی عبادت سے اسم فاعل کا صیغہ ہے یعنی عبادت کرنے والا، اتنی زیادہ کہ پاؤں مبارک پہ ورم آ جائے۔

✤ سَیِّدُنَا نَاشِرٌ ﷺ: کسی چیز کو لپیٹنے کے بعد اس کو کھولنے والی ذات حضور علیہ السلام نے چھپے ہوئے احکام کو ظاہر فرمایا اور اسلام کو چار دانگ عالم میں پھیلایا کہ

کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

✤ سَیِّدُنَا نَاصِبٌ ﷺ: دین اسلام کو قائم کرنے والی ہستی عربی میں کہا جاتا ہے نصبت الشیء میں نے شی ءکو قائم کر دیا۔ یہ اسم مبارک اس آیت سے بھی ماخوذ ہوسکتا ہے فاذا فرغت فانصب جب نماز سے فارغ ہو چکو تو دعا و عاجزی میں خوب محنت کرو۔

✤ سَیِّدُنَا نَاضِرٌ ﷺ: یہ اسم پاک نضارت سے ہے حسن و جمال اور فضل و کمال والا پُر رونق چہرے والا۔

✤ سَیِّدُنَا نَاظِرٌ مِّنْ خَلْفِهٖ وہ ذات کہ جس طرح آگے دیکھے اسی طرح پیچھے بھی دیکھنے والی ہو جیسا کہ حضور علیہ السلام نے صحیح احادیث میں اپنے بارے خود فرمایا

✤ سَیِّدُنَا نَجْمٌ ﷺ: قرآن پاک کی آیت و النجم قسم ہے ستارے کی امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات ہے اور اذا ھوی سے مراد شب معراج آپ ﷺ کا عالم بالا کی طرف جانا ہے۔ اسی طرح النجم الثاقب روشن ستارہ کی تفسیر بھی امام سلمی نے ذات پاک مصطفیٰ ﷺ مراد سے کی ہے۔

✤ سَیِّدُنَا نَجِیْبٌ ﷺ: معزز و اچھے نسب والا، چنا ہوا، پسندیدہ۔

✤ سَیِّدُنَا نَجِیْدٌ ﷺ: ایسے کٹھن مراحل طے کرنے والا جس سے دوسرا عاجز آ جائے، راہنما اور ماہر کو بھی نجید کہا جاتا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا نَجِیُّ اللّٰهِ تَعَالٰی ﷺ: سرگوشی کرنے والا جیسا کہ قرآن پاک میں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے و قربناہ نجیا (مریم: ۵۲) اور برادران یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہے خلصوا نجیا (یوسف: ۸۰) اس کا اطلاق واحد جمع دونوں پہ ہوتا ہے۔

✤ سَیِّدُنَا نَدْبٌ ﷺ: علامہ بلقینی نے ذکر فرمایا ہے اور اس کا معنی ہے دانا، تیز فہم والا۔

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

✤ سَیِّدُنَا نَسِیْبٌ ﷺ: مشہور ومعروف نسب والی ہستی۔

سارے اونچوں سے اونچا سمجھیے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی ﷺ

✤ سَیِّدُنَا نِعْمَۃٌ ﷺ: اس کا معنی ہے اچھی حالت۔ اس طرح نعمة الله میں حضور علیہ السلام کا اسم پاک بیان کیا گیا ہے چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے الذین بدلوا نعمة الله کفرا۔ اسی طرح ابن جریر نے امام ابن ابی حاتم سے، انہوں نے امام سدی سے نقل کیا کہ یعرفون نعمة الله ثم ینکرونها (النحل: ۸۳) سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات ہے۔

✤ سَیِّدُنَا نَقِیٌّ ﷺ: وہ ذات جو میل کچیل سے صاف اور پلیدیوں سے پاک ہو۔

✤ سَیِّدُنَا نَقِیْبٌ ﷺ: قوم کا گواہ، امین، ذمہ دار، کفالت کرنے والا۔ حضرت ابو امامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو قبیلہ بنی بخار نے عرض کی یا رسول اللہ ان کی جگہ ہمارے لئے کسی کو نقیب مقرر فرما دیں۔ فرمایا انتم اخوالی و انا نقیبکم۔ تم میرے ننہیال ہو اور میں تمہارا نقیب (سردار) ہوں۔

آنکھیں جو خدا دے تو ۔۔۔ رہبر، گفتار محمد

اے کاش مری قسمت خفتہ کبھی جاگے — اے کاش ملے خواب میں دیدارِ محمد
سودائے محبت کی جنہیں ملتی ہے دولت — سر بیچ کے ہوتے ہیں خریدارِ محمد
قید وہ ہے جو عشقِ محمد سے ہے آزاد — آزاد وہ ہے جو ہے گرفتار محمد
حافظ کی دُعا تجھ سے ہے اے شافیٔ مطلق — جیتا رہوں جب تک رہوں بیمار محمد

(حافظ پیلی بھیتی)

حرف الواوَ:

✤ سَیِّدُنَا وَاجِدٌ ﷺ: غنی ہونا، اس کا معنیٰ عالم بھی بیان کیا گیا ہے، یہ اسم پاک اسماءِ حسنیٰ میں سے بھی ہے۔

✤ سَیِّدُنَا وَاسِطٌ ﷺ: واسط اس موتی کو کہتے ہیں جو ہار کے درمیان ہو اور درمیان والی چیز ہی افضل ہوتی ہے جیسا کہ تمام امتوں میں امت وسطیٰ افضل ترین ہے تو تمام نبیوں میں سَیِّدُنَا وَاسِطٌ ﷺ افضل واعلیٰ ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا وَاعِدٌ ﷺ: بھلائی اور نیکی کا وعدہ کرنے والی ذات،

✤ سَیِّدُنَا وَاسِعٌ ﷺ: جود وعطا کرنے والا کثرت کے ساتھ دینے والا یہ اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔

✤ سَیِّدُنَا وَاضِعٌ ﷺ: قرآن پاک میں ہے: ویضع عنھم اصرھم (الاعراف: ۱۵۷) اور وہ (نبی علیہ السلام) ان کے بوجھ اتارتے ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا وَافِیٌ ﷺ: حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی۔

واف و ماض شھاب یستضاء بہ — بدر انار علی کل الاناجیل

آپ ﷺ باکمال ہیں اپنے ارادوں کو پورا کرنے والے ہیں، ایک ایسا شہاب ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، چودھویں رات کا بدر تمام ہیں جو ہر ایک پر چمکنے لگا۔

✤ سَیِّدُنَا ... ہت ومرتبہ والی ہستی۔

✤ سَیِّدُنَا وَسِیْمٌ ﷺ: حسین چہرے والے خوبصورت

✤ سَیِّدُنَا وَسِیْلَةٌ ﷺ: حضور ﷺ مخلوق کے لئے پروردگار عالم تک رسائی کا وسیلہ ہیں۔

✤ سَیِّدُنَا وَصِیٌّ ﷺ: جس کے بارے میں کوئی خاص ہدایت دی گئی ہو کسی کے بعد معاملہ کی نگرانی کرنے والا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کے بارے میں خاص ہدایات دیں اوران کے بعد حضور علیہ السلام دین کے معاملہ کے منتظم قرار پائے۔

✤ سَیِّدُنَا وَفِیٌّ ﷺ: وفاء سے ہے بمعنی کامل اخلاق اور مکمل صورت والی ذات۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں بھی شامل ہے۔

✤ سَیِّدُنَا وَهَّابٌ ﷺ: عوض کے بغیر مال خرچ کرنے کو ہبہ کہتے ہیں، اسی سے وھاب ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی وہاب ہے مطلب یہ ہے کہ وہ ذات جو استحقاق کے مطابق عطا فرمائے اور کثرت کے ساتھ خرچ کرنے سے اس کے خزانوں میں کمی واقع نہیں ہوتی۔

تہذیب عبادت ہے سراپائے محمد — تسلیم کی خوشبو چمن آرائے محمد
تنظیم خدا ساز تمنائے محمد — منشا جو خدا کا وہی منشائے محمد
جس دل میں ہے اللہ وہیں رہتے ہیں یہ بھی — اللہ جو کہتا ہے وہی کہتے ہیں یہ بھی
اللہ کی اطاعت ہے محمد کی اطاعت — قرآن کی دعوت ہے محمد کی اطاعت
وہ عدلِ منظم وہ طبیعت و محمد — وہ خلق معظم وہ شرافت وہ محمد
قرآنِ زبان طرّہ گفتار محمد — قرآن عمل منزلِ کردارِ محمد
محبوبِ خدا لطف و محبت کا عملدار — اخلاق ہمہ گیر کی وسعت کا عملدار
وہ پرچم احسان جو زمانے پہ کھلا ہے — رحمت کا وہ بادل جو برسنے پہ تلا ہے

(سید آل رضا)

حرف الھاء:

✤ سَیِّدُنَا ھَجُوْدٌ ﷺ: الگ تھلگ رہنے والا اور معبود حقیقی کی طاعت میں رات کو قیام کرنے والا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے و من اللیل فتھجد بہ (الاسراء: ۷۹) اور رات کے ایک حصے میں تہجد ادا کیجئے۔

✤ سَیِّدُنَا ھُدٰی ﷺ: حضور علیہ السلام نے فرمایا ان اللہ بعثنی رحمۃ للعالمین و ھدی للمؤمنین بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہانوں کے لئے رحمت اور اہل ایمان کے لئے سراپا ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔

(مسند احمد، ۲۶۸/۳، دلائل النبوۃ ابو نعیم ۵/۱)

یاد رہے: ھَدِیَّۃُ اللہِ بھی حضور علیہ السلام کا اسم گرامی ہے۔

✤ سَیِّدُنَا ھُمَامٌ ﷺ: علامہ بلقینی علیہ الرحمتہ نے اس کا ذکر فرمایا ہے اس کا معنی ہے باعظمت بادشاہ۔

✤ سَیِّدُنَا ھِمَّۃٌ ﷺ: اس کا معنی ہے آنے والے وقت میں کسی کام کے بارے میں کسی شخص کا فکر مند ہونے والا شخص۔

✤ سَیِّدُنَا ھَیْنٌ ﷺ: اس کو ھَیِّنٌ بروزن سید بھی پڑھا گیا ہے۔ اطمینان و وقار والی ذات۔

بازو درِ عرفاں کا ہے باب بازوئے محمد
زنجیر اُسی در کی ہے گیسوئے محمد

قوسین ہے تفسیر دو ابروئے محمد
کونین تہ ظِلِّ دو گیسوئے محمد

منظورِ نظر اس لئے ہے سیرِ گلستاں
شاید کہ کسی پھول میں ہو بوئے محمد

امت میں جو مشہور ہے منشورِ شفاعت
گیسوئے محمد ہے وہ گیسوئے محمد

کس طرح زبردست نہ ہو دستِ یدُ اللہ
بازو میں جو ہو قوتِ بازوئے محمد

سبطین محمد تھے اگر مصحفِ ناطق
قرآن کی تھی رحل دو زانوائے محمد

اصلا ... کبھی عرش ... اگر تکیہ پہلوئے محمد

چار آنکھیں کرے شیر فلک مجھ سے ہے کیا جا — سب جانتے ہیں میں ہوں سگِ کوئے محمد
صحبت کو ہے تاثیر امیر اس میں نہیں شک — اصحاب میں کس طرح نہ ہو خوئے محمد

(امیر مینائی)

حرف الیاء:

✤ سَیِّدُنَا یَثْرِبِی ﷺ: یثرب دور جاہلیت میں مدینہ شریف کا نام تھا، اب اس نام سے پکارنا منع ہے۔ اب تو مدینہ شریف کے بارے میں بہت سوچ سمجھ کر زبان کو حرکت دینی چاہیے کیونکہ

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر — نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

شرک کے بارے میں ایک جامع بات

قارئین کرام! نبی اکرم ﷺ کے اسماء گرامی پڑھ کر آپ نے اپنی آنکھوں میں نور اور دل میں سرور پیدا کیا، آپ نے دیکھا کہ بہت سارے ایسے نام ہیں جو اسماء الحسنٰی میں بھی شامل ہیں اور اسماء النبی ﷺ میں بھی، اس سے ان لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جانی چاہیے کہ جب ایک لفظ اللہ تعالیٰ اور بندے پہ بولا جائے تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ یہ شرک ہے اور وہ الفاظ کچھ یہ ہیں داتا، غریب نواز، حاجت روا، مشکل کشا، غوث اعظم وغیرہ چنانچہ اس پر باقاعدہ مناظرے ہوتے ہیں اور سو سو جلسوں کا اشتہار چھپتا ہے کہ ''داتا صرف اللہ'' اگرچہ ہم نے اپنی کتاب مسئلہ توحید و شرک میں اس طرح کی بے سروپا باتوں کا تسلی بخش جواب دے دیا ہے تاہم یہاں اتنی بات یاد رکھیں کہ مذکورہ نام نہ خدا کے ناموں میں شامل ہیں اور نہ ہی حضور علیہ السلام کے ناموں میں کیونکہ یہ الفاظ ہی فارسی ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کے تمام نام عربی میں ہے، اس میں شک نہیں کہ معنوی طور پر اللہ تعالیٰ پہ یہ الفاظ صادق آتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ داتا بھی ہے مشکل کشا بھی ہے حاجت روا بھی ہے وغیرہ، لیکن اللہ تعالیٰ کے توقیفی ناموں میں ان کا نام و نشان نہیں ہے تو جو نام اللہ تعالیٰ کے اسماء میں شامل نہیں اگر وہ اس کی مخلوق پہ بولے جائیں تو تم کہتے ہو شرک ہو گیا

حالانکہ ہم تمہیں دکھاتے ہیں کہ جو اللہ کے نام ہیں وہ اس کی مخلوق پہ بولے جاتے ہیں مگر شرک نہیں مثلاً اللہ تعالیٰ سمیع، بصیر، نور، غنی، علی، اکبر، مؤمن ہے اور یہ تمام نام اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو بھی عطا فرمائے ہیں چنانچہ ہر انسان کے بارے میں فرمایا: فجعلنٰہ سمیعًا بصیرًا ۔ (الدھر) حضور علیہ السلام رؤف ورحیم ہیں، حضرت ابوبکر صدیق، اکبر ہیں، حضرت عثمانؓ غنی ہیں، حضرت علی المرتضیٰ کا نام علی ہے اور اللہ بھی علی ہے، ہم سب مومن ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ بھی مومن ہے، المؤمن المھیمن (الحشر) تو جب یہ شرک نہیں تو وہ کیسے شرک ہو گیا۔ شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

بندۂ خدا! اس کو شرک نہیں بلکہ اشتراک لفظی کہتے ہیں کہ صرف لفظوں کی حد تک مطابقت پیدا ہو گئی ہے جبکہ حقیقت میں بندے کی کوئی صفت اللہ کی کسی صفت کی طرح نہیں ہے بندے کی تمام صفات حادث غیر مستقل، عطائی اور فانی ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اس کی ذاتی، مستقل، قدیم اور غیر فانی ہیں' تو پھر شرک کسی طرح ہو گیا؟ اللہ تعالیٰ نے اگر کچھ صلاحیت دے رکھی ہے تو عوام کے ذہنوں میں غلط فہمیاں پیدا کرنے کی بجائے مسئلہ کی صحیح صورتحال ان کے ذہن میں ڈالو، کیا ساری زندگی اسی طرح کی منفی سر گرمیوں میں ہی ضائع کر دو گے؟ ہوش میں آؤ اور دیکھو کس دور میں جا رہے ہو اپنے دین کا نہ خود مذاق اڑاؤ اور نہ کسی کو ان حماقتوں کی آڑ لے کر اڑانے دو۔ اب ذرا ایک جائزہ لیتے ہیں کہ کون کون سے وہ الفاظ ہیں جو اللہ پر بھی اس کی شان کے مطابق بولے جا سکتے ہیں اور رسول اللہ پر بھی۔ صرف نام ہی لکھے جا رہے ہیں تفصیل پہلے بیان ہو چکی۔

دل میں ہے خیالِ رخ نیک کوئے محمد ۔۔۔ اللہ کے گھر میں ہے بس بوئے محمد
کیا رنگ تصور ہے کہ ہر سانس سے مل کر ۔۔۔ آتی ہے ہوائے چمن کوئے محمد
آ جائے نظر راہ میں گر نقشِ کفِ پا ۔۔۔ آنکھوں سے چلوں میں طرف کوئے محمد
تولا ہے بہت جانچ کے اربابِ نظر نے ۔۔۔ ہیں شمس و قمر سنگ ترازوئے محمد

لے جائے اجل جان کی پروا نہیں مجھ کو | بے تار رگِ جاں مجھے ہر موئے محمد
دلبر ہے دل آرام ہے دلدار ہے وہ دل | جس دل میں ہے یاد رُخِ دلجوئے محمد
سینے سے لگاؤں میں امیر آنکھوں میں رکھوں | ہیں پھول مجھے خار و خس کوئے محمد

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مشترکہ نام

(۱)اَبَرٌّ، (۲)اَجْوَدُ، (۳)اَحَادُ، (۴)اَحَدٌ، (۵)اَحْسَنُ، (۶)اَصْدَقُ، (۷)اَطْیَبُ، (۸)اَعَزُّ، (۹)اَعْظَمُ، (۱۰)اَعْلٰی، (۱۱)اَکْرَمُ، (۱۲)اٰمِرٌ، (۱۳)نَاھِی، (۱۴)الٓمّٓ، (۱۵)الٓمّٓصٓ، (۱۶)اَوَّلُ، (۱۷)آخِرُ، (۱۸)بَدِیْعٌ، (۱۹)بَرٌّ، (۲۰)بُرْھَانٌ، (۲۱)جَبَّارٌ (۲۲)جَلِیْلٌ، (۲۳)حَاشِرٌ، (۲۴)حَافِظٌ، (۲۵)حَسِیْبٌ، (۲۶)حَفِیْظٌ، (۲۷)حَقٌّ، (۲۸)حَکَمٌ، (۲۹)حَکِیْمٌ، (۳۰)حَلِیْمٌ، (۳۱)حَمِیْدٌ، (۳۲)حٰمٓ، (۳۳)عٓسٓقٓ، (۳۴)حَیٌّ، (۳۵)حَیِیٌّ، (۳۶)خَافِضٌ، (۳۷)خَبِیْرٌ، (۳۸)خَلِیْلٌ، (۳۹)خَلِیْفَةٌ، (۴۰)خَیْرٌ، (۴۱) ذُوالْقُوَّةِ، (۴۲)رَافِعٌ، (۴۳)رَءُوْفٌ، (۴۴)رَحِیْمٌ، (۴۵) رَشِیْدٌ، (۴۶)رَفِیْقٌ، (۴۷)رَفِیْعُ الذِّکْرِ، (۴۸)رَقِیْبٌ، (۴۹)سَرِیْعٌ، (۵۰)سَلَامٌ، (۵۱)سَمِیْعٌ، (۵۲)سَیِّدٌ، (۵۳)شَارِعٌ، (۵۴) شَافٍ، (۵۵)شَاکِرٌ، (۵۶)شَکُوْرٌ، (۵۷)شَهِیْدٌ، (۵۸)صَاحِبٌ، (۵۹)صَادِقٌ، (۶۰)صَبُوْرٌ، (۶۱)طٰهٰ، (۶۲)طَیِّبٌ، (۶۳)ظَاھِرٌ، (۶۴)عَلِیْمٌ، (۶۵)عَدْلٌ، (۶۶)عَزِیْزٌ، (۶۷)عَظِیْمٌ، (۶۸)عَفُوٌّ، (۶۹)عَلِیٌّ، (۷۰)غَالِبٌ، (۷۱)غَفُوْرٌ، (۷۲)غَنِیٌّ، (۷۳)فَاتِحٌ، (۷۴)فَتَّاحٌ، (۷۵)قَرِیْبٌ، (۷۶)قَوِیٌّ، (۷۷)قَیِّمٌ، (۷۸)کَافِیْ، (۷۹)کَرِیْمٌ، (۸۰)کٓھٰیٰعٓصٓ، (۸۱)مُؤَیَّدٌ، (۸۲)مُؤْمِنٌ، (۸۳)مَاجِدٌ، (۸۴)مَانِعٌ، (۸۵)مُبَارَكٌ، (۸۶)مُبَرَّأٌ، (۸۷)مُبِیْحٌ، (۸۸)مُبِیْنٌ، (۸۹)مَتِیْنٌ، (۹۰)مُجِیْرٌ، (۹۱)مَجِیْدٌ،

(۹۲)مُجَلِّلٌ، (۹۳)مُحَرَّمٌ، (۹۴)مُطَاعٌ، (۹۵) مُعْطِيٌّ، (۹۶)مُغْنِيٌّ، (۹۷)مُقَدَّسٌ، (۹۸)مُقْسِطٌ، (۹۹)مَلِيْكٌ، (۱۰۰)مَلِكٌ، (۱۰۱)مُهَيْمِنٌ، (۱۰۲)مَوْلٰى، (۱۰۳)نَاصِرٌ، (۱۰۴) نَصِيْرٌ، (۱۰۵)نُوْرٌ، (۱۰۶) هَادِيٌ، (۱۰۷)وَاجِدٌ، (۱۰۸)وَاسِعٌ، (۱۰۹) وَاعِظٌ، (۱۱۰)وَالِيٌ، (۱۱۱)وَفِيٌّ، (۱۱۲) وَلِيٌّ، (۱۱۳) وَهَّابٌ۔

عقیدہ وایمان سے متعلقہ

چند اہم ترین نکات

ان بزرگانِ سلف پر اللہ تعالیٰ کی ان گنت رحمتیں نازل ہوں جن کے تخلیقی کام کی خوشہ چینی کے دوران ہمیں ایسے اہم نکات حاصل ہوئے جن کا ایک مسلمان کے عقیدہ و ایمان سے نہایت گہرا تعلق ہے اور جنہیں حبیب کبریا ﷺ کی سیرت، صورت وشمائل کریمہ کے ذکر و مطالعہ کے دوران مدنظر رکھنا ازبس ضروری ہے۔ یہ اہم نکات درج ذیل ہیں۔

۱۔ کمال خلق کی طرح کمال خلقت میں بھی اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو حضور سید کونین ﷺ کا مثل پیدا نہیں کیا اور اس کی رضا و حکمت سے یہ امر واضح اور محقق ہے کہ وہ یقیناً آپ ﷺ کی مثل پیدا بھی نہیں کرے گا کیوں کہ آپ ﷺ ہی خالق و مخلوق کے درمیان واحد واسطہ ہیں' اس لئے آپ ﷺ کا واحد اور بے مثل رہنا امر یقینی ہے۔

۲۔ جن بزرگوں نے حضور ﷺ کا حلیہ اقدس بیان کیا ہے انہوں نے آپ ﷺ کے اوصاف کے بیان میں حسب طاقت بشری فصاحت سے کام لیا ہے مگر اس کوشش میں وہ جس غائت کو پہنچے ہیں وہ یہی ہے کہ انھوں نے حضور ﷺ کی صفات کی صرف ایک جھلک کا ادراک کیا ہے اور درحقیقت وصف کے ادراک سے بالفعل

عاجز رہ گئے ہیں کیوں کہ اوصاف رسول ﷺ کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۳۔ رسول مکرم ﷺ کا حسن اقدس کامل طور پر ہمارے لئے ظاہر ہی نہیں رہا اگر ظاہر ہو جاتا تو ہماری نگاہیں تاب نہ لاسکتیں۔

۴۔ محبوب کبریا ﷺ کے اوصاف عالیہ کے بیان میں جن تشبیہات کا تذکرہ کیا جاتا ہے وہ محض لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہوتی ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مخلوقات میں سے کوئی بھی شے قطعی طور پر آپ ﷺ کی صفات خلقیہ کے مماثل و معاول نہیں۔

۵۔ اعضائے شریفہ کے اوصاف عالیہ کے بیان میں توسط و اعتدال، موزونیت اور مناسبت جو حسن و جمال کا مدار ہیں کو بطور کلیہ واصول ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

حقیقتِ ذاتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

حقیقت محمدی حقیقت الحقائق ہے۔ یعنی ظہور اول میں سب سے بڑی حقیقت باقی سب حقائق کیا انبیاء کیا ملائکہ سب اس کے اظلال (عکسوں) کی مانند ہیں اور وہی تمام حقائق کی اصل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا اور فرمایا: میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور مومن میرے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ پس یہی حقیقت باقی تمام حقائق اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہے اور آنحضرت ﷺ کے بغیر کوئی مطلوب کو نہیں پہنچ سکتا۔ حدیث قدسی میں ہے کہ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے خلق کو پیدا کیا۔ اول جو شے اس پوشیدہ خزانے سے ظاہر ہوئی محبت تھی جو مخلوق کی پیدائش کا سبب بنی (حضور ﷺ کا ارشاد ہے محبت میری بنیاد ہے) محبت نہ ہوتی تو ایجاد کا دروازہ نہ کھلتا' حدیثِ قدسی ہے کہ میں آپ ﷺ کو پیدا نہ کرتا تو اپنا رب ہونا ظاہر نہ کرتا اور میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو افلاک کو پیدا نہ کرتا کی حقیقت کو اسی مقام پر طلب کرنا چاہیے۔ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی)

حقیقت رسالت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

آپ ﷺ تمام انبیاء و مرسلین کے بھی نبی ہیں (سورہ آل عمران رکوع ۹) آپ تمام رسولوں کی تصدیق کرنے والے ہیں (سورہ الصافات) آپ کا تشریف لانا جہان کے لئے رحمت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیائے اولوالعزم باوجود اصالت کے آپ ﷺ کی اتباع طلب کرتے اور آپ ﷺ کی امت میں داخل ہونے کی آرزو کرتے رہے۔

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی)

جس طرح اللہ جل شانہٗ کا لاشریک ہونا من حیث الذات والصفت ممکن نہیں اسی طرح (مخلوقات میں) آنحضرت ﷺ کا ثانی ہونا بھی من حیث الذات والصفات ممکن نہیں۔ (ملفوظات مہریہ۔ حضرت خواجہ مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ)

محبوب خالص حضرت یزداں محمد است ۔۔۔ تسکین اضطرابِ دل و جاں محمد است
پیغمبراں نہ کرد تماشا بجز حجاب ۔۔۔ آں کس کہ ہر حجاب دریدآں محمد است
ہر گوشۂ خیال معطر زیاد او ۔۔۔ بستاں محمد است و بہاراں محمد است
در بزمِ کائنات بایں شان دلبری ۔۔۔ مقصود دو جہاں شہ خوباں محمد است
اے حق پرست صاحب ایماں شدی و لے ۔۔۔ آگاہ نہ کہ حاصلِ ایماں محمد است
عکسِ جمالِ خویش کہ صورت گر ازل ۔۔۔ در خلوتِ در از کشید آں محمد است
ہر خشک و تر کہ ملکِ الٰہی ست ملک اوست ۔۔۔ اعظم بحیرتم کہ چہ انساں محمد است

حُلیہ مبارکہ شاہِ خوباں ﷺ

گو باطنی جمال نبوت محمدیہ کا مختصر سا نقشہ حدیث شریف کی منشا کے تحت جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ وہ عاشقانِ حضور ﷺ کے لئے تسلی و تشفی کو کم نہیں۔ مگر ظاہری صورت و سیرت کے دلدادہ حضرات کے محرومی کے خیال سے جی چاہتا ہے کہ حضور ﷺ کی مبارک ترین ظاہری صورت و سیرت کو بھی ذکر کر ہی دیا جائے' تاکہ متلاشی اس کو اس میدان میں

معرفت حضور ﷺ کا ذریعہ بنا سکیں۔

مولا کریم عقیدۂ حقہ اہلسنّت و جماعت کے تحت لفظی لغزشوں سے بچائے اور بروز قیامت آنحضرت ﷺ کے گستاخوں اور بے ادبوں میں نہ اُٹھائے۔ آمین

محمد ہیں ربّ کے رسول کبیر　　محمد ہیں ملّت کے خیرِ کثیر

محمد ہیں معبودِ کُل کے نبی　　محمد ہیں مخلوق کے دستگیر

محمد ہیں نبیوں، رسولوں کے دِل　　محمد سے ہیں سب کے سب مُستنیر

محمد ہیں دَورِ نبوّت کے گُل　　محمد حقیقت کے مہرِ منیر

محمد سُرور و سکونِ نظر　　محمد ہیں ہر دَور میں دل پذیر

محمد محمد کہو ہر گھڑی　　محمد ہیں کونین کے میر و پیر

محمد ہیں شمع یقین و عمل　　محمد ہیں نقوی بشیر و نذیر

حیرت و تعجب کی بات

قارئین کرام یہ پڑھ کر متعجب ہوں گے کہ سیرت وحدت کے اس عظیم ترین ذخیرے ہیں جو اس وقت دنیا کے سامنے ہے۔ حلیۃ النبی علیہ السلام سے متعلق بہت کم روایات ملتی ہیں، جس کا سبب یہ نہیں کہ صدر اوّل کے مصنفین کو حلیہ النبی علیہ السلام کے مدوّن کرنے کا اہتمام نہ تھا، بلکہ اصحاب سیر و محدّثین نے اس مسئلہ میں بڑی ہی جدّ و جہد کی ہے اور ایک ایک لفظ جمع کیا ہے مگر وہ کیا کرتے؟ کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے ہی اُنہیں زیادہ روایتیں نہیں پہنچیں، کیونکہ جمیع صحابہ کرام میں چند گنتی کے حضرات ہی حلیہ مبارکہ بیان فرمانے والے نظر آتے ہیں جن میں سے سیدنا امام الاتقیا حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ، خاص طور پر قابل ذکر ہیں جنہوں نے اس باب میں کسی قدر تفصیل سے کام لیا ہے۔

باقی رہی بات کہ اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے ایسا کیوں کیا۔ اس کے بہت سے سبب ہو سکتے ہیں، جن [illegible] تادّب و تعظم سے وہ

آنحضرت ﷺ کی طرف نظر بھر کے دیکھ ہی نہیں سکتے تھے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت یہ حقیقت واضح فرمائی تھی جس کو اُن کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک گفتگو کے سلسلہ کا اشارہ فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے والد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی مجھ سے رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک پوچھے تو میں بیان نہیں کرسکتا' کیونکہ انتہائی تعظیم کی وجہ سے میں آپ ﷺ کو نظر بھر کے دیکھ ہی نہیں سکتا تھا' تو جب غور سے دیکھے گا نہیں تو بیان کیا کرے گا؟

جمال و حُسن کی الفاظ میں تعبیر ناممکن مجسم نور کی کھینچے کوئی تصویر ناممکن
جہاں روح الامیں ہوں پر سمیٹے ششدر و حیراں وہاں جرأت کرے کیا ایک بے مایہ حقیر انساں
یہ نازک اور مشکل کام ہے ہمت نہیں ہوتی کرے پرواز مرغِ فکر کو جرأت نہیں ہوتی
کوئی لغزش نہ ہو جائے الٰہی اس سے ڈرتا ہوں بھروسے پر ترے اس کام کا آغاز کرتا ہوں

بہرحال اس سلسلہ میں حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ اور حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ جو کہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اس سلسلہ میں معروف ہیں انہی دو بزرگوں کی دو روایات شمائل ترمذی سے پیش کر کے آگے بڑھتے ہیں۔

یاد رہے: ہم نے اپنی کتاب شانِ مصطفٰی بزبانِ مصطفٰی بلفظ اَنا کے آخری حصہ میں حلیہ شریف کے بارے میں کافی لکھا ہے، اگرچہ حلیہ شریف تو بدلنے والا نہیں تاہم اس بارے میں اہلِ محبت کا اپنا اپنا انداز رہا ہے، ان شاء اللہ آپ دیکھیں گے وہی مضمون جب یہاں بیان ہوگا تو ایک نیا سماں بندھ جائے گا۔ فللّٰہ الحمد۔

مِرے سر پہ رہے ظِلِّ محمد محمد کی مِرے دل پر نظر ہو
مِری فِکر و نظر میں رُوح و دِل میں محمد کی ہمیشہ رہ گزر ہو
کروں ہر وقت یوں ذکرِ محمد نہ مجھ کو غیر کی کچھ بھی خبر ہو
رُخ و زلفِ محمد کے تصدُّق مِری تبلیغ و دعوت مُعتبر ہو
محمد ہی محمد ہو لبوں پر مقدر میں مِرے سوزِ جگر ہو

ترے فضل و کرم سے حشر کے دن مجھے ہرگز نہ کچھ خوف و خطر ہو
تری رحمت رہے نقوی پہ ہر دم مری سب لغزشوں سے درگزر ہو

بابِ مدینۃ العلم فرماتے ہیں

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدٍ مِنْ وَّلَدِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا وَصَفَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغَّطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ لَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلًا وَّ لَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ فِيْ وَجْهِهٖ تَدْوِيْرٌ اَبْيَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِيْلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتِدِ اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَةٍ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ الْقَدَمَيْنِ اِذَا مَشٰى تَقَلَّعَ كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ فِيْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا وَاَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَاَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً وَاَكْرَمُهُمْ عَشِيْرَةً مَنْ رَاٰهُ بَدِيْهَةً هَابَهٗ وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پوتے محمد بن ابراہیم رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کرتے ہوئے فرماتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے قد کے تھے اور نہ ہی زیادہ چھوٹے قد کے بلکہ میانہ قد تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نہ تو زیادہ گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ بل دار سیدھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم گوشت

قدر گولائی تھی۔ آپ ﷺ کا رنگ سرخی مائل سفید تھا، آنکھیں خوب سیاہ سرمگین اور پلکیں گھنی اور لمبی تھیں (جوڑ اور کندھوں کے درمیان کی جگہ مضبوط تھی۔ عام بدن بالوں سے خالی تھا البتہ سینے سے ناف تک) بالوں کی ایک باریک اور لمبی لکیر تھی۔ آپ ﷺ کی ہتھیلیاں اور قدم پُر گوشت تھے جب آپ ﷺ چلتے تو زور (پوری قوت) سے پاؤں اٹھاتے گویا بلندی سے اترے رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف دیکھتے تو پوری طرح دیکھتے (صرف آنکھ یا گردن موڑ کر نہیں بلکہ سینہ موڑ کر) آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ دل کے بڑے سخی، زبان کے نہایت سچے نہایت نرم طبیعت اور شریف ترین گھرانے والے تھے جو آپ ﷺ کو یکدم دیکھتا اس پر ہیبت طاری ہو جاتی اور جو آپ ﷺ کو جان پہچان سے دیکھتا) محبت کرتا آپ ﷺ کی تعریف کرنے والا کہتا کہ میں نے نہ آپ ﷺ سے پہلے آپ ﷺ جیسا دیکھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد۔

یارب تو معبود برحق زندہ، قائم، مالک، خالق
ہادی، نور، نگہبان، رازق صلی اللہ علیہ وسلم
میں محتاج تو معطی مولا بھر دے خالی دامن میرا
واسطے صاحب لولاک لما صلی اللہ علیہ وسلم
مالک مانگوں وہ شے تجھ سے جو تجھ کو محبوب ہے بڑھ کر
جملہ عالم کون و مکاں سے صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی ترے محبوب ﷺ کی الفت صاحبِ او ادنیٰ کی قربت
حسنِ اطاعت اور شفاعت صلی اللہ علیہ وسلم
رحمت کی اک نظر ہو جائے شاہِ رُسل احسان فرمائے

بندہ عاصی بخشش پائے صلی اللہ علیہ وسلم
شہرِ نبی کی خواہش لے کر حاضر ہوں میں تیرے در پر
ناکارہ کو اس قابل کر صلی اللہ علیہ وسلم
کر بزمِ محبوب کے لائق بندے کو شاہوں پر فائق
اُسوۂ حسنہ کا شائق صلی اللہ علیہ وسلم
مجھ پر یہ احسان فرمایا غلامِ ابن غلام بنایا
روز ازل کونین کے شاہ کا صلی اللہ علیہ وسلم
حلیہ اقدس پڑھنے والے نیز ادب سے سننے والے
دونوں جہاں میں پائیں رتبے صلی اللہ علیہ وسلم
برکت سے کلمہ طیب کی پوری آرزوئیں ہوں سب کی
قربت ملے حبیبِ رب کی صلی اللہ علیہ وسلم

(محمد اسلم وشیر)

حضرت ہند بن ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ سَأَلْتُ خَالِيْ هِنْدَ بْنَ اَبِيْ هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافًا عَنْ حِلْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَشْتَهِيْ اَنْ يَصِفَ لِيْ مِنْهَا شَيْئًا اَتَعَلَّقُ بِهٖ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخِمًا مُفَخَّمًا يَتَلَأْلَؤُ وَجْهُهٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ اَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوْعِ وَاَقْصَرَ مِنَ الْمُشَذَّبِ عَظِيْمَ الْهَامَةِ رَجِلَ الشَّعْرِ اِنِ انْفَرَقَتْ عَقِيْقَتُهٗ فَرَقَ وَاِلَّا فَلَا يُجَاوِزُ شَعْرُهٗ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ اِذَا هُوَ وَفَرَهٗ اَزْهَرَ اللَّوْنِ وَاسِعَ الْجَبِيْنِ اَزَجَّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ مِنْ غَيْرِ قَرَنٍ بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّهُ الْغَضَبُ اَقْنَى الْعِرْنَيْنِ لَهٗ نُوْرٌ يَعْلُوْهُ يَحْسَبُهٗ مَنْ لَّمْ يَتَاَمَّلْهُ اَشَمَّ

كَثَّ اللِّحْيَةِ سَهْلَ الْخَدَّيْنِ ضَلِيْعَ الْفَمِ مُفَلَّجَ الْاَسْنَانِ دَقِيْقَ الْمَسْرُبَةِ كَانَ عُنُقَهُ جِيْدُدُمْيَةٍ فِيْ صَفَآءِ الْفِضَّةِ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ بَادِنٌ مُتَمَاسِكٌ سَوَآءَ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ عَرِيْضَ الصَّدْرِ بَعِيْدَ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيْنِ ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ الْفَرَرَ الْمُتَجَرِّدَ مَوْصُوْلَ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ بِشَعْرٍ يَجْرِىْ كَالْخَطِّ عَادِىَ الثَّدْيَيْنِ وَالْبَطْنِ مِمَّا سِوٰى ذٰلِكَ اَشْعَرَ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ وَاَعَالِى الصَّدْرِ طَوِيْلَ الزَّنْدَيْنِ رَحْبَ الرَّاحَةِ شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ شَآئِلَ الْاَطْرَافِ اَوْ قَالَ سَآئِلَ الْاَطْرَافِ خُمْصَانَ الْاَخْمَصَيْنِ مَسِيْحَ الْقَدَمَيْنِ يَنْبُوْ عَنْهُمَا الْمَآءُ اِذَا زَالَ زَالَ قَلْعًا يَخْطُوْا تَكَفِّيًا وَ يَمْشِىْ هَوْنًا ذَرِيْعَ الْمِشْيَةِ اِذَا مَشٰى كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ جَمِيْعًا خَافِضَ الطَّرْفِ نَظَرُهٗ اِلَى الْاَرْضِ اَكْثَرُ مِنْ نَظَرِهٖ اِلَى السَّمَآءِ جُلُّ نَظَرِهِ الْمُلَاحَظَةُ يَسُوْقُ اَصْحَابَهٗ يَبْدَءُ مَنْ لَقِىَ بِالسَّلَامِ ۔

ترجمہ: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے، جو حضور علیہ الصلوٰۃ کے حلیہ مبارک سے زیادہ واقف تھے، آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کے بارے میں سوال کیا اور میری خواہش تھی کہ وہ رسول اکرم ﷺ کے اوصاف مجھ سے بیان کریں تا کہ میں انہیں یاد رکھ سکوں' تو انہوں (ہند بن ہالہ) نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ذی شان، معزز تھے آپ کا چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ آپ میانہ قد آدمی سے قدرے لمبے اور زیادہ دراز قد سے قدرے پست تھے۔ آپ کا سر مبارک بڑا تھا اور بال مبارک قدرے بل کھائے [illegible]

خود نہ نکالتے) جب آپ بالوں کو بڑھاتے تو کانوں کی لو سے تجاوز کر جاتے آپ چمکدار رنگ والے اور کشادہ پیشانی والے تھے ابرو مبارک خم دار، باریک گھنے اور جدا جدا تھے۔ ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصے کے وقت سرخ ہو جاتی۔ آپ ﷺ کی ناک مبارک بلندی مائل نہایت خوبصورت اور روشن تھی غور سے نہ دیکھنے والا آپ کو بلند بینی خیال کرتا۔ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی اور رخسار مبارک نرم اور ہموار تھے دہن مبارک کشادہ تھا اور دانتوں میں بھی فراخی تھی، سینے اور ناف کے درمیان بالوں کی باریک لکیر تھی۔ آپ ﷺ کی گردن گویا کہ مورت کی گردن تھی اور چاندی کی طرح صاف تھی۔ آپ ﷺ کے اعضاء مبارکہ پر گوشت اور کسے ہوئے تھے۔ پیٹ مبارک اور سینہ برابر تھا۔ سینہ مبارک کشادہ اور دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ آپ ﷺ مضبوط جوڑوں والے تھے۔ بدن کا کھلا رہنے والا حصہ بھی روشن تھا۔ سینہ سے ناف تک بالوں نے ایک باریک خط بنایا ہوا تھا۔ اس لکیر کے سوا دونوں چھاتیاں اور پیٹ بالوں سے خالی تھے البتہ دونوں کلائیوں، کندھوں اور سینہ کے بالائی حصے پر قدرے بال تھے کلائیاں دراز ہتھیلی فراخ تھی ہتھیلیاں اور قدم پر گوشت تھے۔ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں مناسب طور پر لمبی تھیں۔ پاؤں کے تلوے قدرے گہرے تھے قدم ہموار اور ان پر پانی نہیں ٹھہرتا تھا۔ جب چلتے تو قوت سے چلتے، جھک کر پاؤں اٹھاتے اور دبے پاؤں کشادہ قدم چلتے، جب چلتے، (تو یوں معلوم ہوتا) گویا بلندی سے اتر رہے ہیں جب کسی کی طرف دیکھتے تو پوری طرح متوجہ ہو کر دیکھتے، آپ ﷺ نیچی نگاہ والے تھے اور آسمان کی بجائے زمین کی طرف زیادہ نظر رکھتے۔ آپ ﷺ کا زیادہ تر دیکھنا آنکھ کے کنارے سے ہوتا تھا۔ صحابہ کرام کو پہلے روانہ

فرماتے خود پیچھے تشریف لاتے اور جب کسی سے ملتے تو پہلے سلام کرتے۔

محمد کی محبت مَردِ مومن کی ضرورت ہے — محمد کی محبت، دین وملّت کی حقیقت ہے
محمد کی محبت، ربِّ کعبہ کی محبت ہے — محمد کی محبت، موجب تحصیل جنّت ہے
محمد کی محبت سے ہوئی توحید حق روشن — محمد کی محبت، کفر کی تحقیر و ذِلّت ہے
محمد کی محبت فرض ہے ہر فرض سے بڑھ کر — محمد کی محبت سے بشر کی قدر و قیمت ہے
محمد کی محبت سے ہوئی ہے نور کی خلقت — محمد کی محبت مرکزِ نُورِ بصیرت ہے
محمد کی محبت نے دلوں کو روشنی بخشی — محمد کی محبت سے گلوں کی زیب وزینت ہے
محمد کی محبت وصلِ حق کی شرط ہے نقوی — محمد کی محبت ہی کلیدِ گنجِ رحمت ہے

حضور علیہ السلام کے اعضاء مبارکہ کا ذکر قرآن میں

قلب مبارک	ما كذب الفواد ما راى	(سورۃ نجم)
	نزل به الروح الامين على قلبك	(سورۃ شعراء)
	فانه نزله علىٰ قلبك	(البقرہ)
بیان مبارک	و ما ينطق عن الهوى	(سورۃ نجم)
زبان مبارک	فانما يسرنه بلسانك	(سورۃ دخان)
چشم مبارک	مازاغ البصر و ما طغى	(سورۃ نجم)
چہرہ مبارک	قد نرى تقلب و جهك في السماء	(سورۃ البقرہ)
ہاتھ مبارک	ولا تجعل يدك مغلولة الى عنقك	(سورۃ بنی اسرائیل)
گردن مبارک	ولا تجعل يدك مغلولة الى عنقك	(سورۃ بنی اسرائیل)
سینہ مبارک	الم نشرح لك صدرك	(سورۃ الم نشرح)
پشت مبارک	ووضعنا عنك وزرك الذى انقض ظهرك	(سورۃ الم نشرح)
گوش مبارک	قل اذن خير لكم	(سورۃ التوبہ)

محمد محرم بسرّ خفی ہیں | محمد ہی جلیّ ہر جلی ہیں
محمد ہی وصیّ ہر وصی ہیں | محمد ہی رضیّ ہر رضی ہیں
محمد ہی تقیّ ہر تقی ہیں | محمد ہی نقیّ ہر نقی ہیں
محمد ہی قویّ ہر قوی ہیں | محمد ہی جریّ ہر جری ہیں
محمد ہی نجیّ ہر نجی ہیں | محمد ہی خفیّ ہر خفی ہیں
محمد ہی زکیّ ہر زکی ہیں | محمد ہی ذکیّ ہر ذکی ہیں
محمد ہی صفیّ ہر صفی ہیں | محمد ہی وفیّ ہر وفی ہیں
محمد ہی سخیّ ہر سخی ہیں | محمد ہی رسیّ ہر رسی ہیں
محمد ہیں حصولِ فکرِ تقوی | محمد ہی علیّ ہر علی ہیں

محبوب کبریا ﷺ کا حسن و جمال

(صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کی نظر میں)

☆ حضرت براء بن غازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کبھی بھی کوئی چیز آنحضرت ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھی (البخاری والمسلم)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین وجمیل کسی کو نہیں پایا۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس میں سورج رواں دواں ہے۔

☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو سرخ دھاری دار لباس میں ملبوس دیکھا اور ادھر چاند اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ میں ماہتاب آسمانی کو دیکھتا تھا اور کبھی حبیب رحمانی کو دیکھتا تھا بالآخر میری نگاہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ حضور ﷺ چاند سے بھی زیادہ حسین ہیں۔

☆ حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا سے مروی کہ حبیب خدا ﷺ دور سے سب لوگوں

سے جمیل اور جاذب و دلکش لگتے اور قریب سے دیکھیں تو سب سے واضح ترین اور حسین معلوم ہوتے۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ یوں معلوم ہوتے تھے جیسے کہ چاندنی سے ڈھالے گئے ہیں۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چہرۂ انور کے لحاظ سے سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھے اور رنگت کے اعتبار سے سب سے زیادہ نورانی اور چمکیلے تھے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ کا رنگ مبارک سفید تھا۔ اس پر سرخی جھلکتی تھی۔

مِرے دِل میں بَسے رُوئے محمد ۔۔۔ چلوں میں دَم بدم سُوئے محمد

اگرچہ چاہیے مجھ کو بھی جنت ۔۔۔ مِری فردوس ہے کوئے محمد

مُلوکِ دہر کی سَب نِعمتوں سے ۔۔۔ ہے بڑھ کر قیمتِ مُوئے محمد

بہت ہی خُوب ہے جنّت کی خُوشبو ۔۔۔ مگر بہتر ہے خوشبوئے محمد

یہ چشم و قلب و رُوح و نفسِ نقوؔی ۔۔۔ ہیں زیرِ قیدِ گیسوئے محمد

چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود

(۱) حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ چہرے کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے زیادہ حُسن والے تھے۔ (ابن سعد)

(۲) ہند ابن ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا چہرہ ایسا خوبصورت و چمکدار تھا جیسے چودھویں کا چاند چمکتا ہے۔ (ابن سعد)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو نہایت حسین چہرہ والا دیکھا۔ آپ ﷺ کے بعد تو کسی کو ایسا دیکھا ہی نہیں۔ (ابن سعد)

(۴) حضرت ابو ہرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت

چہرے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کا چہرہ تو ایسا روشن تھا جیسے سورج چہرہ پر ہو۔ (ابن سعد)

(۵) حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا چہرہ ملاحت آمیز تھا۔ (ابن سعد)

(۶) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا نہ آپ ﷺ جیسے چہرے والا اور اچھی آواز والا۔ (ابن سعد)

(۷) حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ کا چہرہ انور مثل تلوار کے تھا۔ انہوں نے جواب دیا نہیں تو بلکہ مثل ماہتاب تھا۔ (ابن سعد)

(۸) ایوب بن خالد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ جیسا کسی کو نہیں پایا۔ ایسا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو۔ (ابن سعد)

(۹) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے اوصاف کا جب ذکر کیا تو کسی نے پوچھا کہ کیا آپ کا چہرہ مبارک مثل تلوار کے (صاف چمکدار تھا) تو کہا نہیں بلکہ سورج اور چاند کے مثل تھا اور ذرا گولائی پر تھا۔ (ابن سعد)

(۱۰) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا چہرہ کیا تھا ایک گول چاند تھا (یعنی بدر کے چاند کے مانند کہ اس وقت اس کا حسن کامل ہو جاتا ہے اور روشنی پوری ہو جاتی ہے)۔ (ابونعیم بیہقی)

(۱۱) ابو قرضافہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں میری والدہ اور میری خالہ آپ ﷺ سے بیعت ہو کر جب واپس ہوئیں تو میری والدہ اور خالہ نے کہا ہم لوگوں نے آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت چہرے والا تو آج تک کسی کو دیکھا ہی نہیں۔ (سبل الہدیٰ)

(۱۲) حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ کا چہرہ روشن، چمکدار تھا۔ (بیہقی)

(۱۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ہے کہ آپ ﷺ کا چہرہ انور گولائی لیے ہوئے تھا۔ (شمائل ترمذی)

(۱۴) حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا چہرہ کیا تھا چاند کا ٹکڑا تھا۔

(۱۵) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے صاف شفاف چاندنی رات میں آپ ﷺ (لال جوڑے میں ملبوس تھے) کو دیکھتا اور کبھی چاند کو' تو آپ ﷺ کا چہرہ انور چاند سے بھی زیادہ خوبصورت تھا۔ (شمائل ترمذی)

(۱۶) فتح الباری میں ہے حُسن کے ساتھ آپ ﷺ کے چہرہ میں گولائی تھی۔

(شمائل ترمذی)

(۱۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا چہرہ انور ایسا تھا گویا کہ روشنی آپ ﷺ کے چہرہ سے نکل رہی ہو۔ (ابن جوزی، بیہقی)

(۱۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں کپڑا سی رہی تھی سوئی گر گئی' تلاش کیا تو نہیں ملی' اتنے میں آپ ﷺ تشریف لائے' تو آپ ﷺ کے چہرۂ انور سے روشنی نکل رہی تھی اس سے میں نے سوئی پالی۔ (ابن عساکر/ خصائص کبریٰ/ بیہقی)

(۱۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دھوپ میں ہوتے تو دھوپ پر آپ ﷺ کے چہرۂ انور کی روشنی غالب آ جاتی۔ اگر آپ ﷺ چراغ کے پاس رہتے تو چراغ کی روشنی پر آپ ﷺ کے چہرۂ انور کی روشنی غالب آ جاتی۔

(ابن جوزی، بیہقی)

مکھ چند بدر شعشانی اے — متھے چمکدی لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے — مخمور اکھیں ہن مد بھریاں
سبحان اللہ ما اجملک — ما احسنک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا — گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

مکھ چند بدر شعشانی اے

خلاصہ یہ کہ رنگ سُرخ و سفید روئے مبارک نہایت خوبصورت اور پُر نمک تھا۔

بہت پُر گوشت اور بالکل گول نہ تھا بلکہ کسی قدر بیضوی تھا' رُخسار، ستواں اور بالوں سے

صاف تھے۔ طبع مبارک پر کوئی بات گراں گذرتی تو سُرخ ہو جاتے تھے۔

ریش مقدس خوب گھنی اور بھاری تھی، کنپٹیوں سے حلق تک پھیلی ہوئی تھی۔ اطراف سے بڑھے ہوئے بال تراش دیا کرتے تھے۔ پوری ڈاڑھی سیاہ تھی۔ عہد پیری میں بھی صرف ٹھوڑی سے اوپر چند ہی بال سفید دکھائی دیتے تھے۔ سر بڑا تھا۔ بال بہت گھنے۔ خوب کالے۔ کانوں کی لو تک لمبے رہتے تھے۔ جب زیادہ بڑھ جاتے تھے اور کندھوں تک آ جاتے تھے، تو تراش کر کم کر دیئے جاتے تھے۔ بال نہ بہت پیچیدہ تھے نہ گھونگریالے۔ نہ بالکل سیدھے اور کھڑے تھے۔ ہلکی ہلکی لہریں سی ان پر پڑی معلوم ہوتی تھیں۔ آخر عمر تک تھوڑے سے بال کنپٹیوں پر اور سر مبارک میں سفید ہوئے تھے۔ تیل لگا لیتے تو دکھائی نہ دیتے۔ ورنہ نظر آتے تھے۔

محمد نورِ حق، مخدومِ کُل ہے — محمد سرور و ختمِ رُسل ہے
محمد عرش و کرسی کی طلب ہے — محمد ہی شہِ مُلکِ عرب ہے
محمد وِردِ ہر جن و بشر ہے — محمد مطمحِ قلب و نظر ہے
محمد مرکزِ دینِ جلی ہے — محمد حُسن و خُوبی میں علی ہے
محمد زینتِ عرش و فلک ہے — محمد مشعلِ حُور و ملک ہے
محمد مصدرِ عِلم و عَمل ہے — محمد بے نظیر و بے بدل ہے
محمد ہی نبیِّ ہر نبی ہے — محمد ہی ولیِّ ہر ولی ہے
محمد ہی سُرورِ سَرمدی ہے — محمد کے لئے ہر برتری ہے
محمد ہی محمد وِردِ نقوی — مری نسبت محمد سے قوی ہے

حضور انور ﷺ کے دونوں کان مبارک فعالیت کاملہ اور سماعت تامہ سے متصف تھے آپ ﷺ کی سمع و بصر کی طاقتیں غیر معمولی اور غائت درجے کی تھیں۔ خصائص کبریٰ میں بحوالہ ابن ماجہ اور ابی نعیم مذکور ہے کہ آپ ﷺ صحابہ سے فرماتے تھے کہ جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھ سکتے، جو میں سنتا ہوں تم نہیں سن سکتے۔ میں تو آسمان کی آواز بھی

سن لیتا ہوں۔

اے جان دینے والو محمد کے نام پر
ارفع بہشت سے بھی تمہارا مقام ہے

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کشادہ پیشانی والے تھے۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پیشانی مبارک ایسی چمکدار تھی گویا سورج دوڑ رہا ہو۔ (ابن سعد)

(۳) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کشادہ ذرا اونچی تھی۔ (ابن عساکر، دلائل النبوۃ)

(۴) سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کو کشادہ اور وسیع دیکھا۔ (بیہقی)

(۵) ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کشادہ پیشانی والے تھے۔ (دلائل النبوۃ، شمائل ترمذی)

(۶) بیہقی اور ابن عساکر نے مقاتل بن حیان سے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ ابن مریم کی جانب وحی بھیجی کہ اس نبی عربی ﷺ کی تصدیق کرو جو کشادہ پیشانی ملی بھوؤں والا ہوگا۔ (بیہقی)

(۷) حرب بن شریح کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ بڑی پیشانی والے تھے۔

الغرض: پیشانی، چمکیلی، کشادہ۔ بھویں خمیدہ۔ پتلی۔ نہایت لطافت سے ہلکی ہو کر باہم جڑ گئی تھیں۔ دونوں کے بیچ میں ایک رگ تھی، جو غصہ کے وقت پھول جاتی تھی۔ پسینہ بہت نکلتا تھا اور ماتھے پر موتی کے دانوں کی طرح چمکتا تھا۔

ناک مبارک ایسی تھی کہ پہلی نظر میں بلند اور کھڑی معلوم ہوتی تھی۔ مگر دراصل نہایت ہی خوبصورت اور چہرے کے مناسب تھے۔

دہن لطافت کے ساتھ کشادہ۔ دندان مبارک خوب سفید۔ تجے موتی کی طرح تاباں اوپر نیچے چڑھے نہ تھے۔ ترتیب سے دو صفیں قائم تھیں۔ سامنے کے دانتوں میں خفیف شگاف تھے۔

پیشانی پاک پیمبر ﷺ فرخندہ، فراخ، منور صاف، شکن سے عاری یکسر ﷺ
پڑھ والشمس وضحٰھا نیز والقمر اذا تلٰھا والضحٰی اور سورت طٰہٰ ﷺ
لوحِ جبیں پر قلمِ حق نے عینِ یقین پر کھلنے والے گوناگوں اسرار لکھے تھے ﷺ

اس جبیں سعادت پہ لاکھوں سلام

نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک دن میں بیٹھی سوت کات رہی تھی اور نبی ﷺ اپنے نعل گانٹھ رہے تھے۔ میں نے دیکھا آپ ﷺ کی پیشانی پر پسینہ آ رہا ہے اور اس کی بوندیں چمک رہی ہیں۔ اس منظر نے مجھے مبہوت کر دیا۔ آپ ﷺ کی نظر اُٹھی تو مجھے مبہوت دیکھ کر فرمانے لگے "کیا ہے؟"

میں نے عرض کیا۔ "آپ ﷺ کی پیشانی پر پسینہ کی بوندیں نُور کے دانے معلوم ہوتے ہیں۔ اگر ابوکبیر الہذلی اس حال میں آپ کو دیکھ لیتا' تو جان جاتا کہ اس کے ان اشعار کا اعلیٰ مصداق آپ ہی ہیں۔

(ترجمہ اشعار):

نہ اس کی ماں میں کوئی عیب تھا نہ دائی میں اور وہ خود ہر بیماری سے دُور ہے۔
جب اس کے چہرے کو دیکھو تو اس طرح چمکتا ہے۔ جس طرح ابر میں بجلی چمکتی ہے۔

یہ سُن کر آپ ﷺ نے نعل اور سوئی ہاتھ سے رکھ دی۔ اُٹھ کر میرے پاس تشریف لائے۔ میری پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمانے لگے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا خدا تجھے جزائے خیر دے۔ مجھے یاد نہیں میں کبھی اتنا خوش ہوا ہوں۔ جتنا اس بات سے خوش ہوا ہوں۔

(خصائص)

ہونٹ مبارک سرخ درخشاں	ہیچ تھے جن سے لعلِ بدخشاں
وقتِ تکلم دُر درفشاں	صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی مجلس میں زہیر بن ابی سلمٰے کا یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے' جو اس نے ہروم بن سلطان کی تعریف میں کہا تھا۔

ترجمہ شعر: (اگر تو انسان کے سوا کچھ اور ہوتا' تو اندھیری رات کا روشن کرنے والا بدر منیر ہوتا)۔

پھر حاضرین سے کہتے' صرف نبی ﷺ ہی ایسے تھے اور کوئی دوسرا آدمی ایسا نہ تھا۔ (کنز العمل)

حضور ﷺ کو بھی اپنے حُسن کا پورا احساس تھا اور اس نعمت پر ہمیشہ اللہ کا شکر ادا کیا کرتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب آپ آئینہ دیکھتے تو فرماتے:
الحمد للہ الذی احسن خَلقی و خُلقی ؕ (خدا کا ہزار ہزار شکر جس نے میری صورت و سیرت دونوں اچھی بنا دی ہیں)۔

رنگ سفید اور سرخ اجالا	جو بھی دیکھے ہو متوالا
دیکھو قدرت حق تعالیٰ	صلی اللہ علیہ وسلم
رنگتِ پاک رسولِ معظم	تابندہ، ذیشان، مکرم
جسم حسین معطر ہر دم	صلی اللہ علیہ وسلم

جس کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک بڑے خوبصورت (موتیوں جیسے) تھے۔ (بیہقی)

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے پاکیزہ دانت بڑے چمکدار تھے۔ (ترمذی)

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے اگلے دانت کشادہ تھے۔

(ابن سعد)

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی داڑھی بڑی سیاہ۔ دانت بڑے خوبصورت تھے۔ (دلائل النبوۃ)

(۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے اگلے دانت مبارک کچھ کشادہ تھے۔ ان میں کسی قدر ریخیں تھیں گنجان نہ تھے۔ جب آپ تکلم فرماتے تو ایک نور سا ظاہر ہوتا جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا۔ (دلائل النبوۃ، شمائل ترمذی)

(٦) ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے دانت مبارک اولے کے دانے جیسے تھے۔ (ترمذی، سبل الھدی)

بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے تبسم فرمانے سے دیواریں روشن ہو جاتی تھیں جن پر آپ ﷺ کے دانتوں کا نور سورج کی شعاعوں کی طرح پڑتا تھا۔

یٰسٓ پاک علامتِ دنداں — جن سے کئی اعجاز نمایاں
روشن مثل بوارقِ اُفتاں — صلی اللہ علیہ وسلم
موتی بحر النور کے گویا — آپ جنہیں خالق نے پرویا
ہر لمحہ پھر شوق نے دھویا — صلی اللہ علیہ وسلم
فرق دانتوں میں دلکش و زیبا — وقتِ سخن فرمائی آقا
ان سے درخشاں نور ہویدا — صلی اللہ علیہ وسلم
جلوۂ نور میں ان کے مدھم — تابِ گہر تابانی عالم
شاہدِ چشمِ ملائک و انجم — صلی اللہ علیہ وسلم

لعابِ دھن مبارک کی برکات

امامہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک بدزبان فاحشہ عورت آپ ﷺ کی خدمت

میں آئی۔ آپ ﷺ سوکھا گوشت کھا رہے تھے۔ اس نے آپ ﷺ سے درخواست کرتے ہوئے کہا ہمیں نہیں کھلائیں گے؟ آپ ﷺ نے سامنے کا اٹھا کر دے دیا۔ اس نے کہا نہیں اپنے منہ کا دیجئے۔ آپ ﷺ نے منہ سے نکال کر اسے دے دیا، اس نے کھا لیا۔ چنانچہ اس کے بعد اس کی بدزبانی اور فحاشی جاتی رہی۔ (خصائص کبریٰ، طبرانی)

☆ عمیر انصاریہ بیان کرتی ہیں کہ میں اپنی بہنوں کے ساتھ جو پانچ تھیں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ ﷺ سوکھا گوشت کھا رہے تھے۔ چنانچہ گوشت کی وہ بوٹی جسے آپ ﷺ نے دانتوں سے چبا کر دے دیا۔ میں نے اسے (تبرک کے طور پر) بہنوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ ان میں سے ہر ایک نے وہ ٹکڑا چبایا۔ چنانچہ مرتے وقت تک ان کے دانتوں میں کسی شے کے چبانے کی جو بدبو ہوتی ہے وہ نہیں پائی گئی۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تمام قسموں کے عطروں کو سونگھا ہے مگر آپ ﷺ کے منہ (تھوک) کی خوشبو سے زیادہ کسی کو خوشبودار نہیں پایا۔

(ابن سعد)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں ایک کنواں تھا آپ ﷺ نے اس میں تھوک دیا۔ پورے مدینہ میں اس سے زیادہ شیریں کسی کنویں کا پانی نہیں تھا۔ (ابونعیم، سبل الھدیٰ)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے قبا کے کنویں میں تھوک ڈال دیا تھا اس کے بعد کبھی کنواں کا پانی خشک نہ ہوا۔ (سبل الھدیٰ)

☆ عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کی بیوی کہتی ہیں کہ میرے شوہر عطر نہیں لگاتے تھے اس کا واقعہ وہ یوں بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کے زمانہ میں میرے شوہر کو پھنسیاں نکل آئیں تھیں۔ وہ آپ ﷺ کے پاس گیا تو آپ ﷺ نے ہاتھ پر تھوک کر اس کے پورے جسم پر مل دیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں (وہ پھنسیاں بھی ختم ہو گئیں) ان کا پورا

جسم لوگوں میں سب سے زیادہ خوشبودار ہو گیا۔ (بخاری/سبل الہدیٰ)

چشم افلاک پہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعت شان رفعنا لك ذکرك دیکھے

اس دھن کی طراوت پہ لاکھوں سلام

خیبر کے موقع پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھ دکھنے لگی تھی۔ آپ ﷺ نے ان کو بلوایا اور ان کی آنکھ میں آپ ﷺ نے لعابِ دہن مبارک ڈالا۔ فرماتے ہیں اس کے بعد پھر کبھی میری آنکھ نہ دُکھی۔ (مجمع الزوائد) چنانچہ وہ بالکل ٹھیک ہو گئی۔ گویا کہ کچھ بیماری تھی ہی نہیں۔ (بخاری/مسلم)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ سفر کی حالت میں تھے کہ حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما (یہ اس وقت چھوٹے تھے) کے رونے کی آواز آئی۔ وہ دونوں اپنی ماں کے پاس تھے۔ پس آپ ﷺ جلدی سے ان کے پاس گئے اور پوچھا کیا ہوا میرے بیٹوں کو؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا پیاس لگی ہے۔ آپ ﷺ نے پانی تلاش کیا مگر ایک قطرہ بھی پانی نہیں ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا لاؤ ہمیں دو۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو دے دیا۔ آپ ﷺ نے اسے سینہ مبارک سے لگا لیا اور اپنی زبان مبارک ان کو دے دی۔ وہ چوسنے لگے۔ یہاں تک کہ خاموش ہو گئے۔ (یعنی پیاس بجھ گئی) پھر رونے کی آواز نہ سنی گئی۔ اسی طرح دوسرے کو لیا۔ دونوں خاموش ہو گئے۔

(خصائص کبریٰ)

☆ حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ (جب چھوٹے بچے تھے) آپ ﷺ کے پاس تھے ان کو پیاس لگی۔ انہوں نے پانی مانگا۔ آپ ﷺ نے پانی تلاش کیا مگر نہ ملا تو آپ ﷺ نے اپنا دہن مبارک ان کو دے دیا، وہ چوسنے لگے، جس سے وہ سیراب ہو گئے۔ (خصائص کبریٰ)

جس کے پانی سے شاداب جان و جناں
اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام

اس زلالی حلاوت پہ لاکھوں سلام

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ بیر بضاعہ پہ تشریف لائے۔ ڈول سے وضو فرمایا اور اس کا پانی کنویں میں ڈالوا دیا۔ پھر ڈول میں دوسری مرتبہ تھوک ڈال دیا (اور اس کنویں میں پانی ڈال دیا گیا) چنانچہ اس زمانہ میں جب کوئی مریض ہوتا' تو اسے بیر بضاعہ سے غسل دے دیا جاتا۔ جس سے وہ اس طرح اچھا ہو جاتا جیسے اسے کسی بندھن سے کھول دیا گیا ہو۔ (ابن سعد/سبل الہدیٰ)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ آپ ﷺ کے ساتھ قبا آئے اور بیر غرس پر پہنچے۔ جہاں گدھے کے ذریعہ پانی کھینچا جاتا تھا۔ دن بھر لوگ رکے رہتے تھے مگر پانی نہ پاتے تھے۔ آپ ﷺ نے ڈول میں کلی کی اور اسے کنواں میں ڈال دیا، پس وہ پانی سے بھر گیا۔ (ابن سعد)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک کنواں تھا۔ آپ ﷺ نے اس میں تھوک مبارک ڈال دیا۔ ایسا شیریں پانی اس کا ہو گیا کہ اس سے زیادہ شیریں پانی مدینہ میں نہ تھا۔ (ابونعیم/سبل الہدیٰ)

جس سے کھاری کنویں شیرۂ جاں بنے
اس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

مولائے کائنات کی آنکھ اور سرورِ کائنات کا لعابِ دہن

☆ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح خیبر کہ موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا، کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا۔ جس کے ہاتھ خدا فتح فرمائے گا۔ وہ خدا رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے، اور خدا رسول ﷺ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ لوگوں نے یہ سوچتے ہوئے رات گزاری کہ دیکھو کس کو دیا جاتا ہے۔ صبح ہوئی تو لوگ آپ

ﷺ کے پاس گئے ہر ایک امید رکھتا تھا کہ اسے دیا جائے گا۔ آپ نے معلوم کیا علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا ان کی آنکھ آ گئی۔ ان کو بلایا گیا۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھ میں لعاب دہن (تھوک) لگا دیا اور دعا کی۔ ایسے اچھے ہو گئے کہ گویا ان کو کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ (بخاری شریف)

☆ یزید بن ابی عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں زخم کا نشان دیکھتا تھا تو میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیسا زخم ہے؟ انہوں نے کہا خیبر کے موقع پر یہ چوٹ لگ گئی تھی، میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور لوگوں نے کہہ دیا تھا کہ سلمہ کو چوٹ لگ گئی ہے' تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ لعابِ دہن لگایا۔ اس کے بعد سے اب تک کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ (بخاری شریف)

(۱۳) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ ذی قرد میں ایک تیر نے میرا چہرہ زخمی کر دیا تو آپ ﷺ نے اس پر تھوک دیا چنانچہ اس کے بعد اس کا اثر یہ ہوا کہ کبھی وہاں چوٹ نہیں آئی۔ (بیہقی / سبل الہدیٰ)

(۱۴) حضرت جرہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ آپ ﷺ کے پاس آئے' سامنے کھانا رکھا تھا تو جرہد نے بایاں ہاتھ کھانے کے قریب کیا چونکہ ان کے دائیں ہاتھ میں تکلیف تھی۔ آپ ﷺ نے اس پر تھوک دیا۔ وہ ہاتھ اچھا ہو گیا۔ پھر کبھی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ (طبرانی، سبل الہدیٰ)

☆ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ زید بن معاذ کے پیر میں کعب ابن اشرف کے قتل کے موقعہ پر تلوار کا نشان لگ گیا تو آپ ﷺ نے تھوک دیا' جس سے وہ زخم اچھا ہو گیا۔

☆ حنش ابن عقیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی دعوت دی۔ میں نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنا جھوٹا ستو پلایا چنانچہ میں آج بھی پیاس کے وقت اس کی تراوٹ محسوس کرتا ہوں اور بھوک لگتی ہے' تو پیٹ بھر

جاتا ہے۔(سبل الہدیٰ)

اسلم یہ بات سچ ہے کہ ذاتِ خدا کے بعد
میرے نبی پہ ختم ہیں عظمت کے سلسلے

چشمۂ علم وحکمت پہ لاکھوں سلام

یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ مکہ کا سفر کیا تو ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ایک عورت آئی اوراس نے کہا،اے اللہ کے نبی ﷺ یہ میرا بیٹا ہے۔اسے کچھ اثر ہے۔قریب سات سال سے دن میں دو مرتبہ اس کا اثر آتا ہے (یعنی دورہ جن کا پڑتا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قریب لاؤ اور آپ ﷺ نے اس کے منہ میں تو تھوک دیا اور فرمایا۔نکل خدا کے دشمن، میں خدا کا رسول ﷺ ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا واپسی پر مجھے بتانا کیا ہوا؟ (یعنی فائدہ ہوا کہ نہیں) چنانچہ جب واپس آئے وہ آئی اور کہا، خدا کی قسم جس نے آپ ﷺ کو محترم ومکرم بنایا۔آپ ﷺ سے جدا ہونے کے بعد کچھ نہیں ہوا (یعنی بچہ اچھا ہو گیا دوبارہ جن کا اثر نہیں ہوا)۔(مسند احمد/ابن سعد/بیہقی)

☆ حارث بن عبیدہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں چوٹ آ گئی تھی۔آپ ﷺ نے تھوک مبارک لگایا تو وہ دوسری آنکھ سے زیادہ اچھی ہوگئی۔(مطالب عالیہ)

☆ بشیر بن عقربہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عقربہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا میرا لڑکا بحیر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔قریب ہو جاؤ، میں قریب ہو گیا۔یہاں تک کہ آپ ﷺ کی دائیں طرف بیٹھ گیا پھر مجھ سے پوچھا کیا نام ہے؟ میں نے کہا بحیر نام ہے' اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا نام بشیر ہے اور میری زبان میں لکنت تھی۔آپ ﷺ نے میرے منہ میں تھوک مبارک ڈالا۔

چنانچہ میری زبان سے لکنت دور ہوگئی اور سر کے جس حصہ پر آپ ﷺ نے ہاتھ پھیرا وہ تو علی حالہ سیاہ رہا اور باقی تمام بال (بڑھاپے کی وجہ سے) سفید ہو گئے۔

(مجمع الزوائد، سبل الہدیٰ)

☆ ابوالعشراء نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ جب میرے والد بیمار ہوئے تو رسول پاک ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے سینہ سے پیر تک تھوک مبارک لگایا۔ (ابن عدی، سبل الہدیٰ)

☆ رفاعہ بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بدر کے موقع پر تیر لگنے سے میری ایک آنکھ پھوٹ گئی۔ آپ ﷺ نے اس میں لعاب مبارک ڈالا' جس سے تکلیف جاتی رہی۔ (حاکم، بیہقی، سبل الہدیٰ)

محمد کے تم ہو محمد کے ہم — محمد کی برکت سے ہے دَم میں دَم
محمد ہیں محبوبِ ربِّ فلک — محمد ہیں مخدومِ عَرب و عَجم
محمد کے صدقے سے کونین ہیں — محمد ہوئے ربِّ کُل کی قسم
محمد پہ ہر چیز ہے مُنکشف — محمد کو ہے عِلمِ لَوح و قلم
محمد کی مدحت میں نقوی کہو — محمد کو ہے عرشِ حق، دو قدم

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا

یہ نکتہ روشن محل نظر رہے کہ حبیب کبریا ﷺ کی زبان اقدس خالق ومخلوق کے درمیان رابطہ عظیم ہے۔ ہدایت اور سعادت کے تمام ذرائع اسی بابرکت رابطے (نطق رسول ﷺ) سے حاصل ہوتے ہیں۔ بشارت ونذارت کے فریضے کی تکمیل کے علاوہ یا ربّ اُمتی کی صدائیں اور امت کی بخشش کے لئے دعائیں اسی زبان مبارک سے نکلتی ہیں۔

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کا دہن بڑا خوبصورت تھا۔

(ابن سعد)

(۲) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا دہن مبارک کشادہ تھا۔

(ابن سعد۔ دلائل النبوۃ)

(۳) علامہ نووی نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کا دہن مبارک کشادہ اور ہونٹ باریک تھے۔ (ابن سعد)

(۴) حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ کا دہن مبارک وسیع و کشادہ تھا۔ (ابن سعد)

دہن کشادہ منبعِ رحمت — شاغلِ حمد زبانِ حضرت ﷺ
حسنِ ملاحت۔ آنِ فصاحت — صلی اللہ علیہ وسلم
ما ینطق فرمان ہے حق کا — قولِ وحی ہر قول نبی کا
شانِ شرحِ زبان یسرنا — صلی اللہ علیہ وسلم
صاحبِ خلقِ عظیم ہیں آقا — کبھی کہا نہ کلمہ لا کا
جزبہ کلام اشہد ان لا — صلی اللہ علیہ وسلم

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آ گیا

(۱) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کی آنکھیں سیاہ اور بڑی تھیں۔

(۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بڑی آنکھوں والے تھے۔

(مسلم شریف)

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی آنکھ کا سیاہ حصہ خوب سیاہ اور سفید حصہ خوب سفید تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آنکھوں کی پتلی (جو گول سی ہوتی ہے) بہت سیاہ تھی۔ (ابن سعد)

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنکھ آپ ﷺ کی کشادہ بڑی خوبصورت تھی۔ (شمائل ترمذی)

(۵) حضرت جابر [illegible] ہے کہ جب میں آپ ﷺ کی آنکھ کو دیکھتا تو

معلوم ہوتا کہ سرمہ لگایا ہوا ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ سُرمہ لگائے ہوئے نہ ہوتے۔

(مسند احمد/سبل الہدیٰ)

(۶) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی آنکھ مبارک بڑی سفید مائل بہ سرخی تھی۔ (شمائل ترمذی)

(۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی آنکھ ذرا سرمگیں تھیں (یعنی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے سُرمہ لگا ہوا ہے)۔ (ابن سعد)

(۸) مقاتل بن حیان ذکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جانب یہ وحی بھیجی کہ اس نبی عربی ﷺ کی تصدیق کرو جو کشادہ بڑی آنکھوں والا ہے۔

(بیہقی، ابن عساکر)

(۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں پیچھے کی جانب بھی اسی طرح دیکھ لیتا ہوں جس طرح سامنے دیکھتا ہوں۔ (مجمع الزوائد)

(۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم پر تمہارا رکوع اور سجود ظاہر ہے اور میں تم کو پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ (خصائص کبریٰ/ بخاری شریف)

(۱۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، میں تمہارا امام ہوں۔ رکوع اور سجدہ مجھ سے پہلے مت کرو۔ میں سامنے بھی دیکھتا ہوں اور پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ (مسلم شریف)

(۱۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ فرمایا' میں تم کو پیچھے دیکھتا ہوں۔

(بخاری شریف)

محمد ہی شعورِ زندگی ہے — محمد ہی سُرورِ بندگی ہے
محمد مُرسلوں، نبیوں کی عظمت — محمد ہر ولی کی رہبری ہے
محمد صدرِ بزمِ عشق و مستی — محمد نُورِ حُسنِ دلبری ہے
محمد ہے شہِ کونین بے شک — محمد کی حکومت سَرمدی ہے

محمد کی چمک فرشِ زمیں پر — محمد عرشِ حق کی برتری ہے
محمد کی مہک ہے ہر چمن میں! — محمد ہی گلوں کی عمدگی ہے
محمد سے ہے نیچے ہر بلندی — محمد ہی زمن کی روشنی ہے
محمد مصدرِ ہر خیر و برکت — سخی، پسرِ سخی، پسرِ سخی ہے
یہ تیری خوش نصیبی ہے جو نقوی — ملی محبوب کی مدحت گری ہے

اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ رات کی تاریکی میں بھی اسی طرح دیکھ لیتے تھے جس طرح دن کی روشنی میں۔ (خصائص کبریٰ)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ رات کی تاریکی میں بھی اسی طرح دیکھ لیتے تھے جس طرح دن کے اجالے اور روشنی میں دیکھ لیتے تھے۔ (ابن عدی، بیہقی، ابن عساکر، سبل الہدیٰ)

☆ علامہ سہیلی علیہ الرحمۃ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ ثریا میں گیارہ تاروں کو دیکھ لیتے تھے۔

☆ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے بھی ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ ثریا میں گیارہ تاروں کو دیکھ لیتے تھے۔ (سبل الہدیٰ)

☆ ابو عبداللہ القرطبی نے کتاب اسماء النبی ﷺ میں بیان کیا ہے اور اسے نظم میں ذکر کیا ہے۔

وھو الذی یری النجوم الخافیہ — مبینات فی اسماء العالیہ
احدی عشر قد عد فی الثریا — لناظر سواہ ماتھیا

نوٹ: گویا آپ ﷺ کی آنکھ خوردبین اور دوربین کی طرح تھی اور یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا۔

قصہ مختصر یہ کہ حضور ﷺ کی آنکھیں بڑی بڑی سرمگیں تھیں پتلی خوب سیاہ۔ سفیدی

میں لال ڈورے پڑے ہوئے۔ آنکھوں کے شگاف کشادہ۔ دونوں طرف کے گوشے سُرخ۔ پلکیں کالی لمبی لمبی۔

خوب سفیدی خوب سیاہی چشمانِ محبوب ﷺ نے پائی
نیز سفیدی سرخی سائی صلی اللہ علیہ وسلم
بے سرمہ بھی سرگیں جیسے ہر دو پاک منور ایسے
دیکھ سکیں افلاک سے آگے صلی اللہ علیہ وسلم
سرمہ شوق الٰہی ان میں جس سے فوق العرش بھی دیکھیں
تحت الثریٰ بھی ان کی حد میں صلی اللہ علیہ وسلم

چشمِ بے نیاز کا فیض

حضور ﷺ کی آنکھوں میں سفیدی میں باریک سرخ ڈورے تھے۔ کتب سابقہ میں یہ سرخی آپ ﷺ کی نبوت کی علامت کے طور پر بیان ہوئی ہے' جوانی میں جب آپ ﷺ نے شام کی طرف سفر تجارت کیا تو راستے میں نسطورا راہب نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کو آپ ﷺ کی آنکھوں کی سرخی کے حوالے سے بتایا کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔

محمد نبی ہیں محمد رسول محمد سکون و سُرورِ عقول
محمد پہ بھیجو دُرودوں کے پھول
محمد ہیں محبوب و مقصودِ حق محمد رہِ معرفت کے سکول
محمد پہ بھیجو دُرودوں کے پھول
ہے کونین سے مرتبے میں فزوں رسولِ معظم کے قدموں کی دُھول
محمد پہ بھیجو دُرودوں کے پھول
محمد کے بیٹے حُسین و حَسن محمد کی بیٹی ہیں حضرت بتول
محمد [illegible]

محمد کے فضل و کرم کے طفیل — یہ نقوی ہو ربِ فلک کو قبول
محمد پہ بھیجو دُرودوں کے پھول

ایسے وسائل اور خوش حالی سے جو بغرض آزمائش ہوں مستغنی ہی رہنا بہتر ہے خالق نے حضور اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل بیت کو خواہش دنیا سے بے اعتناء بنایا تھا۔ سیدۃ النساء لختِ جگر رسول ﷺ کا ایک لقب بتول ہے جس کا مطلب دنیا کی خواہش سے دور ہستی ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نافرمانوں کے طمطراق کو نہ دیکھو کہ گناہ کی ذلت ان کی گردنوں سے کیسے نمودار ہے۔ نواسہ رسول ﷺ کا یہ قول لا تمدن عینیك کا قرآنی آہنگ لئے ہوئے ہے۔ یعنی (نہ دیکھو)۔ یہی استغنا سیرت صحابہ سے بھی عیاں ہے یہ سب حضور ﷺ کی چشم بے نیاز کا فیض تربیت ہے۔

پردۂ شب بھی حائل نہ تھا — نور وہ چشمِ مبارک میں تھا
ہر دم، ہر آں، روشن و بینا — صلی اللہ علیہ وسلم
آگے پیچھے یکساں دیکھیں — شک نہیں ذرہ بھر اس میں
بی یبصر ہے اس کے حق میں — صلی اللہ علیہ وسلم
سورہ طہٰ اور حجر بھی — واصف دونوں حسن نظر کی
کلمۂ عینیك نے خبر دی — صلی اللہ علیہ وسلم

اس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

(۱) ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ بڑے سر والے تھے۔ (سبل الہدیٰ)

(۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا۔

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ گھنے سر، گھنی داڑھی والے تھے۔

(دلائل النبوۃ)

(۴) نافع ابن جبیر کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ ﷺ کے اوصاف مبارک

کو بیان کیا تو فرمایا۔ بڑے سر اور بڑی داڑھی والے تھے۔ (دلائل النبوۃ)

(۵) جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر گھنے گھنگھریالے بال تھے۔ (سبل الہدیٰ)

سماعت اور بصارت کی توانائیوں کا سرچشمہ سر ہی ہوتا ہے۔ اس عظمت مآب سر مبارک کے جادہ و اکرام کا حال بجا طور پر تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جس سے منسلک آنکھیں تو مازاغ البصر وما طغٰی کے درجے پر فائز ہوں اور کان مبارک بفضلِ تعالیٰ دور و نزدیک سے یکساں سنتے ہوں۔ یہ غلام تو بس اس خیال ہی سے خود رفتہ ہے کہ اس کی بخشش کی فکر اسی سراقدس میں سمائی رہتی تھی۔

پاک نبی کا بابرکت سر بڑا، بزرگ، عطا کا مصدر
مخزن الاسرار سراسر صلی اللہ علیہ وسلم

انکے خد کی سہولت پہ بے حد درود

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے رخسار مبارک سفید تھے۔ (ابن عساکر، سبل الہدیٰ)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے رخسار مبارک سفید تھے۔ (سبل الہدیٰ)

(۳) حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے رخسار مبارک نرم تھے۔ (شمائل ترمذی)

عارضِ پاک، منور تاباں حوریں صدقے، عاشق قرباں
پیش کریں نذرانۂ جاں صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کے رخساروں کے صدقے شمس و قمر گردوں پہ چمکے
جس پر وہ ممنون ہیں رب کے صلی اللہ علیہ وسلم

کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ پوری قوت سماع رکھتے تھے۔

(ابن عساکر، سبل الہدیٰ)

☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ خچر پر سوار تھے کہ وہ اچانک بدکنے لگا۔ قریب تھا کہ آپ ﷺ کو گرا دے' تو دیکھا کہ وہاں چند قبریں ہیں۔ آپ ﷺ نے معلوم کیا کہ ان قبر والوں کو کوئی جانتا ہے؟ کسی نے کہا میں جانتا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ لوگ کب مرے ہیں! کہا کہ یہ لوگ شرک کی حالت میں مرے ہیں۔ آپ ﷺ متعجب ہوئے اور فرمایا اس امت کو قبر میں آزمایا جائے گا۔ اگر مجھے دفن کا خوف نہ ہوتا کہ تم ڈر کے مارے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں تم کو عذاب قبر سنواتا جسے میں سنتا ہوں۔ (مسلم شریف)

☆ ابونعیم اور ابن ماجہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم لوگ وہ سن لیتے ہو جو میں سنتا ہوں؟ ہم لوگوں نے جواب دیا: ہم لوگ تو وہ جو آپ ﷺ سن لیتے ہیں نہیں سن پاتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ان چیزوں کو دیکھ لیتا ہوں جن کو تم نہیں دیکھ پاتے۔ میں اسے سن لیتا ہوں جسے تم نہیں سن پاتے۔ میں آسمان کی چرچراہٹ کو سنتا ہوں اور اسے کوئی ملامت نہیں کہ وہ چرچرائے کیوں کہ آسمان میں ایک بالشت بھی جگہ خالی نہیں کہ حضرات فرشتے یا تو قیام کی حالت میں ہیں یا سجدہ کی حالت میں۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف، دلائل ابونعیم)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور کسی بڑے گناہ پر عذاب نہیں دیا جارہا ہے بلکہ ایک تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ (بخاری شریف)

اور آپ ﷺ کے بغل اور مجلس میں لوگ ہوتے مگر نہیں سن پاتے تھے یہ آپ ﷺ کے سماع تام کی بات تھی۔

کان مبارک نرم بہت تھے سنتے تھے پیغام سما سے
ہے مذکور حدیث میں جیسے صلی اللہ علیہ وسلم
قُلْ اُذُنٌ کی خاص عنائت دسویں پارے میں ہے آیت
مظہرِ شانِ حسنِ سماعت صلی اللہ علیہ وسلم

اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

(۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی ناک مبارک باریک تھی۔ (ابن عساکر، سبل الہدیٰ)

(۲) امام بیہقی نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ کی ناک مبارک باریک تھی۔ (خصائص کبریٰ)

(۳) ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کی ناک مبارک اونچی تھی۔ ایک چمک تھی جو نمایاں نظر آتی تھی، جو غور سے نہ دیکھنے والا گمان کرے گا کہ زیادہ اونچی ہے مگر ایسا نہیں تھا۔ (بلکہ معلوم ہوتی تھی)۔ (ترمذی، دلائل النبوۃ)

ناک مبارک ذیشان دلکش دائم اس پہ نور کی بارش
لب پہ تبسم ارزاں تابش صلی اللہ علیہ وسلم

ٹھوڑی اور کندھے مبارک

حضور ﷺ کی ٹھوڑی مبارک اس چہرہ انور کی جزو نمایاں تھی جسے صحابہ رضی اللہ عنہم نے چاند سے بڑھ کر حسین دیکھا تھا۔ اس کا تصور فکر انسانی کے لئے عظیم سرمایہ ہے مگر اس کی توصیف سے فکر انسانی عاجز ہے۔ آپ ﷺ کے مبارک کندھوں پر نیابت حق کی ذمہ داری تھی اس لئے یہ مضبوطی اور وجاہت میں بے مثال تھے۔ مہر نبوت خدا کا ایک عظیم بھید تھا جو حضور ﷺ کے لئے مختص تھا لہٰذا اس کی اصل حقیقت سے خالق کے سوا کوئی

آ گاہ نہیں۔ (جمال معنی سے اقتباس)

ٹھوری پاک رسول اللہ کی — حسن جمال کا نقشِ جلی تھی
شوق افزائے قلب و نظر تھی — صلی اللہ علیہ وسلم

ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مژہ

☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی پلک گھنی اور لمبی تھی۔
(ابن سعد)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب آپ ﷺ کے اوصاف مبارک کو بیان کرتے تو کہتے آپ ﷺ گھنی اور لمبی پلکوں والے تھے۔ (دلائل النبوۃ، ابن سعد)

☆ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ پلکوں پر بال بہت تھے اور لمبے تھے۔

☆ علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ پلک پر بال خوب گھنے تھے، اور لمبے تھے، اور باریک تھے۔

محمد ہی خورشید ہر دہر ہے — محمد کی بستی حسیں شہر ہے
محمد سے دیں کے سمندر بنے — محمد ہی توحید کی نہر ہے
محمد ہے مہرِ فلک کی چمک — محمد کے صدقے سے ہر دہر ہے
محمد سے جنگل ہوئے پُر سکوں — محمد سے ہر بحر کی لہر ہے
محمد ہے کونین کی زندگی! — محمد محیطِ زمن بحر ہے
محمد کے بندے پہ ہے فضل رب — محمد کے مبغوض پر قہر ہے
نہیں فنِ شعری سے نقوی غرض — محمد ہی ہر نعت کی بحر ہے

ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

☆ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کے بھوؤں مبارک باریک اور قوس نما تھے۔ (دلائل النبوۃ)

☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کے دونوں بھویں مبارک ملے

ہوئے تھے۔ (ابن سعد)

☆ امام بیہقی نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کے ابرو مبارک باریک تھے۔

☆ سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کو دیکھا کہ ابرو مبارک بالوں سے پُر لمبے اور ملے ہوئے تھے۔ (سبل الہدیٰ)

☆ آپ ﷺ کے دونوں ابرو مبارک دراصل ملے ہوئے تھے۔ صرف دونوں میں تھوڑا سا فاصلہ تھا جو دور سے نظر نہ آتا تھا تاوقتیکہ غور سے نہ دیکھا جائے۔

(سبل الہدیٰ)

اعلیٰ حضرت نے کیا خوب کہا ہے۔

جس کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

معراج کی شب حسن مطلق کے نظارے کے دوران چشم مازاغ صفت کے ہمراہ آپ ﷺ کے ابرو اور پلکیں بھی مستفیض ہوتی رہیں۔ اس رات چشم مصطفےٰ ﷺ نے جو جو اعزازات پائے ان سے یقیناً آپ کے ابروؤں اور پلکوں کے درجات بھی بلند تر ہوئے۔

ابرو مثل کمان خمیدہ پلکیں جیسے تیر کشیدہ
خوبانِ عالم گرویدہ صلی اللہ علیہ وسلم
ابرو و چشمِ مبارک حضرت ن میں ان ہر دو کی جلوت
پلکیں تھیں و القلم کی صورت صلی اللہ علیہ وسلم
سورہ نجم رفیع الشاں میں ہیں مذکورہ جو دو کمانیں
جھلکیں آپ کے ابروؤں میں صلی اللہ علیہ وسلم
ابروؤں کے وسط میں ظاہر رگ اک غیرتِ حق کی مظہر
خائف جس سے کافر و ساحر صلی اللہ علیہ وسلم

ریش خوش معتدل مرہم ریش دل

(۱) نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا، داڑھی مبارک بڑی و گھنی تھی۔ (دلائل النبوۃ)

(۲) حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب آپ ﷺ کے وصف کو بیان فرماتے تو کہتے آپ ﷺ کی داڑھی کالی تھی اور دانت بڑے خوبصورت تھے۔

(۴) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی داڑھی گھنی تھی۔

(دلائل النبوۃ، ابن سعد)

(۵) جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک بڑی تھی۔

(۶) حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے سر اور داڑھی مبارک کے بال بہت سیاہ کالے تھے۔ (ابن عساکر، سبل الہدیٰ)

(۷) ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی داڑھی کی وسعت ہاتھ سے اشارہ کر کے بتائی یہاں یہاں یعنی سینہ مبارک تک پھیلی ہوئی تھی۔ (سبل الہدیٰ)

(۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سر میں تیل کثرت سے لگاتے، اور داڑھی میں کنگھی فرماتے۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ داڑھی میں تیل لگاتے۔

(سبل الہدیٰ)

(۱۰) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ تیل لگاتے پھر کنگھی کرتے۔ (سبل الہدیٰ)

(۱۱) جہم بن الضحاک نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا ہے؟ (یعنی وہ کیسے تھے) انہوں نے کہا ہاں میں نے دیکھا ہے۔ آپ ﷺ

درمیانہ قد کے ذرا لمبے، بڑی خوبصورت داڑھی والے تھے۔ (دلائل النبوۃ)

(۱۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ داڑھی مبارک ہر دن پانی لگا کر سنوارتے۔ (سبل الہدیٰ)

(۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ تیل یا زعفران داڑھی میں لگانا چاہتے تو اولاً ہاتھ پر رکھتے پھر داڑھی پر لگاتے۔ (مجمع الزوائد)

(۱۴) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ مشک سر اور داڑھی میں لگاتے۔ (مرقات)

(۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رنجیدہ ہوتے تو داڑھی مبارک کو ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ (مجمع الزوائد)

طولانی ریشِ پیمبر ﷺ بے شک چار انگشت برابر
لاثانی پُر نور معنبر صلی اللہ علیہ وسلم

جس کے آگے کھچی گردنیں جھک گئیں

(۱) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک کیا تھی ایسے جیسے چاندی کی چھاگل۔

(ابن سعد، ابن عساکر، سبل الہدیٰ)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب اپنی گردن مبارک سے چادر ہٹاتے تو آپ ﷺ کی گردن ایسی معلوم ہوتی، جیسے چاندی کا ڈھالا ہوا۔ (بزار، بیہقی)

(۳) حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک بلند تھی۔

(سبل الہدیٰ)

(۴) ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک ایسی خوبصورت اور باریک تھی جیسی مورتی کی گردن صاف تراشی ہوئی ہوتی ہے اور

رنگ میں چاندنی جیسی صاف تھی۔ (شمائل ترمذی)

(۵) حافظ ابوبکر بن ابی خیثمہ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی گردن بڑی خوبصورت دیدہ زیب تھی۔ گردن کا وہ حصہ جو کھلا اور نظر آتا تھا وہ دھوپ اور ہوا کی وجہ سے چاندی کے اس ٹکڑے کی طرح چمکتا تھا جس میں سونے کا سنہرا رنگ پرویا ہوا ہو اور گردن کا وہ حصہ جو کپڑے کے اندر رہتا وہ تو ایسا خوبصورت اور دیدہ زیب تھا جیسے چودہویں رات کا چاند۔ (سبل الہدیٰ)

(۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک سے کپڑا ہٹ گیا اور گردن مبارک جو نظر آئی تو اس کا منظر میرے سامنے ہے کہ آپ ﷺ کا مونڈھا، گردن ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو۔ (سبل الہدیٰ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آپ سب سے نیک دِل۔ سب سے زیادہ راست گو سب سے زیادہ نرم مزاج۔ سب سے زیادہ کوش خلق تھے۔ پہلی نظر میں ہر کوئی آپ کی ہیبت سے مرعوب ہو جاتا تھا، لیکن کچھ دیر حاضری کے بعد محبت کرنے لگتا تھا۔ میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور بعد کسی کو آپ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ (ترمذی)

نیز فرمایا: ''آپ کی گردن چاندی کی بنی ہوئی معلوم ہوتی تھی پیشانی پر پسینہ موتیوں کی طرح چمکتا تھا اور مشک خالص سے زیادہ خوشبودار تھا۔ میں نے کوئی آدمی آپ ﷺ کا سا نہیں دیکھا۔'' (ابن سعد)

ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ''رسول اللہ ﷺ بہت شاندار تھے۔ چہرہ اس طرح چمکتا دمکتا تھا جیسے چودھویں کا چاند۔ گردن ایسی صاف اور خوبصورت تھی گویا چاند سے گھڑ کر بنائی گئی ہے۔'' (شمائل ترمذی)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ ''آپ ﷺ کا چہرہ ایسا تھا گویا چاند کا طباق ہے۔'' (خصائص)

محمد ہی دلیلِ زندگی ہے | محمد ہی دلیلِ بندگی ہے

محمد مخزنِ علمِ لدُنی | محمد گلشنِ حق کی کلی ہے
محمد عِشق و مستی کی بُلندی | محمد خیر و برکت ہے، غنی ہے
محمد رہبرِ ہر مُلک و مِلت | محمد رحمتِ ربِّ جلی ہے
محمد ہی محمد وِردِ مُسلم | محمد کی یہ سب جلوہ گری ہے
محمد ہے سکولِ درسِ وحدت | محمد معرِفت کی رہبری ہے
محمد سے چلی ہے نسلِ حیدر | محمد سے علی کی برتری ہے
محمد کو خبر ہے ہر نفس کی | محمد روشنی ہی روشنی ہے
محمد کی فضیلت رب سے پوچھو | محمد کے لئے ہر شے بنی ہے
محمد کے کرم سے رُوحِ نقوی | محمد کی محبت میں پلی ہے

ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے کندھوں اور جوڑوں کی ہڈیاں بلند اور مضبوط تھیں۔ (سبل الہدیٰ)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا کندھا بڑا (یعنی وسیع اور کشادہ) تھا۔ (سبل الہدیٰ)

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے فاصلہ تھا۔ (دلائل النبوۃ)

ابن مسیّب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان کچھ فاصلہ تھا۔ (ابن سعد، دلائل النبوۃ)

علامہ مناوی و ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ مونڈھوں کے فاصلے سے سینہ اور پیٹھ کے کشادہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ سینہ کی کشادگی سخاوت اور وقار پر دلالت کرتی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بیان کیا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ سینہ کے اوپر کا حصہ کشادہ تھا۔ ملا علی قاری نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کا سینہ کشادہ تھا۔ چنانچہ حضرت ابو سعد کی

روایت میں سینہ کی کشادگی کا ذکر ہے۔ (جمع الوسائل)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ہڈیون کے سرے اور جوڑ مضبوط اور گوشت سے پُر تھے۔ (بیہقی، سبل الہدیٰ)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مبارک ہڈیوں کے سرے اور مونڈھے بلند و مضبوط تھے۔ (شمائل ترمذی)

شانے فراخ و مستحکم جوڑ بھی ان ہر دو کے محکم
حسن میں تھے یکتائے عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بھینی بھینی مہک پہ مہکتی درود

قبیلہ بنی حریش کے ایک شخص نے بیان کیا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے اپنے جسم اطہر سے ملایا' حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پوچھا بغل کے پسینہ کا کیا حال تھا' تو انہوں نے جواب دیا خوشبو تھی مشک جیسی۔ (بزار، سبل الہدیٰ)

نوٹ: شرح احیاء میں ہے کہ آپ ﷺ کے بغل میں بو نہیں تھی۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بغل مبارک نہایت ہی سفید تھی۔ (ابن سعد)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو میں نے دیکھا دعا میں ہاتھ اس قدر اٹھاتے کہ بغل کی سفیدی نظر آ جاتی۔ (بخاری، سبل الہدیٰ)

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں گویا دیکھ رہا ہوں آپ ﷺ سجدہ کر رہے ہیں اور بغل کی سفیدی نظر آ رہی ہے۔ (ابن سعد)

☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو بغل کی سفیدی نظر آتی۔ (مسند احمد، مجمع الزوائد)

☆ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھوں کو الگ رکھتے یہاں تک کہ پیچھے سے بغل کی سفیدی نظر آنے لگتی۔ (ابن سعد)

☆ آپ ﷺ کی بغل مبارک نہایت ہی صاف، روشن، چمکدار تھی۔ اس پر بال نہ تھے۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کی بغلوں میں بال نہیں تھے۔ اسی کو امام سنوی نے بھی ذکر کیا ہے۔ (سبل الہدیٰ/ خصائص کبریٰ)

محمد کی رحمت بڑی چیز ہے ۔۔۔ محمد کی برکت بڑی چیز ہے
محمد کی قربت، بڑی چیز ہے ۔۔۔ محمد کی غربت بڑی چیز ہے
محمد کی رنگت بڑی چیز ہے ۔۔۔ محمد کی سنگت بڑی چیز ہے
محمد کی فطرت بڑی چیز ہے ۔۔۔ محمد کی عترت بڑی چیز ہے
محمد کی عصمت بڑی چیز ہے ۔۔۔ محمد کی حکمت بڑی چیز ہے
محمد کی خلوت بڑی چیز ہے ۔۔۔ محمد کی جلوت بڑی چیز ہے
محمد کی زینت، بڑی چیز ہے ۔۔۔ محمد کی طینت، بڑی چیز ہے
محمد کی قدر بڑی چیز ہے ۔۔۔ محمد کی ندرت بڑی چیز ہے
محمد کی نعمت، بڑی چیز ہے ۔۔۔ محمد کی قسمت، بڑی چیز ہے
محمد کی وحدت بڑی چیز ہے ۔۔۔ محمد کی کثرت بڑی چیز ہے
محمد کی صورت بڑی چیز ہے ۔۔۔ محمد کی سیرت بڑی چیز ہے
محمد کی عظمت میں نقوی کہو ۔۔۔ محمد کی مدحت بڑی چیز ہے

خصائص کبریٰ میں ہے کہ حضور ﷺ کے جسم اطہر اور لباس مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی اس لئے کہ آپ اطیب الناس (لوگوں میں پاکیزہ ترین) تھے آپ ﷺ کا پسینہ مبارک بھی خوشبودار تھا۔ نیز بوجہ نظافت آپ ﷺ کا لباس مبارک میلا نہ ہوتا تھا اس لئے بھی مکھی آپ ﷺ کے لباس اور جسم پاک سے دور رہتی تھی۔

ہر دو بغل معطر ایسے ۔۔۔ بڑھ کر عنبر کستوری سے

جن راہوں سے گزریں آقا خوشبو، خوشبو ہر سو ہر جا
مشک، عبیر، عطر سے اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
جسم اور جسم کے کپڑوں پر بھی مکھی ہرگز بیٹھتی نہ تھی
ظاہر اس سے قدرت حق کی صلی اللہ علیہ وسلم
المدثر، المزمل حق سے ہوئے القاب یہ حاصل
شرح لباس ان سے متجمل صلی اللہ علیہ وسلم
اور یہ القابات محبت ہیں اس امر کی نیز شہادت
کامل آپ کی ذات و نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

شرح صدر صدارت پہ لاکھوں سلام

(۱) ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کا سینہ مبارک اور پیٹ دونوں یکساں تھے۔ (یعنی سینہ کے مقابلے میں پیٹ نکلا ہوا یا ابھرا ہوا نہیں تھا جیسا کہ موٹے لوگوں کا ہوتا ہے)۔

(۲) ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا سینہ مبارک نمایاں بلند ظاہر تھا۔ (اندر کو گھسا ہوا نہ تھا، جیسا کہ کمزور مریض زیادہ دبلوں کا ہوتا ہے)۔

(شمائل ترمذی، سبل الہدیٰ)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کا سینہ پیٹ کے برابر اور پیٹ سینہ کے برابر تھا۔ دونوں میں یکسانیت تھی۔ (جمع الوسائل)

(۳) حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا سینہ مبارک چوڑا تھا۔ (شمائل ترمذی)

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ سینہ کا چوڑا ہونا مردوں کے لئے خوبی اور تعریف کی بات ہے اور یہ کہ آپ ﷺ کے سینہ میں دو پستانوں کی جگہ گوشت کا اٹھان نہ تھا۔ (جمع ...)

(۴) ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سینہ کے اوپری حصہ میں بال تھے۔ (ابن سعد)

(۵) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر بال تھے۔ بعض روایت میں ہے کہ عاری الثدیین تھے۔ یعنی آپ ﷺ کا سینہ بالوں سے خالی تھا' یا تو مطلب یہ ہے کہ زیادہ بال نہ تھے ہلکے بال تھے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا مطلب یہ بھی لیا ہے کہ پستانوں کے مقام پر گوشت ابھرے ہوئے نہیں تھے۔ (جیسا کہ عموماً موٹے لوگوں میں ہوتا ہے)۔ (جمع الوسائل)

(۶) حضرت ہند ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے سینہ مبارک اور ناف مبارک کے درمیان بالوں کی ہلکی لکیر تھی۔ (شمائل ترمذی)

(۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی ایک دھاری تھی۔ (اس کے علاوہ بازو اور پنڈلیوں پر بال نہیں تھے)۔ (شمائل ترمذی)

(۸) علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کے سینہ مبارک کے ذرا اوپر جہاں ہار باندھے جاتے ہیں وہاں سے بالوں کی دھاری تھی جو ناف پر آ کر ختم ہو گئی تھی۔ (جمع الوسائل)

آپ ﷺ کے سینے کی معنوی کشادگی کا فیض ابد تک جاری رہے گا۔ آپ ﷺ کی شریعت آپ ﷺ کے انشراحِ صدر کا عظیم معجزہ ہے۔ اسی رافت مآب سینہ اقدس میں عاصیوں کی بخشش کی فکر جاگزیں رہتی ہے۔

سینہ پاک وجیہہ کشادہ ۔۔۔ کرے جمالِ جسم زیادہ
نیز وقار فزوں قامت کا ۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم
افمن شرح فرمایا ۔۔۔ رتبہ صدرِ حبیب بتایا
ہر دن افزوں تر فرمایا ۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا پیٹ مبارک سینہ کے برابر تھا۔ (سینہ اور پیٹ دونوں برابر تھے، پیٹ نکلا ہوانہیں تھا)۔ (ترمذی/بیہقی/سبل الہدیٰ)

(۲) ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا پیٹ مبارک سینہ مبارک کے مساوات میں تھا۔ (جو بلندی اور اٹھان سینہ کی تھی وہی پیٹ کی تھی)۔ (ترمذی)

(۳) ام معبد رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نہ تو کوئی آپ ﷺ کو پیٹ نکلنے کے عیب سے متصف کرسکتا تھا نہ گھسا پیٹ کہا جاسکتا تھا۔ (مسند حارث، سبل الہدیٰ)

یعنی مرض کی وجہ سے یا سخت دبلے پن کی وجہ سے جو پیٹ گھس جاتا ہے۔ کمر نکل آتی ہے ایسا نہیں تھا۔ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ پیٹ بالکل سینے کے مساوی اور سینہ بالکل پیٹ کے مساوی تھا۔ یعنی پیٹ سینے کے مقابل نہ تھوڑا نہ زیادہ اُٹھا ہوا تھا۔ (جمع الوسائل)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ موٹے نہ تھے نہ آپ ﷺ کا پیٹ نکلا ہوا تھا۔

(۴) ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے پیٹ مبارک پر بال نہیں تھے۔ (ترمذی شریف)

نوٹ: عموماً جن کا پیٹ نکلا ہوا ہوتا ہے ان کے پیٹ پر بال ہوتے ہیں مگر آپ ﷺ کے پیٹ مبارک پر بالوں کی ہلکی دھاری کے علاوہ اور کوئی بال نہ تھے۔

شکم مبارک آیہ رحمت   صبر تمام کمال قناعت
صاف، سراسر نورانیت   صلی اللہ علیہ وسلم

جو کہ عزم شفاعت پہ کھنچ کر بندھی

آپ ﷺ مقام جعرانہ سے عمرہ کرنے رات میں چلے تھے۔ محرش (راوی حدیث) کہتے ہیں میں نے آپ ﷺ کی پشت مبارک کو دیکھا تو ایسی خوبصورت تھی

گویا چاندی سے ڈھلی ہوئی تھی۔ (مسند احمد)

وہ سانچے میں ڈھلی چاندی کی، گویا پشت انور تھی
نہایت دیدہ زیب اور خوبصورت تھی منور تھی

چونکہ آپ ﷺ کا بدن مبارک نہایت خوبصورت تھا اور حسن و جمال خوش نما ہونے میں مثل چاندی کے ڈھیلے کے تھا۔ اس لئے راوی نے اس کی ترجمانی اس طرح کی۔

پشتِ مبارک ہادی اعظم — بہرِ رسولاں شرف و تکرم
پشتِ پناہ پاکاں ہر دم — صلی اللہ علیہ وسلم
ووضعنا حق کا اشارا — غم زدگاں کے غم کا چارا
مومنِ نادم کو ہے سہارا — صلی اللہ علیہ وسلم
پشتِ شہِ لولاک کی عظمت — انقض ظھرک خاص عنائت
خالق کا اظہارِ محبت — صلی اللہ علیہ وسلم
معنی انقض ظھرک کے — سیکھئے خود قرآن سے آ کے
مومن ممنوں بخشش پا کے — صلی اللہ علیہ وسلم
ورفعنا حق کی عطا ہے — ذکر حبیب بہت ارفع ہے
ذکرِ اللہ سے پیوستہ ہے — صلی اللہ علیہ وسلم

الغرض ان کے ہر مو پہ بے حد درود

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بڑے خوبصورت بالوں والے تھے۔ (ابن عساکر)

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر بال بکثرت تھے اور خوشنما تھے۔ (مسند احمد)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ... آپ ﷺ ... بکثرت اور خوشنما بالوں

والے تھے۔ (مسند احمد)

(۴) حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے سر اور داڑھی مبارک کے بال بڑے کالے سیاہ تھے۔ (ابن عساکر)

(۵) حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ ﷺ کے اوصاف مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ آپ ﷺ کے سر مبارک کے بال گھنے تھے۔ (دلائل النبوۃ)

(۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بال نہ بالکل سیدھے تھے نہ بالکل پیچدار تھے (بلکہ ہلکی سی پیچیدگی تھی)۔ (شمائل ترمذی)

(۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ ﷺ کے اوصاف مبارک بیان کرتے تو ضرور کہتے کہ آپ ﷺ کے بال مبارک نہ بالکل سیدھے تھے اور نہ بالکل پیچدار تھے۔ (شمائل ترمذی)

(۸) حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے سر کے بال گھنے اور گھنگریالے، خمدار تھے۔ (ابن ابی خثیمہ، سبل الہدیٰ)

(۹) حضرت علی بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بال مبارک نہ تو بالکل پیچدار تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ گھنگھریالے تھے۔ (بیہقی)

(۱۰) حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے بال مبارک کندھے تک تھے۔ (بخاری، مسلم، ابن سعد)

(۱۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بال مبارک کان اور کندھے مبارک کے مابین تھے۔ (مسلم، ابن سعد)

(۱۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی پاک ﷺ کے بال مبارک نصف کان تک تھے۔ (ابن سعد، دلائل النبوۃ، بخاری شریف)

(۱۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے بال مبارک کان کی

لو سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ (مسند احمد، ابن سعد)

(۱۴) حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بال مبارک کان کی لو تک پہنچے ہوئے تھے۔ (ابن سعد)

(۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بال وفرہ سے اور جمہ سے نیچے ہوتے یعنی کندھوں اور کان کے مابین ہوتے۔ (ابن سعد)

(۱۶) ابو المتوکل الناجی نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کے بال مبارک لمہ تک تھے۔ جس نے کانوں کی لو کو چھپا رکھا تھا۔ (ابن سعد)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب بال کٹوا لیتے تھے تو کان کی لو تک ہوتے تھے۔ چھوڑ دیتے تھے تو کان کی گردن تک آ جاتے تھے۔ یہی توجیہہ حافظ ابن حجر نے ذکر کی ہے۔ (فتح الباری، عمدۃ القاری)

(۱۷) قاری عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سر مبارک کے اگلے حصے کے بال نصف کان تک پہنچتے تھے۔ وسط سر کے بال اس سے نیچے اور آخر سر کے بال اس سے نیچے آتے تھے۔ (جمع الوسائل)

(۱۸) حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے بالوں کے چار گچھے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے سر مبارک پر چار گچھے تھے۔ (شمائل ترمذی)

بظاہر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف ایک مرتبہ کا واقعہ ہے جب آپ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں مقیم تھے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ سے لمبے بالوں کا رکھنا ثابت نہیں۔ حافظ نے بیان کیا کہ یہ سفر کی حالت کا واقعہ ہے۔ ورنہ تو آپ ﷺ نے مردوں کو بڑے بالوں سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت وائل کے بال بڑے تھے تو آپ ﷺ نے ان پر نکیر فرمائی۔ (فتح الباری)

(۱۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مشرکین مانگ نکالا کرتے تھے اس لئے

آپ ﷺ ابتداً (ان کی مخالفت میں) بالوں کو یونہی لٹکایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ ابتداءً اہل کتاب کی موافقت فرمایا کرتے تھے۔ (جس کے متعلق کوئی حکم نازل نہ ہوتا)۔ مانگ نکالنا شروع کر دیا۔ (دلائل النبوۃ، ابن ماجہ، ابن سعد)

(۲۰) راشد بن سعد اور حکیم بن عمیر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ آپ ﷺ مانگ نکالا کرتے تھے اور مانگ نکالنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ (ابن سعد)

(۲۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تک خدا نے چاہا آپ ﷺ مانگ نہیں نکالا کرتے تھے۔ پھر بعد میں مانگ نکالنے لگے اور آپ ﷺ کا آخری عمل یہی رہا۔

(۲۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کی مانگ نکالا کرتی تھی۔ بیچ سر تالو سے بال کے دو حصے کر دیتی اور پیشانی کے بالوں کو دونوں آنکھوں کے درمیان کر دیتی۔ (دلائل النبوۃ، ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ بیچ سر کے بالوں کو دونوں جانب کر دیا جائے نصف بائیں اور نصف دائیں اور تالو کو بیچ قرار دیتے۔ یعنی سیدھی مانگ نکالتے تھے (اشعۃ اللمعات)

نوٹ: اس لئے معلوم ہوا کہ مانگ سیدھی سنت ہے اور جو ٹیڑھی نکالی جاتی ہے وہ خلاف سنت ہے۔ بعض عورتیں ٹیڑھی مانگ نکالتی یہ بہتر اور مناسب نہیں۔

(۲۳) عثمان بن معصب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چاندی کی ایک موٹی نلکی تھی جس میں نبی پاک ﷺ کے بال مبارک تھے۔ جب کسی کو بخار آ جاتا (اور بخاری کی روایت میں ہے کسی کی نظر لگ جاتی)۔ اسے (پانی ڈال کر) ہلا دیا جاتا پھر اس آدمی کے چہرے پر چھینٹا مارا جاتا۔

(دلائل النبوۃ)

مطلب یہ ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بال مبارک چاندی کی نلکی میں محفوظ کر رکھا تھا۔ جب کسی کو نظر لگ جاتی یا اور کوئی مرض ہو جاتا تو اس نلکی میں پانی ڈال کر ہلا دیا جاتا تاکہ بال مبارک سے مس کر جائے پھر وہ پانی مریض پر چھڑک

دیا جاتا اور منہ ہاتھ دھلا دیا جاتا جس سے وہ شفایاب ہو جاتا۔ علامہ عینی نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ لوگ اس بال مبارک کے پانی سے برکت حاصل کرتے اور مریض شفایاب ہوتے۔ (عمدۃ القاری)

بال مبارک خوب تھے کالے　　بالکل سیدھے نہ گھنگھریالے
روغن زیتون کے تھے پالے　　صلی اللہ علیہ وسلم
کبھی دراز تھے وہ کانوں تک　　اور دراز کبھی شانوں تک
وسط میں گاہ آمادہء رونق　　صلی اللہ علیہ وسلم
آیہِ واللیل کے اندر　　رات کے چھا جانے کا منظر
معناً خوبی زلف پیمبر　　صلی اللہ علیہ وسلم
خم جو آپ کی زلفوں میں تھے　　مترتب تناسب سے تھے
خ ح ج کے حلقوں جیسے　　صلی اللہ علیہ وسلم
کوئی انہیں جو شوق سے دیکھے　　نوشتِ خم سا پائے
ان کی سج دھج میں کھو جائے　　صلی اللہ علیہ وسلم
ہر خم ایک کمند کی صورت　　شوق کو دام و بند کی صورت
نورِ خداوندی کا مہبط　　صلی اللہ علیہ وسلم
موئے مبارک ساقیِ کوثر　　ایک بھی دو عالم سے گراں تر
ہو جائے اے کاش میسر　　صلی اللہ علیہ وسلم

اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سفید سرخی مائل تھے۔ (ابن سعد)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نہایت خوبصورت سفید تھے گویا کہ آپ ﷺ کو چاندی میں ڈھالا گیا تھا۔ (سبل الہدیٰ)

(۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ بہت ہی خوبصورت

چہرے والے تھے بالکل خالص سفید نہیں تھے۔ (بلکہ گندمی مائل تھے)۔ (سبل الہدیٰ)

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا رنگ (جسم کا) بہت خوبصورت تھا۔ (سبل الہدیٰ)

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کو کسی نے کالی چادر ہدیۃً دی۔ آپ ﷺ نے پہنی۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا اے عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ پر کیسی لگتی ہے۔ میں نے کہا بہت ہی شاندار لگتی ہے آپ ﷺ پر اے اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ کی سفیدی اس کی سیاہی کے ساتھ اور اس کی سیاہی آپ ﷺ کی سفیدی کے ساتھ کھل گئی ہے۔ (بیہقی، سبل الہدیٰ)

(۶) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی سفیدی پر لالی ملی ہوئی تھی، حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ سفید ملاحت لئے ہوئے تھے۔ یعنی گندمی رنگ تھا۔ (ابن سعد، شمائل ترمذی، ابن کثیر)

(۷) ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ نہایت ہی صاف، شفاف، چمکدار اور گندمی رنگ کے تھے اور کپڑے کے نیچے کا بدن سفید چمکدار تھا۔ (شمائل ترمذی)

(۸) ہند ابن ہالہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا آپ ﷺ کا رنگ چمکدار تھا، یعنی ایک خاص قسم کی چمک اور رونق تھی۔ (سبل الہدیٰ)

(۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نہ بالکل سفید (چونے کی طرح) تھے نہ بالکل پیلے تھے بلکہ کچھ لالی لئے ہوئے تھے۔ (شمائل ترمذی، ابن کثیر)

(۱۰) سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے اوصاف کو بیان فرماتے، تو اس طرح کہتے۔ میں نے آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت چہرے والا کسی کو نہیں دیکھا ایسا جیسا کہ سورج آپ ﷺ کے چہرے

پر چلتا ہو۔ (شمائل ترمذی، ابن کثیر)

سورج کے چلنے سے مراد چمک ہے رنگ مراد نہیں۔ مراد یہ ہے کہ جس طرح سورج پر کسی کی نگاہ نہیں ٹکتی اسی طرح آپ ﷺ پر انتہا درجہ خوبصورتی اور ہیبت نبوت کی وجہ سے نظر نہیں ٹکتی تھی۔

(۱۱) بیہقی نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کے جسم اطہر کا رنگ جو سفید مائل لالی کی جانب تھا وہ دھوپ اور سورج کے اثر کی وجہ سے تھا۔ ورنہ تو بدن کا وہ حصہ مبارک جو کپڑے کے اندر تھا وہ سفید اور چمکدار تھا۔ (شمائل ترمذی، ابن کثیر)

(۱۲) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا رنگ سفید ذرا سرخی کی جانب مائل تھا۔ (ابن سعد)

محمد نبی ہیں، محمد کریم — محمد سخی ہیں، محمد عظیم
محمد نقی ہیں، محمد تقی — محمد رضی ہیں، محمد نعیم
محمد علی ہیں، محمد ولی — محمد جلی ہیں، محمد سلیم
محمد ہیں سیّد، محمد صفی — محمد ہیں خلقت میں نورِ قدیم
محمد ہیں محشر کے دن کے شفیع — محمد ہیں سب نعمتوں کے قسیم
محمد مکرّم، محمد عزیز — محمد شفیق و محمد حکیم
محمد معظّم، محمد کبیر — محمد مُسلّم، محمد ندیم
محمد مبلّغ، محمد وجیہ — محمد متین و محمد نسیم
محمد بشیر و محمد نذیر — محمد مفضّل، محمد کریم
محمد رسول و محمد شہید — محمد معلّم، محمد علیم
محمد وکیل و محمد کفیل — محمد رؤف و محمد رحیم
محمد سمیع و محمد بصیر — محمد جلیل و محمد حلیم
محمد ہیں رحمت محمد ہیں غوث — محمد ہیں نقوی رہِ مستقیم

اس کی پیاری فصاحت پہ لاکھوں سلام

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کو حسن لہجہ اور حسب و نسب سے نوازا۔ تمہارے نبی ﷺ بھی خوشنما چہرے والے، بلند نسب والے، اور شیریں آواز والے ہیں۔

(۲) حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بہت خوش آواز، شیریں زبان تھے۔ (ابو الحسن، سبل الہدیٰ)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ پاک نے تمام نبیوں کو خوبصورت شکل، شیریں آواز والا بنایا ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے حسن وجہ اور حسن آواز کے ساتھ مبعوث کیا۔ (ابن سعد/ابن عساکر/سبل الہدیٰ)

(۴) حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے زائد شیریں آواز والا کسی کو نہیں پایا۔ (اتحاف السادۃ)

(۵) حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمیں خطبہ (مسجد میں) دیتے تھے۔ پردہ نشین اپنے گھروں سے آپ ﷺ کی آواز سن لیتی تھیں۔ (بیہقی، ابونعیم)

(۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ممبر پر (مسجد نبوی میں) تشریف فرما تھے، اور لوگوں سے کہا بیٹھ جاؤ۔ قبیلہ بنی غنم میں (جو بہت فاصلہ پر تھا) عبداللہ بن رواحہ نے سن لیا تو وہ اسی جگہ بیٹھ گئے۔

(خصائص کبریٰ، ابونعیم)

(۷) عبدالرحمٰن بن معاذ تیمی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ہم لوگوں کو منیٰ میں خطبہ دیا۔ اللہ پاک نے ہمارے کان اس طرح کھول دیئے کہ ہم آپ ﷺ کی آواز سن رہے تھے باوجودیکہ ہم لوگ اپنے گھروں میں تھے۔

آپ ﷺ لوگوں کو مناسک سکھا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے ذمہ کنکریوں کو ہاتھ سے پھینکنا ہے۔

(۸) حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ بیچ کعبہ میں قرآن شریف رات کو (تہجد کی نماز میں) پڑھتے تھے اور میں اپنے بستر پر سن لیتی تھی۔

(ابن ماجہ، شمائل ترمذی، خصائص کبریٰ)

ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی آواز معجزہ کے طور پر دور تک چلی جاتی تھی اور جس طرح قریب والے سن لیتے تھے دور والے بھی سن لیتے تھے۔ باوجودیکہ آپ ﷺ کی آواز بلند تھی مگر آواز کا دوسرے محلّہ میں جانا معجزہ کے طور پر تھا۔

☆ اسی طرح آپ ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر آواز دی تو اسے تمام قبائل نے سن لیا۔ جن لوگوں کو آپ ﷺ نے آواز دی ان سب کے مکان صفا سے کچھ فاصلہ پر تھے اس کے باوجود لوگوں نے آواز سن لی اور آپ ﷺ کے پاس جمع ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے توحید کی دعوت دی۔

(۹) حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی آواز بلند اور قوت کے ساتھ تھی۔ (سبل الہدیٰ)

مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی آواز میں قوت اور بلندی تھی۔ ہلکی دھیمی پھسپھساہٹ نہ تھی، جو بولتے تو صاف قوت سے بولتے تھے۔ آپ ﷺ کی آواز سینہ سے طاقت کے ساتھ نکلتی۔ عربی زبان کی خوشنمائی بھی اسی میں ہے کہ قوت اور طاقت سے بلندی کے ساتھ ادا کیا جائے۔

(۱۰) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ﷺ کے کلام کے بیان میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ بلند آواز تھے۔ (اتحاف السادۃ)

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں   اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود   اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام
اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود   اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی ہتھیلی مبارک گوشت سے پر تھی۔

(ترمذی، بخاری شریف)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی ہتھیلی مبارک گوشت سے بھری ہوئی تھی۔ (ابو یعلی، ابن عساکر)

مطلب یہ ہے کہ ہتھیلی کی ہڈیاں یا جوڑ کمزور ہونے کی وجہ سے نمایاں نہیں تھے بلکہ گداز اور پُر گوشت تھے جو صحت اور طاقت کی علامت سمجھی جاتی ہیں۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کی ہتھیلی لمبی و کشادہ تھی۔

(بخاری شریف)

(۴) حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کی ہتھیلی ذرا پھیلی ہوئی تھی۔ (شمائل ترمذی)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہتھیلی کے کشادہ ہونے کا مطلب یہ بھی لیا ہے کہ حساً اور جسماً آپ ﷺ کی ہتھیلی وسیع تھی اور یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے اس سے اشارہ آپ ﷺ کی سخاوت اور جود کی طرف ہو۔ (جمع الوسائل)

☆ علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''رجب الراحۃ'' کی شرح میں لکھا ہے کہ اس سے جہاں حساً ہتھیلی کی وسعت کی جانب اشارہ ہوتا ہے وہاں یہ بھی کہا گیا کہ اس سے وسعت قوت کی جانب اشارہ ہوسکتا ہے مگر اول معنی راجح ہے چونکہ راوی آپ کے خلقی وجسمانی اوصاف کو ذکر کر رہے ہیں۔ (جمع الوسائل)

نیز انہوں نے ہی بیان کیا کہ ''ایک دن نماز کے بعد میں آپ ﷺ کے ساتھ مسجد سے نکلا تو دولڑکے اور بھی آ گئے۔ آپ ﷺ نے اُن کے رُخسار چھوئے۔ پھر میرے رُخسار پر ہاتھ رکھا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ کی ٹھنڈک اور خوشبو میں نے ایسی محسوس کی کہ گویا ابھی عطر کے قرابے سے نکالا ہے۔ (مسلم)

ہر دو دست مبارک زیبا
ظاہری حسن و جمال میں یکتا
شان ہے ان کی ما رمیت
صلی اللہ علیہ وسلم
ہر دو بابرکت کفِ سرور
فراخ و پر گوشت معطر
فیاضیِ حق کی مظہر
صلی اللہ علیہ وسلم
حکم لا تجعل فرمایا
رتبہِ دستِ نبی بتلایا
امت پر احسان فرمایا
صلی اللہ علیہ وسلم
پاک نبی کی انگلیاں سب
نرم، دراز، حسیں، متناسب
چشمہِ فیض عطا کی موجب
صلی اللہ علیہ وسلم
سبابہ کا ہوا اشارہ
چاند ہوا جس سے دو پارا
شاہد اس پہ عالم سارا
صلی اللہ علیہ وسلم

ہاتھ ہے اللہ کا احمد مرسل کا ہاتھ

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی حریر و دیباج (ریشمی کپڑے) کو آپ ﷺ کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم نہیں پایا۔ (بخاری، مسلم شریف)

(۲) مستور بن شداد نے ذکر کیا ہے کہ میرے والد نے کہا میں رسول پاک ﷺ کی خدمت میں آیا آپ ﷺ نے مصافحہ کیا تو میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کو ریشم سے زیادہ نرم پایا۔ (طبرانی، سبل الہدیٰ)

آپ ﷺ کی ہتھیلی مبارک بہت نرم و گداز تھی۔ حافظ نے لکھا کہ ہڈی کے اعتبار سے تو غلظت تھی اور گوشت کے اعتبار سے نرماہٹ اور گداز پن تھا۔ (فتح الباری)

☆ ابن بطال نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کی ہتھیلی مبارک گوشت سے بالکل بھری ہوئی تھی، اس میں گداز پن تھا۔ (سبل الہدیٰ)

یزید بن اسود بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے۔ (بخاری، مسلم)

خیال رہے کہ ہتھیلی کا ٹھنڈا ہونا صحت اور قوت جگر ومعدہ کی پہچان ہے اور حرارت اور کچھ گرم ہونا حدت وحرارت جگر ومعدہ کی علامت ہے جو مرض ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام جسمانی امراض سے محفوظ رکھا تھا جس طرح تمام امراض روحانی سے پاک ومنزہ بنایا تھا۔

(۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ منیٰ میں تشریف فرماتھے میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اپنا دست مبارک بڑھایئے (کہ میں بوسہ لوں) چنانچہ آپ ﷺ نے بڑھایا تو میں نے آپ ﷺ کا دست مبارک برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار پایا۔ (دلائل النبوۃ)

(۲) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ کے دست مبارک کو نہایت خوشبودار اور ٹھنڈا پایا۔ ایسا جیسے عطر فروش کے عطردان سے ابھی نکلا ہو۔ (مسلم، دلائل النبوۃ)

(۳) ابن دحیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام دن مصافحہ کرنے والے کا ہاتھ خوشبو سے معطر رہتا۔ (اتحاف جلد ۷ ص ۱۵۴)

(۴) حضرت یزید بن الاسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے اپنا ہاتھ دیا' تو میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار پایا۔ (بخاری شریف)

(۵) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اگر آپ ﷺ سے مصافحہ کیا یا میرا بدن آپ ﷺ سے مس ہو گیا' تو تم میرے ہاتھ کو پہچان لو گے وہ مشک سے زیادہ خوشبودار ہو گیا ہے۔ (طبرانی، بیہقی، سبل الہدیٰ)

(۶) شفا میں حضرت قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ جس سے مصافحہ فرماتے تمام دن مصافحہ کرنے والے کا ہاتھ خوشبو سے معطر رہتا۔ نسیم

الریاض میں علامہ خفاجی نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ کی ہتھیلی عطار کی ہتھیلی تھی۔ خواہ خوشبو لگائیں یا نہ لگائیں۔ اگر کسی بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو دوسرے بچوں کے درمیان خوشبو سے ممتاز ہو جاتا اور پہچان لیا جاتا کہ آپ ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا ہے۔ (نسیم ریاض)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ "میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد کبھی کسی کو آپ ﷺ کا سا خوبصورت نہیں دیکھا۔ رنگ چمکیلا گورا تھا۔ پیشانی پر پسینہ ایسا نظر آتا تھا گویا موتی بکھرے ہیں! چلتے تھے تو جھومتے تھے۔ میں نے کبھی کوئی دیباج یا ریشم آپ ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں دیکھا۔ نہ کبھی کسی مشک یا عنبر میں آپ ﷺ کی خوشبو سے بہتر خوشبو پائی۔" (صحیحین)

رسالت کو شرف ہے ذاتِ اقدس کے تعلق سے
نبوت ناز کرتی ہے کہ ختم الانبیاء تم ہو

انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

آیت مبارکہ وما رمیت...... میں حضور ﷺ کے مبارک ہاتھوں کے عمل کو اللہ تعالیٰ نے اپنا عمل قرار دیا۔ دوسرے مقام پر ان کی بیعت کو اپنی بیعت کہا۔ انہیں مبارک ہاتھوں سے فتح مکہ کے روز بیت اللہ کا تقدس بحال ہوا۔ انہیں ہاتھوں کی انگلیوں سے پانی کئی بار چشمے کی طرح جاری ہوا جو معجزہ در معجزہ ہے۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی انگلیاں کچھ درازی پر تھیں۔ (شمائل ترمذی)

(۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی انگلیوں کے جوڑ پُر تھے۔ (سبل الہدیٰ) یعنی آپ ﷺ کی ہڈی نظر نہیں آتی تھی جوڑ گوشت سے پُر تھے۔

(۳) حافظ ابوبکر بن خثیمہ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی انگلیاں (خوبصورتی و

خوشنمائی میں) ایسی تھیں جیسے چاندی کی شاخیں اور چھڑیاں۔ (سبل الہدیٰ)

قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ نے شفاء میں بیان کیا کہ اس سے آپ ﷺ کی انگلیوں کے دراز ہونے کی جانب اشارہ ہے۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ اس سے اشارہ انگلیوں کے تناسب کے ساتھ ارتفاع لمبائی کی جانب اشارہ ہے جو حسن کی علامت ہے۔ علامہ مناوی نے لکھا ہے کہ اس سے اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کی انگلیوں میں کسر (تشنج) نہیں تھا بلکہ ایک سائز سے سیدھی اور لانبی تھیں۔

(جمع الوسائل)

خیال رہے انگلیوں کا چھوٹا ہونا اور اس میں کسر ہونا عیب اور مرض کی علامت ہے۔ اسی طرح موٹی اور بھدی نہیں تھیں جیسا کہ عموماً موٹے اور بلغمی بدن والوں کی ہوتی ہیں کیونکہ یہ مرض کی وجہ سے ہوتا ہے۔

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں　　　انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بازو مبارک وسیع اور گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔ (سبل الہدیٰ)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بازو وسیع تھے۔

(ابن سعد، ابن عساکر)

(۳) ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کے بازو گوشت سے پر اور ہاتھ مضبوط تھے۔ (ابن سعد)

(۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے بازو یا جوڑ کی ہڈیاں سیدھی تھی۔ (نکلی ہوئی نہ تھیں)۔ (بخاری، سبل الہدیٰ)

(۵) ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے بازو مبارک پر کچھ بال تھے۔ (شمائل ترمذی)

خلاصہ ان روایتوں کا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بازو مبارک لمبے۔ سیدھے اور گوشت سے پر خوشنما تھے۔ بازو چھوٹے ہڈیاں، نکلی اور ٹیڑھی نہیں تھیں کیوں کہ بازو کا لمبا کشادہ ہونا جود سخاوت کی علامت اور بازوؤں کی ہڈیاں نکلی ہوئی اور ٹیڑھی ہونا مرض اور انتہائی دبلے ہونے کی علامت ہے۔

بازوئے پاک رسول معظم وجیہہ، دراز، توانا، محکم
حسنِ مجسم، فاتحِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بازوئے پاک رسول معظم ﷺ

سیرت کی کتابوں میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے عہد کے دو مشہور پہلوانوں رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم اور ابوالاسود جمحی کو پچھاڑا۔ یہ دونوں پہلوان غیر معمولی طاقت اور جسامت کے مالک تھے۔ انہیں پچھاڑنے میں یقیناً آپ ﷺ کے مبارک بازوں کا کردار نہایت اہم تھا۔ آپ کے بازوؤں نے ۲۶ غزوات میں کامیابی کے ساتھ نصرت حق کی جس سے تاریخ انسانی کا رخ خیر کی جانب مڑ گیا۔

(۱) ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے گٹے لمبے تھے اور ہتھیلیاں کشادہ۔ (شمائل ترمذی)

(۲) ابوبکر بن خثیمہ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی کلائیاں دراز تھیں۔

(شمائل ترمذی، سبل الہدیٰ)

نوٹ: آپ ﷺ کی کلائیں لمبی تھیں۔ ظاہر ہے کہ جب ہتھیلیاں کشادہ، بازو لمبے ہوں گے تو کلائیاں بھی اس تناسب سے لمبی ہوں گی' جو حسن اور خوشنمائی کی پہچان ہے اور کلائی کی ہڈی نکلی ہوئی نہ تھی۔ جیسا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ہڈیوں کے جوڑ مضبوط' سیدھے اور گوشت سے پر تھے۔

دل آویز دراز کلائیاں ممدوح و محبوب، نمایاں
زینتِ جسمِ خواجہ گیہاں صلی اللہ علیہ وسلم

دست مبارک کی برکات

آپ ﷺ کا دست مبارک سر پر جہاں لگا وہاں کے بال سیاہ ہی رہے۔ بڑھاپے کا اثر اس میں ظاہر نہ ہوا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے چہرے اور سر میں ورم ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے کپڑے کے اوپر سے اپنا ہاتھ مبارک میرے سر اور چہرے پر رکھا اور یہ دعا پڑھی: "**باسم الله اذهب عنها سوءه و فحشه بدعوة نبيك الطيب المبارك المكين عندك**" چنانچہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ کیا جس سے ورم جاتا رہا۔ (بیہقی / سبل الہدیٰ)

آپ ﷺ نے کپڑے کے اوپر سے ہاتھ مبارک پھیرا۔ حالانکہ آپ ﷺ اس کے مکلّف نہیں تھے۔ چونکہ آپ ﷺ معصوم تھے مگر احتیاط اور تقویٰ کی وجہ سے امت کی تعلیم کے پیش نظر ایسا کیا۔

(۲) ابو عطیہ بکر کہتے ہیں کہ مجھے میرے خاندان والے رسول پاک ﷺ کے پاس لے گئے اور میں نئی عمر کا تھا۔ آپ ﷺ نے میرے سر پر دست مبارک پھیرا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابو عطیہ کو دیکھا کہ ان کے داڑھی اور سر کے بال سیاہ تھے حالانکہ ان کی عمر سو برس ہو چکی تھی۔ (مجمع الزوائد، سبل الہدیٰ)

(۳) ایک صحابی رضی اللہ عنہ (حضرت عمر جہنی) کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے ''سالہ'' (مقام) میں ملاقات کی۔ میں نے اسلام قبول کیا تو آپ ﷺ نے سر پر دست مبارک رکھا۔ چنانچہ سو سال کی عمر ہو گئی۔ جس مقام پر آپ ﷺ نے دست مبارک رکھا تھا وہ حصہ سیاہ رہا۔ (بڑھاپے کی وجہ سے سفید نہ ہوا)۔

(بیہقی، سبل الہدیٰ)

(۴) حضرت عطاء جو سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے غلام تھے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سائب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید سیاہ ہیں میں نے کہا اے میرے آقا آپ کے سر کے بال سفید کیوں نہیں ہوتے؟ انہوں نے کہا

میرے سر کے بال کبھی سفید نہ ہوں گے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ تشریف لے جا رہے تھے اور میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے بچوں کو سلام کیا اس میں میں بھی شامل تھا۔ میں نے سلام کا جواب دیا' تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا۔ پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا سائب بن یزید بن اخت النمر (یارسول اللہ)' تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سر پر پھیرا اور کہا: خدا تجھے برکت دے۔ سو اس کی وجہ سے جس مقام پر آپ ﷺ کا دست مبارک پڑا سفید نہیں ہوا۔ (سبل الہدیٰ، مجمع الزوائد)

(۵) حضرت براء بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ابورافع قتل ہوا تو میں اوپر سے گزر گیا اور پیر ٹوٹ گیا۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ قصہ بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنا پیر پھیلاؤ۔ میں نے پھیلایا' آپ ﷺ نے دست مبارک پھیر دیا' تو ایسا درست ہو گیا کہ گویا کہ کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ (بیہقی، سبل الہدیٰ)

(۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے شکایت کی جو میں حدیث آپ ﷺ سے سنتا ہوں اسے بھول جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی چادر پھیلا دو' میں نے پھیلا دی۔ آپ ﷺ نے اس میں اپنا دست مبارک ڈالا پھر فرمایا: اسے سینہ سے لگا لو۔ چنانچہ میں نے سینے سے لگا لیا۔ اس کے بعد میں کبھی نہیں بھولا۔ (بخاری، ترمذی، ابن سعد)

(۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے یمن (قاضی بنا کر) بھیجا تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ مجھے قاضی بنا کر بھیج رہے ہیں جب کہ میں نئی عمر کا ہوں۔ (مجھے تجربات اور اس کے متعلق معلومات نہیں) مجھے نہیں معلوم کہ فیصلہ کیا ہے؟ اس پر آپ ﷺ نے دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور یہ دعا دی "اللھم اھد قلبہ، وثبت لسانہ" اے اللہ اس کے قلب کی رہنمائی فرما اور ان کی زبان کو ثابت رکھ۔ چنانچہ قسم اس خدا کی جس نے دانہ پھاڑا اس کے بعد

مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی کوئی تردد نہیں ہوتا۔

(ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ، بیہقی، سبل الہدیٰ)

یعنی دست مبارک سینہ پر رکھنے سے قضا کے پیچیدہ مراحل کھل گئے۔

ابن مریم کی بشارت آپ ہیں　　ختم ہے جس پر نبوت آپ ہیں

مظہر نور حقیقت آپ ہیں　　آپ ہیں شمع ہدایت آپ ہیں

نہ ہو آرام جس بیمار کو......

عائذ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے کہا کہ میں خیبر کے موقع پر آپ ﷺ کے سامنے قتال کر رہا تھا اور مجھے ایک تیر آ لگا۔ جس سے چہرہ زخمی ہو گیا اور خون میرے چہرہ' سینہ اور پیشانی سے نکلنے لگا۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک رکھ دیا۔ جس سے چہرہ اور سینہ سے خون نکلنا بند ہو گیا۔ آپ ﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی۔ (طبرانی، سبل الہدیٰ)

☆ اسید بن ایاض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ان کے چہرہ پر دست مبارک پھیرا اور ان کے سینہ مبارک پر دست رکھا۔ (اس کی برکت یہ ہوئی) کہ حضرت اسید جب کسی تارک گھر میں داخل ہوتے تو گھر روشن ہو جاتا۔

(مدائنی، سبل الہدیٰ)

☆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی پاک ﷺ سے مصافحہ کیا۔ یا میرا جسم آپ ﷺ کے جسم کے ساتھ مس ہو گیا تو میں اپنے ہاتھ میں تین دن کے بعد بھی مشک کی خوشبو محسوس کرتا رہا۔ (بیہقی، ابن عساکر، سبل الہدیٰ)

آپ ﷺ کا دست مبارک بڑا بابرکت تھا' جس کے سر پر ہاتھ پھیر دیتے' سر کے بال سفید نہ ہوتے' جس سے مصافحہ فرماتے ہاتھ مشک سے زائد مہکا کرتا۔ مرض یا زخم کے مقام پر ہاتھ پھیر دیتے زخم اچھا ہو جاتا۔ پھر کبھی اس مقام پر کوئی دوسری بیماری نہ آتی۔

محمد کے کرم کی حد نہیں ہے　　محمد کی سخن پر رد نہیں ہے

محمد سیّدِ کونین جیسی! کسی مُرسل کی شدّ و مدنہیں ہے
محمد رحمتِ ہر دورِ ہستی محمد پر کِسی کی زد نہیں ہے
محمد دستگیرِ ملک و مِلت محمد کی کِسی سے کدنہیں ہے
محمد عظمتِ معبود برتر! محمد سی کِسی کی جَد نہیں ہے
محبت ہے مجھے تبلیغِ دیں سے حُصولِ سیم و زر مقصد نہیں ہے
نقوی کمتریں سے کمتریں ہوں مری نظروں میں کوئی بَد نہیں ہے

جس کے قدموں کا دھوون ہے آبِ حیات

(۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ کہ آپ ﷺ کے پیر مبارک گوشت سے پر تھے۔ (شمائل ترمذی/ دلائل النبوۃ)

(۲) ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک گوشت سے پر تھے۔ (شمائل ترمذی)

(۳) ابن ابی خثیمہ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک (پیر) بھرے ہوئے تھے۔ (سبل الہدیٰ)

یعنی آپ ﷺ کے قدم مبارک گوشت سے پر اور ان میں کشادگی تھی' پیروں کا گوشت سے پر ہونا یہ طاقت وقوت کی پہچان اور مردوں میں خوبی کی بات ہے۔

(۴) حافظ ابن حجر عسقلانی نے بیان کیا کہ پیر کی انگلیاں مناسب حد تک موٹی تھیں۔ (باریک اور پتلی نہیں تھیں کہ یہ عورتوں میں خوبی کی بات ہے مردوں میں نہیں)۔ (جمع الوسائل)

(۵) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ قدم کے اعتبار سے بڑے خوبصورت تھے۔ (ابن عساکر/سبل الہدیٰ)

سبحان اللہ! صحابہ کرام حضور ﷺ کے حسن صورت و سیرت پر والا وشیدا تھے۔ آپ ﷺ کے عارض تاباں کو دیکھ کر جیتے تھے اور ان پر مرنے کو بھی سعادت دارین

سمجھتے تھے۔ان کا یہ اعزاز ہے کہ اللہ نے ان کی وارفتگی کو قرآن مجید کا حصہ بنا دیا۔فرمایا نبی مومنوں کو اپنی جانوں سے بڑھ کر عزیز ہے اور صحابہ کرام تک ہی محدود نہیں بلکہ یہ حقیقت ہر دور میں سرمایہ عشق رہی ہے۔

جزوِ پاکِ جمالِ حضرت ہر دو پنڈلیاں با برکت
نرم، نظیف، سفید نہایت صلی اللہ علیہ وسلم
پاؤں حسیں پُر گوشت پیارے دھرتی پر لگتے تھے سارے
زینتِ عرش ہوئے واں جا کے صلی اللہ علیہ وسلم
ایڑی پاک رسول ﷺ اللہ کی نرمی، حسن، نظافت میں تھی
بڑھ کے حور کے عارض سے بھی صلی اللہ علیہ وسلم
موجودات کا ظاہر و باطن آپ ﷺ کے پاک قدم سے روشن
گھر کوچے بازار مزین صلی اللہ علیہ وسلم
آقا کے قدمین کے نیچے مسخر کونین کی ہر شے
پتھر موم تھے فرط ادب سے صلی اللہ علیہ وسلم

ساق اصل قدم شاخ نخل کرم

(۱) حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ باہر نکلے۔پس میں گویا دیکھ رہا ہوں آپ ﷺ کی پنڈلی کی سفیدی کو۔(بخاری/دلائل النبوۃ/ابونعیم)

(۲) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کی دونوں پنڈلیاں باریک تھیں۔(شمائل ترمذی)

(۳) حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول پاک ﷺ کے قریب آیا' آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔میں نے آپ ﷺ کی پنڈلیوں کو جو دیکھا تو وہ ایسی تھیں جیسے درخت خرما کے گوند۔(سبل الھدیٰ)

درخت خرما کا گوند صاف سفید اور چمکدار ہوتا ہے اسی طرح آپ ﷺ کی

پنڈلیاں سفید اور چمکدار تھیں۔

خیال رہے: روایت مذکورہ سے معلو ہوا کہ آپ ﷺ کی پنڈلی باریک تھی۔ دوسری روایت میں ہے کہ پرگوشت تھیں۔ مطلب یہ ہے کہ پنڈلی کے پیر کے طرف کا جو حصہ تھا وہ باریک تھا وہ موٹا نہیں تھا اور کہ پنڈلی کا بھاری بھر کم اور موٹا ہونا بلغمی مزاج اور رطوبت کی علامت ہے جو مرض اور سستی کا باعث ہے' جو اکثر موٹے لوگوں کو ہوتا ہے۔

(۴) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے دونوں پیروں کی سب سے چھوٹی انگلی نمایاں ابھری ہوئی تھی۔

اس روایت کو دلائل النبوۃ میں محدث بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔

حضور ﷺ کی رفتار کے بارے میں اہل علم و محبت نے لکھا کہ ''حضور نبی کریم ﷺ کی رفتار سے ثابت قدمی، وقار اور تواضع کا اظہار ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کی چال مبارک رب العزت کی تعلیم کردہ تھی جیسا کہ سورۃ فرقان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم دوڑا کرتے اور تیز چلنے میں مشقت اٹھاتے جبکہ آپ ﷺ بہ آسانی اور بے تکلف چلتے مگر پھر بھی سب سے آگے رہتے تھے۔

چال مبارک سبحان اللہ شوقِ الٰہی سے متجلّے
بادِ صبا شیدا و والہ صلی اللہ علیہ وسلم
سبک خرامی پاک نبی کی جیسے موج کوئی پانی کی
اترے شان سے جانبِ پستی صلی اللہ علیہ وسلم
چلتے وقت شہِ بحر و بر رکھتے پاک نظر رستے پر
حسنِ خرام! اللہ اکبر صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ خوش رفتاری، حضرت عجز، وقار، متانت، رحمت
رشکِ زماں، شانِ عبدیت صلی اللہ علیہ وسلم

عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی ایڑی مبارک گوشت سے ابھری ہوئی نہیں تھی۔ (بلکہ کم گوشت تھا)۔ (ابن سعد، دلائل النبوۃ)

مطلب یہ ہے کہ پیر کے تلوے کی جانب کا حصہ پورا گوشت سے پر نہیں تھا بلکہ کچھ اٹھا ہوا تھا گوشت کے کم ہونے کی وجہ سے۔ چنانچہ ایڑی اور تلوے کے بیچ میں اٹھان تھی، جس کی وجہ سے پورا قدم زمین پر لگا نہیں تھا جیسا کہ پیروں کی عموماً ہیئت ہوتی ہے۔ چنانچہ تمام محدثین وشراح نے پیر کے نیچے کی طرف ایڑی کی جانب یہی کیفیت بیان کی ہے۔ (جمع الوسائل، مجمع الزوائد، سبل الہدیٰ)

امامِ عشق ومحبت نے جہاں حضور ﷺ کے دیگر تمام اعضاء پر سلام بھیج کر ہر عضو کی تعریف کی ہے وہاں سرکار دو عالم ﷺ کی مبارک ایڑیوں پہ پوری نعت لکھی ہے! ذرا جھوم جھوم کر پڑھیے اور اللہ تعالیٰ سے اعلیٰ حضرت جیسا عشقِ رسول ﷺ طلب کیجیے۔

عارضِ شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں

جابجا پرتو فگن ہیں آسماں پر ایڑیاں
دن کو ہیں خورشید شب کو ماہ و اختر ایڑیاں

نجم گردوں تو نظر آتے ہیں چھوٹے اور وہ پاؤں
عرش پر پھر کیوں نہ ہوں محسوس لاغر ایڑیاں

دب کے زیرِ پا نہ گنجائش سمانے کی رہی
بن گیا جلوہ کفِ پا کا اُبھر کر ایڑیاں

اُن کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج
جن کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

https://ataunnabi.blogspot.com/

دو قمر دو پنجۂ خور دو ستارے دس ہلال
ان کے تلوے پنجے ناخن پائے اطہر ایڑیاں

ہائے اس پتھر سے اس سینہ کی قسمت پھوڑیئے
بے تکلف جس کے دل میں یوں کریں گھر ایڑیاں

تاج روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں
رکھتی ہیں واللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں

ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

چرخ پر چڑھتے ہی چاندی میں سیاہی آ گئی
کر چکی ہیں بدر کو ٹکسال باہر ایڑیاں

اے رضا طوفانِ محشر کے تلاطم سے نہ ڈر
شاد ہو ہیں کشتیٔ اُمت کو لنگر ایڑیاں

قدِ بے سایہ کے سایۂ مرحمت

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نہ بالکل لانبے تھے نہ بالکل پستہ قد۔
(شمائل ترمذی)

(۲) ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ بہت لانبے سے کچھ کم اور پستہ قد سے ذرا اونچے تھے۔ (شمائل ترمذی)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نہ تو لانبے تھے نہ بالکل پستہ قد تھے۔ (شمائل ترمذی)

(۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ درمیانہ قد کے تھے۔ نہ زیادہ لمبے تھے نہ پستہ قد۔ (شمائل ترمذی)

(۵) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ درمیانہ قد کے تھے۔ (ذرا

ہلکی سی لمبائی لئے ہوئے)۔ (شمائل ترمذی)

(۶) حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ معتدل قامت کے تھے۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو قامت کے اعتبار سے بھی معتدل بنایا تھا۔ زیادہ پستہ اور زیادہ لمبا ہونا دونوں ناقابل تعریف' اس لئے آپ ﷺ دونوں کے بیچ تھے۔ تاہم کچھ لمبے معلوم ہوتے تھے۔ ملا علی قاری شرح شمائل میں لکھتے ہیں طول کی نفی نہیں ہے بلکہ حد سے زیادہ طول کی نفی ہے۔ آپ ﷺ کچھ لمبے ہی تھے۔ علامہ نووی نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کچھ طول کی طرف تھے جیسا کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ (جمع الوسائل)

یہ بھی حقیقت بلکہ قدِ انور کا معجزہ ہے ممکن ہے کہ تمام لوگوں میں آپ ﷺ بڑے ہی معلوم ہوتے تھے خواہ کوئی کتنا ہی لمبا کیوں نہ ہو۔

ہے ہر اونچے سے اونچا ہمارا نبی (ﷺ)

خلاصہ یہ کہ نہ بہت لمبا تھا نہ بالکل چھوٹا بلکہ میانہ قدوں سے کچھ نکلتا ہوا' لیکن لمبے قد والوں کے ہجوم میں بھی حضور ﷺ نمایاں نظر آتے تھے۔ سارا جسم اطہر بہت بھرا ہوا لیکن بھدا نہ تھا بلکہ گداز۔ مضبوط۔ معتدل۔ موزون اور گٹھا ہوا تھا۔ جسم اطہر پر بال نہ تھے صرف ایک خوبصورت ترین خط سیاہ بالوں کا کوڑی سے ناف تک زیب بدن مقدس تھا۔ ہاں کلائیوں۔ پنڈلیوں۔ کندھوں اور سینہ منور کی بلندیوں پر روئیں پھیلے ہوئے تھے۔ سینہ کشادہ اور پھیلاؤ نہایت موزونیت رکھتا تھا۔ دست و پائے مبارک خوبصورت۔ قدرے لمبائی میں چھوٹے ہوئے تھے۔ پنڈلیوں میں بہت خفیف خم تھا اور پاؤں کے تلوے گداز بھرے ہوئے تھے۔ کفِ دست مبارک فراخ۔ پر گوشت۔ انگلیاں دبیز اور تلوے صاف ستھرے' درمیان میں اتنا خلا کہ نیچے سے پانی بے روک بہ جاتا۔ پائے مبارک میں انگوٹھے کے بعد کی انگشت باقی انگلیوں سے مناسب حد تک بڑی۔ مگر چھنگلیا سب سے بلند اور نمایاں تھی۔ ایڑیاں پتلی پتلی۔ ملائم اور خوبصورت تھیں۔

اہل علم نے بیان کیا ہے کہ یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ آپ میانہ قد ہونے کے باوجود دوسروں سی بلند وممتاز نظر آتے تھے تا کہ باطن کی طرح ظاہر میں بھی کوئی آپ ﷺ سے بڑا دکھائی نہ دے۔ گویا یہ آپ ﷺ کا ارتفاع معنوی تھا جو دیکھنے والوں کے لئے ممثل ہو جاتا تھا۔

قد مربوع درازی مائل ۔ سر افراز میانِ محفل

سردِ چمن شرمندہ گھائل ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

(۱) آپ ﷺ کا سایہ نہ سورج میں نہ چاند میں دیکھا جاتا تھا۔ (یعنی دھوپ اور چاندنی میں آپ ﷺ کا سایہ مبارک نہ ہوتا تھا)۔ (خصائص کبریٰ)

(۲) ابن سبع نے ذکر کیا کہ آپ ﷺ کی خصوصیت میں یہ بات تھی کہ آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا کیوں کہ آپ ﷺ نور تھے۔ جب دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ ﷺ کا سایہ نظر نہ آتا۔ (خصائص کبریٰ)

حکیم ترمذی نے اس کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ آپ ﷺ کے سایہ کو کوئی کافر نہ روندے یعنی پیر نہ رکھے تا کہ آپ ﷺ کی شان میں بے ادبی ہو۔ (سبل الہدیٰ)

(۳) ابن جوزی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ نہیں ہوتا تھا۔ اگر آپ ﷺ دھوپ میں کھڑے ہوتے تو آپ ﷺ کا نور سورج کی چمک پر غالب آ جاتا۔ اگر آپ ﷺ چراغ کی روشنی کے پاس کھڑے ہوتے تو چراغ کی روشنی آپ ﷺ کے (چہرے سے نکلنے والے) نور کے سامنے ماند پڑ جاتی۔ (سبل الہدیٰ)

(۴) حکیم ترمذی نے عبدالرحمن بن قیس کے واسطے سے ذکوان کی یہ روایت ذکر کی ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ مبارک نہ دھوپ میں نہ چاند میں نظر آتا تھا۔ (خصائص کبریٰ)

بعض اہل علم کے نزدیک اس میں حکمت یہ تھی کہ سایہ ہونے کی صورت میں اس کی

پامالی کا احتمال پیدا ہو جاتا۔ اللہ ہر شے پر قادر ہے وہ سفر معراج میں آپ ﷺ کے جسم اطہر کو غیر معمولی حالات مثلاً کشش ثقل اور ہوا کی رگڑ سے محفوظ رکھ کر کم از کم روشنی کی رفتار سے آگے بڑھا سکتا ہے تو آپ کے جسم پاک کو سایہ کے بغیر بھی بنا سکتا ہے۔ محبت و یقین کا اسی پر صاد ہے کہ آپ کا سایہ نہ تھا۔

جسم رسول کا سایہ نہ تھا	وہ خود نور تھا سایۂ حق تھا
شاہد، سورج چاند ہر تارا	صلی اللہ علیہ وسلم
سینے سے تا ناف ہویدا	بالوں کا باریک سا خط تھا
قدرت حق سے سجا سجایا	صلی اللہ علیہ وسلم
ماسوا اس ظاہر خط کے	سینہ و شکم پہ بال نہیں تھے
جسم تھا روشن نور خدا سے	صلی اللہ علیہ وسلم

حُسن ہے بے مثل صورت لاجواب

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا جسم بڑا حسین تھا۔

(۲) ہند ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایسے چمکتے جیسے کہ بدر کا چاند روشن اور چمکدار ہوتا ہے۔ (شمائل ترمذی)

(۳) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چاندنی رات تھی۔ آپ ﷺ سرخ جوڑے میں ملبوس تھے۔ میں کبھی آپ ﷺ کو دیکھتا اور کبھی ماہتاب کو (کہ کون زیادہ خوبصورت ہے) تو آپ ﷺ چاند سے زیادہ خوبصورت نظر آئے۔ (شمائل ترمذی)

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ایسے حسین و خوبصورت تھے گویا آپ ﷺ کو چاندی سے ڈھالا گیا ہو۔ (شمائل ترمذی)

☆ ایک اور روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ایسے حسین و خوبصورت تھے کہ آپ ﷺ کسی کو نہیں دیکھا گیا۔ (ابن سعد)

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سے زیادہ کوئی حسن

والا دیکھا نہیں گیا۔ (ابن سعد)

(۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سب سے خوبصورت رنگ والے تھے۔ آپ ﷺ جیسا نہ میں نے دیکھا اور نہ تم دیکھ سکتے ہو۔ (ابن سعد)

(۷) ام معبد رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ نہایت جمیل وخوشنما وخوبصورت تھے۔

(۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر اچھی اور خوبصورت شئے کو میں نے دیکھا۔ مگر آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ (ابن سعد)

(۹) علامہ القرطبی صاحب الجامع لاحکام القرآن میں نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا کامل حسن ظاہر نہ ہوا تھا۔ اگر پورا حسن ظاہر ہوتا تو ہماری آنکھیں اس کا تحمل نہ کر پاتیں۔ (ہماری تو کیا حضرات صحابہ کرام کی بھی)۔

کیا خوب کہا امام بوصیری علیہ الرحمتہ نے:

منزہ عن شریك فی محاسنه   فجوهر الحسن فیه غیر منقسم

محمد ہیں محبت ہی محبت،   محمد ہیں فضیلت ہی فضیلت
محمد نورِ فطرت، دستِ قدرت،   محمد ہیں سُرورِ قلبِ خلقت
محمد محرمِ سِرِّ مُروّت   محمد ہیں شہِ ہر مُلک و مِلّت
محمد معدنِ ہر رُشد و حِکمت   محمد ہیں وجودِ خیر و بَرکت
محمد نجمِ قسمت حُسنِ وحدت   محمد ہیں دُرِ ہر بحرِ کثرت
محمد غیرتِ ہر نفسِ طیّب   محمد ہیں حبیبِ ربِّ عزّت
محمد مصدرِ علمِ لَدُنی   محمد ہیں درِ تقسیمِ نعمت

حضرت ام معبد کی زبان سے مکمل سراپا

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کا سراپا خوب بیان کیا ہے۔ یہ وہی خاتون ہیں جس کے خیمے میں آپ ﷺ نے سفر ہجرت کے دوران میں دم لیا تھا۔ وہ

آپ ﷺ کے نام نامی سے واقف تھی' اس لئے اپنے شوہر سے آپ ﷺ کا حلیہ اس طرح بیان کرنے لگی۔

''میں نے ایک شخص کو دیکھا' جو صاف ستھرا تھا۔ حُسن اس پر جلوہ گر تھا۔ چہرہ روشن تھا۔ جسم خوبصورت تھا۔ نہ تو ندا سے بدنما بنا رہا تھا۔ نہ شانوں پر ننھا سا سر ہی اُسے حقیر ظاہر کر رہا تھا۔ وہ نہایت ہی خوبصورت اور حسین تھا۔ آنکھیں بڑی بڑی اور سیاہ۔ پلکوں میں کجی۔ آواز میں اثر۔ گردن میں درازی۔ ڈاڑھی گھنی۔ بھویں لمبی پتلی جُڑی ہوئی۔ جب چُپ ہوتا تو باوقار ظاہر ہوتا۔ جب بولتا تو شاندار بن جاتا۔ دُور سے دیکھو تو سب سے حسین اور بھاری بھرکم۔ نزدیک سے دیکھو تو سب سے زیادہ دلفریب اور شیریں۔ میٹھی بات چیت۔ نپے تولے بول بولنے والا۔ نہ بالکل کم سخن نہ بہت باتونی۔ گفتگو ایسی جیسے ہار میں موتی پروے ہوئے۔ میانہ قد۔ نہ بہت لمبا نہ ایسا چھوٹا کہ نگاہ مین حقیر ہو جائے۔ دو شاخوں کے بیچ میں ایک شاخ۔ مگر وہ باقی دونوں سے زیادہ تر و تازہ اور نظر فریب۔ اس کے رفیق اس کے روبرو حاضر' اگر بولتا تو غور سے سنتے۔ حکم دیتا تو تعمیل کے لئے دوڑ پڑتے۔ بہت سنجیدہ اور ہنس مکھ۔ ترش رو اور سخت گیر نہیں۔'' (خصائص)

سیّد و سرور محمد نور جاں	مہتر و بہتر شفیع مجرماں
یا محمد نور عشق پاک جفت	بہر عشق او را خدا لولاک گفت

(مولانا روم علیہ الرحمتہ)

اٹھتا ہوا سورج

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے۔ ''آپ ﷺ سب سے زیادہ حسین چہرے والے تھے سب سے زیادہ روشن رنگ والے تھے۔ جب کبھی کسی نے آپ ﷺ کا حُلیہ بیان کرنا چاہا' تو رُخ انور کو بدر منیر سے ضرور تشبیہ دی چہرے پر پسینہ کی بوندیں

سچے موتیوں کی طرح چمکتی تھی اور پسینہ مشک خالص سے زیادہ اچھی مہک رکھتا تھا۔''

(خصائص)

نیز بیان کرتی ہیں۔ ''ایک مرتبہ کسی نے سیاہ شملہ ہدیہ دیا۔ آپ ﷺ نے اُسے باندھا اور مجھ سے فرمانے لگے۔ عائشہ! یہ مجھ پر کیسا معلوم ہوتا ہے؟'' میں نے عرض کیا: بہت ہی بھلا لگتا ہے' اس کی سیاہی آپ ﷺ کے چہرے کی سفیدی میں اور آپ ﷺ کی سفیدی اس کی سیاہی میں پیوست ہوئی جاتی ہے۔'' (کنز العمال)

☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ چودھویں رات میں آپ ﷺ سُرخ جوڑا پہنے تشریف فرما تھے۔ میں کبھی چاند کو اور کبھی آپ ﷺ کے چہرے کو دیکھتا تھا مگر آپ مجھے چاند سے بھی زیادہ خوبصورت دکھائی دیتے تھے۔''

(ترمذی و دارمی)

☆ ربیع بنت معوذ سے پوچھا گیا۔ ''آنحضرت کیسے تھے۔''

کہنے لگیں۔ ''اگر تم حضور ﷺ کو دیکھتے تو سمجھتے کہ اُٹھتا ہوا سورج دیکھ رہے ہیں۔'' (دارمی)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو خوبصورت نہیں دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آفتاب رُخِ انور پر چل رہا ہے۔'' (ترمذی)

رُخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں

صحابہ کرام کے بیانات وتأثرات

صحابہ کرام جمالِ نبوی ﷺ سے ازحد متاثر تھے ذیل میں بعض اقوال دیئے جاتے ہیں۔

☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

''رسول اللہ ﷺ تمام آدمیوں سے زیادہ حسین تھے۔ میں نے آپ ﷺ

کو ایک مرتبہ سُرخ جوڑا زیب تن کیے دیکھا اور نہیں کہہ سکتا کہ آپ ﷺ سے زیادہ کبھی کسی زلفوں والے کو خوبصورت دیکھا ہے۔ جوڑے سینہ اور شانوں تک بال لٹکے ہوئے تھے۔'' (صحیحین)

☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ''کیا رسول اللہ کا چہرہ تلوار کی طرح لمبا اور چمکیلا تھا؟'' کہنے لگے ''نہیں بلکہ چاند کی طرح منوّر اور خوبصورت۔''

☆ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ''جب آپ کسی بات پر خوش ہوتے تھے' تو چہرۂ مبارک اس طرح روشن ہو جاتا تھا گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔'' (صحیحین)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ''میں نے آپ سے زیادہ کسی کو جری اور حسین نہیں دیکھا۔'' (مسند احمد)

☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ''آپ جس راستہ سے گذرتے جاتے تھے' بعد میں آنے والے لوگوں کو خوشبو سے پتہ لگ جاتا تھا کہ اِدھر سے تشریف لے گئے ہیں۔'' (صحیحین)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں۔ ''ایک دن میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ چٹائی پر لیٹے ہیں اور چٹائی کے نشان پہلو پر نمایاں ہیں' میں نشانوں پر ہاتھ پھیرنے لگا اور عرض کیا۔

یارسول اللہ! آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان! آپ نے ہمیں کیوں خبر نہ دی کہ سونے کے لئے کچھ بچھا دیتے؟''

آپ ﷺ نے جواب دیا! مجھے دنیا سے کوئی سروکار نہیں۔ میری اور دُنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سوار کسی درخت کے سایہ میں دم لے لیتا ہے اور پھر آگے روانہ ہو جاتا ہے۔'' (مسند طیالسی واحمد)

الٰہی وہ زبان دے جو ثناء خوانِ محمد ہو ثناء ایسی جو ہر آئینہ شایانِ محمد ہو
وہ جانِ پاک دے یارب جو قربانِ محمد ہو وہ دل دے جو شکار تیر مژگانِ محمد ہو

جنونِ عشق و گرما گرمی سوز محبت سے ‏ / ‏ یہ آوارہ ہو اور دشت و بیابانِ محمد ہو
شرابِ شوق سے لبریز ہو پیمانۂ الفت ‏ / ‏ نگارِ حُسن ہو میں ہوں خیابانِ محمد ہو
مقامِ لی مع اللہ تک بھلا کس کی رسائی ہو ‏ / ‏ جب خلوت کدہ میں خاص جانانِ محمد ہو
بدل جائے شبِ بخت سیہ صبح دل آرا سے ‏ / ‏ اگر جلوہ نما روئے درخشانِ محمد ہو
علیمِ خستہ جاں تنگ آ گیا ہے دردِ ہجراں سے ‏ / ‏ الٰہی کب وہ دن آئے کہ مہمانِ محمد ہو

(عبدالعلیم میرٹھی صدیقی)

مسک سے بہتر پسینہ

(۱) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا پسینہ مبارک مشک کی طرح خوشبودار تھا۔ فدا ہوں ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر۔ نہ آپ ﷺ جیسا پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ (ابن عساکر، سبل الہدیٰ)

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا پسینہ مبارک چہرۂ مبارک پر ایسا چمکتا تھا جیسے موتی اور آپ ﷺ کا پسینہ تیز مشک سے زیادہ خوشبودار تھا اور آپ ﷺ کی ہتھیلی عطر فروش کی ہتھیلی تھی خواہ عطر لگائیں یا نہ لگائیں۔ جس سے مصافحہ کرتے دن بھر وہ اپنے ہاتھ میں خوشبو محسوس کرتا۔ اگر اپنا ہاتھ کسی بچے کے سر پر رکھ دیتے تو وہ خوشبو کی وجہ سے دوسرے بچوں سے ممتاز ہو جاتا کہ اس کے سر سے خوشبو آتی رہتی۔ (ابونعیم، نسیم الریاض، سبل الہدیٰ)

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کو پسینہ بہت آتا تھا۔

(ابن سعد، شمائل ترمذی)

(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کو پسینہ بہت آتا تھا۔

(مسلم، سبل الہدیٰ)

خیال رہے: پسینہ آنا صحت و قوت اور اعضاء کی سلامتی علامت ہے۔ پسینہ بہت کم نکلنا یا نہ نکلنا یہ مرض کی علامت ہے اور حرارت غریزی ضعف کی علامت ہے۔

(۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر پسینہ موتی کی طرح چمکتا تھا۔ (ابن سعد، شمائل ترمذی)

(۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بڑے خوبصورت تھے' آپ ﷺ پر پسینہ موتی کی طرح چمکتا تھا۔ (مسلم/سبل الہدیٰ)

ایک تو آپ ﷺ کا چہرہ چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ خوبصورت تھا۔ پھر ملاحت لیے ہوئے اس پر جب پسینہ کی بوندیں نمایاں ہوتیں تو مثل موتی آبدار کے یہ چمکتا۔ چنانچہ اس ہیئت کو دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مبہوت ومتحیر ہو گئیں تھیں۔

(۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا پسینہ تیز مشک سے بھی زیادہ مہکتا تھا۔ (ابن سعد/سبل الہدیٰ)

(۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں سوت کات رہی تھی اور آپ ﷺ اپنا جوتا گانٹھ رہے تھے اور پسینہ آپ ﷺ کی پیشانی سے بہہ رہا تھا اور یہ پسینہ ایک نور پیدا کر رہا تھا جس سے میں مبہوت ہو رہی تھی' تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کیوں مبہوت ہو رہی ہو۔ میں نے کہا: آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا ہے اور اس پسینہ سے نور کی شکل پیدا ہو رہی ہے۔ اگر ہزلی شاعر آپ ﷺ کو دیکھ لیتا تو اس کو پتہ چل جاتا کہ جو اس نے شعر کہا ہے اس کے آپ ﷺ زیادہ حقدار ہیں (پھر ہزلی کا شعر پڑھا جیسا کہ گزر چکا)

پسینہ پونچھ پونچھ رکھتے صحابہ جسم اطہر کا
جو خوشبو میں گلاب و مشک و عنبر سے بھی بہتر تھا

(ابن عساکر/ابونعیم/سبل الہدیٰ)

لے چلی بادِ صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آپ ﷺ کی تشریف آوری کو

آپ ﷺ کی خوشبو سے معلوم کر لیتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ مدینہ کی گلیوں میں سے کسی بھی گلی سے گزرتے تو خوشبو سے پتہ چل جاتا کہ آپ ﷺ اس گلی سے گزرے ہیں۔ (مجمع الزوائد)

آپ ﷺ سراپا عطر و معطر تھے۔ دست مبارک، یا پسینہ سے یا جسم اطہر سے جو خوشبو آتی تھی۔ بغیر خوشبو لگائے خوشبو آتی تھی وہ خارجی خوشبو لگانے کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ آپ ﷺ کے جسم کے پسینہ کی خوشبو تھی۔ علامہ نووی علیہ الرحمۃ نے بیان کیا ہے کہ یہ خدا کا ایک انعام و کرام تھا جس سے آپ ﷺ نوازے گئے تھے۔ علامہ ابوصالح دمشقی نے ابن مردویہ کے حوالہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ذکر کی ہے کہ معراج کے واقعہ کے بعد آپ ﷺ کا جسم اطہر ایسا معطر بلا عطر لگائے رہتا تھا جیسے (عرب میں) دلہن کو عطر سے معطر کر دیا جاتا ہے بلکہ اس سے زائد۔ (سبل الھدیٰ) گویا کہ یہ خدائے پاک کے قرب اور ہم کلامی اور عرش کی برکت تھی۔

جس چمن وچ ''آقا'' میرے جا کے زلفاں کھولیاں
لے چلی بادِ صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں

عطر سے زیادہ خوشبودار

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''ایک دن آپ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور سو گئے۔ میری ماں اُٹھیں اور آپ کا پسینہ سُونت سُونت کر شیشی میں لینے لگیں۔ آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی۔ فرمایا ''اُم سلیم! یہ کیا ہے؟''
عرض کیا: میں آپ کا پسینہ لے رہی ہوں اور اپنے عطر میں ملاؤں گی کیونکہ یہ عطر سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔'' (صحیحین)

محمد بہتر ہیں سے بہتر ... محمد ... حسینوں سے حسیں ہے

محمد حُسنِ خصلت میں مُسلّم
محمد مہ جبیں ہے دلنشیں ہے
محمد مظہرِ ربِّ مُعظّم
محمد سرورِ دینِ متیں ہے
محمد رہبرِ علمِ شریعت
محمد گوہرِ بحرِ یقیں ہے
محمد سرِّ وحدت، نُورِ کثرت
محمد سر گروہِ مؤمنیں ہے
محمد مشعلِ ہر دَورِ ظُلمت
محمد ظلِّ حق، مخدومِ دیں ہے
محمد مَرجعِ فرشِ محبت
محمد ہی شہِ عرشِ بریں ہے
محمد ہر فلک کی زیب و زینت
محمد نُورِ حق، شمسِ زمیں ہے
محمد رحمت و نُورِ مُجسّم
محمد ہی سُرورِ ہر حزیں ہے
محمد ہے سرِ ختمِ نبوّت
محمد ہی رسُولِ مُرسلیں ہے
محمد ہے بعیدِ مُنکرِ حق
محمد نفسِ مومن کے قریں ہے
محمد ہے وکیلِ روزِ محشر
محمد ہی شفیعِ مذنبیں ہے
محمد ہے سخیٔ بے بدل، وہ
نہیں، جس کے لبوں پر ہی نہیں ہے
محمد کی وہ چوکھٹ ہے کہ جس پر
جُھکی نبیوں کی، ولیوں کی جبیں ہے
محمد سَرورِ دیں، حُسنِ فطرت
کہو مثلِ محمد بھی کہیں ہے
محمد ہر مکرّم سے مکرّم
یہ نقویٔ کمتریں سے کمتریں ہے

یعنی مہرِ نبوت پہ لاکھوں سلام

(۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب نبی پاک ﷺ کے اوصاف مبارک کو بیان کرتے تو فرماتے آپ ﷺ کے دو مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ ﷺ خاتم النبیین تھے۔

(۲) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ کی مہر نبوت کو دو مونڈھوں کے درمیان جو سرخ رسولی کے مانند کبوتری کے انڈے جیسی تھی،

دیکھا (ترمذی/مسلم [illegible])

(۳) حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا تو وہ مسہری کے گھنڈی کے برابر تھی۔ (شمائل ترمذی/ دلائل النبوۃ)

(۴) عمر بن اخطب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول پاک ﷺ نے فرمایا اے ابوزید قریب ہو جاؤ میری کمر دبا دو۔ میں نے کمر کو دبانا شروع کر دیا تو میری انگلی مہر نبوت پر لگ گئی۔ علباء نے (جوان کے شاگرد تھے انہوں نے ان سے) پوچھا کہ وہ کیا چیز تھی تو انہوں نے کہا بالوں کا مجموعہ تھا۔ (ترمذی/طبرانی/ابن سعد)

(۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ابونضرہ نے پوچھا مہر نبوت کیا تھی؟ انہوں نے بتایا کہ پشت مبارک پر گوشت کا ابھرا ہوا ٹکڑا تھا۔ (شمائل ترمذی/ مسند احمد/ دلائل)

(۶) عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ اپنے اصحاب کے درمیان تھے۔ میں ذرا آپ ﷺ کی پیٹھ کی جانب گھوم گھوم کر دیکھنے لگا' تو آپ ﷺ نے میرا مقصد جان لیا۔ پشت سے آپ ﷺ نے چادر مبارک ہٹائی تو میں نے دیکھا کہ دو مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت ہے' جو مٹھی کے ہم شکل ہے اس کے چاروں طرف تل تھے گویا کہ مسہ۔ (شمائل ترمذی/ مسلم/ ابن سعد/ دلائل)

(۷) حضرت ابی رمثہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے رسولی کے مانند دونوں مونڈھوں کے بیچ میں (مہر نبوت) دیکھی۔ (دلائل جلد ۱ صفحہ ۲۶۵)

مہر نبوت پیدائشی طور پر آپ ﷺ کے دو کندھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کے برابر ابھرا ہوا گوشت مسہ کی شکل میں تھی۔ اسے مہر نبوت کہا گیا ہے۔

اس کا ثبوت متعدد صحابہ سے ہے جو تواتر معنوی کی حد تک پہنچا ہوا ہے۔ حافظ ابن حجر نے بیان کیا ہے کہ احادیث سے متواتر طور پر یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ بائیں مونڈھے کی جانب ابھرا ہوا گوشت کبوتر کے انڈے کے برابر تھا۔

ازل سے حق تعالیٰ نے ابد تک جو کیا پیدا
محمد ابتداء ٹھہرے محمد انتہا ٹھہرے

(حافظ پیلی بھیتی)

مہر نبوت کی شکل و مقدار میں اقوال

(۱) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے مہر نبوت کو آپ ﷺ کے دو مونڈھوں کے درمیان دیکھا جو کبوتری کے انڈے کے برابر تھی۔

(شمائل ترمذی/مسلم شریف)

(۲) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ مہر نبوت دونوں مونڈھوں کے درمیان تھی' ابھرا ہوا گوشت تھا۔ (شمائل ترمذی/مسند احمد)

(۳) عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ کی مہر نبوت کو دو مونڈھوں کے درمیان بائیں کندھے کے نیچے دیکھا جو مٹھی کی مقدار تھی جس پر تل تھے مثل مسے کے۔ (شمائل ترمذی/مسلم/ابن سعد)

(۴) حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی مہر نبوت تھی جو کندھے کے نیچے بازو کے اوپر سیب کی مانند تھی۔ (یعنی چھوٹے سے سیب کی طرح گولائی لئے)۔

(ترمذی/سبل الہدیٰ)

(۵) حضرت ابورمشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' تو دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا جو رسولی کے مانند تھی۔ (رسولی جسم پر کسی مقام میں گوشت ابھر جاتا ہے' عموماً یہ گھنڈی کے برابر ہوتا ہے)۔ (ابن سعد)

(۶) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی پشت مبارک پر مہر نبوت تھی جو گوشت کی اور بندوق کی گولی کی مانند تھی۔ (ابن حبان)

(۷) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بائیں مونڈھے کے جانب

نیزے کے خول کی مانند مہر نبوت تھی۔ (طبرانی/ ابونعیم/ سبل الہدیٰ) نیزے کا خول جس پر نیزہ چڑھایا جاتا گولائی لئے چھوٹا ہوتا ہے۔ اسی سے تشبیہ ہے۔

(۸) حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ میں رسول پاک ﷺ کی پشت مبارک کی جانب کھڑا تھا' میں نے مہر نبوت کی جانب دیکھا جو دو مونڈھوں کے درمیان مسہری کی گنڈی کے مانند تھی۔ (بخاری/ مسلم)

☆ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی مہر نبوت سرخ رسولی کے مانند کبوتری کے انڈے کی طرح تھی۔ (ابوالحسن/ سبل الہدیٰ)

(۹) ابو عالم بن بہدلہ نے ابورمثہ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کی مہر نبوت اونٹ کی مینگنی کے مانند تھی۔ (دلائل)

بظاہر ان روایتوں میں کوئی تضاد نہیں صرف الفاظ تعبیر کا فرق ہے۔ اسی وجہ سے علامہ القرطبی نے تمام احادیث مذکورہ کا خلاصہ ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بالاتفاق یہ روایتیں بتاتی ہیں کہ سرخ رنگ کا ابھرا ہوا گوشت بیضوی شکل کا تھا۔ (فتح الباری)

یہ پہلی نشانی ہے مردِ خدا کی
کہ الفت دل میں ہو شہِ انبیاء کی

مہر نبوت کا مقام مبارک

دونوں مونڈھوں کے درمیان بائیں بازو کے مساوی بائیں کندھے کے نیچے ٹھیک قلب کے مقابل تھا۔ حافظ نے فتح الباری میں اسی طرح سہیلی نے لکھا ہے کہ مہر نبوت بائیں کندھے کے نیچے ہونے کی مصلحت یہ ہے کہ یہی مقام شیطان کے وسوسہ ڈالنے کا ہے۔ اور اس کی وجہ سے آپ ﷺ شیاطینی وسوسہ سے محفوظ ہو جائیں گے۔

چنانچہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے اللہ تعالیٰ سے یہ پوچھا کہ انسان کو شیطان کس مقام سے وسوسہ ڈالتا ہے' تو دکھایا گیا کہ شیطان مینڈک کی شکل میں ٹھیک دل کے مقابل مونڈھے کے نیچے مچھر کے سونڈ کی طرح بیٹھا ہے۔ بائیں کندھے

سے لے کر قلب تک مسلط رہتا ہے۔ جب خدا کے ذکر سے غافل پاتا ہے تو ڈس لیتا ہے۔ (فتح الباری)

اس کی تائید ایک روایت سے بھی ہوتی ہے جو ابونعیم کی دلائل میں اور طیاسی کی مسند میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ شق صدر کے موقعہ پر دل کو زمزم سے دھونے کے بعد میری پیٹھ میں مہر لگادی گئی جس کی ٹھنڈک کو میں نے اپنے قلب میں محسوس کیا۔ (جمع الوسائل/فتح الباری/ ابونعیم)

دوسرا ضعیف قول یہ ہے کہ دائیں مونڈھے درمیان تھا جسے ابونعیم نے ذکر کیا ہے۔ ملاعلی قاری نے اسے نقل کر کے رد کرتے ہوئے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ بائیں بازو کے مقابل تھا۔ رہی بات یہ کہ مہر نبوت پیدائشی تھی یا بعد میں لگائی گئی؟

تو ایک قول تو یہ ہے کہ پیدائشی تھی۔ جس وقت آپ ﷺ پیدا ہوئے اسی وقت سے یہ تھی' چنانچہ ابن عائذ سے علامہ مغلطائی نے یہی نقل کیا ہے۔

ابونعیم کے حوالہ سے ہے کہ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو فرشتہ نے سفید ریشمی تھیلی سے ایک مہر نکال کر آپ ﷺ کے بائیں مونڈھے پر لگادی۔ (جمع الوسائل)

دوسرا قول ہے کہ بعد میں شق صدر کے موقعہ پر فرشتوں نے بائیں مونڈھے پر مہر نبوت لگادی جیسا کہ ابھی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں گزرا۔

محمد مصطفیٰ کے واسطے کیا کیا سعادت ہے
نبوت ہے رسالت ہے قیادت ہے امامت ہے

ایک سوال اور اس کا جواب

کیا مہر نبوت آپ ﷺ کی خصوصیت تھی یا عام؟

جواب یہ ہے کہ شیخ برہان الدین الحلبی کا قول ابوصالح دمشقی نے بیان کیا کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔ چنانچہ ولادت کے وقت یا شق صدر کے موقعہ پر یہ واقعہ پیش آنا آپ ﷺ کے ساتھ خاص تھا۔ ان امور سے کسی دوسرے نبی کو نہیں نوازا گیا۔

نیز چونکہ اس مہر نبوت سے اشارہ ختم نبوت کی طرف ہے اور یہ آپ ﷺ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ (سبل الہدیٰ)

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہر نبی کو مہر نبوت سے نوازا گیا۔ ہاں مگر یہ کہ تمام کو دائیں ہاتھ میں اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بائیں مونڈھے کے نیچے عطا کی گئی۔ یہ قول حضرت وہب بن منبہ سے مروی ہے حاکم نے اس کی تخریج کی ہے۔

ہوشیار ہو اے ختم نبوت کے محافظ
کس کام میں مصروف ہے باطل کی ہوا دیکھ
رشتہ نہ ہو قائم جو محمد سے وفا کا
پھر جینا بھی برباد ہے مرنا بھی اکارت
مسلماں لاکھ برے ہوں مگر نام محمد پر
وہ تیار ہیں ہر حالت میں اپنا سر کٹانے کو

مہر نبوت سے خوشبوئے رسالت

اکثر روایتوں میں تو صرف اس کی کیفیت اور مقدار کو ذکر کیا گیا ہے' خوشبو وغیرہ کا ذکر نہیں ہے' مگر ابن عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے مجھے پیچھے بٹھایا' تو میں نے آپ ﷺ کے مہر نبوت کا بوسہ دیا تو اس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ ملا علی قاری نے بھی امام بخاری کے حوالہ سے بیان کیا کہ اس سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ (جمع الوسائل)

بظاہر یہ کوئی خاص بات نہیں' مہر نبوت کی کیا خصوصیت آپ ﷺ کے پورے جسم سے اور پسینہ سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ ممکن ہے کہ مہر نبوت سے زیادہ اس کا احساس ہوتا ہو۔

یہ مہر نبوت وفات کے وقت اٹھا لی گئی تھی۔ چنانچہ ابونعیم اور دلائل میں واقدی کی روایت ہے کہ وفات کے بعد لوگوں نے آپ ﷺ کی موت میں شک کیا۔ بعضوں نے

کہا کہ آپ ﷺ پر موت طاری نہیں ہے' تو اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کی مہر نبوت پر رکھ کر دیکھا تو اسے نہ پایا تو کہا کہ آپ ﷺ وفات پا چکے ہیں۔ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان سے مہر نبوت کو اٹھا لیا گیا۔ اسی سے آپ ﷺ کی وفات کا یقین ہوا۔ (جمع الوسائل/سبل الہدیٰ)

حاکم نے تاریخ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کی وفات کے وقت میں نے مہر نبوت کو دیکھا تو وہ نہیں تھی۔ (سبل الہدیٰ)

اس مہر نبوت کو جو ابھرے ہوئے گوشت کی شکل میں رسولی کے مانند معلوم ہوتی تھی۔ اس کو بعض دیکھنے والوں نے رسولی (جو ایک بیماری ہوتی ہے اس میں گوشت ابھر آتا ہے اور تناسب اعضاء کے اعتبار سے یہ بیماری معلوم ہوتی ہے) سمجھ کر اس کے علاج کا مشورہ دیا' تو آپ ﷺ نے بتا دیا کہ یہ مرض نہیں اللہ کی جانب سے ایک علامت ہے۔

محمد مصطفیٰ ہر ہی نبوت ختم ہے لوگو
نظر اس حکم پیمبر پہ رکھنا عالمیاں ہے

(حبیب الرحمٰن کارچوی)

ہر اک نظام ہے ناکام و فتنہ در آغوش
حضور آپ کے لائے ہوئے پیام کے بعد

(حماد-ابوالبیان)

حضرت ابورمثہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد آپ ﷺ کی خدمت میں گئے تو میرے والد کی نگاہوں نے دونوں مونڈھوں کے درمیان جو رسولی کے مانند گوشت تھا دیکھ لیا' اور کہا اے اللہ کے رسول میں لوگوں میں سب سے بڑا طبیب ہوں میں اس کا علاج کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اسی طبیب نے تو اسے پیدا کیا ہے۔

☆ ابورمثہ کی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ میں اپنے بیٹے کے ساتھ آپ ﷺ کی

خدمت میں گیا میں نے اپنے صاحبزادے سے کہا بیٹے یہ خدا کے نبی ہیں۔ اس نے جب آپ ﷺ کو (اس علم کے بعد) دیکھا تو خوف زدہ ہو گیا (ادھر اس نے آپ ﷺ کی مہر نبوت دیکھ لی جس کو ابھرا ہوا گوشت سمجھا) جب میں واپس آنے لگا تو میں نے کہا ہم لوگ خاندانی طبیب ہیں۔ ہمارے والد بھی ایام جاہلیت کے مشہور و معروف طبیب تھے۔ آپ ﷺ اجازت دیجئے آپ ﷺ کے مونڈھے کے درمیان جو رسولی ہے اسے دبا دوں خدائے پاک اپنے نبی کو شفا دے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں اس کا کوئی طبیب نہیں سوائے اللہ کے۔ چنانچہ وہ کبوتری کے انڈے کے برابر تھی۔ (ابن سعد)

آپ ﷺ نے ان پر یہ ظاہر کیا کہ یہ مرض کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ پاک نے مصلحت و حکمت کی وجہ سے اسے بنایا ہے۔ یعنی علامت ختم نبوت ہے۔

ختم رسل کا مرتبہ ازل سے تجھے ملا
ہیں با ادب تمام پیمبر تیرے حضور

(حفیظ تائب)

سلام اس پر کہ بعد اس کے نہ آئے گا نبی کوئی
نہ ان سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا نبی کوئی

(حافظ لدھیانوی)

مہر نبوت کی تحریر

مہر نبوت کے ثبوت کے متعلق تو روایات بکثرت ہیں، جو تواتر معنوی کے درجہ یا کم از کم مشہور کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہیں۔ مگر مہر نبوت پر کچھ لکھا تھا یا نہیں؟ کیا لکھا تھا؟ اس کے متعلق کوئی مستند روایت نہیں ہے۔ تاہم اس پر کچھ مکتوب تھا روایتوں میں اس کا ذکر آتا ہے۔ اس مکتوب کے متعلق متعدد اقوال ملتے ہیں:

☆ ملا علی قاری علیہ رحمۃ نے ابن حبان کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ اس پر محمد رسول

اللہ لکھا تھا۔ (جمع الوسائل)

☆ ابن عساکر اور حاکم نے تاریخ نیشاپور میں حضرت ابن عمر کی روایت نقل کی ہے کہ اس پر گوشت سے محمد رسول اللہ لکھا تھا۔ (خصائص کبریٰ/ حاشیہ دلائل النبوۃ/ سبل الہدیٰ)

☆ ابن وحیہ نے کتاب التنویر میں ذکر کیا ہے کہ مہر نبوت کے اندرونی حصہ پر اللہ وحدہ، اور اوپری حصہ پر ''توجہ حیث شئت فانک منصور'' لکھا تھا۔ (حاشیہ دلائل النبوۃ)

☆ محدث ابونعیم نے بھی سلمان سے اسی طرح نقل کیا ہے کہ اس کے اندرونی حصہ پر ''اللہ وحدہ لاشریک لہ' محمد رسول اللہ'' لکھا تھا اور اوپری حصہ پر ''توجہ حیث شئت فانک منصور'' لکھا تھا ابن حدیہ نے اسے منکر قرار دیا ہے۔ (خصائص کبریٰ)

☆ حکیم ترمذی نے ذکر کیا کہ اس پر ''اللہ وحدہ لاشریک لہ'' لکھا تھا' ابن وحیہ نے اسے منکر قرار دیا ہے۔ (شمائل ترمذی/ ابن کثیر)

☆ ابوالدحاح الدمشقی نے لکھا کہ اس کی سطر اول میں ''لا الہ الا اللہ'' اور دوسری لائن میں ''محمد رسول اللہ'' لکھا تھا۔ موروو الظمان میں اس کو باطل قرار دیا ہے۔

(سبل الہدیٰ)

ملا علی قاری نے ایک قول یہ لکھا کہ اس پر ''سر فانک المنصور'' لکھا تھا۔ (جمع الوسائل)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام اقوال کی تردید کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ اس سلسلے کی وہ تمام روایتیں جس میں مہر نبوت کے پچھنے کے داغ کی طرح ہونے کا، یا سبز' سیاہ نشان ہونے کا ذکر ہے (جیسا کہ بعض روایتوں میں آیا ہے) یا اس پر ''**لا الله الا الله محمد رسول الله**'' یا ''**سر فانك المنصور**'' لکھنے کا ذکر ہے کوئی ثابت نہیں۔ حافظ کے اسی قول کو علامہ مناوی شرح شمائل میں ملا علی قاری نے جمع الوسائل میں ابوصالح دمشقی نے سبل الہدیٰ میں نقل کیا ہے اور کوئی تبصرہ نہیں کیا' جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ان حضرات نے حافظ کی تحقیق کو معتبر قرار دیتے ہوئے اس قسم کی تمام روایتوں کو واہی غیر ثابت تسلیم کیا ہے اور محدث ابن حبان نے اصحیح میں جو ''**محمد رسول الله**''

کے مکتوب ہونے کی روایت کو ذکر کیا ہے اسے بعض لوگوں نے مستند سمجھا ہے۔ حافظ ابن حجر نے ابن حبان پر بھی رد کیا ہے کہ ان سے غفلت اور چوک ہوگئی ہے کہ انہوں نے غیر ثابت روایت کو صحیح میں ذکر کر دیا ہے۔ (فتح الباری/جمع الوسائل/سبل الہدیٰ)

وہو خاتم مہر نبوت — شانوں کے مابین ودیعت
قدرتِ حق کی خاص عنائت — صلی اللہ علیہ وسلم
بیضہِ حمامہ کی صورت — کریں بیان صحائفِ سیرت
رقم تھا اس میں کلمہِ وحدت — صلی اللہ علیہ وسلم

حضور ﷺ کی عقل مبارک

آپ ﷺ تمام دنیا کے لوگوں میں سب سے زیادہ عقل مند تھے۔

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ افضل اور لوگوں میں سب سے زیادہ عقل والے تھے۔ (سبل الہدیٰ)

(۲) حضرت وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ میں نے اکہتر کتابیں پڑھی ہیں ان سب میں یہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ عقل والے تھے۔

(ابن عساکر/ابونعیم/سبل الہدیٰ/خصائص کبریٰ)

(۳) منقول ہے کہ عقل کے سو جز ہیں اس میں ننانوے جز نبی کریم ﷺ کو دیئے گئے باقی ایک جز تمام انسانوں کو دیا گیا۔ (سبل الہدیٰ)

اہل علم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ عقل، فہم، فراست حضرت انبیاء کرام کو حاصل ہے اور ان انبیاء کرام میں یہ نعمت سب سے زیادہ سرورِ کائنات نبی کریم ﷺ کو حاصل تھی۔ آپ ﷺ فہم، فراست، عقل و ذکاوت میں تمام مخلوق پر فائز تھے۔ پوری دنیا کے عقل مندوں میں آپ ﷺ سب سے زیادہ عقل والے تھے۔

☆ جنگی محاذ پر آپ ﷺ کا محیر العقول طور پر کامیاب ہونا۔ یہود و نصاریٰ کے مکرو

فریب سے محفوظ رہنا۔ دشمنوں کے نرغہ سے بچ کر نکل جانا اس کی واضح دلیل ہے۔ آپ ﷺ کے جامع ارشادات، دین و دنیا سے متعلق نفع بخش نصائح، پیشین گوئیاں وغیرہ یہ سب روشن دلائل ہیں۔

محمد ہیں محبوب ربّ مجید | محمد ہیں سب خوبیوں میں وحید
محمد ہیں کعبہ کے کعبہ مگر | نہیں ہیں وہ معبودِ حق کے ندید
محمد ہیں مجموعہ علمِ حق! | محمد ہیں فکر و نظر کے سعید
محمد ہیں توحیدِ حق کی دلیل | محمد ہیں سب مُرسلوں کی نوید

شق صدر اور اس کی حکمتیں

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ایک اہم، نمایاں اور ممتاز خصوصیت جس کے شرف سے آپ ﷺ کو نوازا گیا تھا وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے سینہ مبارک کو چاق کیا گیا قلب مبارک کو دھو کر اس میں نور حکمت داخل کیا گیا تھا اور آپ ﷺ کے قلب مبارک کو وساوس اور دیگر تمام شیاطینی حملے اور نا مناسب خیالات سے پاک اور محفوظ کر دیا گیا۔ احادیث و تفسیر میں اسے ''شق صدر'' کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

شق صدر کا واقعہ کتنی مرتبہ پیش آیا؟ اس میں ارباب تحقیق کے درمیان کچھ اختلاف ہے، کچھ حضرات دو مرتبہ کے قائل ہیں جیسے علامہ سہیلی، ابن دحیہ، ابن منیر۔

بعض حضرات تین مرتبہ وقوع کے قائل ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر کی یہی رائے ہے۔ محدث بیہقی بھی اسی کے قائل ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ قبیلہ بنی سعد میں جب کہ آپ ﷺ زیر پرورش وہاں تھے۔ دوسری مرتبہ نبوت کے قریب۔ تیسری مرتبہ شب معراج میں۔ (خصائص کبریٰ) تاہم کچھ حضرات کی رائے ہے کہ تتبع و تلاش اور واقعات کی تطبیق سے چار مرتبہ ہونے کا سراغ ملتا ہے۔

☆ شق صدر کا واقعہ آپ ﷺ ہی کے ساتھ پیش آیا ہے یا اور انبیاء کرام کے ساتھ۔ بیشتر اہل تحقیق نے اس پر خاموشی اختیار کی ہے۔

علامہ سیوطی نے ابن منیر کے قول کو ذکر کیا ہے کہ صرف آپ ﷺ کے ساتھ ہوا ہے۔ (خصائص کبریٰ)

وہ قاسم کوثر ہیں وہی ختم رسل ہیں
وہ مصدر اخلاق ہیں وہی نور ہدیٰ ہیں

(خالد شفیق)

وہی معلم اعظم کہ جس سے تا بہ ابد
زمانہ کرتا رہے گا علوم کی تحصیل

(خالد علیم)

چھینٹیں پڑی ہیں جس سے شفاعت کی چار سو
ختم رسل ہی حشر میں وہ آبشار ہے
ہر ایک نبی تھا خاص کسی دور کے لیے
تا حشر ہے نبوت سردارِ انبیاء

(رشید کامل)

پہلا واقعہ

پہلا شق صدر کا واقعہ اس وقت پیش آیا جب آپ ﷺ رضاعی والدہ کے پاس قبیلہ بنی سعد میں تھے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے۔ آپ ﷺ کو انھوں نے پکڑا اور چت لٹا دیا اور قلب مبارک کو نکالا۔ پھر قلب مبارک کو چیرا۔ اس سے خون کا ایک پھٹکا نکالا اور فرمایا: یہ شیطان کا حصہ تھا۔ پھر سونے کے طشت میں جو زمزم کا پانی لے کر آئے تھے اس سے قلب مبارک کو دھویا پھر قلب کو اپنی جگہ (سینہ میں) رکھ دیا اور سی دیا۔ (لڑکوں نے جب یہ دیکھا تو) ان کی رضاعی والدہ کے پاس دوڑے گئے اور بتایا کہ محمد (ﷺ) تو مار ڈالے گئے۔ وہ لوگ آئے تو آپ ﷺ کو خوف زدہ پایا۔ حضرت

انس رضی اللہ عنہ اس واقعہ کو بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ٹانکہ کا نشان آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر دیکھا ہے۔ (خصائص کبریٰ، مسند احمد، مسلم، سبل الہدیٰ)

☆ حاکم، طبرانی، دارمی، ابونعیم نے بیان کیا کہ عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا میں قبیلہ بنی سعد میں رضاعت کے زمانہ میں تھا۔ میں اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریوں کے ریوڑ میں تھا اور ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا۔ میں نے اپنے بھائی سے کہا اے بھائی ماں کے پاس جاؤ میرے کھانے کے لئے کچھ لاؤ۔ چنانچہ میرا بھائی گیا اور میں بکریوں میں رہا۔ پس اتنے میں دو پرندے گدھ کی شکل کے میرے پاس اترے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا یہی ہے وہ۔ دوسرے نے کہا ہاں۔ پس وہ دونوں بڑی تیزی سے میری طرف متوجہ ہوئے اور پکڑا اور چت لٹا دیا۔ میرے پیٹ کو چاک کیا۔ میرے قلب کو نکالا۔ اسے چیرا اس سے دو کالے چھٹکے نکالے۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا لاؤ ٹھنڈا پانی۔ پس اس سے میرے اندر کے حصہ کو دھویا۔ پھر کہا لاؤ ٹھنڈا پانی۔ پھر دونوں نے میرے قلب کو دھویا۔ پھر کہا لاؤ ''سکینہ۔'' اس کو میرے قلب پر چھڑک دیا۔ پھر ایک نے کہا: اسے دے دو۔ یعنی (مرہم پٹی اور ٹانکہ دو) پس ایک نے سی دیا اور مہر نبوت لگادی۔ (خصائص کبریٰ، سبل الہدیٰ)

گل ہوگا نہ وہ تا حشر باطل کی ہوا سے
روشن جو کیا حق کا دیا میرے نبی نے

(جواز جعفری)

خدا کا دنیا کی سمت پیام آخریں اور دل نشیں بھی
یہ اک آواز جو زمانوں کی ترجماں، دہر آخریں بھی

وہ دنیا میں حسنِ توازن کا پیمانہ
پل پل اس کا دست نگر ہر ایک زمانہ

(جلیل عالی)

تا حشر دیکھ لینا ایسا کبھی نہ ہو گا
بعد نبی ہو کوئی سچا نبی نہ ہو گا

(حاجی وزیر علی شاہ)

عرب کی سرزمین کو آسمانوں نے بشارت دی
تیرے خطے سے ہو گا آخری پیغامبر پیدا

(حسرت حسین حسرت)

دوسرا واقعہ

عمر کے دسویں سال میں مکہ مکرمہ میں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ زوائد مسند احمد، ابن حبان، ابونعیم، ابن عساکر نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! نبوت کے ابتدائی واقعات کیا ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں دس سال کا تھا۔ جنگل میں چل رہا تھا کہ اچانک دو آدمی میرے سر کے پاس آئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا: کیا یہ وہی ہیں؟ دوسرے نے کہا ہاں۔ وہ دونوں مجھے پکڑ کر لے گئے۔ میں نے اس جیسی مخلوق کبھی نہیں دیکھی تھی۔ نہ ایسی خوشبو دیکھی نہ ایسے کپڑے جس میں وہ ملبوس تھے۔ میں نے کبھی نہ دیکھے۔ پس وہ دونوں مجھے لے کر چلے۔ یہاں تک کہ ہر ایک نے میرے بازو کو پکڑ لیا اور ان کے چھونے کا مجھے احساس بھی نہیں ہو رہا تھا۔ پس ایک نے دوسرے سے کہا ان کو لٹا دو۔ پس انہوں نے مجھے بلا پس و پیش لٹا دیا۔ پھر مجھے گدی کے بل کر دیا۔ پھر میرے پیٹ کو چیرا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک نے دوسرے سے کہا: ان کے سینے کو چاق کر دو' تو ان میں سے ایک میرے سینے کی جانب متوجہ ہوئے اور سینہ چاق کیا۔ نہ تو خون ہی نکلا اور نہ کوئی تکلیف ہی ہوئی۔ ایک نے سونے کے طشت میں پانی رکھا تھا۔ دوسرا میرے پیٹ کو دھونے لگا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کا سینہ چاق کر دو۔ پس میں نے اپنے سینہ کو

دل کو چیرا۔ پھر کہا ان کے دل سے حسد اور کینہ کو نکالو۔ پس انہوں نے جمے ہوئے خون کی شکل میں کچھ نکالا اور پھینک دیا۔ پھر کہا ان کے دل میں شفقت اور رحمت داخل کرو تو چاندی کی مانند کوئی چیز داخل کی۔ پھر ایک باریک کوٹی ہوئی چیز نکالی۔ اسے چھڑک دیا۔ پھر میرے انگوٹھے کو پکڑا اور کہا اٹھو اور ٹھیک رہو۔ میں وہاں سے واپس آیا تو چھوٹوں اور بڑوں پر شفقت اور مہربانی کرنے والا تھا۔ (ابو نعیم، خصائص کبریٰ، سبل الہدیٰ)

تیری ہر بات کا قصہ چلے گا　　قیامت تک یہی سکہ چلے گا
سبھی معیار ثابت ہوں گے وقتی　　ہمیشہ بس ترا اسوہ چلے گا

(روحی کنجاہی)

ہے تیرا پیغام انمٹ فلسفہ تیرا اٹل
نامکمل تھی خدائی تشنہ تھی پیمبری

(ساغر صدیقی)

تیسرا واقعہ

یہ شق صدر چالیس سال کی عمر کے قریب پیش آیا جب کہ آپ ﷺ کو نبوت ملنے والی تھی۔ ابوداؤد، طیالسی، ابونعیم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔ آپ ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک مہینے کی نذر اعتکاف مان لیتے تھے۔ پس یہ رمضان کے مہینہ میں پڑ گیا۔ اسی درمیان ایک رات نکلے تو آپ ﷺ نے السلام علیکم کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے سوچا شاید کوئی جن ہے۔ پس میں جلدی سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا کیا بات ہے۔ میں نے واقعہ بتایا۔ کہا خوش رہیئے۔ سلام تو اچھا ہے۔ پھر میں دوسری مرتبہ باہر نکلا تو سورج پر حضرت جبرائیل کو دیکھا، جس کا ایک بازو مشرق کو ایک بازو مغرب کو گھیرے ہوئے تھا۔ میں خوف زدہ ہو گیا، جلدی سے بھاگا۔ پس ان کو گھر کے دروازے پر پایا۔ انہوں نے مجھ سے گفتگو کی تو کچھ انس ہوا پھر ان[illegible] (کلام کرنے کا) پس میں آیا تو

ان کو آنے میں تاخیر ہوئی پس میں نے واپس آنا چاہا' تو اچانک دیکھا کہ ان کے ساتھ حضرت میکائیل بھی ہیں جنہوں نے پورے آسمان کو گھیر رکھا ہے۔ پس حضرت جبرائیل تو نیچے اتر گئے اور حضرت میکائیل آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہے۔ حضرت جبرائیل نے مجھے پکڑا اور گدی کے بل لٹا دیا۔ پھر میرے دل کو چیرا اور اسے نکالا۔ پھر جو چاہا اس سے نکالا۔ پھر طشت میں زمزم کا پانی تھا اس سے دھویا۔ پھر اسے اپنی جگہ رکھ دیا اور سی دیا۔ پھر مجھے الٹ دیا جیسے برتن الٹ دیا جاتا ہے۔ پھر میری پیٹھ پر مہر لگا دی۔ یہاں تک کہ مہر لگانے کا احساس مجھے اپنے دل پر ہوا۔ (سبل الہدیٰ، ابونعیم)

مسلم نہیں جو ختم نبوت کا ہے منکر
یہ شق تو اب آئین وطن کی ہے رگِ جاں

(عاصی کرنالی)

خدا نے دین کامل کر دیا ہے اے امین ان پر
محمد پرچم ختم نبوت لے کے آئے ہیں

(امین)

کچھ شبہ کر نہ ختم نبوت میں بھول کر
وہ آخری نبی ہیں صداقت قبول کر

(سید انوار ظہوری)

چوتھا واقعہ

یہ شق صدر شبِ معراج میں آسمان پر جانے سے قبل کیا گیا تھا اور یہ آخری مرتبہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے گھر میں اپنے اہل و عیال میں تھا کہ مجھے زمزم کے پاس لے جایا گیا اور میرے سینہ کو کھولا گیا۔ پھر حکمت و ایمان سے بھرا سونے کا طشت لایا گیا اور میرے سینے میں ڈالا گیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنا سینہ دکھایا۔ (پھر آپ ﷺ نے فرمایا) پھر

فرشتہ مجھے آسمان کی طرف لے گئے۔

☆ مالک بن صعصعہ کی روایت اس طرح ہے کہ شب معراج کا واقعہ سناتے ہوئے یہ بیان فرمایا: میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا کہ ایک آنے والے آیا اور اپنے ساتھی سے کہنے لگا...... چنانچہ وہ آیا اس نے میرا سینہ یہاں سے یہاں تک پھاڑ ڈالا۔ یعنی سینہ کے نیچے سے ناف تک اور میرے دل کو نکالا۔ ایمان وحکمت سے بھرا سونے کا طشت جسے لے کر آئے تھے اس سے میرے دل کو دھویا۔ پھر اسی جگہ رکھ دیا۔ پھر ایک جانور لے آئے جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا۔ (پھر آسمان پر لے چلے)۔ (خصائص کبریٰ/سبل الہدیٰ)

خیال رہے کہ بعض حضرات نے چوتھی مرتبہ شق صدر کا واقعہ جو شب معراج میں پیش آیا ہے اس کا انکار کیا۔ جس میں علامہ ابن حزم اور قاضی عیاض وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن علامہ قرطبی نے شرح مسلم میں ان حضرات کے رد پر نکیر وارد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس واقعہ کے رواۃ ثقہ اور مشاہیر میں سے ہیں اس لئے انکار کی گنجائش نہیں۔ حافظ ابن حجر نے بھی لکھا ہے کہ اس کی روایتیں تو اتر کے درجے کو پہنچی ہوئی ہیں لہٰذا شب معراج میں شق صدر کا واقعہ بھی صحیح ہے۔ (سبل الہدیٰ)

تصدیق پیش گوئی انجیل ہو گئی
ختم رسل سے دین کی تکمیل ہو گئی

(انور جمال)

ہمیشہ یاد رہتی ہے حدیث ''لا نبی بعدی''
میرے ایمان کی بنیاذ ہے ختم نبوت پر

(اخگر سرحدی)

تمہی پر ختم کر دی ہر فضیلت
اے ختم رسل، ہادیٔ کل، سیّد ابرار

(اثر لدھیانوی)

علامہ قرطبی نے مفہم میں علامہ توریشتی اور طیبی نے لکھا ہے کہ شق صدر کا واقعہ ظاہر کے خلاف ہے۔ سینہ چاق کرنا، دل کا نکالنا، دھونا، پیٹ کا دھونا، پھر نہ خون کا نکلنا، نہ تکلیف کا ہونا، وغیرہ ذٰلک' یہ امور مہلک ہیں' لیکن پھر بھی ان کو بلا شک وشبہ کے تسلیم کرنا ہر مسلمان کے لئے لازم ہے۔

☆ مکرر کئی مرتبہ شق صدر کی حکمت بیان کرتے ہوئے کہا گیا اول شق صدر کی حکمت یہ تھی بچپن کی برائیوں اور کھیل کود کے مشغلہ سے آپ ﷺ محفوظ ہو جائیں اور آپ ﷺ کی پرورش شیطان سے عصمت اور حفاظت کی حالت میں ہو۔ نبوت کے وقت شق صدر کی حکمت یہ تھی کہ آپ ﷺ نبوت کا بوجھ برداشت کے لائق ہو جائیں اور جوانی کی حالت میں جو امور ولایت وتقرب ونبوت کے خلاف صادر ہو سکتے تھے وہ نہ ہوں اور شباب کے متعلق جو بشری تقاضے سے ہوتے ہیں آپ ﷺ اس سے محفوظ ہو جائیں۔

☆ شب معراج کے موقعہ پر شق صدر کی حکمت یہ تھی کہ آپ ﷺ کا قلب ملاء اعلیٰ، سیر ملکوت اور اس کے متعلقہ امور کے لائق ہو جائے۔ ماورائے سدرۃ المنتہیٰ کے عظیم ترین امور کے آپ ﷺ متحمل ہو جائیں۔ وغیر ذٰلک۔

☆ شق صدر کے واقعہ میں بجائے حوض کوثر، یا ماء جنت کے، زمزم سے دھویا گیا۔ اس سے زمزم کی افضلیت اور اہمیت کا علم ہوتا ہے۔

☆ ابن ابی جمرہ نے بیان کیا زمزم کی اصل جنت سے ہے۔ اہل ارض کو جنت کی برکت حاصل ہو جائے اس لئے اسے زمین پر لایا گیا۔ (سبل الہدیٰ)

☆ ابو صالح دمشقی نے بیان کیا بعض روایتوں میں پیٹ دھونے کا ذکر ہے' تو ممکن ہے کہ اس سے پیٹ کے اندر کی تمام چیزیں مراد ہوں یا ممکن ہے کہ اس سے صرف قلب ہی مراد ہو جیسا کہ دوسری روایت میں قلب ہی کا ذکر ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی شق میں صرف قلب کو اور کسی شق میں صرف پیٹ کو دھویا گیا ہو۔ (سبل الہدیٰ)

☆ یہ شق صدر ظاہر جسم کے اعتبار سے ہوا تھا۔ معنوی اعتبار سے ہونا مراد نہیں جیسا کہ ملحدین نے اسکی تاویل میں کہا ہے۔ اسی وجہ سے جوڑ اور ٹانکے آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر تھے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ کے سینہ پر ٹانکہ کا اثر دیکھا۔ (سبل الہدیٰ)

؎ تو کسی ایک زمانے کا ہادی تو نہیں
ازل ازل تا بہ ابد سارا زمانہ تیرا

؎ تیرے وجود پہ فہرست انبیاء ہے تمام
تجھی پہ ختم ہے روح الامیں کی نامہ بری

؎ تجھ سے پہلے کا جو ماضی ہے ہزاروں کا سہی
اب جو تا حشر کا فردا ہے وہ تنہا تیرا

؎ زمانہ ابد تک گل فشاں رہے گا
تجھے مرحبا مرحبا کہتے کہتے

؎ سلام تم پر کہ حق نے تم کو دیا ہے قرآن معجزہ بھی
تمہیں پہ تکمیل دیں ہوئی ہے تمہی ہو سب انبیاء کے خاتم

؎ ہاں آخری نبی ہو نبوت کے باب میں
جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تمہی تو ہو

پیدائشی خوبی

نبی کریم ﷺ اگرچہ مکحول (سرمہ لگائے ہوئے) مغسول (غسل دیئے ہوئے) اور مختون (ختنہ کیے ہوئے) پیدا ہوئے۔ علاوہ ازیں بے شمار خوبیاں اپنے ساتھ لے کر اس کائنات میں جلوہ گر ہوئے' جو کہ دوسروں لوگوں میں اس دنیا میں آنے کے بعد ملتی ہیں، اس بارے میں میلاد شریف کی کتابیں دیکھی جاسکتی ہیں یہاں پہ اختصار کے ساتھ حضور علیہ السلام کا مختون (ختنہ شدہ) پیدا ہونا بیان کیا جائے گا۔

(۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میرے رب کی نوازشوں میں سے یہ ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا ہوں اور یہ کہ کسی نے میری شرم گاہ کو نہیں دیکھا۔ (خصائص کبریٰ/ مجمع الزوائد/ طبرانی/ ابونعیم)

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول پاک ﷺ ختنہ شدہ خوش و خرم (روتے ہوئے نہیں جیسا کہ بچہ پیدا ہوتا ہے، تو روتا ہوا ہوتا ہے) پیدا ہوئے۔ (ابونعیم)

(۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ہنستے ہوئے ختنہ شدہ پیدا ہوئے تھے۔ (خصائص کبریٰ)

آپ ﷺ ختنہ شدہ پیدا ہوئے تھے' محدثین کی ایک جماعت نے جس میں طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر، ابن سعد، ابن عدی وغیرہ شامل ہیں ان اسناد کو جید قرار دیا ہے۔ محققین کی ایک جماعت نے آپ ﷺ کے غیر مختون پیدا ہونے پر جزم و یقین پیش کیا ہے۔ جس میں ابن حبیب، ابن جوزی، حاکم، ہشام بن محمد، ابن درید وغیرہ سرفہرست ہیں۔ حاکم نیشاپوری نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کے مختون ہونے کی خبریں تواتر کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں۔ البتہ شمس الدین ذہبی اس کے خلاف ہیں وہ اس کے قائل ہیں کہ عرف کے مطابق آپ ﷺ کے دادا نے آپ ﷺ کا ختنہ کیا۔ (خصائص کبریٰ، سبل الہدیٰ)

البتہ ایک دوسری روایت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے کہ جس وقت آپ ﷺ کو دھویا گیا اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کی ختنہ کر دیئے تھے۔

(ابونعیم/ مجمع الزوائد)

لیکن پہلی روایت ارباب تحقیق کے نزدیک راجح ہے۔ ابوصالح دمشقی نے ذکر کیا کہ اس کی سند صحیح نہیں ہے۔ (سبل الہدیٰ)

☆ ابن جوزی اور ابن درید نے نقل کیا ہے حضرات انبیاء کرام میں تیرہ نبی مختون پیدا

ہوئے۔ جن میں دس متفق علیہ یہ ہیں۔

حضرت آدم، شیث، نوح، لوط، شعیب، موسیٰ، سلیمان، عیسیٰ اور حضرت محمد علیٰ نبینا وعلیہم السلام۔ (سبل الہدیٰ)

محمد ہے مجموعۂ ہر صفت ۔ محمد ہے گنجینۂ معرفت
محمد ہے نبیوں کے دل کی غرض ۔ محمد کی ہے ہر طرف سلطنت
محمد ہے مخدومِ و صدرِ رُسُل ۔ محمد کی ہے خلق پر مرحمت
محمد ہے محبوب و فخرِ سُبُل ۔ محمد ہے معصومِ ہر معصیت
محمد ہے تقوی رسولِ زمن ۔ محمد سی کس کی ہوئی منزلت

خون مبارک اور اس کی طہارت

(۱) حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے پچھنا لگایا پھر مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اس خون کو دفن کر دو۔ چنانچہ میں گیا پھر آیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا۔ کیا کیا؟ میں نے کہا میں نے اسے پی لیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مسکرا دیا۔

(مطالب عالیہ/مجمع الزوائد)

(۲) حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے جبکہ آپ ﷺ پچھنے لگوا رہے تھے۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے عبد اللہ اس خون کو لے جاؤ اور ایسی جگہ ڈال آؤ جہاں کسی کی نگاہ نہ پڑے۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کی نظر سے ہٹے اور اس خون کو پی لیا۔ واپس آئے تو آپ ﷺ نے پوچھا اے عبد اللہ! خون کو کیا کیا؟ کہا میں نے اسے سب سے زیادہ مخفی مکان میں ڈال دیا جس سے زیادہ مخفی مکان میرے علم میں نہیں (یعنی پیٹ میں) آپ ﷺ نے فرمایا شاید تم نے پی لیا؟ کہا ہاں۔

(مجمع الزوائد/مطالب عالیہ)

(۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ کے چہرے مبارک

سے جب خون احد کے موقع پر بہہ پڑا تو میرے والد سنان نے اسے چوس لیا۔ لوگوں نے کہا ارے تم خون پی رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میں آپ ﷺ کا خون پی رہا ہوں' تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ میرا خون تمہارے خون میں مخلوط ہو گیا۔ تمہیں جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔ (مجمع الزوائد)

آپ ﷺ کا خون مبارک پاک تھا۔ محدثین وائمہ مجتہدین نے آپ ﷺ کے خون مبارک کو پاک طاہر اور عام انسانوں سے الگ قرار دیا ہے۔ مطالب عالیہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے ''طہارۃ دم'' کا باب قائم کر کے صراحۃً اس کی پاکی ظاہر کی ہے۔

☆ علامہ عینی نے عمدہ القاری میں ذکر کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے آپ ﷺ کا خون پی لیا تھا۔ جن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عبداللہ بن زبیر، ابوطیبہ، اور غلام قریش ہیں۔

☆ اسی طرح مالک بن سنان اور آپ ﷺ کے خادم حضرت سفینہ نے جن کا ذکر اوپر گزرا۔ آپ ﷺ خون مبارک پیا تھا۔

☆ آپ ﷺ کے فضلات جس میں خون داخل ہے۔ محقق قول کے اعتبار سے پاک ہے۔ حافظ ابن حجر کے علاوہ عینی نے بھی اسے الیق بلطہارۃ قرار دیا ہے۔ جس سے اس کا پاک ہونا بالکل محقق اور واضح ہے۔

ازل مقام سے پہلے ابد مقام کے بعد
جہاں جہاں پہ خدا ہے وہاں وہاں تیرا نام

(ایوب خاور)

ہمارے رہبر خدا کے دلبر درود تم پر سلام تم پر
تمہیں تو ہو آخری پیمبر درود تم پر سلام تم پر

(بدر ساگری)

خاتم الانبیاء محمد ہیں ابتداء کہیے انتہا کہیے

(بابر احسانی حکیم)

سورج کو جس کے جسم کا سایہ نہیں ملے
یہ وصف حق کے آخری پیغامبر میں ہے

(برگ یوسفی)

قرآن ہے اپنے واسطے دستورِ زندگی
ہر دور میں رہے گی قیادت رسول کی

(بسمل صابری)

بول و براز مبارک اور ان کی طہارت

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جب بیت الخلا تشریف لے جاتے تو کچھ نہ دیکھا جاتا۔ ہاں البتہ خوشبو کی مہک پاتی 'تو میں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہمارے (پیغمبروں کے) اجسام اہل جنت کی روحوں سے پیدا کیے گئے ہیں۔ اس وجہ سے جو چیز نکلتی ہے زمین نگل لیتی ہے۔
اس حدیث کو امام بیہقی نے موضوعات میں قرار دیا ہے مگر امام سیوطی نے اس کے متعدد طرق کو دوسری روایت سے ثابت کر کے معتبر قرار دیا ہے۔ (خصائص کبریٰ)
ابو نعیم کے حوالہ سے امام سیوطی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے معلوم کیا کہ جب آپ ﷺ بیت الخلاء سے فارغ ہو کر نکلتے ہیں تو کچھ نظر نہیں آتا سوائے مشک کی خوشبو کے۔ (خصائص کبریٰ)

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا جب آپ ﷺ بیت الخلاء میں جاتے ہیں تو وہاں کچھ نظر نہیں آتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں نہیں معلوم حضرات انبیاء سے (جو پاخانہ وغیرہ) نکلتا ہے زمین اسے نگل لیتی ہے کچھ نظر نہیں آتا [illegible]

☆ زمین احتراماً آپ ﷺ کے پاخانہ کو نگل لیتی کہ کسی کی نظر نہ پڑے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب پاخانہ کے لئے تشریف لے جاتے تو کچھ نظر نہ آتا، ہاں مگر یہ کہ خوشبو کی مہک مجھے محسوس ہوتی۔ اگر کچھ نکلتا تو زمین اسے نگل لیتی ہے۔ میں نے اس کا ذکر آپ ﷺ سے کیا' تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں نہیں معلوم کہ ہمارے (انبیاء کرام کے) اجسام جنت کی روحوں سے پیدا ہوتے ہیں جو کچھ نکلتا ہے زمین اسے نگل لیتی ہے۔

(بیہقی، دار قطنی، حاکم)

اے ختم رسل تیرے تبسم کی عنایت
گلشن کی تر و تازگی کونین کی دولت

(سعید وارثی)

مچی اک دھوم عالم میں محمد مصطفیٰ آئے
ہوا اتمام دیں جن پر وہ ختم الانبیاء آئے

(عبدالمجید سالک)

سلسلہ ختم نبوت کا ہوا تیرے بعد
پھر نہ لایا کوئی پیغام خدا تیرے بعد

(سجاد رضوی)

سب انبیاء سے پہلے بنا نور آپ کا
لیکن حضور آئے تو سب انبیاء کے بعد

ہر اک سمت سے آتی ہے تیری ہی خوشبو
ہر اک زمانہ' زمانہ تیرے جمال کا ہے

(شہزاد احمد)

دست کرم نے شفقت و اکرام دے دیا

بندوں کو اپنا آخری پیغام دے دیا

(شیخ نکانوی)

حضرت ام ایمن کا بیان

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: آپ ﷺ رات میں بیدار ہوئے گھر کی جانب مٹی کا ایک گھڑا تھا اس میں پیشاب کیا۔ میں رات میں اٹھی۔ مجھے پیاس لگ رہی تھی، مجھے پتہ نہیں تھا (نہ مجھے احساس ہوا) میں نے پی لیا۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے مجھے کہا اے ام ایمن کھڑی ہو اس برتن میں پیشاب ہے اس کو باہر ڈال آؤ۔ میں نے کہا خدا کی قسم! میں نے تو اسے پی لیا۔ آپ ﷺ اتنا مسکرائے کہ دندانِ مبارک ظاہر ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پیٹ میں کبھی درد نہ ہو گا۔

(دلائل ابونعیم/مطالب عالیہ/مجمع الزوائد)

ابن جریج نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کو رات میں پیشاب آتا تو لکڑی کے پیالے میں (جو رکھ دیا جاتا تھا) پیشاب فرماتے تھے۔ جسے بستر کے نیچے رکھ دیا جاتا تھا۔ (چنانچہ آپ ﷺ نے پیشاب کر کے رکھ دیا تھا) آپ ﷺ نے معلوم کیا اس برتن میں کچھ نہیں ہے (پیشاب کیا تھا ہونا چاہیے) تو ایک عورت نے جس کا نام برکت تھا' ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھی، حبشہ سے آئی تھی' بولی پیشاب کہاں تھا (وہ تو پانی تھا) میں نے پی لیا۔ چنانچہ اس کے بعد وہ کبھی بیمار نہ ہوئی۔ ہاں موت کے وقت بیمار ہوئیں جس میں انتقال کر گئیں۔ (خصائص کبریٰ/جمع الوسائل)

یاد رہے! آپ ﷺ کے پیشاب مبارک میں بو نہیں ہوتی تھی، اسی وجہ سے تو خادمہ نے پانی سمجھ کر پی لیا اور احساس تک نہ ہوا اور پوچھنے پر کہنے لگی پیشاب کہاں تھا وہ تو پانی تھا۔ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔ اسی وجہ سے کئی علماء نے آپ ﷺ کے پیشاب یا پاخانہ کو پاک و طاہر تسلیم کیا۔

آپ ﷺ کے جسم اطہر سے خارج ہونے والی چیزیں مثلاً خون پیشاب اور پاخانہ بیشتر حضرات بلکہ جمہور علماء کرام نے پاک مانا ہے۔

محمد نبی سرورِ سروراں حبیبِ خدا ، ختمِ پیغمبراں

کہیں اوّل کہیں آخر محمد مصطفیٰ تم ہو
ہماری ابتداء تم ہو ہماری انتہا تم ہو

ہمیشہ یہ عالم میں گونجا کرے گی
اذانِ محمد نوائے محمد (ﷺ)

اسی کا عکس ہیں سارے جہاں کی تہذیبیں
کہاں نہیں ہے ضیائے محمد عربی (ﷺ)

وہ حسن باطن وہ حسن ظاہر وہ نورِ اوّل وہ نورِ آخر
سدا رہا ہے سدا رہے گا اسی کے زیر اثر زمانہ

علماء اعلام کی تصریحات

بعض اہل علم حضرات نے زعم اور قیاس کی بنیاد پر پاکی سے انکار کرتے ہوئے ناپاک ہونا ذکر کیا ہے' اس لئے پاکی کے سلسلے میں محققین علماء کے اقوال ذکر کئے جاتے ہیں' تاکہ قیاس کی بجائے دلائل وشواہد کی روشنی میں یہ مسئلہ واضح ہو جائے کہ یہ قول کوئی شاذ و غیر محقق نہیں بلکہ ائمہ اربعہ اور دیگر جلیل القدر ائمہ کے اقوال اور بعض کے رائے میں مجمع علیہ قول ہے۔

قاضی عیاض مالکی اس کی تائید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا پیٹ میں درد نہ ہوگا۔ نیز آپ ﷺ نے دوبارہ منع نہیں فرمایا اگر ناپاک ہوتا تو آپ ﷺ ضرور منع فرماتے۔

☆ علامہ خفاجی نسیم الریاض میں ذکر کرتے ہیں:

وقال القاضی اصح القول الطهارة لجميع واختاره كثير من

المتاخرين ثم وقع في فقه الشافعية ايضاً ان حكم فضلات الا نبياء عليهم الصلاة كذلك طاهرةً (جلد نمبر ۱۶۳)

دیکھئے طہارت کے قول کو اصح قرار دے رہے ہیں۔ علامہ خفاجی اس کی وجہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ (شرح صدر کے موقع پر) آپ ﷺ کے پیٹ مبارک کو (جو اس کا ظرف ہے) دھو دیا تھا' اس تطہیر جوف کی وجہ سے اس کے تمام فضلات پاک ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ یہ خصوصیت عام انسانوں کو نصیب نہیں لہٰذا انسانی فضلات پر قیاس کرتے ہوئے اسے ناپاک قرار دینا تحقیق کے خلاف ہوگا۔

☆ علامہ یوسف بنوری ''معارف السنن'' میں اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقد صرح اهل المذاهب الاربعة بطهارة فضلات الانبياء ومن الشافعية ابن حجر في التلخيص الحبير ومن الحنفية ابن عابدين في رد المختار و......و به قال ابو حنيفة (جلد ا صفحہ ۹۸)

دیکھئے ائمہ اربعہ اس کی طہارت کے قائل اور امام قسطلانی اور علامہ عینی کی نقل اور تحقیق کے مطابق یہی قول امام ابوحنیفہ کا ہے۔ پھر تو متبعین احناف کے لئے قیاس کرنے اور غیر طاہر کی گنجائش نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض علماء احناف نے جو نا پاک ہونا راجح قرار دیا ہے ان کو امام صاحب کا قول معلوم نہ ہوگا۔

☆ علامہ بدرالدین الحنفی عمدۃ القاری شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

وقال بعض شراح البخاری في بوله و دمه و جهان الاليق الطهارة و ذكر القاضي حسين في العذرة و جهين (جلد ا صفحہ ۳۵)

علامہ عینی کی بھی رائے طہارت کی ہے۔ اسی وجہ سے امام غزالی کے قول نجاست پر شدید رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''يا للغزالي من هفوات'' پھر پاکی کے دلائل احادیث سے ثابت کیا ہے۔ پھر جو لوگ عام فضلات پر قیاس کرتے ہوئے غیر طاہر کے

قائل ہوئے ہیں۔ان پر شدت سے رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت انبیاء کرام کو غیر انبیاء عامۃ الناس پر ہرگز قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے نہ ہمارا ایسا عقیدہ ہے۔ دیکھئے علامہ عینی کی عبارت:

قلت یلزم من هذا یکون الناس مساوین للنبی علیه الصلوٰة والسلام ولا یقول بذلك الاجاهل غبی ....

☆ علامہ عینی اس درجہ عقیدت رکھتے ہیں کہ اس کے علاوہ کسی تحقیق کو سننے کے لیے اپنے کان کو بہرا قرار دیتے ہیں۔ علامہ شامی درالمختار میں اس کی طہارت کے متعلق لکھتے ہیں:

صحح بعض ائمة الشافعية طهارة بوله صلی الله علیه وسلم وسائر فضلاته وبه قال ابو حنيفة كما نقلها فی المواهب اللدنية عن شرح البخاری للعینی و صرح به البیری فی شرح الاشباه . وقال الحافظ بن حجر تظاهرت الادلة علی ذلك .

☆ یعنی علامہ شامی بھی امام اعظم اور ''کثیر من اصحابنا'' کا قول پاکی کا نقل کر رہے ہیں۔ ملا علی قاری جمع الوسائل میں ذکر کرتے ہیں:

قال ابن حجر و بهذا استدل جمع من ائمتنا المتقدمین و غیر هم علی طهارة فضلاته صلی الله علیه وسلم و هو المختار و فاقاً فالجمع من المتاخرین فقد تکاثرت الادلة علیه وعده الائمة من خصائصه .

ملا علی قاری جمع ''من ائمتنا المتقدمین'' وغیرہم کا قول طہارت کے متعلق لکھتے ہیں۔ پھر اس کی وجہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''وقیل سببه وشق جوفه الشریف و غسل باطنه ﷺ'' یعنی آپ ﷺ کے فضلات کے پاک ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے جوف مبارک کو شق کر کے

دھویا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ دولت اور کسی کو حاصل نہیں لہٰذا آپ ﷺ کے فضلات عام جنس فضلات پر قیاس کرنا درست نہ ہوگا۔

خلاصہ: ماقبل کی ان عبارتوں سے معلوم ہو گیا کہ ائمہ اربعہ۔ متقدمین اور متاخرین کا ایک جم غفیر اور قولوں میں سے ''الاصح'' قول آپ ﷺ کے فضلات کی پاکی کا ہے لہٰذا پاکی کا قول ایک محقق اور جمہور کا قول ہوا۔ اس کے خلاف ناپاک قرار دینا درست نہ ہو گا۔

عرش است کمیں پایہ زایوان محمد جبریل امیں خادم دربانِ محمد

آں ذات خداوند کہ مخفی است بعالم پیدا وعیاں است بچشمانِ محمد

توریت کہ بر موسیٰ و انجیل بر عیسیٰ شد محو۔ بیک نقطہ فرقانِ محمد

از بہر شفاعت چہ اولوالعزم چہ مرسل درحشر زند دست بدامانِ محمد

یک جان چہ کند سعدی مسکیں کہ دوصد جاں سازیم فدائے سگِ دربانِ محمد

(ﷺ)

ایک عاشق رسول ﷺ کے قلم سے

نبی اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک ہر زبان میں پھر نظم و نثر میں اہل محبت نے بیان کیا ہے ہمارے آبائی ضلع حافظ آباد کے ایک عظیم عالم دین اور صاحب قلم بزرگ نے پنجابی زبان میں حلیہ شریف نظم کیا ہے میرے والدِ گرامی علیہ الرحمتہ کے مرشد پاک حضرت پیر محمد اشرف خلیفہ مجاز موہڑہ شریف (مدفون دوھڑ عظمت) اپنی تقریر کے شروع میں بڑی محبت سے جھوم جھوم کر اس میں سے چند اشعار پڑھا کرتے تھے' انہیں اور ان کے مریدین کو ان اشعار کے ساتھ اتنا لگاؤ تھا کہ ابھی آپ پہلا مصرعہ شروع ہی فرماتے تھے کہ پورا مجمع آپ کے ساتھ ہو جاتا اور ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اہل محبت کے لئے حلیہ شریف (منظوم بزبان پنجابی) لکھا جا رہا ہے' لیکن اس سے پہلے اس نامور شخصیت کا مختصر سا تعارف اسی نامور شخصیت کے قلم سے ملاحظہ ہو میری مراد ہے شیخ

الحدیث حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ کے قلم حقیقت رقم سے مخدوم اہل محبت، حکیم اہل سنت حضرت علامہ مولانا غلام احمد وثیر چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ۔ جن کے ساتھ محبت کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لختِ جگر محمد اسلم وثیر صاحب نے اس طرح لکھا ہے:

وہ ہیں شہیدِ نوالِ رحمت — عاشقِ خیر و کمالِ خلقت
شاعرِ حسن و جمالِ حضرت — صلی اللہ علیہ وسلم

سن یہ کلامِ شوق ہے ان کا — شرحِ صدّق بالحسنٰی
تفسیرِ اسرار خلقنا — صلی اللہ علیہ وسلم

فکر میں گہرائی ' نایابی — اور اظہار میں سینہ تابی
جامۂ حرف بیان پنجابی — صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و مفہوم بھی اس کا — نثر میں بھی' منظوم بھی' یکجا
ہیں بزبانِ اُردو ہمراہ — صلی اللہ علیہ وسلم

اسلم کو اعزاز یہ بخشا — ترجمہ و مفہوم سکھایا
اس متبرک ذکر و بیان کا — صلی اللہ علیہ وسلم

حسنِ نبی کا ذکرِ مثالی — نظم کے مندرجاتِ عالی
جیسے بھری پھولوں سے ڈالی — صلی اللہ علیہ وسلم

تعارف مصنف حلیہ شریف

چنانچہ شرف ملت علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: عارف باللہ حضرت مولانا حکیم غلام احمد بن شیر محمد بن جان محمد بن فقیر اللہ (رحمہم اللہ تعالیٰ) موضع سہارن خورد تحصیل وزیر آباد میں پیدا ہوئے۔ اپنے دور کے مشہور افاضل سے علوم دینیہ کی تحصیل کی جن میں سے حضرت مولانا محمد موسیٰ فتح پوری اور مولانا غلام رسول خان علی پور تحصیل وزیر آباد خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں اپنے استاذ حضرت مولانا محمد موسیٰ خلیفہ حضرت مولانا محمد علی مکھڈوی، خلیفہ حضرت پیر پٹھان خواجہ محمد سلیمان تونسوی (قدست اسرارہم) سے

بیعت ہوئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

مولانا غلام احمد اپنے وقت کے عارفِ ربانی اور فاضلِ یگانہ تھے، شعروادب، طب اور خطاطی میں خاصی دسترس رکھتے تھے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ سرورِ عالم ﷺ کے محبِ صادق اور حضوری تھے۔

مولانا غلام احمد قدس سرہ نے تکمیلِ علوم کے بعد موضع کولوتارڑ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں سکونت اختیار کر لی اور یہیں تمام عمر خلقِ خدا کو راہِ خدا دکھانے میں مصروف رہے مولانا کے تشریف لانے سے قبل یہ علاقہ جہالت کا گہوارہ تھا لیکن آپ کی تعلیم سے لوگوں کو دین سے اچھا خاصا لگاؤ پیدا ہو گیا۔ آپ تمام زندگی درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ میں مصروف رہے، حلقہ درس وسیع تھا، جنات بھی آپ سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔

آپ عربی، فارسی اور پنجابی میں شعر کہتے، حلیہ شریف پنجابی منظومہ (۱۲۹۸ھ) اور حلیہ شریف فارسی منظومہ (۱۲۹۹ھ) طبع ہو چکے ہیں، دونوں حلیہ شریف آپ نے سید الانبیاء ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو کر لکھے تھے۔ پنجابی حلیہ شریف کا پہلا بند یہ ہے۔

لکھ کروڑاں حمد الٰہی نعت نبی سردار خدائی

تاج دتا رب اسنوں شاہی صلی اللہ علیہ وسلم

فارسی حلیہ شریف کا پہلا شعر یہ ہے۔

اے کہ تفسیرِ جمال روئے تو شد والضحٰے شرح سیمائے تو والشمس آمدہ اندر بنا

آپ کے منظومہ پنجابی اور فارسی حلیہ شریف کی تفصیلی شرح آپ کے پوتے حضرت مولانا محمد عالم آسی امرتسری نے وضع اطوارِ محمدی کے نام سے لاہور سے شائع کی تھی۔ مولانا غلام احمد کا ایک مصرعہ یہ ہے ع

غلامِ احمدم الحمد للہ

آپ کے پانچ فرزند تھے اور سب اللہ والے تھے، ان میں سے ایک مولوی حافظ

عبدالحمید صاحبِ دل اور صاحبِ علم بزرگ تھے جو موضع راگھوسیداں مضافات کولوتارڑ میں مقیم ہو گئے تھے۔ مولانا عبدالحمید کے ہاں دو فرزند تولد ہوئے (۱) مشہور زمانہ فاضل مولانا محمد عالم آسی نقشبندی مجددی، خلیفہ حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی قدس سرہ، جو امرتسر میں مقیم ہو گئے تھے۔ (۲) مولانا حکیم محبوب عالم مدظلہ، راگھوسیداں میں مقیم ہو گئے ہیں اور غایت درجہ ضعف و نقاہت کے باوجود خدمتِ خلق میں مصروف ہیں، اور اپنے علاقے کے سب سے بڑے طبیب ہیں۔

حضرت مولانا غلام احمد ۱۸/ ربیع الآخر، مارچ (۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء) کو راہی دارِ آخرت ہوئے، مزارِ پُر انوار کولوتارڑ میں ہے۔

حضرت مولانا غلام قادر شائق رسول نگری قدس سرہٗ نے آپ کی تاریخیں کہیں:

۱- برد اللہ مضجعہ حقا (۱۲۹۹ھ)

۲- عالمے فیاض عالم باکمالے بود (۱۲۹۹ھ)

۳- چہ یکسر بود فیاضِ زماں (۱۲۹۹ھ)

(قلمی یادداشت حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمتہ) (اکابر اہل سنت پاکستان)

یاد رہے! اس نظم کے سو بند ہیں اور ہر بند کا اختتام درود پاک پہ ہوتا ہے تو اس طرح ایک بار حلیہ شریف پڑھنے سے سو بار درود پاک کا ثواب بھی ہوتا ہے۔ نظم چار موضوعات پہ مشتمل ہے (۱) نعت (۲۰ بند)، (۲) حلیہ شریف (۶۲ بند)، (۳) برکات حلیہ شریف (۱۰ بند)، (۴) دعا و مناجات (۸ بند) تو لیجئے۔

حلیہ شریف

لکھ کروڑاں حمد الٰہی نعت نبی سردار خدائی
تاج دتا رب اوسنوں شاہی صلی اللہ علیہ وسلم
رب پیدا کیتا اپنا جانی ظاہر وچ صورت انسانی
باطن اندر نور نورانی صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی اندر عالم فانی — نہ ہویا نہ ہے اس ثانی
لاثانی اوہ دوہیں جہانیں — صلی اللہ علیہ وسلم

احسن تقویم رب فرمایا — دیکھو شان نبی دا آیا
شافع امت روز جزایا — صلی اللہ علیہ وسلم

صفت جنہاں دی رحمت عالم — آیت پڑھیو مالم تعلم
سر کنت نبیا رب نوں معلم — صلی اللہ علیہ وسلم

ما کان تا ما سیکون — دیکھو قدرت گونا گونوں
کل ذی علم ہے راہ نمونوں — صلی اللہ علیہ وسلم

علم القرآن بھی آیا — علمک رب آپ سکھایا
ہوالاول و الآخر شان ودھایا — صلی اللہ علیہ وسلم

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کرن روایت — شاہ علی رضی اللہ عنہ تھیں سنو حکایت
فرمایا ہادی راہ ہدایت — صلی اللہ علیہ وسلم

فاستقم قامت وچہ آیا — لاتجعلوا وچہ تعظیم دے پایا
رب اپنیاں اسماں نال بلایا — صلی اللہ علیہ وسلم

حق، نور، عزیز، رحیم — روف، کریم، شہید، عظیم
خبیر، مبین، ولی، علیم — صلی اللہ علیہ وسلم

عفو شکور ہادی جانوں — مومن، مھیمن، خوب پچھانوں
فاتح قاسم خاتم مانوں — صلی اللہ علیہ وسلم

دینہ چن تارے سجدہ کر دے — قدماں اتے متھا دھردے
حور ملائک اوس دے بردے — صلی اللہ علیہ وسلم

یوسف جیہے لکھ غلاماں — دوروں آون کرن سلاماں
میں ول نظر کریں سلطاناں — صلی اللہ علیہ وسلم

یوسف جیہے گھول گھماون | جے اک واری جھاتی پاون
حوراں بھی قربان ہو جاون | صلی اللہ علیہ وسلم
واللہ اعلم رب نوں معلم | شان مبارک سرور ﷺ عالم
جس مارگوائے کافر و ظالم | صلی اللہ علیہ وسلم
کل نبات جے ہوئی کائی | ہوون کل دریا سیاہی
کاتب ہووے کل لوکائی | صلی اللہ علیہ وسلم
لکھ کروڑاں و رہیاں تائیں | لکھن، ہر دم شام صباحیں
اک نعت نبی دی لکھن ناہیں | صلی اللہ علیہ وسلم
بے حساب صلوٰۃ سلاماں | اوپر اس شاہ خاصاں عاماں
آل اصحاباں کل تماماں | صلی اللہ علیہ وسلم

التجا بدرگاہ رحمتِ دوسرا ﷺ

دین دنیا دا توہیں والی | رب شان دتا عالی متعالی
میں بھی دائم رہاں سوالی | صلی اللہ علیہ وسلم
ناہیں ایہ سخیاں دی چالی | در تے آیا موڑن خالی
بھانویں آون لکھ سوالی | صلی اللہ علیہ وسلم

قد مبارک سرورِ دوعالم ﷺ

قد مبارک ربعہ کہندے | سرد باغی شرماندے رہندے
قدماں اتوں جان گھماندے | صلی اللہ علیہ وسلم

رنگت پاک

رنگ سفید تے سرخ اجالا | جو دیکھے ہووے متوالا
ویکھو قدرت حق تعالیٰ | صلی اللہ علیہ وسلم

رنگ مبارک فخم، مفخم جسم جسیم، نسیم مجسم
نور و نور وسیم موسم صلی اللہ علیہ وسلم

جسم اطہر

جسم نورانی سایہ ناہا دینہ چن تارے ہیں گواہا
بھی اوہ ظل اللہ جو آہا صلی اللہ علیہ وسلم
خط باریک سینے وچہ آہا ناف تائیں اس پایا راہا
واہ واہ قدرت ذات الٰہا صلی اللہ علیہ وسلم
باجھ اس خط جو سی متجلّی صاف والاں تھیں جسم معلّیٰ
نور الٰہی تھیں متجلّے صلی اللہ علیہ وسلم
بغلاں حضرت دی خوشبوئی زیادہ کستوری تھیں ہوئی
چودھیں طبق لگی لوئی صلی اللہ علیہ وسلم
جنہیں راہیں حضرت جاون چلے خوشبوئیاں دے آون
مشک، عبیر، عطر شرماون صلی اللہ علیہ وسلم
جسم تے کپڑے حضرت تاہیں مکھی ہر گز بہندی ناہیں
دیکھو قدرت سچے سائیں صلی اللہ علیہ وسلم

لباس مبارک

مدثر تے جان مزمل شرح لباس ہوئی متجمل
کامل، اکمل، نبی مکمل صلی اللہ علیہ وسلم

سر مبارک

سر بزرگ محبوب الٰہی گنجینہ الطاف خدائی
پراسرار بہرائر شاہی صلی اللہ علیہ وسلم

موئے مبارک

وال مبارک بہتے کالے — ناں سدھے ناں گھنڈریالے
زیتوں دے اوہ آہے پالے — صلی اللہ علیہ وسلم
کدے معلق کناں تائیں — موڈھیاں تیک بھی آکھ سنائیں
کدے وچکار اونہاں دیاں جائیں — صلی اللہ علیہ وسلم
واللیل بیان زلفاں دا آیا — حامیماں دا حلقہ پایا
عجب عجیب کمند بنایا — صلی اللہ علیہ وسلم
خم خم اشارت دے — خ ح ج خوشی تھیں ہسے
نور الٰہی چھم چھم وسے — صلی اللہ علیہ وسلم
اک وال مبارک جے ہتھ آوے — دو عالم اس دی قیمت پاوے
تاں وی سستا اوہ وکاوے — صلی اللہ علیہ وسلم

پیشانی مبارک

متھا حضرت بہت کشادہ — روشن نوروں سی آمادہ
بے چین صاف صفا زیادہ — صلی اللہ علیہ وسلم
پڑھ والشمس وضحٰھا — بھی والقمر اذا تلٰھا
والضحٰی تے سورت طٰہٰ — صلی اللہ علیہ وسلم
لوح پیشانی لوح نمونہ — سر الٰہی گونہ گونہ
لکھیا قلم بے چوں چگونہ — صلی اللہ علیہ وسلم

گوش (کان) مبارک

گوش مبارک نرم اویہے — اساناں تھیں سنن سلیہے

وچہ حدیث نبی دی ایہے صلی اللہ علیہ وسلم
دسویں پارے دے وچہ آیت قل اذن دی سنو حکایت
شان کناندی طرف ہدایت صلی اللہ علیہ وسلم

ابرو اور پلکیں مبارک

ابرو دو سن وانگ کماناں لمیاں پلکاں تیر سناناں
کرن شکار خوباں دیاں جاناں صلی اللہ علیہ وسلم
ن والقلم پڑھ سورت بھائی قاب قوسین اشارت آئی
سورہ نجم توں دیکھ گواہی صلی اللہ علیہ وسلم
دو ابرو وچہ اک رگ ظاہر وقت جلال دے ہندی باہر
نسدے اس تھیں کافر ساحر صلی اللہ علیہ وسلم

چشم مبارک

بہت سفیدی بہت سیاہی اکھیں حضرت اندر آہی
بھی وچہ سفیدی سرخی سائی صلی اللہ علیہ وسلم
سرمے باجھوں سرمہ ناکاں پر نور منور ہر دو پاکاں
گذر جاوَں فلک الافلاکاں صلی اللہ علیہ وسلم
ما زاغ البصر دا سرمہ پایا ہویا نور و نور سوایا
ص صفت قرآنوں آیا صلی اللہ علیہ وسلم
سرمہ شوق الٰہی رکھن فوق العرش اوہ ہر دم تکن
تحت الثریٰ بھی ویکھ اوسکن صلی اللہ علیہ وسلم

چشم مبارک

رات انھیری وچہ روشنائی اکھیں حضرت اندر آہی

کچھ چانن دی حاجت ناہی ۔ صلی اللہ علیہ وسلم
اگے پچھے اکو جیہا ۔ ویکھن حضرت صاحب ایہا
بی یبصر رب سچے کیہا ۔ صلی اللہ علیہ وسلم
سورت حجر تے اندر طہ ۔ لا تمدن عینیک گواہا
شان نیناں دے اندر آہا ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

رخسار مبارک

رخسارے بھی بہت نورانی ۔ حوراں ویکھ ہوون قربانی
عاشق کر دے جان فشانی ۔ صلی اللہ علیہ وسلم
دینہہ، چن عکس اونہاندے پاسوں ۔ روشن ہوئے وچہ آ کاسوں
حمد گذارن شکر سپاسوں ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

بینی (ناک) مبارک۔خندہ (ہنسی) مبارک

نک کنڈھارا اچا دسے ۔ نور الہی چھم چھم وسے
منہ تبسم ہاسا ہسے ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

لب مبارک۔کلام مبارک

ہونٹھ مبارک سرخ درخشاں ۔ چھپدے اونہاں تھیں لعل بدخشاں
سخن الاون در درفشاں ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

دندان مبارک

لیں علامت دند مبارک ۔ چمکن روشن مثل بوارق
آہے اونہاں تھیں عجب خوارق ۔ صلی اللہ علیہ وسلم
بحر النور تھیں آہے موتی ۔ خوبصورت جیہی لڑی پروتی
شوق الہی دم دم دھوتی ۔ صلی اللہ علیہ وسلم

وتھ دنداں وچہ سوہنی آہی — حضرت جد دی سخن الائی
عکس دنداں چمکار وکھائی — صلی اللہ علیہ وسلم
موتیاں دنداں دا چمکارا — ملکاں کیتا جدوں نظارا
سجدے ڈگا عالم سارا — صلی اللہ علیہ وسلم

دہن مبارک۔ زبان مبارک۔ نطق مبارک

ضلیع الفم ہے صفت اونہاندی — زبان فصیح ملیح جھیاندی
ہر دم ذکر اللہ الاندی — صلی اللہ علیہ وسلم
ما ینطق عن الھوٰی ہے آیت — یســــرنــــا بھی ویکھ ہدایت
شرح زبان دی کرو درائت — صلی اللہ علیہ وسلم
نہ ناں کرن اوہ کدی زبانوں — باجھ شہادت کلمے جانوں
خلق عظیم ہے اس دے شانوں — صلی اللہ علیہ وسلم

ریش (داڑھی) مبارک

مٹھ برابر ریشِ پیغمبر — نور نورانی مشک معنبر
لاثانی وچہ دھرتی امبر — صلی اللہ علیہ وسلم

ٹھوڑی مبارک

غبغب سی اک چشمہ زم زم — عاشق پیندے شربت دم دم
نور الٰہی وسدا چھم چھم — صلی اللہ علیہ وسلم

شانے (کندھے) مبارک

موڈھے شانے حضرت بھارے — زور آور وچہ عالم سارے
آہے سوہنے اپن پارے — صلی اللہ علیہ وسلم

مہرِ نبوت

ختم پیغمبراں مہر نبوت　　وچہ کتفین مبارک حضرت
بخشی سی رب نال سطوت　　صلی اللہ علیہ وسلم
انڈے وانگوں صورت آہی　　بہت کتابیں دین گواہی
وچہ کلمہ لکھیا قلم الٰہی　　صلی اللہ علیہ وسلم

بازو مبارک

بازو دراز، توانا، بھارے　　ہر دو سوہنے اپن پارے
جان تصدق کرن پیارے　　صلی اللہ علیہ وسلم

کلائیاں مبارک

وینیاں لمیاں آکھ سنائیں　　خوب سوہانڈیاں حضرت تائیں
صفت جہاندی مکدی ناہیں　　صلی اللہ علیہ وسلم

ہاتھ مبارک

انگشتاں نرم دراز نبی دی　　تلی کشادہ سروہی دی
لا تجعل ویکھ کلام الٰہی　　صلی اللہ علیہ وسلم
حاتم جیہے لکھ سوالی　　جو آون ناں جاون خالی
ایہو حضرت دی سی چالی　　صلی اللہ علیہ وسلم

ہاتھ مبارک

سابے دی ویکھ بشارت　　چن دو کھن ہو نال اشارت
اپنا آپ کرایا غارت　　صلی اللہ علیہ وسلم

سینہ مبارک

سوہنی صورت اپن پارا سینہ چوڑا سرو سہارا
الم نشرح دیکھ آخری پارا صلی اللہ علیہ وسلم
افمن شرح اللہ بھی آیا شان نبی دا رب ودھایا
دن دن ہویا سوا سوایا صلی اللہ علیہ وسلم

پشت مبارک

پشت مبارک تاج رسولاں پشت پناہ ہے رب سب مقبولاں
تکیہ گاہ ہے اساں ملولاں صلی اللہ علیہ وسلم
انقض ظہرک پڑھ قرآنوں ورفعنا شان نبی دا جانو
بخرہ پاون اہل ایمانوں صلی اللہ علیہ وسلم

شکم مبارک

ستر آہے پر دے نوری ہر دم رہندے خاص حضوری
صاف شکم پر صبر صبوری صلی اللہ علیہ وسلم

قدم مبارک

پلیاں نرم قدم سی بھارے دھرتی اتے لگن سارے
رب قدرت اپنی نال سنوارے صلی اللہ علیہ وسلم
نرم اڈی دا ماس اویہا رخسارے حوراں دے جیہا
کیتا قدرت قادر کیہا صلی اللہ علیہ وسلم
جتھے حضرت قدم ٹکاندے گھر کوچے بازار سہاندے
پتھر سارے موم ہو جاندے صلی اللہ علیہ وسلم

رفتار مبارک

حضرت جد وی ٹر دے آہے — جیوں اچیوں پانی نیویں آوے
واصبا رہندی وچ راہے — صلی اللہ علیہ وسلم
ٹردے طرف زمین دی تکن — اکثر نظر قدم ول رکھن
شربت شوق الٰہی چکھن — صلی اللہ علیہ وسلم

برکات حلیہ پاک صاحب لولاک ﷺ

(عالم دنیا میں)

حلیہ سرور عالم پڑھنا — معناً لقا حضرت دا کرنا
شوق رسول اللہ وچہ مرنا — صلی اللہ علیہ وسلم
جو کوئی حلیہ پڑھے پڑھاوے — یا گھر اندر رکھ رکھاوے
وچہ حمائت رب دی آوے — صلی اللہ علیہ وسلم
شیطاں اوتھے مول نہ جاندا — ظالم ہرگز پیر نہ پاندا
اوتھے سایہ سرور رہندا — صلی اللہ علیہ وسلم
صورت نامہ پڑھنے والا — دوہیں جہانیں رہے سکھالا
شوق الٰہی وچہ متوالا — صلی اللہ علیہ وسلم
اوہ مشتاق نبی دا ہووے — صورت نامہ پڑھ پڑھ روے
آخر اوس زیارت ہووے — صلی اللہ علیہ وسلم

(عالم برزخ میں)

اوکھ تے نزع عذاب قبر دا — آسان ہووے ہول حشر دا
صدقہ حضرت خیر بشر دا — صلی اللہ علیہ وسلم
وقت نزع آسان وکھاون — وچہ قبر نہ کیڑے کھاون

لیکھا اس توں مول نہ چاہوں — صلی اللہ علیہ وسلم
قبر اس باغ بہشت کشادہ — نعمت ہر اوس نوں آمادہ
ہر دم فضل الٰہ زیادہ — صلی اللہ علیہ وسلم

(عالم آخرت میں)

نال صدق جو اوس نوں پڑھدا — دوزخ تھیں اوس ہووے پردہ
بے پرسش وچہ بہشتاں وڑدا — صلی اللہ علیہ وسلم
برکت نبی کریم ﷺ سہارے — پُل تھیں رب آسان اتارے
نال فضل رب جنت واڑے — صلی اللہ علیہ وسلم

دعاو مناجات بحضور قاضی الحاجات جل شانہ،

یا رب تو ہیں سچا سائیں — میریاں کریں قبول دعائیں
مینوں پاک رسول ملائیں — صلی اللہ علیہ وسلم
میں خستہ حال شکستہ بانہاں — غریق عمیق دریا گناہاں
بے آوے سردار ملاحاں — صلی اللہ علیہ وسلم
بیڑا میرا پار اتارے — اپنی مجلس اندر واڑے
سارے میرے کم سنوارے — صلی اللہ علیہ وسلم
ایہہ غلام قدیم کمینہ — خواہش مند ہے شہر مدینہ
رب ملائے یار نگینہ — صلی اللہ علیہ وسلم
احمد دا غلام سدا واں — در در دے کیوں دھکے کھاواں
رو رو طرف مدینے جاواں — صلی اللہ علیہ وسلم
رب نظر کرم دی بے فرماوے — ایہہ غلام مقاصد پاوے
فائز مطلب نوں ہو جاوے — صلی اللہ علیہ وسلم

یا رب پاک رسول ملائیں ۔۔۔ پڑھنے سننے والیاں تائیں

دل دیاں آساں سب پوجائیں ۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم

یا رب پڑھنے سننے والا ۔۔۔ دوہیں جہانیں رہے سکھالا

برکت کلمے طیب اعلیٰ ۔۔۔ صلی اللہ علیہ وسلم

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
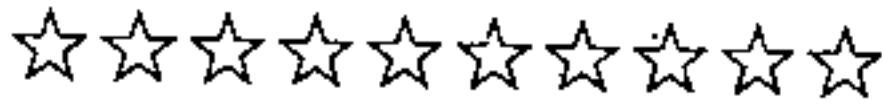
شہد سے میٹھا ہے محمد (ﷺ) نام

شہد سے میٹھا ہے محمد نام
شہد سے میٹھا ہے محمد نام

میم مئے توحید پلائے اور ''ح'' حق سے آ کے ملائے
دوسری میم یاد دلائے اور یہ ''د'' محمد یارو
دور کرے آلام
شہد سے میٹھا ہے محمد نام

میم سے ہیں ہر دُکھ کے مداوا ح سے حامی ہے بے چارہ
دوسری میم یتیم کی ملجاء ''د'' بچا کر دوزخ سے
فردوس کا دے پیغام
شہد سے میٹھا ہے محمد نام

میم سے ہیں محبوب وہ ربّ کے ح سے حاکم عرب و عجم کے
دوسری میم سے مالک سب کے ''د'' سے داتا دونوں جہاں پر
جود ہے ان کا عام
شہد سے میٹھا ہے محمد نام

میم محبت کے مئے لایا ''ح'' نے حق کا جام پلایا
دوسری میم نے مست بنایا ''د'' سے دل میں بشیرؔ کے ان کی
یاد ہے صبح و شام
شہد سے میٹھا ہے محمد نام